محاسبۂ قادیانیت

- حضرت مولانا محمد نافع مرحوم
- مولانا محمد شفیع جوشؔ
- مولانا فضل الرحمٰن
- جناب محمد سلیم ساقی ایم اے
- مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد
- حضرت مولانا اللہ وسایا
- جناب حافظ محمد ثاقب مرحوم
- جناب چوہدری محمد خلیل گجرات
- مولانا حکیم عبدالرسول بجوی
- جناب عابد حسین صدیقی
- مولانا قاضی محمد ضیاء الحق
- جناب چوہدری محمد شریف خالد
- جناب حشمت اللہ قریشی
- جناب سید عبدالحفیظ شاہ

جلد ۵

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد پنجم (۵)

مصنفین : حضرت مولانا محمد نافع مرحوم

مولانا فضل الرحمٰن

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد

جناب حافظ محمد ثاقب مرحوم

مولانا حکیم عبدالرسول بکھروی

مولانا قاضی محمد ضیاء الحق

جناب حشمت اللہ قریشی

مولانا محمد شفیع جوش

جناب محمد سلیم ساقی ایم.اے

حضرت مولانا اللہ وسایا

جناب چوہدری محمد خلیل گجرات

جناب عابد حسین صدیقی

جناب چوہدری محمد شریف خالد ایڈووکیٹ

جناب سید عبدالحفیظ شاہ

مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

صفحات : ۵۲۸

قیمت : ۳۵۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : اکتوبر ۲۰۱۶ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست رسائل مشمولہ.....محاسبہ قادیانیت جلد ۵

☆.....	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱.....	مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین	حضرت مولانا محمد نافع مرحوم	۹
۲.....	قادیانی لاہوری مرزائی دائرہ اسلام سے خارج کیوں ہیں، علمی جائزہ	مولانا فضل الرحمٰن	۱۶۱
۳.....	پاکستانی شمسی توانائی کا نظام تباہ کر دیا گیا	مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد	۱۹۵
۴.....	قانون گستاخ رسول تاریخ کے آئینہ میں	// // //	۲۰۱
۵.....	مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور ڈویژن کے کارہائے نمایاں	// // //	۲۲۳
۶.....	مرزائی عزائم اور ایک درخواست	// // //	۲۳۷
۷.....	اسلام، ملت، وطن اور تعلیم کے مفاد میں سیکرٹری تعلیم پنجاب کو برطرف کر دیا جائے	// // //	۲۴۹
۸.....	قادیانیت کا اصلی چہرہ	جناب حافظ محمد ثاقب مرحوم	۲۵۳
۹.....	پنجابی نبی کے کارنامے	// // //	۲۵۷
۱۰.....	تازیانہ نقشبندیہ بر فرقہ غلمدیہ	مولانا حکیم عبدالرسول بکھروی	۲۶۱
۱۱.....	اتمام الحجۃ عن عقیدہ ختم نبوت یعنی آیت خاتم النبیین اور احادیث ختم نبوت	مولانا قاضی محمد ضیاء الحق	۳۲۹
۱۲.....	مہدی اور مسیح دو جدا جدا فرد ہیں	جناب حشمت اللہ قریشی	۳۸۷
۱۳.....	مرزائے قادیان کی تحریف قرآن	مولانا محمد شفیع جوش	۳۹۵
۱۴.....	مرزا قادیانی کا پوسٹ مارٹم	جناب محمد سلیم ساقی ایم.اے	۴۰۳
۱۵.....	مرزا طاہر قادیانی خلیفہ ربوہ کے چیلنج کو چیلنج	// // //	۴۵۱
۱۶.....	مباہلہ کا چیلنج قبول ہے، قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کے نام کھلا خط	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴۷۱
۱۷.....	قادیانی مکفرین ومکذبین کو مباہلہ کا منہ توڑ جواب اور چیلنج قبول	جناب چوہدری محمد خلیل گجرات	۴۹۳
۱۸.....	قادیانیوں کی طرف سے دیئے گئے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان	جناب عابد حسین صدیقی	۵۰۷
۱۹.....	قادیانیوں کی دعوت مباہلہ تجزیہ ورد عمل	جناب چوہدری محمد شریف خالد	۵۱۱
۲۰.....	مباہلہ کا کھلا جوابی چیلنج	جناب سید عبدالحفیظ شاہ	۵۱۷
۲۱.....	ایک مذہبی غدار کی تلاش	مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور	۵۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمدللہ و کفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ۰ امابعد!

۱..... جولائی ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں نے الفضل کا خاتم النبیین کا نمبر شائع کیا امت کے اکابر واسلاف کی عبارتوں میں تحریف کر کے ان کو اجرائے نبوت کا قائل قرار دیا۔ ان کے اس نئے دجل کو جن حضرات نے پارہ پارہ کرنے کے لئے قلم اٹھایا، ان میں جامعہ آباد، محمدی شریف، ضلع چنیوٹ کے حضرت مولانا محمد نافع مرحوم (وفات ۳۰/دسمبر ۲۰۱۴ء) بھی تھے۔ آپ نے ''مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین'' کے نام پر رسالہ شائع فرمایا۔ یہ ۱۹۵۲ء کی بات ہے۔ قریباً پچاس سال بعد آپ نے اپنے شاگرد مولانا مشتاق احمد چنیوٹی مرحوم (مدفون مکہ) کو حکم فرمایا تو بہت سے اضافوں کے ساتھ جنوری ۲۰۰۷ء میں دوبارہ شائع ہوا۔

۲..... مسجد مبارک اسلامیہ کالج لاہور کے خطیب اور اہل حدیث مکتب فکر کے رہنما مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے ''قادیانی لاہوری مرزائی دائرہ اسلام سے خارج کیوں ہیں، علمی جائزہ'' نامی کتابچہ تحریر فرمایا۔

۳/۱..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے امیر مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے ایک اخباری رپورٹ کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا جس کا نام ''پاکستانی شمسی توانائی کا نظام تباہ کر دیا گیا'' رکھا۔

۴/۲..... مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے ''قانون گستاخ رسول تاریخ کے آئینہ میں'' کے نام سے پمفلٹ مرتب کیا۔

۵/۳..... مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے ''مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور ڈویژن کے کارہائے نمایاں'' کے نام سے رسالہ مرتب کیا۔

۶/۴..... مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے ''مرزائی عزائم اور ایک درخواست'' جنرل ضیاء الحق کو بھجوائی۔ بعد میں اسے پمفلٹ کی شکل میں شائع بھی کیا۔

۷/۵..... ایک پمفلٹ ''اسلام، ملت، وطن اور تعلیم کے مفاد میں سیکرٹری تعلیم پنجاب کو برطرف کر دیا جائے'' حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے شائع کیا۔

۸/۱..... ''قادیانیت کا اصلی چہرہ'' مرتبہ جناب حافظ محمد ثاقب صاحب مرحوم گوجرانوالہ۔

۹/۲..... ''پنجابی نبی کے کارنامے'' مرتبہ حافظ محمد ثاقب مرحوم۔

۱۰..... ''تازیانہ نقشبندیہ بر فرقہ غلمدیہ'' ۱۹۰۶ء کے الحکم قادیان میں ایک قادیانی نے اپنے مضمون میں نقشبندیہ حضرات کو تنقید کے نشانہ پر رکھا۔ اس وقت کے مشائخ نقشبندیہ کے نامور بزرگ مولانا حکیم عبدالرسول بکھروی حنفی نقشبندی مجددی نے قلم اٹھایا اور یہ کتاب مرتب فرمادی۔ یہ کتاب ملعون قادیان کے زمانہ میں لکھی گئی۔ ایک صدی سے زیادہ اس پر زمانہ بیت گیا۔ آج دوبارہ اس کی اشاعت پر ہمیں جتنی خوشی ہو رہی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

۱۱..... ''اتمام الحجة عن عقیدہ ختم نبوت یعنی آیت خاتم النبیین اوراحادیث ختم نبوت'' مولانا قاضی محمد ضیاء الحق (ایم.اے) خطیب فیصل مسجد دی مال پشاور کا مرتب کردہ پمفلٹ ہے۔

۱۲..... جناب حشمت اللہ قریشی صاحب نے شیعہ وسنی کتب کے حوالہ سے ''مہدی اور مسیح دو جداجدا فرد ہیں'' پمفلٹ لکھا۔

۱۳..... مولانا محمد شفیع جوش خطیب ایف بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور نے ''مرزائے قادیان کی تحریف قرآن'' کے نام سے پمفلٹ لکھا۔

۱۴/۱..... جناب محمد سلیم ساقی (ایم.اے) نے ''مرزا قادیانی کا پوسٹ مارٹم'' کے نام سے کتابچہ تحریر کیا۔

۱۵/۲..... جون ۱۹۸۸ء میں قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے جن مسلمانوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا ان میں جناب محمد سلیم ساقی بھی تھے۔ انہوں نے ''مرزا طاہر قادیانی خلیفہ ربوہ کے چیلنج کو چیلنج'' کے نام سے جوابی پمفلٹ تحریر کیا۔

۱۶..... مرزا طاہر کے مباہلہ کے چیلنج کے پمفلٹ کے جواب میں فقیر اللہ وسایا راقم الحروف نے جواب تحریر کیا۔ ''مباہلہ کا چیلنج قبول ہے، قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کے نام کھلا خط''

۱۷..... گجرات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر جناب چوہدری محمد خلیل قادری مرحوم نے

مرزا طاہر کے مباہلہ کے جواب میں ''قادیانی مکفرین ومکذبین کو مباہلہ کا منہ توڑ جواب اور چیلنج قبول'' کے نام سے پمفلٹ تحریر کیا۔

۱۸..... اٹک مجلس ختم نبوت کے ذمہ دار جناب عابد حسین صدیقی نے مرزا طاہر کے مباہلہ کے جواب میں ''قادیانیوں کی طرف سے دیئے گئے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان'' کے نام سے پمفلٹ تحریر کیا۔

۱۹..... جناب چوہدری محمد شریف خالد ایڈووکیٹ شیخوپورہ نے مرزا طاہر کے مباہلہ کے جواب میں ''قادیانیوں کی دعوت مباہلہ تجزیہ وردعمل'' کے نام سے پمفلٹ تحریر کیا۔

۲۰..... جناب سید عبدالحفیظ شاہ ضلع ٹھٹھہ نے مرزا طاہر کے مباہلہ کے جواب میں رسالہ تحریر کیا۔ ''مباہلہ کا کھلا جوابی چیلنج''

۲۱..... دی ارائیول برٹش ایمپائر ان انڈیا کی رپورٹ کا ایک اقتباس مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور نے ''ایک مذہبی غدار کی تلاش'' کے نام سے شائع کیا۔ یہ اکیس رسائل ''محاسبہ قادیانیت'' کی جلد پنجم میں شامل اشاعت ہیں۔ جن میں:

۱.....	حضرت مولانا محمد نافع مرحوم	کا	۱ رسالہ
۲.....	مولانا فضل الرحمٰن	کا	۱ رسالہ
۳.....	مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد	کے	۵ رسائل
۴.....	جناب حافظ محمد ثاقب مرحوم	کے	۲ رسائل

۵.....	مولانا حکیم عبدالرسول بکھروی	کا	۱	رسالہ
۶.....	مولانا قاضی محمد ضیاء الحق	کا	۱	رسالہ
۷.....	جناب حشمت اللہ قریشی	کا	۱	رسالہ
۸.....	مولانا محمد شفیع جوش	کا	۱	رسالہ
۹.....	جناب محمد سلیم ساقی ایم.اے	کے	۲	رسائل
۱۰.....	فقیر راقم اللہ وسایا	کا	۱	رسالہ
۱۱.....	جناب چوہدری محمد خلیل گجرات	کا	۱	رسالہ
۱۲.....	جناب عابد حسین صدیقی	کا	۱	رسالہ
۱۳.....	جناب چوہدری محمد شریف خالد ایڈووکیٹ	کا	۱	رسالہ
۱۴.....	جناب سید عبدالحفیظ شاہ	کا	۱	رسالہ
۱۵.....	مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور	کا	۱	رسالہ

گویا پندرہ حضرات کے کل ۲۱ رسائل

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۲۹ر ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ، مطابق ۲ر اکتوبر ۲۰۱۶ء

مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین

حضرت مولانا محمد نافع مرحوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

پیش لفظ	۱۴
حرف آغاز	۱۶
تمہید	۱۷
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر غلط الزام اور اس کا جواب	۱۸
مرزائی مفسر کی شہادت	۲۲
''لانبی بعدہ'' کا صحیح معنی	۲۵
دو الزامی جوابات	۲۵
سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بہتان اور اس کا جواب	۲۶
قادیانی الزام	۲۶
استدراک.....ختم نبوت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مزید روایات	۲۸
شیخ محی الدین ابن عربی پر اجرائے نبوت کا الزام اور اس کا جواب	۲۹
حضرات صوفیاء کرام اور مسئلہ ختم نبوت	۳۶
شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	۳۶
صوفیائے کرام کے شطحیات	۳۷
مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ	۴۰
کسی ولی کو نبوت نہ ملنے پر چھ حوالے	۴۱
عقیدۃ الامت سے چند اقتباس	۴۲
ختم نبوت کے متعلق ابن عربی کی وضاحت	۴۵
شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف تعبیر کیوں اختیار کی؟	۴۵
امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب	۴۷
استدراک.....قادیانی استدلال کی مزید تحقیق	۴۸
حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار مثنوی سے بے جا استدلال	۵۰
استدراک.....ایک شعر کی تحقیق	۵۱
مولانا روم کا عقیدۂ ختم نبوت	۵۲

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ ختم نبوت	۶۵
قادیانی دجل	۶۵
ختم نبوت کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے تین حوالے	۶۶
مدعی نبوت کے کافر ہونے کا فتویٰ	۶۷
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت	۶۷
استدراک.....لوعاش ابراہیم کا پس منظر	۶۸
موضوعات کبیر کی عبارت کا تجزیہ	۷۰
عقیدۃ الامت سے ایک اقتباس	۷۳
امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کیا اجرائے نبوت (مستقلہ یا غیر مستقلہ) کے قائل ہیں؟	۷۵
استدراک.....عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کی مزید عبارات	۷۷
قادیانیوں سے ایک سوال	۷۸
عقیدۃ الامت سے ایک اقتباس	۷۹
قادیانی مغالطہ	۸۰
مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا تجزیہ	۸۳
تنقیص سلف	۸۳
ظلی اتحاد	۸۴
بروز و تناسخ	۸۶
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اجرائے نبوت کا بہتان اور اس کا جواب	۸۷
استدراک...عقیدہ ختم نبوت کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ کے مزید حوالہ جات	۸۹
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ختم نبوت	۹۲
مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح	۹۴
مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حاصل مطالعہ	۹۷
حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک	۹۹
ایک شبہ اور اس کا جواب	۱۰۳
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی سے ایک استفتاء اور اس کا جواب	۱۰۵
معنی ختم نبوت کی وضاحت علوم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں.....استفتاء	۱۰۵

حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ پر اجرائے نبوت کا افتراء عظیم	۱۱۴
استدراک.....علامہ افغانی کی تحقیق	۱۱۶
مولانا مونگیری کی وضاحت	۱۱۶
تتمۂ بحث.....امام ابن حجر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ پر غلط الزام اور اس کا جواب	۱۱۷
قادیانی الزام	۱۱۷
شیخ سید عبدالکریم جیلی پر غلط الزام اور اس کا جواب	۱۱۹
علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر غلط الزام اور اس کا جواب	۱۲۱
قادیانی الزام	۱۲۱
قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام	۱۲۲
قادیانیوں کا دجل وفریب	۱۲۳
قادیانیوں سے مطالبہ	۱۲۴
اقوال بزرگاں کی تحقیق	۱۲۴
مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی تحقیقات	۱۲۵
عبارات صوفیاء کی تحقیق کا مقصد	۱۲۵
مرزائی مذہب میں اقوال سلف کی حقیقت	۱۲۵
صوفیاء کرام کا اسلوب	۱۲۶
قادیانیوں کو چیلنج	۱۲۸
اقوال بزرگاں مرزا قادیانی کی نظر میں	۱۲۸
قادیانی سے ایک سوال	۱۲۹
قادیانیوں کو نصیحت	۱۲۹
برادران اسلام سے ایک ضروری گزارش	۱۳۰
ہبیرہ بن یریم کی روایت اور اس پر کلام	۱۳۱
روایت پر جرح	۱۳۱
امام مالک کی طرف ایک غلط انتساب	۱۳۲
ابن حزم کا تفرد	۱۳۳
بعض مصری علماء کے مغالطات اور ان کا جواب	۱۳۴
حافظ ابن کثیر کی عبارت	۱۳۴
مصری علماء کے مغالطے	۱۳۴

مذکورہ عبارت کا خلاصہ	۱۳۵
پہلے نکتہ کا جواب	۱۳۵
معترضین کے دوسرے اعتراض کا جواب	۱۳۷
تیسرے اعتراض کا جواب	۱۳۷
چوتھے اعتراض کا جواب	۱۳۸
پانچویں اعتراض کا جواب	۱۳۸
ضمیمہ نمبر:۲ ..... مسئلہ نسخ اور امت مرزائیہ	۱۴۰
اثبات نسخ میں پہلی آیت	۱۴۱
دوسری آیت	۱۴۲
تیسری آیت	۱۴۲
نسخ کے لغوی واصطلاحی معنی کا فرق	۱۴۳
جمہور مفسرین کا اظہار خیال	۱۴۴
ضمیمہ نمبر:۳ ..... مدعیان نبوت	۱۴۷
پس منظر	۱۴۸
اس صورتحال کے پیش نظر	۱۴۸
مسیلمہ کی مدینہ طیبہ میں آمد	۱۴۹
ثابت ابن قیس کی چند خصوصی کیفیات	۱۵۰
حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۵۱
قتال یمامہ الخ	۱۵۲
جنگ یمامہ کی اہمیت	۱۵۵
اس دور کے چند اہم واقعات	۱۵۶
سجاح بنت حارث تمیمی	۱۵۶
الاسود العنسی	۱۵۶
الاسود العنسی کے دور میں النعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر کا واقعہ شہادت	۱۵۸
العنسی کے دور کا ایک دیگر اہم واقعہ	۱۵۸
طلیحہ بن خویلد اسدی	۱۵۹
اختتام بحث	۱۶۰

پیش لفظ

قادیانیت انگریزی حکومت کا پروردہ فتنہ ہے جسے ایک گہری سازش کے تحت مسلمانوں میں پیدا کیا گیا اور پروان چڑھایا گیا۔ اس گروہ نے دام ہم رنگ زمین بچھا کر مسلمانوں میں نقب لگائی۔ مسلمانوں جیسے نام واصطلاحات اختیار کیں۔ قرآن وحدیث میں تحریف وتاویل اور تغیّر وتبدّل کے وہ طریقے اختیار کئے جو بے مثال ہیں۔ علمائے امت نے اس فتنہ کے آغاز ہی سے ہر اعتبار سے مقابلہ کیا۔ مناظرہ ومباہلہ، بحث وتمحیص، تحریر وتقریر، دعوت وتبلیغ کے ذریعہ افرادی واجتماعی طور پر قادیانیوں کو سمجھایا۔ مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ قادیانیوں کو عدالتوں کے کٹہروں میں لائے۔ قومی اسمبلی کے فورم سے انہیں کافر قرار دلوایا۔ قادیانی کسی جگہ ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ **فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء!**

اس دجالی گروہ نے جب قرآن وحدیث کو تحریفات سے آلودہ کرنے کی کوششیں کیں تو بزرگان امت ان سے کب بچ سکتے تھے۔ سو انہوں نے چودہ صدیوں کے مسلم اکابر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین، متکلمین اور صوفیاء کرام کے اقوال وعبارات کو خودساختہ معانی پہنائے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی نامشکور کی۔

بزرگان دین کا علمی اعتبار سے دفاع اور قادیانی مکروفریب کو واضح کرنے والے بزرگوں میں جہاں دیگر بہت سے علماء ومشائخ کے نام ہیں وہاں ایک نام نامی استاذ مکرم حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ قادیانیوں نے ۱۹۵۲ء میں روزنامہ ''الفضل'' لاہور کا خاتم النّبیین نمبر شائع کیا تھا جس میں حسب عادت انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وبزرگان دین پر الزام لگایا کہ وہ عقیدہ اجرائے نبوت میں العیاذ باللہ ان کے ہم نوا ہیں۔ ان الزام تراشیوں کے حوالہ سے تین حضرات نے قلم اٹھایا اور خالص تحقیقی انداز میں قادیانی دجل وفریب کا تعاقب کیا۔

۱..... فضیلۃ الشیخ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب (پی.ایچ.ڈی لندن)

۲..... مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

۳..... مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ

علامہ صاحب کی کتاب مفصل ہے۔ دوسرے دونوں حضرات کی تحریریں مختصر ہیں۔ ۱۹۸۰ء کے بعد استاذ مکرم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ بھی اس موضوع پر شائع ہوا۔ استاذ مکرم مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ سے احقر کا دیرینہ رابطہ ہے اور آپ بھی احقر سے شفقت واعتماد کا

معاملہ فرماتے ہیں۔اس دیرینہ تعلق کے پیش نظر انہوں نے احقر کو حکم دیا کہ ان کا رسالہ ''مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین'' جو ۱۹۵۳ء میں شائع ہوا تھا اور اب نایاب ہے، اسے دوبارہ شائع کرانا ہے۔اس لئے احقر اس میں مزید تحقیقات کو سمودے اور علامہ خالد محمود (جن سے استاذ مکرم کے بہت پرانے روابط ہیں) کی کتاب سے خصوصی طور پر استفادہ کرے۔

احقر کو اگرچہ اپنی علمی کم مائیگی کا احساس ہے۔لیکن ''الامر فوق الادب'' کے تحت تعمیل حکم میں کوئی دیر نہیں کی اور اپنی تمام علمی مصروفیات معطل کر کے اس کام کو مکمل کیا ہے۔''مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین'' کی ترتیب نو میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۱..... استاذ مکرم کی تحریر اور اپنی تحریر میں فرق رکھنے کے لئے ہر موضوع کے تحت استدراک کا عنوان قائم کر کے اپنی تحریر کا آغاز کیا ہے۔

۲..... مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف سے خصوصی استفادہ کیا ہے۔

۳..... آپ کے حکم کے مطابق دو تین مقامات پر علامہ صاحب کی کتاب سے خصوصی استفادہ کیا ہے۔

۴..... احقر نے قادیانیوں کے پیش کردہ حوالہ جات کی تحقیق کے لئے اکثر مقامات پر اصل کتابوں کی طرف رجوع کیا ہے۔نقل در نقل پر اعتماد نہیں کیا۔

۵..... مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ مستقلاً اس موضوع پر کچھ نہیں لکھا، لیکن ان کی کتاب ''تحفۂ قادیانیت'' میں مختصر و جامع تجزیہ کئی مقامات پر موجود ہے۔اس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۶..... ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے چودہ جلدوں[1] میں اکابر علماء کرام کے جو نایاب رشحات قلم شائع کئے ہیں ان کو مکمل طور پر ایک نظر دیکھ کر بعض جلدوں کے بعض مقامات سے استفادہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔آمین!

مشتاق احمد

۳/اپریل ۲۰۰۶ء، ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ

---

[1] یہ کتاب ''احتساب قادیانیت'' ۶۰ جلدوں میں مکمل ہوئی ہے۔اس کے بعد اب ''محاسبہ قادیانیت'' کے نام سے یہ سلسلہ جاری ہے۔(مرتب)

حرف آغاز

از: حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قیام پاکستان کے بعد جولائی ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں نے اپنے روزنامہ اخبار ''الفضل'' لاہور کا ''خاتم النبیین نمبر'' شائع کیا تھا۔ اس میں انہوں نے اسلام کے اکابرین حضرات پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ حضرات بھی اجرائے نبوت کے قائل ہیں جس طرح کہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ان الزامات کے جواب کے لئے بندہ نے ایک مختصر سا رسالہ ''مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہ'' مرتب کیا تھا اور اس میں قادیانیوں کے ان الزامات کے بالاختصار جوابات پیش کئے تھے۔ بعدہ بندہ تعلیم وتدریس اور دیگر تالیفات میں مصروف رہا اور اس مسئلہ پر مزید کچھ تحریر نہیں کر سکا۔ لیکن اس بات کی ضرورت تھی کہ اس رسالہ کو از سر نو باصلاح وترمیم اور جدید اضافہ جات کے ساتھ مرتب کیا جائے تاکہ یہ مضمون تکمیل کو پہنچ سکے۔

چونکہ بندہ اس وقت علالت اور ضعف طبع کے باعث اس کام کی تکمیل نہیں کر سکتا تھا اس لئے اپنے عزیز مولانا مشتاق احمد صاحب (مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ) کو اس کام کے مکمل کرنے کے لئے آمادہ کیا۔

عزیز موصوف ان مسائل میں ماشاء اللہ عمدہ صلاحیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کتابچہ کو اپنی صوابدید کے موافق بہترین طریق سے اصلاح وترمیم مع ضمیمہ جات کے کثیر اضافہ کے ساتھ جدید ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مختصر رسالہ ناظرین کے لئے بہت سودمند ہوگا۔

بندہ ناچیز: محمد نافع عفا اللہ عنہ

محمدی شریف، ضلع جھنگ

ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ/ اپریل ۲۰۰۶ء

تمہید

"الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ باحسان الی یوم الدین"

امت مرزائیہ نے پیش آمدہ واقعات اور پیدا شدہ مشکلات کے تحت (جون، جولائی، اگست ۱۹۵۲ء) سے خاص طور پر شور برپا کر رکھا ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النّبیین ہی تسلیم کرتے ہیں۔ نبوت اور رسالت آپ ﷺ پر ختم ہے۔ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اپنی برأت ثابت کرنے کے لئے ان دونوں گروپوں نے بڑے بڑے مضامین، رسالے اور مقالے شائع کئے ہیں۔ (الفضل لاہور، ۲۱/جون ۱۹۵۲ء، ۱۳/جولائی ۱۹۵۲ء، ۲/اگست ۱۹۵۲ء کے پرچے اس نوعیت کے مضامین کے لئے ملاحظہ ہوں) اور الفضل لاہور کا ایک مستقل "خاتم النّبیین نمبر" ۲۷/جولائی ۱۹۵۲ء کو طبع کیا گیا ہے۔ اس خاص نمبر کے موٹے موٹے عنوانات عموماً دو قسم کے ہیں۔ ایک طرف تو اپنی سچائی اور برأت معصومانہ انداز میں ذکر کی گئی ہے کہ ہم سچے دل سے مسلمان ہیں۔ محمد ﷺ پر ہماری جان فدا ہے۔ "محمد ہست برہان محمد" ہمارا رسول فی الحقیقت تمام نبیوں اور رسولوں کا خاتم ہے۔ مجھ پر اور میری جماعت پر یہ افتراء عظیم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں مانتے، وغیرہ وغیرہ۔ ان سرخیوں کے ماتحت مرزا قادیانی کی عبارتوں کے ۲۷ حوالوں کو ان کی کتابوں سے پیش کیا گیا ہے۔

دوسری طرف ان عنوانات کے ماتحت کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق وہی ہے جو قرآن مجید اور احادیث اور علماء سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے ثابت ہے۔ اکابر امت وسلف صالحین کی عبارات میں لفظی ومعنوی قطع برید کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی شاطرانہ سعی کی گئی ہے اور ظاہر یہ کرنا مقصود ہے کہ یہ بزرگان دین (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، محی الدین ابن عربی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ طاہر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مجمع البحار، امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نوّر اللہ) مقابر ہم بھی معاذ اللہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی دوسری ذات کے لئے نبوت ملنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا عنوان کے ساتھ ایڈیٹر الفضل نے لکھا ہے کہ: "اس مضمون میں بزرگان دین کے ایسے حوالہ

جات پیش کئے گئے ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ امت کے مقتدر علماء کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کی غلامی میں اور حضور ﷺ کی پیروی میں غیر تشریعی امتی نبوت جاری ہے۔''

(الفضل خاتم النبیین نمبر ص ۱۷، مورخہ ۱۷/جولائی ۱۹۵۲ء)

حالانکہ ان بزرگان دین کا وہی عقیدہ ہے جو تمام جمہور اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو شرف نبوت و رسالت حاصل نہیں ہوسکتا۔ نبوت ظلی ہو یا بروزی، حقیقی ہو یا غیر حقیقی، تشریعی ہو یا غیر تشریعی، مستقل ہو یا بالتبع ہر طرح سے ختم ہو چکی ہے۔ ہاں! فیضان نبوت سے ہوسکتا ہے۔ اجزائے نبوت باقی ہیں۔ کمالات وانوار اور بشارتیں نبوت سے حاصل ہیں۔ (جیسا کہ آگے چل کر ان چیزوں کی تفصیل آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ) مذکورہ سلف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتوں میں تحریف وتاویل کر کے قادیانی مربیوں نے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہ پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے اور بڑی چالاکی کے ساتھ یہ افتراء عظیم تیار کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ خیر القرون سے لے کر تیرھویں صدی تک ہر زمانہ کے کسی نہ کسی بڑے بزرگ وعالم دین کو اس الزام میں شریک کیا گیا ہے۔

ان چند صفحات میں (بتوفیق اللہ تعالیٰ) اسی بہتان کی تردید اور افتراء علی السلف رحمۃ اللہ علیہ کا جواب دینا مقصود ہے تاکہ عام مسلمانوں کو بزرگان دین کے اس اجمالی مسئلہ میں کسی قسم کا شک وشبہ واقع نہ ہو اور سلف کے ساتھ سوءظنی پیدا ہونے کا احتمال نہ رہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر غلط الزام اور اس کا جواب

مرزائی امت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ''قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبی بعده'' پیش کر کے آپ کا اجرائے نبوت کے عقیدہ کے ساتھ متفق ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا اپنے زعم میں یہ بڑا مایہ ناز استدلال ہے۔ اس پر بہت کچھ حاشیہ آرائی کی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ کتاب مختلف الحدیث لابن قتیبہ الدینوری ص ۲۳۶ میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول ہذا کی توجیہ بالفاظ ذیل منقول ہے۔ ''واما قول عائشة قولوا رسول الله ﷺ خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبی بعده فانها تذهب الیٰ نزول عیسیٰ علیه السلام وليس هذا من قولها ناقضا لقول النبی ﷺ لا نبی بعده لانه اراد لا نبی بعدی يمسخ ماجئت به كما كانت الا نبياء عليهم السلام تبعث بالنسخ وارادت هی

لا تقولوا ان المسیح لاینزل بعدہ‘‘

اس کا مفہوم ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو یہ مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ’’حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النّبیین نہ کہو اور یوں بھی نہ کہو کہ آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘ تو آپ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے ہے اور یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ’’لا نبی بعدہ‘‘ کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام سابق شرع کو منسوخ کرنے کے لئے مبعوث کئے جاتے تھے۔ جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے تم یہ نہ کہو حضرت مسیح علیہ السلام بھی نہ آئیں گے۔ (بلکہ وہ آئیں گے)

واضح رہے کہ یہ مذکورہ قول درمنثور ج۵ ص۲۰۵ میں تحت آیت خاتم النّبیین اور مجمع البحار ج۵ کے تکملہ ص۵۰۲ میں بلاسند واسناد درج ہے۔ قادیانیوں نے مذکورہ قول نقل کرتے وقت اس کو سیاق وسباق سے کاٹ کر اپنے مقصد کے لئے موافق الفاظ ذکر کئے ہیں۔ اس کا ماقبل اور مابعد ذکر کرنے میں ان کو خسارہ تھا۔ اس لئے ترک کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم ذرا تفصیل کے ساتھ تکملہ مجمع البحار کی عبارت مذکورہ کو نقل کرتے ہیں تا کہ خود صاحب کتاب کی زبان سے مطلب واضح ہو جائے۔

’’وفی حدیث عیسیٰ انہ یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسم بان یتزوج ویولد لہ کان لم یتزوج قبل رفعہ الی السماء فزاد بعد الھبوط فی الحلال فحینئذ یؤمن کل احد من اھل الکتاب یتیقن بانہ بشر وعن عائشہ رضی اللہ عنہا قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ وھذا ناظراً الی نزول عیسیٰ وھذا ایضاً لا ینا فی حدیث لا نبی بعدی لا نہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ‘‘ (تکملہ مجمع البحار طبع ہند ص۸۵)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور حلال چیزوں میں زیادتی کریں گے۔ یعنی نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ آسمان کی طرف چلے جانے سے پہلے انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ ان کے آسمان سے اترنے کے بعد حلال میں اضافہ ہوگا۔ (بیاہ شادی سے اولاد ہوگی) اس زمانے میں ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا۔ یقیناً یہ بشر ہیں (یعنی خدا نہیں ہیں۔ جب کہ عیسائیوں نے عقیدہ گھڑ رکھا ہے) اور صدیقہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ یہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ''لاتقولوا لا نبی بعدہ'' اس بات کے مدنظر مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یہ نزول عیسیٰ علیہ السلام حدیث شریف ''لا نبی بعدی'' کے مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کا ناسخ ہو۔ (اور عیسیٰ علیہ السلام دین محمدی کی اشاعت اور ترویج کے لئے نازل ہوں گے نہ کہ اس دین کو منسوخ کرنے کے لئے)

تکملہ مجمع کی تمام عبارت پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ''لا نبی بعدہ'' کہنے سے منع فرمانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے یقیناً ہوگا اور ''حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں'' کے الفاظ سے ان کے عموم کے اعتبار سے عوام کو شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ پھر تو عیسیٰ علیہ السلام بھی نہیں آئیں گے۔ اس شبہ اور وہم کو دور کرنے کے لئے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بعض اوقات ایسا کہنے سے منع فرمایا ہے۔

ثالثاً: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا امت مسلمہ کے متفقہ عقیدہ کے موافق ختم نبوت کی قائل ہیں اور اس اجماعی عقیدہ اور اتفاقی مسئلہ پر خود انہوں نے نبی کریم ﷺ سے صحیح روایات بیان فرمائی ہیں۔

پہلی روایت:

''عن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی ﷺ قال لا یبقی بعدی من النبوة شیٔ الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ ما المبشرات قال الرؤیا الصالحة یراها الرجل او تریٰ له'' (مسند امام احمد ص ۱۲۹ ج ۶، رواہ البیہقی فی شعب الایمان وکنز العمال بروایۃ خطیب ج ۸ ص ۳۳)

ترجمہ: حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کچھ بھی نبوت باقی نہیں رہی۔ ہاں! صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب ہیں۔ آدمی ان کو خود دیکھتا ہے یا اس کے حق میں کوئی دوسرا آدمی ہی دیکھتا ہے۔

دوسری روایت:

''عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء'' (کنز العمال بحوالہ الدیلمی وابن النجار والبزار)

ترجمہ: یعنی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور میری مسجد کے بعد کسی دوسرے نبی کی مسجد نہیں ہوگی۔

ختم نبوت کی ان احادیث کو خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح کسی تاویل وتشریح کے بغیر ذکر کرتی ہیں تو اس کا صاف مقصد یہ ہے حضرت ام المؤمنین اس مسئلہ پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہیں کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، مستقل ہو یا غیر مستقل۔

رابعاً: یہ مرزائی امت کے استدلال کے متعلق نرالے اصول ہیں۔ ایک طرف تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف جو مجہول الاسناد قول منسوب ہے۔ معتبر ومستند مانا جارہا ہے اور اس کو بڑی آب وتاب کے ساتھ ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے اور باوجود تلاش کے اس قول کی صحیح تخریج صحیح متصل اسناد کے ساتھ مرزائیوں کو تاحال نہیں مل سکی۔ دوسری طرف صحیح احادیث مرفوعہ کا ذخیرہ کا ذخیرہ جس میں ختم نبوت روز روشن کی طرح واضح ہے نا قابل قبول ہے۔ سچ ہے کہ ؎

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ قادیانی جماعت رسول کریم ﷺ کی احادیث صحیحہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتی ہے جو حدیث ان کے مسلک کے موافق ہو اس کو تسلیم کر لیا جائے اور جو روایت قادیانی مذاق کے خلاف واقع ہو اس کو رد کر دیا جائے۔

مندرجہ ذیل حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے اس مسئلہ کو بڑا صاف کر دیا ہے۔

اوّل..... ''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۰ احاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۵۱)

دوم..... ''اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی۔ ہاں! تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرف پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

حضرات! مرزائیوں کے نزدیک حضور ﷺ کے فرمان پاک کو قبول اور رد کرنے کا معیار یہ ہے جو مرزا قادیانی نے مذکورہ عبارت میں واضح کر دیا ہے۔ استدلال حدیث کے معاملہ میں

مرزائیوں کے لئے یہی اصل الاصول ہے۔ دوسری کوئی صحیح سے صحیح حدیث ان کے ہاں قابل قبول نہیں۔ عوام کی آگاہی کے لئے یہ تحریر کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ جہاں واضح ہوا ہے، وہاں ساتھ ہی صاحب مجمع البحار کا مسلک بھی اپنی جگہ بالکل صاف ہے۔ ان کا دوسرا اعتقاد جمہور اہل اسلام کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔ یہ مرزائیوں کا کمال ہے۔ عبارتی ہیر پھیر کر کے انہوں نے اپنی ہمنوائی میں متعدد حضرات کو شمار کر لیا ہے۔

استدراک

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پیش نظر یہ بات تھی کہ ''لا نبی بعدی'' کے ظاہری عموم کی وجہ سے عوام نزول عیسیٰ علیہ السلام اور اس حدیث کو متضاد نہ سمجھ لیں۔ اس لئے احتیاطاً انہوں نے ''لا نبی بعدہ'' کہنے سے منع فرمایا۔ اسی قسم کا ایک قول حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے منقول ہے۔

''عن الشعبی قال قال رجل عندہ المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ فقال المغیرۃ بن شعبۃ حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ وبعدہ'' (تفسیر درمنثور ج۵ ص۲۰۴)

ترجمہ: شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ یعنی لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان کا آنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوا اور ایک آنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا۔

پس جس طرح مغیرہ رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے قائل ہیں، مگر محض عقیدۂ نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی حفاظت کے لئے ''لا نبی بعدی'' کہنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النبیین کے لفظ سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا کہ جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا اور حاشا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔

مرزائی مفسر کی شہادت

محمد علی لاہوری اپنے بیان القرآن میں لکھتے ہیں:

’’اور ایک قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں۔ ’’قولوا خاتم النّبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ ‘‘ خاتم النّبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک خاتم النّبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول میں ہوتے۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول میں ہوتے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث میں ہوتے۔ مگر وہ معنی دو طن قائل ہیں اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النّبیین کے معنی ’’لا نبی بعدی ‘‘ کئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہے۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کئے جائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں۔ خاتم النّبیین کافی ہے۔ جیسا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا ’’خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ ‘‘ تو آپ نے فرمایا خاتم الانبیاء تجھے کہنا بس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النّبیین واضح ہیں تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں اور اتنی حدیثوں کے مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی۔ چہ جائیکہ صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہو جو شرعاً حجت نہیں۔‘‘

(بیان القرآن ج۲ ص۱۱۰۳، ۱۱۰۴)

فائدہ

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حفظ ماتقدم کا خیال فرماتے ہوئے جو بات فرمائی تھی وہ بہت سے اکابرین نے اپنے اپنے انداز میں لکھی ہے۔ مثلاً:

۱- علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ آیت خاتم النّبیین کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: ’’(فان قلت) کیف کان اخر الانبیاء وعیسیٰ ینزل فی آخر الزمان (قلت) معنی کونہ اخر الانبیاء انہ لا ینبّا احد بعدہ وعیسیٰ ممن نبّی قبلہ وحین ینزل ینزل عاملاً علیٰ شریعۃ محمد مصلیاً الیٰ قبلتہ کانہ بعض امتہ‘‘

(کشاف ج۲ ص۵۴۲، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۶۷ھ، ۱۹۴۸ء)

ترجمہ: اگر تو کہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کس طرح آخری نبی ہو سکتے ہیں۔ درانحالیکہ عیسیٰ

علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کے آخری نبی ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے گئے اور وہ جب نازل ہوں گے تو حضور علیہ السلام کی شریعت پر عمل کریں گے۔ آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے۔ گویا کہ آپ ﷺ کے امتی ہوں گے۔

۲- حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''**هذا مع سماعهم قول الله تعالىٰ ولكن رسول الله وخاتم النّبيين وقول رسول الله ﷺ لا نبي بعدي فكيف يستجيز مسلم ان يثبت بعده عليه السلام نبيا في الارض حاشا ما استثناء رسول الله ﷺ في الآثار المسندة الثابتة في نزول عيسىٰ ابن مريم عليه السلام في آخر الزمان**'' (کتاب الفصل ج۴ ص۱۸، مکتبہ دار المرفۃ شارع بلس بیروت لبنان)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ''**ولكن رسول الله وخاتم النّبيين**'' اور حضور علیہ السلام کا ارشاد ''**لا نبي بعدي**'' سن کر کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے۔ سوائے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔

چند فوائد

۱..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کی طرف سے ''**لا نبي بعدي**'' کے معنی کا انکار نہیں کیا گیا۔ یہ ایک ایسی واضح بات ہے کہ اس کے لئے کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ محدثین سے ''**لا نبي بعدي**'' کے ساتھ ''**لا نبوة بعدي**'' کے الفاظ روایت صحیح سے ثابت ہیں۔ سو وہ اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ ''**فالمعنى انه لا يحدث بعده نبي لا نه خاتم النّبيين السابقين**'' (مرقات ج۵ ص۵۶۴، طبع قدیم)

۲..... ''**لا نبي بعدي**'' کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے اور وہ اس نام سے لوگوں کے سامنے آئے اور اس نام سے اسے ماننا ضروری ہو وہ آپ ﷺ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔ لا کا لفظ جب نکرہ پر داخل ہو جیسے ''**لا اله الا الله**'' میں، تو وہ عموم اور استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ پس حضور ﷺ کے بعد کوئی تشریعی یا غیر تشریعی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

جب نکرہ نفی کے تحت آئے تو اس میں نفی عام ہوتی ہے۔ لیکن اس عام کا پھیلاؤ محاورات عرب کے مطابق ہوگا۔ اگر کوئی کسی کو نصیحت کرتے ہوئے کہے کہ یہیں جتنے عمل کر سکتے ہو کرلو، موت پر سب عمل ختم ہو جائیں گے اور عربی میں کہتے ''لا عمل بعد الموت'' تو اس میں لانفی عام کی دلالت یہ ہوگی کہ موت کے بعد کوئی کسی قسم کا عمل نہ ہو سکے گا۔ یہ نہیں کہ پچھلے کئے اعمال بھی سب ختم ہو گئے۔ ''من یعمل مثقال ذرة خیراً یرہ'' پچھلے اعمال سب باقی ہوں گے اور آخرت میں سب آگے آئیں گے۔ جس طرح ''لا عمل بعد الموت'' میں پچھلے اعمال کی نفی نہیں ''لا نبی بعدی'' میں پچھلے انبیاء میں کسی کی حیات کی نفی نہیں۔

(عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم نبوۃ ص ۱۴۳، ۱۴۴، مع تغییر یسیر)

''لانبی بعدہ'' کا صحیح معنی

''لا نبی بعدہ'' میں ''بعدہ'' خبر کے مقام پر آیا ہے اور خبر افعال عامہ یا خاصہ میں سے ہے اور محذوف ہے۔ اس کے معنی تین طرح ہو سکتے ہیں۔

۱..... ''لا نبی مبعوث بعدہ'' حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو کہ صحیح ہے۔

۲..... ''لا نبی خارج بعدہ'' حضور علیہ السلام کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا یہ معنی غلط ہے۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہی معنوں کے اعتبار سے ''لا تقولوا لا نبی بعدہ'' میں ممانعت فرمائی ہے جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

۳..... ''لا نبی حی بعدہ'' اس معنی کے اعتبار سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ''لا تقولوا لا نبی بعدہ'' میں ممانعت فرمائی ہے۔ اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں اور ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جو آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

دو الزامی جوابات

۱..... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''دوسری کتب حدیث صرف اس صورت میں قبول لائق ہوں گے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں۔''

(آریہ دھرم ص ۵۴، مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۰ ص ۶۰ حاشیہ)

جب صحیحین کے مخالف مرزا کے نزدیک کوئی حدیث کی کتاب قابل قبول نہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب منقطع السند قول جو بخاری و مسلم کے علاوہ کتابوں میں ہے کیونکر قابل قبول ہوگا۔

۲..... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث ''لا نبی بعدی '' ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔'' (کتاب البریہ ص۱۸۴ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷)

سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسی مشہور صحیح حدیث کے خلاف کچھ فرمایا ہو؟

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بہتان اور اس کا جواب

قادیانی الزام

''ابوعبدالرحمٰن بن سلمٰی ذکر کرتے ہیں۔ میں حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو پڑھا رہا تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میرے پاس سے گزرے۔ ''قال لی اقرأهما و خاتم النبيين بفتح التاء '' (یعنی مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خاتم النّبیین کی فتح تاء کے ساتھ ان دونوں کو پڑھانا) یہاں سے اجرائے نبوت کے متعلق قادیانیوں کا استدلال سننے کے قابل ہے۔ زیر کے ساتھ پڑھانے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں بچوں کے ذہن میں نبوت کے متعلق خلاف حقیقت عقیدہ نہ بیٹھ جائے۔''

(الفضل لاہور ج۶، خاتم النّبیین نمبر ص۱۷، کالم۲، مورخہ ۲۷/جولائی ۱۹۵۲ء)

سبحان اللہ! پختگی استدلال پر قربان جایئے۔ کہاں فن تجوید میں قرأت کا مسئلہ۔ کہاں اجرائے نبوت کے متعلق مرزائیوں کا اختراعی احتمال۔ صاف بات ہے بچوں کو تعلیم کے وقت مختلف قرأۃ جتلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن مجید کی عبارت ضبط کرانی ان کو فی الحال مقصود ہوتی ہے۔ لہٰذا معلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہدایت فرمادی۔ ایک ہی مشہور قرأۃ پر عبارت قرآن ضبط کرائی جائے۔ بکسر تاء والی قرأۃ سکھلانے کی ان کو فی الحال کوئی حاجت نہیں۔ مرزائی حضرات یہاں سے جو دوسرا راہ اختیار کر رہے ہیں۔ خواہ مخواہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر اجرائے نبوت کا افتراء اور بہتان باندھ رہے ہیں۔ اس پر ان کے پاس کون سے دلائل موجود ہیں۔ یہ مذکورہ عبارت میں ''خطرہ ہی خطرہ'' والا استدلال تو ماشاء اللہ بڑا قوی ہے۔ اس کو تو

رہنے دیجئے۔ کوئی اور دلیل آپ کے پاس ہے تو بیان فرمایئے گا۔ ہم سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مسلک مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اس علم کی زبانی واضح کرتے ہیں، تاکہ ''خطرات'' پیدا کرنے اور احتمالات نکالنے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔

پہلی روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا حلیہ شریف بیان فرماتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ ''بین کتفیه خاتم النبوة وهو خاتم النّبیین''

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۷، بحوالہ ترمذی)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔

دوسری روایت

اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمع اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ومجاہدین اسلام جہاد کے لئے مدینہ شریف سے تبوک کی طرف روانہ ہونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے اس مدۃ سفر تک اپنا خلیفہ اور قائم مقام تجویز کر کے مدینہ میں چھوڑ جانا چاہتا ہوں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ساتھ لے جانے کی بجائے پیچھے چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تسلی دلاتے ہوئے فرمایا: ''الا تری ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی'' (اس واقعہ کو بخاری، مسلم وطبرانی صاحب کنز العمال وغیرہم محدثین نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، حبشی ابن خیارہ رضی اللہ عنہ سے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے)

ترجمہ: اے علی رضی اللہ عنہ تیرا مقام اور درجہ میری بہ نسبت وہی ہے جیسے ہارون کو موسیٰ کی بہ نسبت حاصل ہوا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے بعد بشرط انصاف اس خیال کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی نبوت کے اجراء کو صحیح تسلیم کرتے ہوں۔ ہرگز نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ دوسرے تمام صحابہ کرام کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی یقین کرتے ہیں۔ جب کہ انہوں نے خود امت مسلمہ پر مذکورہ بالا روایات کے ذریعہ اس چیز کو روشن فرما دیا ہے۔

بلکہ یہاں اس روایت ''ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی'' نے اس تاویل وتوجیہ کو ختم کر کے رکھ دیا ہے جو مرزائی صاحبان ذکر کیا کرتے ہیں کہ حدیث ''لا نبی بعدی'' میں مستقل نبی صاحب شریعت نبی کی نفی حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔ غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی بالتبع کی نفی مراد نہیں ہے۔

حضرات! ہر ایک اہل علم جانتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مستقل صاحب شریعت اور صاحب کتاب نبی تھے اور ہارون علیہ السلام ان کے بھائی غیر مستقل اور امدادی نبی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کے تابع ہو کر تبلیغ دین کا کام کرتے تھے۔ ان دونوں پیغمبروں کے آپس میں نائب مناب ایک دوسرے کا خلیفہ اور تابع متبوع ہونے کی حیثیت کو آنحضور ﷺ نے اپنے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان تشبیہہ دی۔ اس پر شبہ ہو سکتا تھا۔ ہارون جیسے تابع ہو کر نبی ہیں۔ ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی تابع ہو کر نبوت حاصل ہو سکتی ہے تو اس وہم فاسد اور خیال کو آپ ﷺ نے رد فرمایا۔ ''الّا انه لا نبی بعدی'' جس کا صاف مطلب ماقبل کا اعتبار ہی ہے کہ میرے بعد بالتبع نبوت اور غیر مستقل نبوت بھی کسی کو ہرگز حاصل نہیں ہے اور قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی ظلی ہو، بروزی بالتبع ہو یا مستقل، نہیں ہوگا۔ ناظرین کرام خیال فرمادیں۔ خاتم النّبیین کو فتح التاء کے ساتھ تعلیم دینے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد فرمانے سے ان کے اجرائے نبوت کے عقیدہ کو استنباط کرنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟

استدراک..... ختم نبوت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مزید روایات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ ختم نبوت کو واضح کرنے کے لئے مزید چند روایات مع ترجمہ لکھی جاتی ہیں:

۱..... ''عن علی رضی اللہ عنہ قال وجعت وجعا فاتیت النبی ﷺ فاقامنی فی مکانه وقام یصلی والقٰی علیّ طرف ثوبه ثم قال برئت یا ابن ابی طالب فلا باس علیک ماسالت الله لی شیئا الا سالت لک مثله ولاسالت الله شیئا الا اعطانیه غیر انه قیل لی انه لا نبی بعدک فقمت کانی ما اشتکیت (المعجم الاوسط للطبرانی طبع دارالحرمین قاهره ج۸ ص۴۷، رقم الحدیث ۷۹۱، شامله، کنزالعمال ج۱۳ ص۱۷۰ رقم الحدیث ۳۶۵۱۳، طبع مؤسة الرسالة بیروت)'' ﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد

ہوا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا پھر فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! تم شفایاب ہو گئے۔ اب تم میں کوئی مرض باقی نہیں رہا۔ میں نے اللہ سے اپنے لئے جس چیز کا سوال کیا تمہارے لئے بھی وہی سوال کیا اور میں نے اللہ سے جس چیز کا بھی سوال کیا اللہ نے مجھے وہ عطاء کی۔ سوائے اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (اس لئے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کر سکتا) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ایسا تندرست ہو کر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں۔

۲..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ (ان پانچ میں سے ایک یہ ہے کہ) مجھے تمام دنیا کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (کنز العمال ج۶ ص۱۰۹)

شیخ محی الدین ابن عربی پر اجرائے نبوت کا الزام اور اس کا جواب

اوّلاً: قبل اس کے کہ ہم شیخ اکبر پر افتراء کا جواب ذکر کریں اس سے مطلع کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کو شیخ کی عبارت سے اپنے مسلک کی تائید حاصل کرنے کا انصافاً کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے جو اس طبقہ کے روحانی باپ ہیں اپنی تصانیف (فتویٰ الحاد ایک خط اور تقریر) میں شیخ اکبر کو مسئلہ وحدۃ الوجود کے سلسلہ میں ملحد اور زندیق (بے دین) قرار دیا ہے۔ مرزائیوں کو شرم کرنی چاہئے کہ جس شخص کو آپ کا ابا جان ملحد، زندیق، بے دین یقین کرتا ہو، اس کی عبارات سے سہارا پکڑنا تمہارے لئے قطعاً ناجائز ہے۔ بلکہ ایسا کرنے میں اپنے نبی کی عملاً نافرمانی ہے۔ لہٰذا اس وبال نافرمانی سے آپ لوگوں کو خوف کرنا چاہئے۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ دوسرے جمہور اہل اسلام کی طرح قائل ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ سب نبیوں کے آخری پیغمبر ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد دروازہ نبوت بند ہو چکا ہے۔ آسمان سے وحی دین الٰہی کسی آدمی پر نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک ہرگز نہیں آسکتی۔ ہاں! کمالات نبوت، انوار نبوت، فضائل وشمائل رسالت اور بشارتیں نبوت سے اس فیضان کو شیخ ہمیشہ جاری تسلیم کرتے ہیں اور اکابر امت بھی ان چیزوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور ان نبوت کے فضائل وکمالات کو اجزائے نبوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ:

۱..... ''ذهبت النبوة وبقيت المبشرات'' (نبوت گزر چکی ہے البتہ اس کے مبشرات باقی ہیں) (ابن ماجہ باب الرؤیا الصالحہ ص ۲۷۸)

۲..... اور حدیث میں فرمایا گیا: ''الرؤيا الصالحة جزء من ستة واربعين جزاً من النبوة'' (یعنی اچھا خواب اجزائے نبوت میں سے چھالیسواں جزو ہے)
(مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۴، مسلم ص ۲۴۲، بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۵)

۳..... ''قال السّمت الحسن والتؤدة والاقتصاد جزء من اربع وعشرين جزء من النبوت'' (یعنی اچھا خلق اور آہستگی سے کام کرنا اور ہر امر میں میانہ روی اختیار کرنا نبوت کے اجزاء میں سے چوبیسواں جز ہے) (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی ص ۴۳۰)

یہ روایات صحیحہ صاف بتلا رہی ہیں کہ کمالات نبوت اور فضائل رسالت کو آنحضور ﷺ نے نبوت کی جزؤں کے نام سے ذکر فرمایا ہے اور اس قسم کے اجزائے نبوت ہر زمانہ میں بعد اختتام نبوت بھی باقی ہیں اور خالص مؤمنوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان اجزائے نبوت کے پائے جانے سے خود نبوت کے اجزاء کو تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ اور کہا جاسکتا ہے کہ نبوت باقی ہے؟

ثانیاً: اس گزارش کے بعد اب فتوحات مکیہ میں سے شیخ کی دو عبارتیں پیش کی جاتی ہیں۔ جس میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے متعلق خاص تحقیق ذکر کی ہے۔

''فاخبر رسول الله ﷺ ان الرؤيا جزء من اجزاء النبوة فقد بقى للناس فى النبوة هذا وغيره ومع هذا لا يطلق اسم النبوة ولا النبى الاعلى المشرع خاصة فحجر هذا الاسم لخصوص وصفٍ معين فى النبوة''

(فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۴۹۵)

''نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ نبوت کی جزؤں میں سے اچھا خواب ایک جز ہے۔ پس نبوت میں سے لوگوں کے لئے یہ رؤیا وغیرہ باقی رہ گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود خصوصی طور پر بجز صاحب دین وشریعت کے کسی دوسرے پر لفظ نبوت اور نبی کے نام کا اطلاق قطعاً درست نہیں۔''

ایک خاص وصف معین کی بناء پر اس نام (نبی) کی بندش کر دی گئی ہے۔

''فما تطلق النبوة الالمن انصف بالمجموع فذالک النبى وتلک النبوة التى حجرت علينا انقطعت فان جملتها التشريع بالوحى الملكى فى التشريع وذالک لا يكون الا لنبى خاصة'' (فتوحات مکہ ج ۲ ص ۵۶۸)

’’نبوت کا اطلاق صرف اسی وقت درست ہوسکتا ہے جب کہ وہ ذات تمام اجزائے نبوت کے ساتھ متصف ہو۔ پس اس قسم کا نبی اور اسی نبوت (جو تمام اجزاء کو جامع اور سب کو شامل ہو) ہم (اللہ کے صالح بندوں) سے بند کر دی گئی اور بالکل منقطع ہوگئی ہے۔ اس لئے کہ اس نبوت کے جملہ اجزاء میں سے احکام دینی وشرعی ہیں، جو فرشتہ کی وحی سے ہوں اور یہ کام صرف نبی کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی کے لئے نہیں ہوسکتا۔‘‘

خلاصہ یہ ہے کہ:

۱..... شیخ کے نزدیک کمالات واجزائے نبوت لوگوں میں باقی ہیں۔

۲..... اجزائے نبوت، نبوت کے بقاء کے باوجود اس پر اسم نبوت اور لفظ نبی کا اطلاق شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بالکل ناجائز ہے۔

۳..... ہاں! صرف اس وقت نبی کا لفظ اور نبوت کا اطلاق درست ہے جس وقت تمام اجزائے نبوت بتمامہا مجتمع ہوں اور ان جملہ اجزاء میں سے احکام دینی وشرعی ہیں جو فرشتہ کی وحی سے نازل ہوتے ہیں۔

۴..... نبوت کا اصل دارومدار احکام شرعیہ پر ہے۔ جس نبوت میں یہ اجزاء (یعنی احکام شرعی ودینی جو وحی ملکی سے حاصل ہوتے ہیں) نہ پائے جائیں۔ اس کو شیخ نبوت ہی نہیں قرار دیتے اور بغیر ان احکام کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبوت متحقق ہی نہیں ہوسکتی۔

الغرض شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ جس چیز کے اجزاء وابقاء کے قائل ہیں (اجزاء نبوت ومبشرات وکمالات وغیرہا) وہ نبوت نہیں ہے اور جو نبوت ہے اس کے اجزاء وابقاء کے قائل نہیں۔

ثالثاً: اس مقام میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت جو علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الیواقیت والجواہر میں نقل کی ہے، وہ قابل ملاحظہ ہے۔ اس کو بلفظہٖ نقل کیا جاتا ہے:

’’واعلم ان الملک یاتی النبی بالوحی علی حالین تارۃً یاتیہ فی صورۃ جسدیۃ من خارج فیلقی ماجاء بہ الی ذالک النبی علی اذنہ فیسمعہ فیحصل لہ من النظر مثل لیحصل لہ من السمع سواء قال (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) ھذا باب اغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یفتح لاحد الی یوم القیامۃ لکن بقی للاولیاء وحی الالھام الذی لا تشریع فیہ‘‘ (الیواقیت والجواہر بعد الوہاب شعرانی ج۲ ص۳۷، طبع مصر)

’’عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ نبی کے پاس وحی دو طریقوں پر

نازل ہوتی ہے۔ کبھی فرشتہ وحی کو نبی کے دل پر نازل کرتا ہے اور کبھی صورت جسدیہ کے ساتھ خارج میں آ کر اس وحی کو اس کے کانوں پر اور آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ پس اس نبی کو آنکھوں کے دیکھنے اور کانوں سے سننے سے پورا یقین حاصل ہو جاتا ہے اور کوئی شک نہیں رہ جاتا۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ دروازہ (وحی کے نزول کا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بند کر دیا گیا ہے۔ پس اب قیامت تک کسی کے لئے یہ دروازہ نہیں کھل سکتا۔ لیکن اولیاء اللہ کے لئے الہام (اور کشف) کا القاء جس میں کوئی احکام دینی نہیں ہوا کرتے باقی ہے۔''

مذکورہ عبارت میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات کا نظریہ بالکل عیاں ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک وحی ختم ہو چکی ہے اور اولیاء اللہ کو الہام یا کشف ہوا کرتا ہے۔ اس کا نام نبوت نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب تک احکام شرعی و دینی (یعنی تشریع) نہ پائے جائیں تب تک نبوت متحقق نہیں ہوتی۔ (جیسا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سابقاً واضح کر دیا ہے) لہٰذا الہامات وکشوف وغیرہ سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ نیز شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی دوسری عبارت سے ان کی ایسی تصریح وتشریح کے بعد بزور اجرائے نبوت ثابت کرنا مصنف کے مقصود کے خلاف ہے۔ مرزائیوں کا استدلال اسی طرح ہوتا ہے کہ ایک واضح بیان کو چھوڑ کر ایک موہوم عبارت کو پکڑ کر بڑا شور مچایا کرتے ہیں۔

رابعاً: یہ بھی یاد رہے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے جن جن چیزوں کی نفی کر دی ہے اور ان کے انقطاع اور اختتام کا قول کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی ان سب کے ایک ایک کر کے اجزاء کے مدعی ہیں۔ انصاف کے ساتھ مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرما کر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات اور مرزا قادیانی کے مزعومات کا توازن کیجئے۔

۱..... ''اوائل میں میرا بھی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی تو اس نے مجھ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳، ۱۵۴)

۲..... ''مگر میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

۳..... ’’حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ (ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں کہ) چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ان میں سے ایک وحی الٰہیہ یہ ہے۔’’**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**‘‘ دیکھو ص۴۹۸ براہین احمدیہ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۲،۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶،۲۰۷)

۴..... ’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام’’**قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم**‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵،۴۳۶)

حضرات! شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ غیر مبہم اور صاف الفاظ میں بار بار کہہ رہے ہیں کہ وحی ملکی جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی تھی اس کا دروازہ قیامت تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعاً بند ہو چکا ہے اور کسی شخص کے لئے کھولا نہیں جا سکتا۔صرف اولیاء اللہ اور صلحاء امت کے لئے الہام وکشف ودیگر اوصاف وکمالات نبوت باقی ہیں جو یقیناً نبوت نہیں۔ادھر مرزا قادیانی بیچارے بڑے زور وشور سے کہہ رہے ہیں کہ مجھ پر بارش کی طرح وحی نازل ہوتی ہے اور میری وحی میں جو ۲۳ برس سے متواتر نازل ہو رہی ہے امر بھی ہے اور نہی بھی اور میرا نام وحیوں میں نبی اور رسول اور مرسل رکھا گیا ہے۔اگر ذرہ بھر بھی انصاف ہے تو ؎

بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

خامساً: اب ضروری ایک چیز یہ باقی ہے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عبارتیں موہم اور مجمل ہوتی ہیں۔ان کو مرزائی لے کر ساتھ کچھ حاشیہ آرائی کر کے اور اپنے مقصد موافق تشریح کر کے بڑے بڑے جلی عنوانوں سے اور موٹی سرخیوں سے پیش کرتے ہیں۔ان میں سے ایک حوالہ فتوحات مکیہ ج۲ ص۳ والا ہے۔جس کو الفضل والے اور دوسرے صاحبان بھی مکرر سہ کرر پیش کر رہے ہیں۔اس کی وضاحت مختصراً ضروری معلوم ہوتی ہے۔

''ھذا معنی قولہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی'' (فتوحات مکیہ ج۲ص۳)

قادیانی کہتے ہیں اس حدیث کا ترجمہ وتشریح شیخ جو کر رہے ہیں اس سے صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے لا نبی بعدی میں اس شریعت کے خلاف کوئی دوسری شریعت لانے والے نبی کی نفی ہے۔ ہاں! ایسا نبی جو اس شریعت کے تحت ہو وہ ہوسکتا ہے اور یہی اجرائے نبوت ہے اور کیا ہے؟

ہم اس کے متعلق شیخ کی اس عبارت اور دوسری عبارات پر بھی نظر کرنے کے بعد پورے وثوق کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تشریح ہی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے پیش نظر کی ہے۔ چونکہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ آسمان سے نزول مسیح کے جمہور اہل اسلام کی طرح صحیح طور پر قائل ہیں۔ اس وجہ سے حدیث ''ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی'' کا مطلب ایسا بیان کر رہے ہیں جس کی بناء پر قیامت سے قبل جو عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اس کے متعلق کوئی اشتباہ کوئی اعتراض پیدا نہ کیا جاسکے۔ مطلب یہ ہے: ''لا رسول بعدی ولا نبی'' کے ظاہری عموم سے یہ وہم ہوتا ہے کہ کسی قسم کا کوئی رسول نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔ حالانکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے خلاف ہے تو اس کا رفع وہم کیا گیا کہ جب وہ آئیں گے اس وقت کوئی اپنی شریعت پر الگ عملدرآمد نہیں کریں گے بلکہ اسی شریعت کی ترویج واشاعت کریں گے۔

ناظرین کرام! یاد رکھیں ہمارا یہ کہنا کہ شیخ بھی نزول مسیح کے جمہور کی طرح قائل ہیں اور مذکورہ حدیث کی تشریح بھی انہوں نے نزول مسیح کے پیش نظر ہی کی ہے۔ کوئی دوسرا مطلب اس کا نہیں ہے۔ اس کے متعلق شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو انہی صفحات پر درج ہے، شاہد ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

''وقد علمنا ان عیسیٰ ینزل ولا بدمنہ مع کونہ رسولاً ولکن لایقول بشرع بل یحکم فینا بشرعنا فعلمنا انہ ارادبا نقطاع الرسالۃ والنبوۃ بقولہ لا رسول بعدی ولا نبی ای لا مشرع ولا شریعۃ''

(فتوحات مکہ ج۲ص۳، بحوالہ الفضل لاہور ج۶ خاتم النبیین نمبر ص۱۷ کالم۳، مورخہ ۲۷/جولائی ۱۹۵۲ء)

رہا یہ سوال کہ اپنی شریعت جو نبی نہیں رکھتا ہے دوسرے نبی کا ماتحت ہو کر آتا ہے۔ (جیسا کہ مرزائی بغیر شریعت کے نبی ہونے کے قائل ہیں) سو اس کے متعلق شیخ کی سابقہ عبارات میں جواب آچکا ہے کہ جب تک تمام اجزائے نبوت نہ پائے جائیں شیخ کے نزدیک نبوت متحقق ہی نہیں ہوسکتی اور تشریع (احکام شرعیہ دینیہ) نبوت کے اعظم جزوں میں سے ایک جز ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ جو صاحب تشریع اور صاحب شریعت نہیں ہے وہ نبی ہی نہیں ہے۔ لہٰذا جس طریقہ سے مرزائی اپنا مطلب شیخ کی عبارت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ شیخ کی ہی تصریحات کے پیش نظر ہرگز ثابت نہیں کرسکتے۔

استدراک

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے قادیانی استدلال کے متعدد جوابات ہیں جن میں سے پانچ پہلے ذکر کئے جاچکے ہیں۔ بقیہ جوابات درج ذیل ہیں۔

جواب ۶: شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں خفیہ طور پر اضافے کئے گئے ہیں۔ بہت سے ایسے عقائد ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جو کہ شیخ کے وہم وگمان میں بھی نہ تھے۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمان خاص شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دسیسہ کاری کا متعدد جگہ ذکر کیا ہے۔ چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

۱..... ’’وقد اخبرنی العارف باللہ تعالیٰ الشیخ ابو طاھر المزنی الشاذلی رضی اللہ عنہ ان جمیع مافی کتب الشیخ محی الدین مما یخالف ظاھر الشریعۃ مدسوس علیہ‘‘ (الیواقیت والجواہر ص۳)

ترجمہ: شیخ ابو طاہر مزنی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ تمام وہ عبارات جو شیخ محی الدین (ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کی کتابوں میں مخالف شریعت ہیں وہ الحاقی ہیں۔

الیواقیت والجواہر کے ص ۷ پر مذکورہ بات کا اعادہ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

’’ثم اخرج لی نسخۃ الفتوحات التی قابلھا علیٰ نسخۃ الشیخ التی بخطہ فی مدینۃ قونیۃ فلم ارفیھا شیئا مما کنت توقفت فیہ وحذفتہ حین اختصرت الفتوحات‘‘ (الیواقیت والجواہر ص ۷)

ترجمہ: پھر شیخ ابو طاہر نے میرے لئے فتوحات مکیہ کا وہ نسخہ نکالا جس کا انہوں نے شیخ ابن عربی کے نسخہ سے تقابل کیا تھا وہ نسخہ شیخ ابن عربی کے اپنے خط میں لکھا ہوا تھا۔ وہ مسائل جن میں متردد تھا

اس میں بالکل نہ پائے اور جب میں نے فتوحات کا اختصار کیا تو وہ مسائل حذف کر دیئے۔

جعل سازوں نے صرف شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں ہی اضافے نہیں کئے بلکہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں پر بھی ہاتھ صاف کئے اور ہر ایک کی بعض کتابوں میں الحاق عبارتیں داخل کیں۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیق سے شیخ ابن عربی کے متعلق تمام منقولہ حوالہ جات ناقابل اعتبار ٹھہرتے ہیں۔ فتوحات مکیہ و دیگر کتب میں انکار ختم نبوت کا شبہ ڈالنے والی تمام عبارات شیخ ابن عربی کی نہیں ہو سکتیں۔

جواب ۷: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

حضرات صوفیاء کرام اور مسئلہ ختم نبوت

علماء شریعت کی طرح تمام صوفیاء کرام بھی اس پر متفق ہیں کہ نبوت و رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

اور یہی شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے کہ نبوت و رسالت بالکل ختم ہو چکی۔ البتہ نبوت و رسالت کے کچھ کمالات اور اجزاء باقی ہیں کہ جو اولیاء امت کو عطاء کئے جاتے ہیں۔ مثلاً کشف اور الہام اور رؤیائے صادقہ (سچا خواب) اور کرامتیں۔ اس قسم کے کمالات کی وجہ سے کسی شخص پر نبی کا اطلاق کسی طرح جائز نہیں اور نہ ان کے کشف اور الہام پر ایمان لانا واجب ہے۔ ایمان فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے۔ نبی کا تو خواب بھی وحی ہے، مگر ولی کا خواب اور الہام شرعاً حجت نہیں۔ نبی کے خواب سے ایک معصوم کا ذبح کرنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے۔ مگر ولی کے الہام سے قتل کا جواز تو کیا ثابت ہوتا اس سے استحباب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمالات اور خصلتیں بادشاہ اور وزیر کی سی پائی جائیں تو اس بناء پر وہ شخص بادشاہ اور وزیر نہیں بن سکتا اور اگر کوئی اس بناء پر بادشاہت اور وزارت کا دعویٰ کرے اور اپنے کو وزیر اور بادشاہ کہنے لگے تو فوراً گرفتاری کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ اس طرح اگر کسی شخص میں نبوت کے برائے نام کچھ کمالات پائے جائیں تو اس سے اس شخص کا منصب نبوت پر فائز ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اگر کوئی شخص اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ مرتد

اور اسلام کا باغی سمجھا جائے گا۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی صاف صاف تصریحات موجود ہیں کہ نبوت ختم ہوگئی ہے۔ اب قیامت تک کسی کو منصب نبوت نہیں مل سکتا اور نہ کسی پر نبی اور رسول کا اطلاق جائز ہے۔ البتہ نبوت کے کچھ کمالات اور اجزاء باقی ہیں۔ مگر کمالات نبوت اور اجزاء رسالت سے متصف ہونا اتصاف بالنبوۃ کو مستلزم نہیں۔ تفصیل اگر درکار ہو تو ''مسک الختام فی ختم النبوۃ علی سید الانام'' کی طرف مراجعت کریں۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی قدس اللہ سرہ ''الشہاب'' ص ۸ میں فرماتے ہیں کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خاص اصطلاح میں ولایت اور محدثیت کو نبوت غیر تشریعی کے لفظ سے تعبیر کر دیا۔ مگر اس گروہ کو نبی نہیں کہا جا سکتا۔

(اس مقام پر مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ دو حوالے تحریر فرمائے ہیں جو کہ استدراک کے عنوان سے پہلے جواب ۲ کے تحت گزر چکے ہیں۔ اس لئے انہیں حذف کیا جاتا ہے.....احقر مرتب)

صوفیائے کرام کے شطحیات

حضرات صوفیاء کرام کے یہاں ایک خاص باب ہے جس کو شطحیات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور خود فتوحات مکیہ میں اس کا ایک باب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ باطنی حالات گزرتے ہیں جو ایک سکر اور بیخودی کی حالت ہوتی ہے۔ اس حالت میں ان سے ایسے کمالات نکل جاتے ہیں جو قواعد شریعت اور کتاب وسنت کے نصوص پر چسپاں نہیں ہوتے۔ جیسے انا الحق اور سبحان ما اعظم شانی اور جب ہوش میں آتے ہیں تو ایسے کلمات سے توبہ اور استغفار کرتے ہیں۔

خود حضرات صوفیاء کی ان شطحیات کے بارہ میں تصریحات موجود ہیں کہ کوئی شخص ہماری ان باتوں پر ہرگز عمل پیرا نہ ہو کہ جو ہم سے ان خاص حالات میں بے اختیار صادر ہوئی ہیں۔ بلکہ جس شخص پر یہ حالات نہ گزرے ہوں اس کو ہماری کتابوں کا مطالعہ بھی جائز نہیں اور یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہمارا کشف اور الہام کسی پر حجت نہیں۔ ہمارا کشف صرف ہمارے لئے ہے اور اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھ پر یہ حکم بذریعہ وحی نازل ہوا ہے۔ خواہ وہ حکم شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔ اگر وہ مدعی عاقل بالغ ہے تو قابل گردن زدنی ہے اور اگر عاقل بالغ نہیں تو اس سے اعراض کریں گے۔

حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے شخص کا

بیخودی میں یہ حال ہوا کہ تلوار لے کر بیٹھ گئے اور یہ کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد رسول اللہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کی گردن اڑا دوں گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کلمات کو سنتے ہوئے گزر گئے اور منبر نبوی پر جا کر خطبہ دیا۔ ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم، انک میت وانهم میتون'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے ہماری آنکھیں کھل گئیں اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی اس حالت سے افاقہ ہوگیا۔

اب قابل غور امر یہ ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے جو کلمات نکلے وہ غلبہ حال میں نکلے۔ حقیقت کے بالکل خلاف تھے۔ مگر چونکہ وہ ایک سکر اور بیخودی کی حالت تھی۔ اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معذور سمجھ کر سکوت کیا اور کسی قسم کی ملامت نہیں کی اور اتباع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کیا، کیونکہ وہ مغلوب الحال نہ تھے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہوئے۔ نبی کا خلیفہ وہی ہوسکتا ہے جو حال پر غالب ہو اور جس پر حال غالب آجائے وہ خلیفہ بلا فصل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام کبھی مغلوب الحال نہیں ہوتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ حال پر غالب رہے ہیں۔ اس لئے حضرات صوفیاء کرام کے اس قسم کے شطحیات شرعاً حجت نہیں اور نہ ان کا اتباع جائز ہے۔ البتہ وہ حضرات معذور ہیں اور ان پر ملامت جائز نہیں۔ جیسے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہ تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اس قول میں اتباع کیا اور نہ ان پر کوئی ملامت کی۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ حضرات صوفیاء کے ان اقوال کا ہرگز اتباع نہ کریں۔ جو ان سے خاص حالات میں بے اختیار نکل گئے ہیں۔ بلکہ ان اقوال کا اتباع کریں جو انہوں نے سلسلہ عقائد کے بیان میں لکھے ہیں۔ (احتساب قادیانیت ج۲ ص۱۴۳ تا ۱۴۷)

مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور کل اولیاء اور عارفین رحمۃ اللہ علیہ اور تمام صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ اس پر متفق ہیں کہ نبوت ختم ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہیں اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور مرتد اور واجب القتل ہے۔ نبوت بالکلیہ منقطع ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی کوئی نبوت باقی نہیں رہی۔ البتہ نبوت کے کچھ اجزاء اور کچھ کمالات امت کے افراد میں باقی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں کہ جس کے ملنے سے کسی کو نبی کہا جاسکے۔ البتہ نبوت کے کچھ اجزاء اور کچھ خصائل اور کچھ شمائل باقی ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

''ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات''

ترجمہ: نبوت تو جاتی رہی اور بشارت دینے والے خواب باقی رہ گئے۔

حدیث میں ہے کہ رویائے صالحہ نبوت کا چالیسواں جز ہے اور کمالات نبوت کے ساتھ متصف ہونا اتصاف بالنبوۃ کو مستلزم نہیں۔ جس طرح سر انسان کا جزء ہے۔ مگر سر کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح رؤیائے صالحہ نبوت کا جز ہے مگر اس کو نبوت نہیں کہہ سکتے اور سچا خواب دیکھنے والے کو نبی نہیں کہہ سکتے اور صوفیاء حضرات کا یہ کلام عین شریعت کے مطابق ہے اور کوئی عالم، علماء شریعت میں سے اس کا منکر نہیں۔

جاننا چاہئے کہ یہاں آیات اور احادیث میں دو مضمون آئے ہیں۔ ایک مضمون تو یہ ہے کہ یہ عہدہ ہی ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ قیامت تک عہدۂ نبوت کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ نبی امی فداہ نفسی وابی وامی اشخاص انبیاء تمام کے خاتم ہیں۔ پیغمبروں کے جس قدر افراد دنیا میں آنے تھے وہ آ چکے اور نبی اکرم ﷺ اس سلسلہ کے آخر نبی فرد ہیں۔ پہلے مضمون کو حدیث میں اس عنوان سے بیان کیا گیا۔

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یایھا الناس انہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات رواہ البخاری فی کتاب التعبیر''

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! نبوت میں سے صرف مبشرات (بشارت دینے والے خواب) باقی رہ گئے ہیں۔ بخاری نے کتاب التعبیر میں روایت کیا ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے: ''ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات''

اس قسم کی احادیث عہدۂ نبوت کے ارتفاع اور انقطاع کے بیان کے لئے آئی ہیں اور دوسرا مضمون کو نبی امی ﷺ سلسلہ نبوت کے افراد اور اشخاص کے خاتم ہیں۔ اس کو قرآن کریم نے خاتم النّبیین کے عنوان سے اور حدیث نے خاتم الانبیاء اور آخر الانبیاء اور لا نبی بعدی کے عنوان سے بیان کیا ہے اور یہ دوسرا مضمون پہلے مضمون کے منافی تو کیا ہوتا بلکہ غایت درجہ مؤید اور مستلزم ہے۔

شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی مراد ہے کہ نبوت ختم ہوگئی اور نبوت کے کچھ اجزاء اور کمالات اور مبشرات باقی ہیں۔ (احتساب قادیانیت ج۲ ص۵۴ تا ۵۶)

علاوہ ازیں جب صدہا نصوص اور احادیث نبویہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ اور کل علماء شریعت وطریقت کی تصریحات سے یہ معلوم ہوگیا کہ ختم نبوت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتماعی عقیدہ ہے اور خود شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار تصریحات نصوص اور فتوحات وغیرہ میں موجود ہیں کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو پھر ان تصریحات کے بعد شیخ کی مجمل اور مبہم عبارات کو پیش کرنا اور ختم نبوت کے بارے میں شیخ کی صریح عبارات کو نظر انداز کر دینا اور نصوص شریعت اور اجماع اُمت کے خلاف راہ نکالنا کون سا دین اور عقل ہے۔

(احتساب قادیانیت ج۲ص۵۴تا۵۸)

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال: شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''لا نبی بعدی'' کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہوچکی۔ لیکن غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اوّلاً تو اصولاً غلطی ہے۔ کیونکہ مسئلہ ختم نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہوسکتا اور دلیل قطعی، قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سوا کوئی نہیں۔ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمایئے کس میں داخل ہے؟ اس لئے اس استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔ ثانیاً خود ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب فتوحات (ج۳ص۳۸ مطبوعہ دارالکتب مصر) میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہوچکی ہے اور جس عبارت کو سوال میں پیش کیا ہے اس کا صحیح مطلب خود فتوحات کی تصریح سے یہ ہے کہ نبوت غیر تشریعی ایک خاص اصطلاح شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو مرادف ولایت ہے۔ نہ وہ نبوت جو مصطلح شرع ہے۔ کیونکہ جمیع اقسام نبوت کے انقطاع پر خود فتوحات کی بے شمار عبارتیں شاہد ہیں۔ ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح وصاف رسائل مذکورۃ الصدر میں کچھ مذکور ہیں اور قلمی احقر کے پاس منقول لیکن سب کے نقل کرنے کی فرصت وضرورت نہیں۔ اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے۔ یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہوچکی ہے۔ آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (امداد الفتاویٰ ج۴ص۱۳۴)

جواب۸: شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے معترف ہیں کہ کسی ولی کو نبوت کا مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔

کسی ولی کو نبوت نہ ملنے پر چھ حوالے

حوالہ۱: ''وقال الشیخ (ای محی الدین ابن العربی) اعلم ان مقام النبی ممنوع لناد خوله وغایة معرفتنابه من طریق الارث النظر الیه کما ینظر من هو فی اسفل الجنة الی من هو فی اعلیٰ علیین وکما ینظر اهل الارض الی کواکب السماء وقد بلغنا عن الشیخ ابی یزید انه فتح له من مقام النبوة قدر خرم ابرة تجلیا لادخولا فکاد ان یحترق'' (الیواقیت والجواہر ج۲ص۷۲)

ترجمہ: شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ خوب جان لو نبوت کے مقام میں داخل ہونا ہمارے لئے بالکل ممنوع ہے اور اس مقام کی انتہائی معرفت بطریق ارث کے یہ ہوسکتی ہے کہ ہم اس مقام کی طرف محض نظر کر سکتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے جنت کے تحتانی حصہ والا شخص اعلیٰ علیین والوں کو دیکھتا ہے اور جیسا زمین والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں اور ہمیں شیخ ابی یزید سے یہ تحقیقی بات پہنچی ہے کہ درحقیقت نبوت کا مقام سوئی کے ناکے کے برابر (محض) تجلی کی حد تک کھولا گیا ہے۔ داخل ہونے کی حد تک نہیں۔ (اس پر بھی) انسان جل جانے کے قریب ہوجاتا ہے۔

حوالہ۲: ''وقال الشیخ (ای محی الدین العربی) من قال ان الله تعالیٰ امره بشیٔ فلیس ذلک بصحیح انما ذلک تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفة وذلک باب مسدود دون الناس..... فقد بان لک ان ابواب الاوامر الالهیه والنواهی قد سدت وکل من ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدعی شریعة اوحی بها الیه سواء موافق شرعنا اوخالف فان کان مکلفا ضربنا عنقه الاضربنا عنه صفحاً'' (الیواقیت والجواہر ج۲ص۳۸)

ترجمہ: شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں چیز کا حکم کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ یہ سراسر تلبیس اور فریب ہے کیونکہ حکم دینا کلام کی ایک قسم ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہوچکا ہے..... اس سے ظاہر ہوگیا کہ اوامر ونواہی خداوندی کے دروازے اب بند ہوچکے ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص اس قسم کا دعویٰ کرے تو وہ ایک شریعت کا جو اس کے پاس وحی کے ذریعہ پہنچی دعویدار ہے۔ چاہے وہ ہماری شریعت کے بالکل موافق ہو یا مخالف اور اس قسم کا شخص اگر مکلف ہوگا تو ہم اس کی گردن ماردیں گے ورنہ ہم اس سے اعراض کریں گے

اور اس کو پس پشت ڈال دیں گے۔

حوالہ۳: شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ ابوالعباس کی دعا نقل کرتے ہیں: ''اللھم انک سددت باب النبوۃ والرسالۃ دوننا ولم تسد باب الولایۃ''

(فتوحات مکیہ ج۲ باب۷۲ ص۹۷، سوال۹۳)

اے اللہ تو نے ہمارے لئے نبوت ورسالت کا دروازہ تو بند کر دیا ہے مگر ولایت کا دروازہ بند نہیں کیا۔

حوالہ۴: ''انما انقطع الوحی الخاص بالرسول والنبی من نزول الملک علیٰ اذنہ وقلبہ وتحجیر لفظ اسم النبی والرسول'' (فتوحات مکیہ ج۲ ص۱۵۵،۲۵۳)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ جو وحی انبیاء اور رسولوں پر آتی تھی وہ موقوف ہوگئی اور کسی کو نبی اور رسول کہنا ممنوع ہوگیا۔

حوالہ۵: ''واعلم ان لنا من اللہ الالھام لا الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع بموت رسول اللہ ﷺ وقد کان الوحی قبلہ ولم یجئ خبر الھی ان بعدہ (ﷺ) وحیا کما قال اللہ تعالیٰ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک ولم یذکر وحیاً بعدہ'' (فتوحات مکیہ ج۳ باب۳۵۳ ص۲۳۸)

اے مخاطب! تو معلوم کر لے کہ امت محمدیہ کے لئے اللہ کی طرف سے الہام ہے وحی نہیں ہے۔ وحی کا آنا رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد سے بند ہوگیا۔ البتہ آپ ﷺ سے پیشتر انبیاء کو وحی آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ سے پیشتر انبیاء علیہم السلام پر وحی آنے کی خبر دی ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی آنے کا ذکر قرآن مجید میں نہیں آیا۔

حوالہ۶: ''زال اسم النبی بعد محمد ﷺ''

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد نبی کا نام اٹھایا گیا ہے۔ یعنی اب کوئی شخص امت محمدیہ میں سے نبی نہیں کہلا سکتا۔ (فتوحات مکیہ ج۲ ص۶۴)

عقیدۃ الامت سے چند اقتباس

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عقیدۃ الامتہ میں عمدہ بحث کی ہے۔ ذیل میں ان کی تحقیقات کے چند نمونے نقل کئے جاتے ہیں۔

''فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوت الا لتعریفات وانسدت

ابواب الاوامر الالهية والنواهي فمن ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شريعة اوحي بها اليه سواء وافق بها شرعنا اوخالف‘‘

ترجمہ: پس نبوت کے ختم ہوجانے کے بعد اولیاء کے لئے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں اور اوامر ونواہی کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ پس اگر کوئی محمد ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی حکم دیا ہے یا کسی بات سے منع کیا ہے تو وہ مدعی شریعت ہے۔ خواہ اس کی وحی شریعت محمدیہ کے موافق ہو اور خواہ مخالف۔ وہ مدعی شریعت ہے۔ (فتوحات مکیہ ج۳ ص۳۹)

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ

۱..... شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدعی شریعت صرف وہی نہیں جو شریعت محمدیہ کے بعد احکام جدیدہ یکسر لے کر آئے بلکہ وہ مدعی نبوت جس کی وحی بالکل شریعت محمدیہ کے موافق ہو وہ بھی مدعی شریعت ہے اور یہ دعویٰ بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔

۲..... آنحضرت ﷺ کے بعد جس طرح نئی شریعت کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہے۔ شریعت محمدیہ کی موافق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔ حضور کے بعد یہ سلسلہ وحی منقطع ہے۔

۳..... شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تشریعی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جسے شریعت نبوت کہے خواہ وہ نبوت شریعت جدیدہ کی مدعی ہو اور خواہ شریعت محمدیہ کی موافقت کا دعویٰ کرے پس غیر تشریعی نبوت سے مراد وہ کمالات نبوت اور کمالات ولایت ہوں گے جن پر شریعت نبوت کا اطلاق نہیں کرتی اور وہ نبوت نہیں کہلاتے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۸ھ) کی مذکورہ بالا عبارت ہم نے علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھی ہے۔ اصل کتاب الفتوحات المکیہ میں یہ عبارت مختلف الفاظ میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کو کہیں کہیں اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ لیجئے! ہم یہ عبارت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے اصل الفاظ سے پیش کرتے ہیں۔

’’اعلم ان لنا من الله الالهام لا الوحي فان سبيل الوحي قد انقطع بموت رسول الله ﷺ وقد كان وحي قبله ولم يجيي خبر الهي ان بعده وحيا كما قال ولقد اوحي اليك والى الذين من قبلك ولم يذكرو احيا بعده وان لم يلزم هذا اوقد جاء الخبر النبوي الصادق في عيسىٰ عليه السلام وقد كان ممن

اوحی الیہ قبل رسول اللہ انہ علیہ السلام لا یومنا الا بنا ای بسنتنا فلہ الکشف اذا نزل والالہام کما لھذہ الامۃ ولا یتخیل فی الالہام انہ لیس بخبر الٰھی‘‘

(فتوحات مکیہ ج۳ ص۲۳۸ باب ۳۵۳)

ترجمہ: جان لو کہ اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف الہام ہے وحی نہیں.....وحی کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر منقطع ہو چکا ہے.....آپ ﷺ سے پہلے بے شک یہ وحی کا سلسلہ موجود تھا.....اور ہمارے پاس کوئی الٰہی خبر نہیں پہنچی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی کوئی وحی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ’’**ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک** (الزمر:۶۵)‘‘

ترجمہ: اور وحی کی گئی تیری طرف اور تجھ سے لوگوں کو اگر تم نے شریک مان لیا تو اکارت جائیں گے تیرے عمل اور تو ہوگا خسارہ میں۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں! آنحضرت ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ سچی خبر پہنچی ہے اور آپ بے شک ان لوگوں میں ہیں جن کو حضور ﷺ سے پہلے نبوت ملی کہ آپ جب اس امت کی قیادت کریں گے تو ہماری شریعت کے مطابق عمل کریں گے.....آپ جب نازل ہوں گے تو آپ کے لئے مرتبہ کشف بھی ہوگا اور الہام بھی.....جیسا کہ یہ مقام امت کے اولیاء اللہ کے لئے ہے.....الہام میں یہ بات خیال میں نہیں آتی کہ یہ الٰہی خبر نہیں ہے الہام کا سرچشمہ بھی تو اسی کی ذات ہے۔

دیکھئے یہاں کس صراحت سے اس امت کے لئے سلسلہ وحی بند بتلایا گیا ہے۔ اگر حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کی کوئی وحی جاری ہوتی تو شیخ اکبر ابن عربی اسکے یہاں اس طرح مطلقاً بند ہونے کو بیان نہ کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی آمد ثانی پر اگر کوئی وحی اترے تو وہ الہام کے معنی میں ہوگی۔ وحی اصطلاحی نہ ہوگی جو صرف نبیوں پر آتی ہے۔ وہ نئی شریعت کے ساتھ ہو یا پہلی شریعت کے ساتھ۔ وحی آخر وحی ہے کسی قسم کی ہو اور اب یہ سلسلہ وحی ابن عربی کے ہاں قیامت تک کے لئے مسدود ہے۔ وحی کے یہ دونوں پیرائے ہم ابن عربی کے الفاظ میں پہلے نقل کر آئے ہیں۔

’’**سواء وافق بھا شرعنا او خالف**‘‘ (فتوحات مکیہ ج۲ ص۳۹)

ترجمہ: وحی شریعت ہے ہماری شریعت کے مطابق ہو یا اس سے مختلف۔

چند فوائد

ختم نبوت کے متعلق ابن عربی کی وضاحت

''قد ختم اللہ تعالیٰ بشرع محمد ﷺ جمیع الشرائع فلا رسول بعدہ یشرع ولا نبی بعدہ یرسل الیہ بشرع یتعبد بہ فی نفسہ انما یتعبد الناس شریعتہ الیٰ یوم القیامۃ'' (فتوحات مکیہ باب ۴۶۲، بحوالہ الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شریعت محمد پر تمام شرائع ختم کر دی ہیں۔ پس ان کے بعد کوئی صاحب شریعت رسول نہیں اور نہ ہی کوئی نبی ہے جس کی طرف شریعت بھیجی جائے کہ وہ اس کے مطابق بذات خود عبادت کرے۔ تحقیق لوگ قیامت تک حضور علیہ السلام کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے رہیں گے۔

''ھذا باب اغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یفتح لاحد الیٰ یوم القیامۃ ولکن بقی الاولیاء وحی الالھام الذی لا تشریع فیہ'' (ایضاً بحوالہ بالا)

ترجمہ: یہ دروازہ حضور علیہ السلام کے وصال کے ساتھ بند کر دیا گیا۔ پس وہ قیامت تک کسی کے لئے نہ کھولا جائے گا۔ لیکن اولیاء کے لئے وحی الہام باقی ہے اس میں شریعت نہیں ہے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف تعبیر کیوں اختیار کی؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بظاہر نظر حدیث ''لا نبی بعدی'' اور حدیث ''لم یبق من النبوۃ الا المبشرات'' میں تضاد محسوس ہوتا ہے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالہ سے لکھا: ''قالت عائشۃ اوّل مابدی بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا فکان لایری الرؤیا الاخرجت مثل فلق الاصباح وھی التی ابقی اللہ علی المسلمین وھی من اجزاء النبوۃ لما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ولھذا قلنا انما ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہ''

(فتوحات مکیہ ج ۲ باب ۷۳، سوال ۲۵)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو وحی سے پہلے سچے خواب نظر آتے تھے جو چیز رات کو خواب میں دیکھتے تھے۔ وہ خارج میں صبح روشن کی طرح ظہور پذیر ہو جاتی تھی اور یہ وہ چیز ہے جو مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ نے باقی رکھی ہے اور یہ سچا خواب

نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ پس اس اعتبار سے نبوت کلی طور پر بند نہیں ہوتی اور اس وجہ سے ہم نے کہا کہ ''لا نبی بعدی'' کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت تشریعی باقی نہیں رہی۔

شیخ ابن عربی کی مذکورہ تحریر سے معلوم ہوا کہ:

- حضور علیہ السلام پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔
- اجزائے نبوت و کمالات نبوت میں سے اچھے خوابوں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔
- شیخ اکبر، اولیاء اللہ کے الہامات و مبشرات کو اگرچہ اپنی مخصوص اصطلاح کے مطابق نبوت کا نام دیتے ہیں جو کہ لغوی اعتبار سے ہے۔ لیکن وہ کسی ولی کو غیر تشریعی نبی اور مفترض الطاعۃ نہیں کہتے۔ نہ ہی کسی ولی کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔ اولیاء کی نبوت ان کے ہاں بمعنی خبر وولایت ہے جس کا احکام امر، نہی، شریعت و رسالت سے کوئی تعلق نہیں۔
- شیخ اولیاء اللہ کے لئے جس الہام و اخبار من اللہ کو نبوت سے تعبیر کر رہے ہیں وہ اس نبوت کو حیوانات میں بھی جاری مانتے ہیں۔ ''وھذا النبوۃ جاریۃ فی الحیوان مثل قولہ تعالیٰ واوحیٰ ربک الی النحل''

(فتوحات مکیہ ج۲ باب ۱۵۵ ص ۲۵۴)

ترجمہ: اور یہ نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔''

- اصطلاح نبوت جس میں جبرائیل علیہ السلام انبیاء پر وحی لے کر آئے ہیں اسے وہ ختم سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ''اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ فانہ زال التشریع المنزل من عند اللہ بالوحی بعدہ''

(فتوحات مکیہ ج۲ ص ۵۸، باب ۷۳، سوال ۲۵)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جا سکتا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد وحی جو تشریعی صورت میں صرف نبی پر آتی ہے ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔

خلاصۂ بحث

حاصل کلام کے طور پر چند نکات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

- حضور علیہ السلام پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ البتہ بعض کمالات نبوت باقی ہیں جیسے

مبشرات یعنی اچھے خواب..... نبوت کے بعض اجزاء باقی رہ جانے کی وجہ سے نبوت کے جاری ہونے پر استدلال کرنا ایسا ہی ہے جیسے جزو کو کل، ایک انگلی کو ہاتھ ایک بازو کو انسان کہہ دینا۔

- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ختم نبوت کے متعلق وہی نظریہ ہے جو جمہور امت کا ہے۔ البتہ شیخ نے صرف تشریعی نبوت بند ہونے کی بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر لکھی ہے۔
- شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض جگہ اجزائے نبوت کو نبوت سے تعبیر کیا ہے۔ اگر ایسی عبارات کی نسبت ان کی طرف صحیح تسلیم کر لی جائے تو جواب یہ ہے کہ شیخ اکبر کی مخصوص اصطلاح ہے۔ ہمارے دعویٰ کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ امت میں سے الہامات ومبشرات کا درجہ پانے والوں کو شیخ نے کسی جگہ ایسا نبی نہیں قرار دیا جس پر جبرائیل علیہ السلام وحی لائے ہوں اور وہ واجب الاتباع ہو۔
- علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بات یقینی اور ناقابل تردید ہے کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں کافی ردوبدل کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے بھی اجزائے نبوت کا شبہ پیدا کرنے والی عبارات ان کی طرف منسوب کرنا درست نہ ہوگا۔
- مرزا قادیانی نے شیخ ابن عربی کو ملحد اور زندیق قرار دیا ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے اجزائے نبوت کے اثبات کے لئے ابن عربی کا سہارا لیتے ہیں۔ انہیں کچھ شرم نہیں آتی کہ وہ بقول مرزا ایک ملحد کی عبارات سے سہارا لے رہے ہیں۔
- شیخ ابن عربی اپنی مخصوص اصطلاحات کے باوجود متعدد مقامات پر واضح الفاظ میں ختم نبوت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

تفسیر بحر محیط میں امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نقل ہے۔ الفضل والے نے اصل عبارت بمعہ ترجمہ اپنے مطلب کے موافق ذکر کیا ہے۔ ہم آپ کو الفضل کی زبانی اس عبارت کا ترجمہ پیش کر دیتے ہیں..... امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ ان چار گروہوں میں شامل کرے گا۔ مقام اور نیکی کے لحاظ سے نبی کو نبی کے ساتھ اور صدیق کو صدیق کے ساتھ شہید کو شہید کے ساتھ اور صالح کو صالح کے ساتھ اور راغب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے کہ من النبیین کا

تعلق ''ومن یطع اللہ والرسول'' سے ہو۔

(تفسیر بحر محیط ج۳ ص۲۸۷، مطبوعہ مصر، الفضل لاہور خاتم النّبیین نمبر ص۱۸ کالم۲، مورخہ ۲۷/جولائی ۱۹۵۲ء)

حضرات! امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ایک احتمال ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو نبی نبیوں میں سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو وہ اللہ سے انعام پانے والوں کے ساتھ ہوگا۔ اس میں اشکال کیا ہے؟ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کے بعد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے انعام پانے والوں کی جماعت میں شامل ہوں گے۔ مگر بات یہ ہے کہ اس ضعیف سے احتمال سے امام راغب کو خواہ مخواہ اجرائے نبوت کے مدعیوں کی صف میں کیوں شمار کیا جا رہا ہے؟ جب کہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ تو صاف طور پر خود اپنی تصنیف ''مفردات القرآن'' میں علی الاعلان ختم نبوت کے قائل ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے نبوت کے اتمام واختتام پر بالتصریح اقرار کرتے ہیں۔ مرزائیوں کو کیا حق ہے کہ ان اعلانات واضح کے بعد بھی ان کے مسلک کو احتمالات واشارات میں ڈال کر مشتبہ بنا دیں۔ سنئے کہتے ہیں کہ:

''خاتم النّبیین لانه ختم النبوة ای تممّها بمجیئه''

(مفردات امام راغب ص۱۴۲ تحت معنی ختم)

ترجمہ: آپ خاتم النّبیین ہیں۔ اس لئے آپ نے اپنی آمد سے اس نبوت کو تمام کر دیا اور مکمل کر دیا ہے۔

مرزائیو! آپ کے ہاتھوں ہی انصاف ہے۔ وہ اشارہ واحتمال بہتر ہے جو امام راغب کا کوئی دوسرا شخص نقل کر رہا ہے یا یہ صاف تصریح اچھی ہے جس کو خود امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصدقہ تصنیف میں بلا احتمال ذکر کیا ہے۔

استدراک.....قادیانی استدلال کی مزید تحقیق

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے چند نکات قابل غور ہیں:

۱..... تفسیر البحر المحیط میں امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط نسبت کی گئی۔ آیت کی ایسی توجیہ جو نحوی اور معنوی دونوں اعتبار سے غلط ہو، امام راغب جیسا مفسر اختیار نہیں کر سکتا۔

۲..... ''من یطع اللہ والرسول'' کی تفسیر میں امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: ''الذریعة الیٰ مکارم الشریعة'' اگر مذکورہ بات امام

راغب نے لکھنی ہوتی تو وہ اس کتاب میں ضرور لکھتے۔ان کا اس کتاب میں نہ لکھنا اس امر کی دلیل ہے کہ مذکورہ عبارت ان کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے۔

۳..... قادیانیوں کی بددیانتی کی داد دیجئے کہ وہ مذکورہ عبارت تو پیش کرتے ہیں لیکن اس کے فوراً بعد علامہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس کا رد لکھا ہے وہ پیش نہیں کرتے..... علامہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:''هذا الوجه الذی هو عنده ظاهر، فاسد من جهة المعنی ومن جهة النحو امامن جهة المعنی فان الرسول هنا هو محمد ﷺ اخبر الله تعالیٰ ان من یطیعه ویطیع رسوله فهو مع من ذکر ولو کان من النّبیین معلقا بقوله ومن یطع الله والرسول لکان قوله من النّبیین تفسیراً لمن فی قوله ومن یطع فیلزم ان یکون فی زمان الرسول اوبعده انبیاء یطیعونه وهذا غیر ممکن لانه قد اخبر الله تعالیٰ ان محمداً هو خاتم النّبیین وقال هو ﷺ لا نبی بعدی واما من جهة النحو فما قبل فاء الجزاء لا یعمل فیما بعدها'' (البحرالمحیط ج۳ص۲۸۷)

ترجمہ: یہ بات جو اس کے ہاں واضح ہے معنوی اور نحوی ہر لحاظ سے غلط ہے۔معنوی لحاظ سے اس طرح کہ رسول سے مراد یہاں حضور اکرم ﷺ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو اس کی اور اس کے اس رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان کے ساتھ ہوگا جن کا ذکر کیا گیا ہے۔اگر''من النّبیین ''متعلق ہو۔''من یطع الله والرسول '' کے،تو ''من النّبیین '' سے مراد''من یطع '' کی تفسیر ہوگی اور لازم آئے گا کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں یا آپ ﷺ کے بعد بھی کچھ اور انبیاء ہوں جو آپ کی پیروی کرتے رہیں اور یہ ناممکن ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی کہ آپ خاتم النّبیین ہیں اور حضور ﷺ نے''لا نبی بعدی '' فرمادیا اور اس ترکیب کا نحوی لحاظ سے غلط ہونا اس وجہ سے ہے کہ فاء جزائیہ سے پہلے کی بات، فاء جزائیہ کے بعد عمل نہیں کرتی۔

علامہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی اس وضاحت کے بعد امام راغب کی طرف منسوب اس عبارت اور ان پر الزام کی وہی حیثیت رہ جاتی ہے جو کہ مرزا قادیانی کی نبوت کی ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار مثنوی سے بے جا استدلال

مثنوی شریف سے چند اشعار مختلفہ نقل کر کے ایسے ترتیب دے دیئے ہیں کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ایک ہی مقام سے علی الترتیب منقول ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے:

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوت یابی اندر امتے

دوسرا شعر ؎

عقل کامل را قرین کن باخرد تاکہ بازآئد خروزان خوئے بد

دوسرا شعر عقل کامل را، الخ! پہلے شعر فکر کن کے قریب کہیں نہیں ملتا۔آس پاس بہتیری تلاش کے باوجود کوئی پتہ نہیں چلا۔اسی طرح متصل کر کے انہوں نے یہاں چھ شعر ذکر کئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ سب متفرق مقامات سے لے کر ان کو یکجا کیا گیا ہے۔ذکر میں سیاق سباق کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔اس قسم کی چھوٹی موٹی چالاکیاں مرزائیوں کا ادنیٰ سا کرتب ہے۔ان کے لئے یہ معمولی بات ہے کہ کہیں کا شعر کہیں سے جوڑ دیا کوئی بڑی بات نہیں۔ بہرکیف اوّل الذکر شعر سے اجرائے نبوت کے مسلک کی تائید حاصل کرنا مرزائیوں کا مقصد ہے۔ترجمہ شعر مذکور یہ ہے کہ ''اچھی خدمت کے راستہ میں تو فکر اور تدبیر کر، تاکہ امت کے اندر نبوت پاسکے گا۔''

(دفتر پنجم مثنوی ص۴۰۲، باب در تفاوت عقول از اصل فطرت، الخ! طبع نولکشور لکھنؤ)

ہم جواباً عرض کرتے ہیں کہ ساری مثنوی شریف میں یہی دو یا چند اشعار آپ کو نظر آئے ہیں۔دوسرے مواقع جہاں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ ختم نبوت کو صاف ظاہر کیا ہے۔وہ اشعار بھی ساتھ ساتھ ذکر کر دیتے تاکہ ہر ایک نتیجہ اخذ کرنے میں متردد نہ ہوتا اور ٹھیک اور صحیح مطلب مولانا کی کلام سے بسہولت حاصل کرسکتا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ صاحب مثنوی اس مسئلہ میں جمہور مسلمانوں کے ساتھ بالکل متفق ہیں۔

(۱) چنانچہ دفتر چہارم کی آخری حکایت میں یہود و نصاریٰ کی حالت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھی، اس کو بیان کرتے ہوئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ایں ہمہ انکار کفراں زاد شان چوں درآمد سید آخر زمان

(دفتر چہارم حکایت در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ طبع نولکشور لکھنؤ)

یعنی جب سردار آخر الزمان ﷺ تشریف لائے اس زمانہ یہود ونصاریٰ کا سارا سرمایہ کفران ہی کفران تھا۔اس لقب کے ساتھ مولانا کا حضرت نبی کریم ﷺ کو تعبیر کرنا صاف ختم نبوت جتلا رہا ہے اور بغیر کسی تاویل کے یہ الفاظ مستعمل ہیں۔

(۲) دوسری جگہ دفتر پنجم میں نبی کریم ﷺ کے ایک مہمان کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

یا رسول اللہ رسالت را تمام تو نمودی ہمچو شمس بے غمام

یعنی اے اللہ کے رسول جیسے بادل کے بغیر سورج چمک رہا ہو، ایسے آپ ﷺ نے رسالت کو تمام فرمادیا ہے۔رسالت کی تمامیت میں کوئی شبہ واشتباہ باقی نہیں رہا۔

(دفتر پنجم ص ۳۹۸، ایمان عرض کردن مصطفیٰ علیہ السلام مہمان را،طبع نولکشور لکھنؤ)

مولانا کے ان اقوال واشعار کو سامنے رکھنے کے بعد اس مذکورہ بیت کا مطلب بشرط انصاف اپنی جگہ صحیح اور درست ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ نیک راہ میں سعی وتدبیر کرنے سے فیضان نبوت اور کمالات رسالت سے مومن شرف یاب ہوسکتا ہے۔جیسا کہ اہل اللہ لوگ حسب استعداد مراتب حاصل کرتے ہیں۔

(۳) نیز مولانا روم اپنی مثنوی میں نبوت کے دعویٰ کرنے والوں کے کئی مقامات میں واقعات ذکر کرتے ہیں اور ان کے جھوٹ اور کذب پر پورا تبصرہ فرماتے ہیں۔اگر مولانا کے نزدیک نبوت کا سلسلہ جاری رہا تو ایسے لوگوں کے حالات کی تائید کرنی چاہئے تھی اور ان کے واقعات کو درست قرار دینا چاہئے تھا۔الٹا ان کی کذب بیانی واضح کی جاتی ہے۔

استدراک.....ایک شعر کی تحقیق

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوت یا بی اندر امتے

مولانا روم کے اس شعر کو قادیانی اپنی مایۂ ناز دریافت سمجھتے ہیں اور مولانا روم کی طرف اجرائے نبوت کے عقیدہ کی غلط نسبت کرتے ہیں۔شرح مثنوی سے اس کا صحیح مفہوم لکھا جاتا ہے تاکہ قادیانی دجل وفریب واضح ہوسکے۔

مطلب: شعر کے لفظ امتے میں یائے مصدری ہے۔یعنی امت ہونا مگر ترجمہ میں یہ لفظ ضرورۃً بیائے نسبت استعمال ہوا ہے۔نبوت یابی سے کمالات نبوت کا حصول مراد ہے اور ان کا حصول امتی کے لئے جائز ہے کہ اس سے امتی کا نبی ہونا لازم نہیں آتا۔کیونکہ نبی کے لئے کمالات

نبوت اصالۃً ثابت ہوتے ہیں اور امتی کے لئے تبعاً۔

(مثنوی مولانا روم دفتر پنجم ص ۹۸، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

مولانا قاضی سجاد حسین میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مترجم کے حواشی میں شعر مذکورہ کے تحت لکھتے ہیں: ''انسان خدمت گزاری کی تدبیر اختیار کرے تو انبیاء کے اخلاق سے متصف ہو جائے گا اور امتی ہوتے ہوئے اس میں انبیاء کے اوصاف پیدا ہو جائیں گے۔''

(مثنوی مولانا روم مترجم از قاضی سجاد حسین میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، دفتر پنجم ص ۵۷، مطبوعہ الفیصل اردو بازار لاہور)

ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ مذکورہ شعر میں نبوت سے کمالات نبوت اور اوصاف نبوت مراد ہیں۔ نبوت مراد نہیں ہے۔

مولانا روم کا عقیدۂ ختم نبوت

الف.....

زیں حکایت کرد آں ختم رسل — از ملیک لایزال ولم یزل
سکہ شاہاں ہمی گردد دگر — سکہ احمد بیں تامستقر
ایں ہمہ انکار کفراں زاد شاں — چوں درآمد سید آخر الزمان

(بحوالہ احتساب قادیانیت ج ۱ ص ۱۴۳)

ب..... مولانا روم نے مثنوی کے کئی مقامات پر مدعیان نبوت کے واقعات تحریر کئے ہیں۔ مثلاً:

۱..... آپ نے عنوان باندھا ہے قصہ آں شخصے کہ دعویٰ پیغمبری مے کرد گفتندش کہ چہ خوردۂ کہ گیج شدۂ ویاوہ میگوئی، الخ!

اس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

آں یکے مے گفت من پیغمبرم — وز ہمہ پیغمبراں فاضل ترم
گردنش بستند و بردندش بشاہ — کایں ہمی گوید رسولم ازالہ
خلق بروے جمع چوں مور و ملخ — کہ چہ مکرست و چہ تزویر و چہ فسخ

(مثنوی دفتر پنجم ص ۶۵، مع شرح بحر العلوم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

۲..... آپ نے عنوان باندھا ہے: ''پرسیدن شاہ ازاں مدعی نبوت کہ آنکہ رسول راستیں باشد وثابت شود با او چہ باشد کہ کسے را نخشد'' اس عنوان کے تحت انیس اشعار میں بادشاہ کی نصیحت تفصیلی طور پر نقل کی ہے جو اس نے ایک مدعی نبوت کو کی تھی، دیکھئے

سے تعلق رکھتی ہے۔ (مثنوی دفتر پنجم ص ۶۹، مع شرح بحر العلوم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

مولانا روم کی ان وضاحتوں کے باوجود ان کی طرف اجرائے نبوت کے عقیدہ کی نسبت کرنا اوّل درجہ کی بے حیائی و دیدہ دلیری ہے۔

تتمہ بحث

مذکورہ بالا شعروں کے علاوہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل اشعار بھی قادیانی اجزائے نبوت کے اثبات کے لئے پیش کرتے ہیں۔

معنی تختم علیٰ افواھھم ایں شناس ایں ست راہبر و راہم

کہ نختم علی افواھھم کے معنی سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ یہ رسالت کے راستہ میں ایک مشکل ہے۔

تازہ راہ خاتم پیغمبراں بو کہ خیزد زلب ختم گراں

یعنی تاکہ ممکن ہے کہ لب ہلانے سے خاتم النّبیین کے راستے سے ایک بھاری ختم اٹھ جائے۔

ختمہائے کانبیاء بگذاشتند آں بدین احمدی برداشتند

بہت سے ختم جو پہلے نبی چھوڑ گئے تھے وہ سب دین احمدی میں اٹھا دیئے گئے۔

قفلہائے ناکشودہ ماندہ بود از کف انا فتحنا برکشود

یعنی بہت سے تالے بند پڑے ہوتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''انا فتحنا'' کے ہاتھ سے سب کھول دیئے۔

او شفیع است ایں جہان وآں جہاں ایں جہاں در دین و آنجا درجناں

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہانوں میں شفیع ہیں۔ اس جہان میں دین کے اور اگلے جہان میں جنت کے۔

پیشہ اش اندر ظہور و درمکون اھد قومی انھم لا یعلمون

ظاہر و باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ یہی تھا کہ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے کہ انہیں علم نہیں ہے۔

باز گشتہ ازدم اوہر دو باب در دو عالم دعوت او مستجاب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے دونوں دروازے کھل گئے اور دونوں جہان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب ہوئی۔

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود مثل اونے بودنے خواہند بود

آپ ﷺ ان معنوں میں ''خاتم'' ہیں کہ بخشش میں نہ آپ ﷺ کے برابر کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔

چونکہ درصنعت برد استاد دست نے تو گوئی ختم صنعت برتو ہست

جس طرح جب کوئی استاد صنعت میں سبقت لے جاتا ہے تو کیا تم یہ نہیں کہتے کہ اے استاد! تجھ پر کاریگری ختم ہے؟

ورکشاد ختمہا تو خاتمی درجہان روح بخشاں حاتمی

اے نبی ﷺ! تو ہر قسم کے ''ختموں'' کو کھولنے کی وجہ سے ''خاتم'' (یعنی افضل) ہے اور روح پھونکنے والوں میں تو حاتم کی طرح ہے۔

ہست اشارات محمدؐ المراد کل کشاد، اندر کشاد، اندر کشاد

الغرض محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ سب رستے کھلے ہی کھلے ہیں کوئی بھی بند نہیں ہے۔

صد ہزاراں آفریں برجان او ہر قدوم و دور فرزندان او

آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے فرزندوں کی تشریف آوری اور ان کے دور پر لاکھوں آفریں۔

آں خلیفہ زادگان مقبلش زادہ انداز عنصر جان و دلش

وہ اس کے اقبال مند جانشین اس کے عنصر جان ودل سے پیدا ہوئے ہیں۔

گرز بغداد دہرے و ازرے اند بیمزاج آب و گل نسل وے اند

وہ خواہ بغداد یا ہرے یا رے کے رہنے والے ہوں۔ مٹی اور پانی کے اثر سے بے نیاز ہو کر وہ حضور ﷺ ہی کی نسل سے ہیں۔

شاخ گل ہر جا کہ روئید ہم گل است خم مل ہر جا کہ جوشد ہم مل است

گلاب کی شاخ جہاں بھی اگے وہ گلاب ہی ہے اور شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے وہ مٹکا ہی ہے۔

گرز مغرب برزند خورشید سر عین خورشید است نے چیزے دگر

اگر آفتاب مغرب سے نکلے تو بھی وہ آفتاب ہی ہے۔

(مثنوی مولانا روم دفتر ششم ص ۸، مطبع نولکشور ۱۹۱۶ء، احمد یہ پاکٹ بک ص ۲۷۷، ۲۷۸، طبع جدید)

تجزیہ

ہم مذکورہ سولہ اشعار کا صحیح معنی ومطلب مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے قارئین کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

معنی تختم علیٰ افواھھم ایں شناس انیست رہر و راہم

ترجمہ: (آیہ) ''نختم علیٰ افواھھم'' (یعنی ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے) کے معنی یہی سمجھو (اور) یہ بات سالک کے لئے (سمجھنا) بہت ضروری ہے۔

مطلب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''الیوم نختم علیٰ افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون (یٰسین: ۴)'' ﴿آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اور یہ بات نہیں کرنے پائیں گے اور جیسے کرتوت یہ لوگ کر رہے تھے ان کے ہاتھ ہم کو بتادیں گے اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے۔﴾

یہ آیت کافروں کی حالت کا نقشہ کھینچ رہی ہے جو قیامت کے روز ہوگی۔ مگر یہاں مولانا قدس سرہ نے دوسرے معنی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اہل اشارہ کسی آیت سے ایک خاص اسلوب میں اشارہ اخذ کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مونہوں پر مہر لگادی تا کہ معارف کا قندان کے شکم اور قلب میں نہ جانے پائے۔ (بحر العلوم بلفظہ) پس نختم علیٰ افواہ سے مراد اس توجیہہ پر ''اقناع من التکلم'' نہیں اور قرینہ ترجیح اس توجیہ کا خصوصیت مقام کی ہے۔ پس اس بناء پر یہ ہم معنی ہوگیا۔ ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم'' کا لیکن نہ معنی فساد استعداد مخصوص ہے بعض کفار کے ساتھ بلکہ بمعنی نقصان استعداد کہ عام ہے عوام مومنین کو بھی جو اسرار کے اہل نہ ہوں (کلید) دوسرے مصرعہ میں یہ فرمایا ہے کہ یہ بات سمجھنا سالک کے لئے ضروری ہے کہ نقصان استعداد نافع فہم اسرار ہے۔

تازہ راہ ختم پیغمبراں بو کہ برخیز دزلب ختم گراں

ترجمہ: حتیٰ کہ ممکن ہے کہ ختم النبیین ﷺ کے طریقہ پر چلنے سے یہ بھاری مہر لب سے اٹھ جائے۔

مطلب: اس مہر کا ٹوٹنا صرف انبیاء علیہم السلام خصوصاً خاتم انبیاء علیہ السلام کے اتباع میں منحصر ہے۔ یعنی علوم فلاسفہ محض مجاہدات ومکاشفات اس میں ناکافی ہیں۔ صرف صاحب وحی کے اتباع سے ایسی استعداد پیدا ہوسکتی ہے اور ہر چند کہ ہر نبی کے اتباع کا یہی خاصہ ہے۔ مگر حضور ﷺ کی

تخصیص اس لئے ہے کہ اس وقت آپ کا دورہ ہے۔ دوسرے اس لئے کہ ایسی استعداد کا حصول جو اس مہر کے توڑنے کے لئے لازم ہے مختلف مراتب رکھتا ہے اور دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کے اتباع سے جس قدر استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ حضور ﷺ کے اتباع میں اس سے ازید و اکمل استعداد حاصل ہوگی اور عجب نہیں کہ شعر ہذا میں اس لئے ختم گراں کی قید لگائی ہو۔ یعنی آپ کی ایسی برکت ہے کہ کیسا ہی عجیب حجاب ہو وہ بھی رفع ہو جاتا ہے اور لب سے مراد یا تو مخاطب کا لب ہے جیسا کہ اوپر شعر میں ''افواھھم'' کی توجیہہ گزری ہے یا لب متکلم بالاسرار۔ کیونکہ نقص استعداد مخاطب جیسا فہم سے مانع ہے۔ اسی طرح متکلم کو تکلم سے بھی مانع ہے۔ (کلید)

ختم ہائے کانبیاء بگذاشتند آں بدین احمدی برداشتند

ترجمہ: جو مہریں (پہلے) انبیاء علیہم السلام (بے کھلی) چھوڑ گئے تھے۔ ان کو دین محمدی علیٰ صاحبہ السلام والتحیۃ کی بدولت اٹھا دیا گیا۔

مطلب: یہ حجابات انبیاء سابقین علیہم السلام کے اتباع سے بھی مرتفع ہوئے جس سے ان کے تابعین کو استفادہ کامل عطاء ہوئی۔ لیکن بعض حجابات ابھی باقی تھے۔ وہ حضور ﷺ کے اتباع سے اٹھ گئے۔ جس سے آپ کے تابعین کو استعداد مکمل حاصل ہوئی اور علوم بھی اکمل حاصل ہوئے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے باب فضل ہذہ الامۃ میں حدیث آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اعطیھم من علمی'' یعنی ان کو اپنے علم سے بھی بہرہ مند کروں گا۔ (کلید) پہلی امتوں کے اولیاء کا درجہ اس امت کے اولیاء سے کم ہے۔ پس اس امت کے اقطاب کا اس امت مرحومہ کے اقطاب کے ساتھ عرفان میں مساوی ہونا لازم نہ آئے۔ اس کے بعد واضح ہو کہ امم سابقہ بعض اسرار کے انکشاف سے استعداداً قاصر تھیں۔ ان اسرار کے متعلق ان کے دل و دماغ پر ایک مہر لگی ہوئی تھی۔ جس سے وہ ان پر منکشف نہیں ہو سکتے تھے۔ انبیاء نے ان مہروں کو نہیں اٹھایا اور یوں ہی چھوڑ گئے۔ پھر جن لوگوں نے دین محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اختیار کیا، ان کے دل و دماغ سے وہ مہر اٹھ گئی۔ جیسے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ (بحر العلوم)

قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود از کف انا فتحنا بر کشود

ترجمہ: (اسرار و رموز کے بہت سے) قفل بے کھلے رہ گئے تھے جو صاحب ''انا فتحنا'' کے دست مبارک سے کھل گئے۔

مطلب: چونکہ سورۂ ''انا فتحنا'' حضور ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس لئے آپ کو صاحب انا فتحنا کہہ دیا اور خاص..... میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو فتح دینے کی خبر دی ہے یہ فتح

عام ہے۔فتح ظاہری فتح بلاد کو اور فتح باطنی فتح قلوب کو جیسا ایک حدیث میں ہے۔''یفتح اللہ بہ اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا اونحوہ'' (کلید)

او شفیع ست این جہاں و آن جہاں ایں جہاں دردین وآں جادر جناں

ترجمہ: (پس) آپ (اپنی امت کے) شفیع (یعنی دعائے خیر کرنے والے) ہیں۔اس جہاں میں بھی اور اس جہاں میں بھی، اس جہان میں تو دین کے بارہ میں (کہ دین اکمل کی طرف ہماری رہبری کی) اور اس جہان میں جنت کے باب میں (کہ جنت کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی)

ایں جہاں گوید کہ تورہ شاں نما واں جہاں گوید کہ تومہ شاں نما

ترجمہ: اس جہاں میں حضور (یوں) دعا کر رہے ہیں کہ (الٰہی) ان کو ہدایت دے اور اس جہان میں (یوں) دعا کریں گے کہ الٰہی ان لوگوں کو (اپنا دیدار جو مشابہ بہ) ماہ تمام (ہے) دکھا۔

مطلب: ایک شارح صاحب نے گوید کا فاعل ایں جہاں وآں جہاں کو ٹھہرایا ہے اور یہ باتیں جوان کی زبان حال سے کہلانے کا تکلف کیا ہے۔حالانکہ یہ شعر اوپر کے شعر ؎

او شفیع است ایں جہان و آں جہاں

کی تفسیر اور آپ کی شفاعت کی تفصیل ہے۔فافہم۔

دوسرے مصرعہ میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے:''سترون ربکم یوم القیٰمۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر ''یعنی تم اپنے پروردگار کو قیامت کے روز اس طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں رات میں چاند کو دیکھتے ہو۔(مشکوٰۃ) ان دونوں شعروں میں حضور ﷺ کی دعاؤں کا ذکر ہے جو آپ دنیا وآخرت میں امت کے لئے کر رہے ہیں۔آگے ان دعاؤں کا خلاصہ ایک خاص دعا کے الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں۔

پیشہ اش اندر ظہور و در کمون اھد قومی انھم لا یعلمون

لغات: ظہور، ظاہر ہونا، عالم ظہور جس سے عالم شہادت یا دنیا مراد ہوتی ہے۔''کمون'' پوشیدہ ہونا۔پوشیدگی مراد عالم آخرت کیونکہ ابھی اس کے ظہور کا وقت نہیں آیا اور وہ پوشیدگی میں ہے۔

ترجمہ: آپ کا دستور تھا کہ عالم دنیا اور عالم آخرت (کے باب) میں (یہی دعا کرتے کہ) الٰہی میری امت کو ہدایت دے۔کیونکہ وہ بے خبر ہیں۔

مطلب: دنیا کے تعلق سے اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین پر قائم رہیں یا اگر اس دین میں داخل نہیں ہوئے تو داخل ہو جائیں اور آخرت کے تعلق سے یہ مطلب ہے ان کو جنت میں جانے

کی توفیق دے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ دعا آپ نے اپنے مخالفین کے حق میں کی تھی۔ لہٰذا مؤمنین کے حق میں اس کو فرض کرنا خلاف واقع ہے تو جواب یہ ہے کہ کلمات دعا میں کوئی خصوصیت کفار کی نہیں۔ ہدایت کی ضرورت کفار و مؤمنوں سب کو ہے نماز میں ہر مؤمن دعا کرتا ہے۔ ''اھدنا الصراط المستقیم'' اور قومی کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ اگر اس میں مخالفین و کفار داخل ہیں تو مؤمنین بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ اگر ظہور و مکون کے معنوں میں یہ تکلف نہ کیا جائے جو اوپر ترجمہ میں کیا گیا ہے تو صاف سیدھا ترجمہ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کا دستور تھا کہ علانیہ اور خفیہ یہ دعا کرتے تھے کہ ''اللھم اھد'' مگر چونکہ دنیا و آخرت کا ذکر اوپر سے ہر شعر میں بالمقابلہ چلا آ رہا ہے اور اس سے اگلے شعر میں بھی یہی ذکر و تقابل موجود ہے۔ لہٰذا بعید نہیں کہ مولانا کی مراد ظہور و مکون سے دنیا و آخرت ہی ہو۔ پس یہ تکلف بے محل نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

باز گشتہ از دم اوہر دو باب در دو عالم دعوت او مستجاب

ترکیب: دوسرے مصرعہ میں کلمہ در یا تو ظرفیہ ہے یا اجلیہ۔ لہٰذا ترجمہ دو طرح ہوسکتا ہے اور مطلب بھی دو طرح۔

ترجمہ: آپ ﷺ کی دعا سے (دنیا و آخرت کے) دونوں دروازے کھل گئے۔ دونوں جہاں میں آپ ﷺ کی دعا مقبول ہے یا یوں کہو کہ دونوں جہانوں کے بارے میں آپ ﷺ کی دعا مقبول ہے۔

مطلب: دونوں جہانوں میں آپ ﷺ کی دعا مقبول ہونے کا مطلب پہلی تقدیر پر یہ ہے کہ دنیا میں جب آپ ﷺ نے امت کی ہدایت کے لئے دعا کی تو وہ مقبول ہوگئی اور جب آخرت میں ان کی نجات کے لئے دعا کریں گے تو وہ بھی مقبول ہو جائے گی۔ جیسے کہ احادیث اس پر شاہد ہیں۔ دوسری تقدیر پر یہ مطلب ہے کہ امت کی دنیوی و اخروی بہبودی کے لئے آپ ﷺ نے جو دعا کی وہ مقبول ہوگئی۔

انتباہ: مفتاح العلوم کی پہلی جلد جب اطراف تک میں شائع ہوئی اور ہر طبقہ و جماعت کے لوگوں کو اس کے مطالعہ کا موقعہ ملا تو ایک دوست نے راقم کو ایک خاص شعر کے متعلق لکھا کہ مثنوی کے اس شعر اور اس کی شرح سے جو آپ نے لکھی ہے مرزائی لوگ ختم نبوت کے خلاف سند پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو تمہارے مولانا بھی اپنی شرح میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سلسلہ نبوت ختم نہیں ہوا۔ وہ شعر یہ ہے ؎

شعلہا با گوہراں گرداں بود شعلہ آں جانب رو دہم کاں بود

یہ شعر بادشاہ عبور دیگر کی حکایت کے آغاز میں ہے۔ ہر چند کہ اس شعر اور اس کی شرح سے مرزائیہ قادیانیہ کا اپنے مذہب پر استدلال کرنا ان کی کم فہمی ہے۔ تاہم عوام کی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے تیسرے ایڈیشن میں اس مقام کو اور واضح کر دیا گیا۔ ہمیں تعجب آتا ہے ان لوگوں کی ستم ظریفی پر جو ایک مصنف کے مسئلہ و مشہور عقیدہ اور اس کے واضح و روشن مسلک کے خلاف کوئی بات اپنے مذہب کی تائید میں استنباط کرنے لگتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ جس طرح خدا سے شرم کرنے میں بے نیاز ہیں، اسی طرح دنیا کی شرم سے بھی مستغنی ہیں۔ اب قادیانیہ کو چاہئے کہ مثنوی کے ان اشعار میں جو آگے آتے ہیں، معلوم کر لیں کہ مولانا کا عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں کیا ہے۔

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود مثل اونے بود ونے خواہند بود

ترجمہ: آپ خاتم (النّبیین) اسی لئے ہوئے ہیں کہ فیض رسانی میں نہ کوئی آپ کا مثل ہوا اور نہ آئندہ آپ کی مثل ہوں گے۔

مطلب: پیچھے آنحضرت ﷺ کے تمام انبیاء سے افضل و اکمل ہونے کی یہ دلیل دی تھی کہ انبائے سابقین نے جو مہر قلب غیر کشادہ چھوڑ دی تھی وہ آپ کی بدولت کشادہ ہوئی۔ نیز آپ کی شفاعت دونوں جہانوں پر حاوی ہے اور یہ بات کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں۔ یہاں سے آپ کے خاتم النّبیین ہونے سے آپ کی افضلیت کا ثبوت پیش فرماتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے آخر میں مبعوث فرمایا ہے اور اب آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا تو اس میں ایک نکتہ مرکوز ہے کہ آپ خاتم کمالات بھی ہیں۔ یعنی جس طرح آپ کے ساتھ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا اسی طرح ترویج دین، تکثیر مومنین، علوم، اصلاح رسوم، ہدایت انام، تخصیص اصنام، اصلاح خلق، ایصال الی الحق، تہذیب نفوس، تطہیر قلوب وغیرہ باتیں بھی آپ سے بوجہ اکمل ظہور میں آئیں۔ جس کی نظیر کسی دوسرے نبی سے ظاہر نہیں ہوئی۔ آگے اس کی مزید توضیح فرماتے ہیں۔

چونکہ در صنعت برد استاد دست نے تو گوئی ختم صنعت برتواست

ترجمہ: جب کوئی استاد (فن) کسی صنعت میں فائق ہوتا ہے تو کیا تم اس کو بطور طرح یہ نہیں کہتے کہ (یہ) صنعت تم پر ختم ہے۔

در کشاد ختمہا تو خاتمی در جہان رح بخشاں تو حاتمی

ترجمہ: (اسی طرح تم آنحضرت ﷺ سے بھی عرض کرو کہ یا حضرت افداک امی.....) آپ

ان مہروں کے کشادہ کرنے میں خاتم ہیں اور (ایمان وعرفان کی) روح بخشنے والوں کے عالم میں حاتم ہیں۔

مطلب: ایمان وعرفان کی روح بخشنا انبیاء علیہم السلام کا کام ہے۔ جس طرح حاتم طائی سیم وزر بخشنے میں تمام اسخیا سے افضل تھا، اسی طرح آپ کمالات باطن کی دولت بخشنے میں تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

ہست اشارات محمد المراد کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد

ترجمہ: غرض حضرت محمد ﷺ کی (فرمائی ہوئی) رموز سب کی سب فتوح در فتوح..... در فتوح ہیں۔

مطلب: ممکن ہے کہ اشارہ سے مطلق امر وارشاد مراد ہو۔ جیسے کہ عربی میں ''اشار الیہ بکذا'' بمعنی ''امر بہ'' آتا ہے۔ (کذا فی القاموس) پھر کسی توجیہہ وتاویل کی ضرورت نہیں اور مطلب صاف ہے کہ آپ کے ارشادات فتوح در فتوح ہیں۔ لیکن اگر اشارہ سے ایماء وکنایہ اور سخن سربستہ مراد ہو جیسے کہ متبادر ہوتا ہے تو مطلب یوں ہوگا کہ آپ کے واضح ارشادات اسرار سربستہ کی مہر خفا کیوں نہ توڑیں۔ جب کہ آپ کے اشارات بھی ان اسرار کو واشگاف کر دیتے ہیں۔

سوال: اوپر کے اشعار سے آپ کے نزدیک قادیانیوں کے عقیدہ استمرار نبوت کا ابطال ہوتا ہے۔ اگر بظاہر ان اشعار سے اس عقیدہ کی تائید ہو رہی ہے یعنی ان اشعار کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ہی خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ اس لحاظ سے نہیں کہ سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوگیا۔ بلکہ اس اعتبار سے کہ انبیاء کے کمالات آپ پر ختم ہوگئے ہیں۔ آپ کا خاتم الانبیاء ہونا اس بات کا مانع نہیں کہ آپ کے بعد اور انبیاء مبعوث ہوں مگر آپ اس کے برابر باکمال نہ ہوں۔ چنانچہ کسی کامل الفن استاد کو جو کہتے ہیں کہ تم پر یہ صنعت ختم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم سا کامل الفن نہ پہلے ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آئندہ اس صنعت کا ماہر مطلقاً کوئی پیدا نہ ہوگا اور یہ صنعت دنیا سے ناپید ہو جائے گی۔ اس کا کیا جواب؟

جواب: مولانا کے کلام سے یہ مفہوم اخذ کرنا سراسر نادانی ہے۔ اوّل تو یہ مفہوم ان اشعار سے جب اخذ ہوسکتا تھا کہ یہاں خاتم کے اکمل وافضل کے معنی میں منحصر ہونے کے اثبات اور خاتم بمعنی زماناً کی نفی صراحتاً ہوئی ہو۔ ولیس کذالک!

دوسرے یہ مفہوم اخذ کرنا جب صحیح ہوتا کہ مثنوی کے کسی دوسرے مقام سے یا مولانا

کے احوال زندگی سے ثابت ہوتا کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے۔ یہ فکر بھی محال ہے۔ بلکہ مثنوی کے دیگر مقامات سے ختم نبوت زماناً کی تائید پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کے مقام میں چند اشعار اوپر یہ شعر گزرا ہے۔ جس میں بالتصریح آپ کے عقیدہ ختم نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔

تازہ راہ خاتم پیغمبراں بود کہ برخیز دزلب مہر گراں

تیسرے ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت جب پیش آتی ہے کہ پہلے نبی کی شریعت مردہ ہوچکی ہو۔ مگر مولانا کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ شریعت کبھی بھی مردہ نہ ہوگی۔ پھر کیونکر باور ہوسکتا تھا کہ مولانا کسی اور نبی کے مبعوث ہونے کا امکان مانتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ؎

مصطفیٰ وعدہ کرد الطاف حق گر بمیری تو نمیرد ایں سبق

حقیقت میں یہ بیان کا موقع ہی ایسا ہے کہ قائل کے نزدیک پہلے آنحضرت ﷺ کا زماناً خاتم النبیین ہونا مسلم ہو۔ پھر وہ کہتے کہ آپ زماناً تو خاتم ہیں ہی مگر آپ کی اس ختمیت میں ایک گرانقدر نکتہ یہ بھی مرکوز ہے کہ آپ ہر پہلو سے خاتم ہیں۔ تمام کمالات کے خاتم ہیں۔ علو مرتبہ اور قرب حق کے خاتم ہیں۔ جیسے کسی شاعر نے آپ کے ختم نبوت سے آپ کے لاثانی قرب پر شاعرانہ استدلال کیا ہے اور خوب کہا ہے ؎

اوّل زہمہ بہ شکل نور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدۂ راہ دور آمدۂ

سچ پوچھو تو مولانا نے اس مقام میں آنحضرت ﷺ کی افضلیت کو جس قوت وشوکت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کی روح ہی ختم نبوت کا مفہوم ہے۔ اگر یہاں اس مفہوم کی نفی مقدر سمجھی جائے تو پھر یہ افضلیت کا بیان نہیں بلکہ بحث عقائد کا ایک باب بن جائے گا۔ ’’ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب‘‘

مولانا بحرالعلوم نے اس مقام کو بڑی شرح وبسط سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: ’’از بودن جود منحصر درونہ ﷺ لازم آمد کہ ہر کہ باشد در فرمان او ﷺ ومابعد او ﷺ تبع شرع او باشد ونیست ممکن کہ بہ شرح دیگر باشد این منطوق ایں حدیث است لو کان موسیٰ ابن عمران حیاً لما وسعہ الا اتباعی‘‘ شیخ ولی محمد شارح مثنوی کو بھی اس مقام میں دھوکا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس بیان سے استمرار نبوت کی طرف اشارہ سمجھ لیا اور اس اشارہ کی تائید میں شیخ

اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو پیش کیا ہے کہ نبوۃ عامہ باقی ہے۔ مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس خیال کی پرزور تردید کی ہے اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی بدلائل یہ تاویل کی ہے کہ یہ شیخ کی ایک خاص اصطلاح ہے اور اس سے امت محمد یہ علی صاحبہا السلام والتحیہ کے ملہم ومحدث مراد ہیں۔ جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول اور حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ بھی اسی درجہ پر فائز ہوں گے اور اس میں کچھ بھی شائبہ نبوت تشریعی کا نہیں ہے۔ غرض ثابت ہوا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بمثل دیگر کمل صوفیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ہر مرتبہ میں خاتم مانتے ہیں خواہ وہ تشریع ہو یا غیر تشریع، آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا اور آپ کی معنوی اولاد جو شرق وغرب میں پھیلی پڑی ہے اس کی مدح فرماتے ہیں۔

صد ہزاراں آفریں برجان او برقدوم و دور فرزندان او

ترجمہ: آپ کی روح پاک پر لاکھوں رحمتیں نازل ہوں (اور) آپ کے فرزندوں کی تشریف آوری اور گشت فرمائی پر (بھی)

مطلب: فرزندوں سے بالخصوص نسبی فرزند مراد نہیں، بلکہ معنوی اولاد یعنی آپ کی امت کے ائمہ وشیوخ اور علماء وفضلاء اور اولیاء وصلحا امراء ہیں۔ چنانچہ آگے خود اس کی تصریح فرمائیں گے۔ خواہ ان میں نسبی فرزند بھی داخل ہوں اور ان کے لئے قدوم ودور کی تخصیص بدیں وجہ فرمائی کہ حکام سے رعایا کو فائدہ اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ تشریف لاتے ہیں اور دورہ کرتے اور ٹھہرتے ہیں۔

آں خلیفہ زادگان مقبلش زادہ انداز عنصر جان ولش

ترجمہ: (یعنی) آپ کے وہ بااقبال شہزادے جو آپ کی روح اور قلب کے عنصر سے پیدا ہوئے ہیں۔ (یعنی آپ کے باطنی جوہر سے مستفید ہیں)

گرز بغداد وہرے یا ازرے اند بے مزاج آب وگل نسل وے اند

لغات: ہرے مکسیر ہارویائے مجہول ہرات کا دوسرا نام ہے۔ جو خراسان کا مشہور شہر ہے اور مدتوں اس کا دارالسلطنت رہا ہے۔ رے بفتح رائے مہملہ عراق عجم کا ایک شہر ہے۔ رازی اسی کا اسم منسوب ہے۔

ترجمہ: اگرچہ وہ بغداد اور ہرات سے بارے سے ہیں (تاہم) پانی مٹی (وغیرہ عناصر بدن) کی ترکیب کے بدون آپ کی نسل ہیں (یعنی اگرچہ ظاہری وجود کے اعتبار سے وہ آپ کی اولاد نہ ہوں مگر باطنی نسب سے اولاد ہیں۔ آگے اس کی تین مثالیں ارشاد ہیں)

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست خمل مل ہر جا کہ جوشہ ہم مل ست

ترجمہ: (پہلی مثال) پھول کی شاخ جہاں بھی پیدا ہو (اس پر) پھول ہی (لگتا) ہے۔ (دوسری مثال) شراب کا خم جہاں بھی جوش کھائے (اس کے اندر) شراب ہی ہے۔

گرز مغرب برزند خورشید سر عین خورشت ست نے چیز دگر

ترجمہ: (تیسری مثال) اگر سورج مغرب سے نکلے (جسے کہ قرب قیامت میں نکلے گا) تو پھر بھی وہ ایک سورج ہی ہے۔ کچھ اور نہیں۔

مطلب: شاخ گل کا مقام باغ اور خمل مل کی جگہ میخانہ اور آفتاب کا مطلع مشرق ہے۔ مگر ان چیزوں کے اپنے محل و مقام سے باہر کسی دوسری جگہ ظاہر ہونے سے ان کی ہستی متعارفہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح آپ کی معنوی اولاد کا ظہور خواہ کسی ملک اور قوم سے ہو، مگر جب اس کا روحی انتساب آپ کے ساتھ ہے تو وہ آپ کی اولاد ہی ہے۔

(مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم دفتر ششم ص ۵۳ تا ۵۹، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

مولانا قاضی سجاد حسین میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ان اشعار کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

۱..... معنی نختم علیٰ افواھھم ،الخ..... علیٰ افواھھم ۔قرآن پاک میں ہے الیوم نختم علیٰ افواھھم ۔آج ہی ان کے مونہوں پر مہر لگائیں گے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں اسرار ہضم کرنے کی استعداد نہیں ہے۔

۲..... تازہ راہ، الخ..... اگر یہ بے استعداد لوگ آنحضور ﷺ کا طریقہ اختیار کر لیں تو ہوسکتا ہے ان میں استعداد پیدا ہو جائے اور وہ مہر جو ان لوگوں کے منہ پر لگی ہے آنحضور ﷺ کی برکت سے اکھاڑ دی جائے۔

۳..... قفلہای ناکشودہ، الخ..... قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ: ”بے شک ہم نے ان کے لئے فتح کر دیا۔“ اس میں صرف مکہ کی فتح مراد نہیں ہے بلکہ قفلوں کا کھلنا بھی مراد ہے۔

۴..... او شفیع ست ایں جہاں و آنجہان، الخ..... آنحضور ﷺ دونوں جہانوں کے شفیع ہیں۔ دنیا میں ان کی سفارش سے اسرار دین تک رسائی ہوئی ہے اور آخرت میں جنت تک رسائی ہوگی۔

۵..... ایں جہاں گوید، الخ!..... دنیا بزبان حال آپ سے کہتی ہے کہ ان کو راہ ہدایت دکھایئے اور آخرت کہے گی کہ ان کو دیدار خدوندی کرایئے۔

۶..... پیشہ اش، الخ!..... آنحضور ﷺ کی دعا تھی کہ خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ نہیں جانتے۔

۷..... باز گشتہ از دم او، الخ!..... آنحضور ﷺ کی دونوں دعائیں قبول ہیں۔

۸..... بہر ایں خاتم شد، الخ!..... آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین محض اس لئے نہیں کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، بلکہ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ فیض رسائی میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ یعنی جس طرح آپ خاتم زمانی ہیں، اسی طرح آپ کمالات کے بھی خاتم ہیں۔

۹..... چونکہ در صنعت، الخ!..... جب کوئی استاد کسی دستکاری میں انتہائی کمال پیدا کر لیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ دستکاری اس پر ختم ہے۔

۱۰..... در کشاد ختمہا، الخ!..... آنحضور ﷺ کو مہریں کھولنے میں اس درجہ کمال تھا کہ آپ کو خاتم کہا گیا۔

۱۱..... ہست اشارات محمد ﷺ المراد، الخ!..... آنحضور ﷺ کے کلام میں وہ اشارے ہیں جن سے مہروں کی کشادگی ہی کشادگی ہے۔

۱۲..... صد ہزاراں آفریں..... فرزندان او سے حضور علیہ السلام کے روحانی فرزند مراد ہیں۔

۱۳،۱۴..... آں خلیفہ زادگان..... نسل وے اند..... آپ کے عنصر سے بنے ہیں۔ وہ خواہ کسی ملک کے ہوں آپ ﷺ کی روحانی اولاد ہیں۔

۱۵..... شاخ گل..... کسی درخت کی قلم جہاں بھی لگاؤ وہ اسی درخت کا فرد ہے۔ شراب کسی بھی برتن میں ہو وہ شراب ہی ہے۔ لہٰذا اولاد میں باپ ہی کا اثر ہے۔

۱۶..... گر زمغرب..... سورج جہاں سے بھی طلوع کرے وہ سورج ہی ہے۔

(مثنوی مترجم دفتر ششم ص ۲۹، ۳۰، مطبوعہ الفیصل پبلشرز لاہور)

ان حوالہ جات سے مولانا روم پر قادیانی کذب واختراع واضح ہوا اور معلوم ہوا کہ مذکورہ حقائق کے ہوتے ہوئے بھی اجرائے نبوت پر قادیانیوں کا استدلال کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص **لاتقربوا الصلوٰۃ** سے نماز نہ پڑھنے پر استدلال کرے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ ختم نبوت

قادیانی دجل

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موضوعات کبیر ص ۱۰۰ پر حدیث ''لو عاش ابراھیم لکان نبیًا '' کے متعلق قوت وضعف کے اعتبار سے بحث کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ''قلت ومع وھذا لوعاش ابراھیم وصار نبیًا وکذا لوصار عمر نبیًا لکاناً من اتباعه علیه السلام کعیسیٰ وخضر والیاس علیھم السلام فلا یناقض قوله تعالیٰ خاتم النّبیین اذالمعنی انه لا یأتی نبی بعده ینسخ ملته ولیمکن من امته ویقوی حدیث لوکان موسیٰ علیه السلام حیًا لما وسعه الاتباعی''

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ قبل اس کے کہ اس مسئلہ پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات پیش کریں۔ مذکورہ حوالہ مرزائیوں نے پیش کرتے وقت کعیسیٰ وخضر والیاس علیھم السلام کا ٹکڑا کاٹ دیا ہے۔ یہ حضرات سمجھدار ہیں۔ اس ٹکڑا کو روایت کرنے میں انہیں ایک سخت خسارہ پڑتا ہے۔ اس لئے کہ عیسیٰ وخضر والیاس کی مثال ان کی حیات اور زندگی کی بناء پر دی گئی ہے۔ اس طرح کہ اگر صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے۔ اسی طرح اگر حضرت عمر نبی ہوتے تو ہردو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین اور تابعداروں میں سے ہوتے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خضر علیہ السلام، الیاس علیہ السلام زندہ ہیں اور ان لوگوں کی نبوت و نبی ہونا ان کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی صورت میں ہے۔ قادیانی ان کی حیات کے قائل نہیں بلکہ ممات کے قائل ہیں تو حوالہ پیش کردہ کا آدھا حصہ ان کی تردید کرتا تھا اور بقیہ سے تائید حاصل کرنی تھی۔ سو اس صورت میں چاروناچار رنگ میں بھنگ ڈالنے والے فقرے انہوں نے حذف ہی کردیئے۔

اس کے بعد اصل مطلب کی طرف آیئے۔ وہ یہ ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے خاتم النّبیین کے مفہوم کی وضاحت میں جو معنی ذکر کیا ہے کہ ایسا نبی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کا ناسخ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہ ہو نہیں آئے گا۔ یہ بھی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیش نظر کلام کیا گیا ہے۔ باقی یہ مطلب لینا کہ تابع ہوکر نبی آنے کے جواز اور اجرائے نبوت غیر مستقلہ کی خاطر ان کا یہ کلام ہے۔ اس چیز کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ ذکر کرنے کی بجائے خود صاحب کلام کی تشریح کی خاطر ان کی ہی کلام ان کی تصانیف سے چند حوالوں کی صورت میں پیش کی جاتی ہے۔

ختم نبوت کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے تین حوالے

۱..... ''انہ ختمھم ای جاء آخرھم فلا نبی بعدہ ای لایتنبّاء احد بعدہ فلا ینافی نزول عیسیٰ علیہ السلام متابعاً لشریعتہ مستمداً من القرآن والسنۃ''

(جمع الوسائل شرح شمائل ج ۱ باب ۱ ص ۳۳)

ترجمہ: تحقیق نبی ﷺ نے انبیاء کو ختم کیا ہے۔ اس طرح کہ آپ سب سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔ پس آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یعنی کسی ایک کو حضور کے بعد نبوت نہیں دی جائے گی۔ پس نزول عیسیٰ کے مخالف نہ ہوا جب کہ وہ آپ کے تابع شریعت ہو کر اور قرآن وسنت سے امداد حاصل کرنے والے ہو کر آئیں گے۔

اس مقام میں ملا علی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کر دیا ہے۔ آنحضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل ہی نہیں سکتی اور عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی سے نبوت کے حامل ہیں۔ البتہ نزول کے بعد عمل اپنی شریعت کے بجائے شریعت مصطفویہ ﷺ پر کریں گے۔ کیا اسی کا نام اجرائے نبوت کا قول کرنا ہے۔ گرچہ ظلی ہو یا اصلی۔

۲..... ملا علی رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''والمقفی بکسر الفاء المشددۃ فی جمیع الاصول المصححۃ ای المتبع من قفا اثرہ اذا تبعہ ''یعنی ''انہ آخر الانبیاء الآتی علی اثرھم لا نبی بعدہ'' (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱۱ ص ۱۷)

ترجمہ: ''مقفی'' کا لفظ تمام صحیح طریق میں فاء مکسورہ شدّ والی کے ساتھ پڑھنا درست ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ پیچھے آنے والا قفا اثرہ کے محاورہ سے ماخوذ ہے۔ جب کوئی کسی کے پیچھے چلے۔ اس وقت قفا اثرہ کہتے ہیں۔ یعنی نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے آخری پیغمبر ہیں۔ ان سب انبیاء کے نقش قدم پر تشریف لائے ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مرزائیو! یہ وہ ملا علی قاری ہیں جن کو آپ کی مسلمہ کتابیں دسویں صدی کا مجدد یقین کرتی ہیں۔ اگر شک ہو تو کتاب عسل مصفی ص ۱۶۴ کو پھر ملاحظہ کر لیا جائے۔ آپ کا یہ دسویں صدی کا مجدد کس صفائی کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلہ کو تمام کر رہا ہے۔ آپ لوگوں کی تمام تاویلات من گھڑت کو ایک ایک کر کے ختم کر رہا ہے۔ اس پر بس نہیں اور وضاحت سنئے۔ یہ قرن عاشر میں دین کی تجدید کرنے والا فاضل حضور ﷺ کے بعد وحی الٰہی کو بالکل منقطع تسلیم کرتا ہے اور مرزا قادیانی

۲۳ برس سے اپنے اوپر وحی کو بارش کی طرح برسا رہے ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ سن لو۔ حدیث شریف ''لم یبق من النبوۃ الا المبشرات'' کی شرح میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۳..... ''قال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ ای الوحی منقطع بموتی ولا یبقی ما یعلم منہ ما سیکون الا الرؤیا'' (مرقات شرح مشکوٰۃ شریف ج۹ ص۲۳)

ترجمہ: سیوطی نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری موت (وفات) کے ساتھ وحی خداوندی منقطع ہو جائے گی اور آئندہ چیزوں کے معلوم کرنے کی رؤیا صالحہ کے بغیر کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔

مرزائیوں کے متعلق مزید لطف کی بات یہ پیدا ہوگئی۔ ان کے نزدیک امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی نویں صدی کے مجدد ہیں۔ (عسل مصطفیٰ ص۱۶۴، ۱۶۵ ملاحظہ ہو) اور علی قاری رحمۃ اللہ علیہ دسویں کے مجدد، پھر دو مجدد مل کر ایک مسئلہ کو واضح کر دیں تو پھر انحراف کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ دو مسلمہ مجدد اس پر اتفاق کر رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ وحی الٰہی منقطع ہوگئی ہے۔ اگر نبوت غیر مستقلہ کے اجراء کے یہ بزرگ قائل ہوں تو بغیر وحی خداوندی کے وہ نبوت کیسے چلے گی؟

مدعی نبوت کے کافر ہونے کا فتویٰ

اگر اب بھی کچھ خفا باقی ہو تو اس مجدد قرن عاشر کا فتویٰ یا مرزائی الزامات سے برأت کا اعلان صاف لفظوں میں بگوش ہوش سن لیجئے۔

''ودعویٰ النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع''

(شرح فقہ اکبر لعلی قاری طبع مجتبائی دہلی ص۲۰۲)

ترجمہ: ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاتفاق کفر ہے۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت

اس کے بعد صرف تین دعویٰ مرزا قادیانی کی زبان سے ان کے اپنے متعلق دل پر ہاتھ رکھ کر سن لیجئے۔

۱..... ''یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد سے مسمّیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱، ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۵)

۲..... ’’خدا وہی ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔‘‘ (اربعین نمبر۳ص۳۶، خزائن ج۱۷ص۴۲۶)

۳..... ’’اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد ﷺ ہی اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲، خزائن ج۱۸ص۲۱۶، ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۹)

مجدد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ اور مرزا قادیانی آنجہانی کے دعویٰ پر کسی تبصرہ کی غالباً کوئی حاجت نہیں۔ اہل اسلام غور وفکر کے بعد خود فیصلہ فرمائیں گے۔

استدراک.....لوعاش ابراہیم کا پس منظر

لوعاش ابراہیم الحدیث پر بحث کرنے سے پہلے مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس سے زیر بحث عبارت کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

’’جب مرزائی مذہب میں خاتم المرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد بھی رسولوں کی آمد جائز ہے تو پھر ختم نبوت کا عنوان ٹھیک اسی طرح بے معنی رہ جاتا ہے جیسا کہ عیسائیوں اور آریوں کا دعویٰ توحید یعنی جس طرح اقانیم ثلاثہ کو مان کر، مادہ اور روح کو قدیم کہہ کر توحید کا دعویٰ محض لفظی ہے۔ اس طرح رسولوں کی آمد تسلیم کر کے ختم نبوت کا لفظ بھی صرف مسلمانوں کی دل فریبی کا ایک آلہ ہے اور بس قرآن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں خاتم النّبیین کا لفظ اسی درجہ میں اہم اور قابل ایمان ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ کا اسی لئے ایک ہی آیت میں ان دونوں عقیدوں کو بایں طور جمع کر دیا گیا ہے۔ ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ یعنی بیک وقت آپ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں اور خاتم النّبیین بھی۔ بلکہ غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ خاتم النّبیین کا ذکر بعض وجوہ سے زیادہ مہتم بالشان ہے۔ کیونکہ مضمون یہ بیان کرنا ہے کہ نبی عربی ﷺ کو تم میں سے کسی مرد کا باپ نہ سہی مگر اس کے بجائے اللہ کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔ اہل علم اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ جب انبیاء سابقین مردوں کے باپ ہو کر پھر رسول اللہ بھی ہوتے رہے تو معلوم ہوا کہ ان دو باتوں میں تو کوئی تنافی اور عدم مطابقت نہیں ہے۔ لہٰذا اگر آپ بھی رسول اللہ ہو کر مردوں میں سے کسی کے باپ ہو جاتے تو کیا مضائقہ تھا۔ اس لئے قرآن نے رسول اللہ کے ساتھ خاتم النّبیین کا اور اضافہ کر کے بتلا دیا کہ آپ ﷺ

صرف رسول اللہ نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ خاتم النّبیین بھی ہیں۔اس لئے اگر آپ ﷺ کے بھی پسری اولاد ہوتی تو جس طرح اسرائیلی سلسلہ میں انبیاء کی ذریت میں نبوت جاری رہی اسی طرح اسماعیلی سلسلہ میں بھی بقائے نبوت مناسب ہوتا۔حالانکہ آپ کو خاتم النّبیین بنا کر بھیجا گیا تھا۔نفی ابوت اور اثبات خاتمیت کے اس ارتباط کو دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ کے فرزند اس لئے زندہ نہ رہے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین تھے۔اگر آپ کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو آپ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم ضرور زندہ رہتے اور نبی ہوتے۔لیکن عالم تقدیر میں چونکہ تناقض نہیں ہے۔اس لئے اگر ایک طرف ختم نبوت مقدر ہوا تو دوسری طرف آپ ﷺ کے لئے پسری اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جانا بھی مقدر ہوا اور اعلان کر دیا گیا کہ انبیاء سابقین کی طرح آپ صرف رسول اللہ نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ پر نبوت کا ختم کرنا بھی مقصود ہے۔ انبیاء سابقین چونکہ صرف رسول اللہ تھے مگر خاتم النّبیین نہ تھے۔اس لئے پسری اولاد میں ان کے لئے مضائقہ بھی نہ تھا۔لیکن اس اولوالعزم نبی کے اگر کوئی پسری اولاد بلوغت کو پہنچتی تو اس کی عظمت کے شایان شان یہی تھا کہ سب سے اوّل اسی کو منصب نبوت سے نوازا جاتا اور یہ نامناسب تھا کہ بنی اسرائیل میں تو انبیاء کی ذریت میں نبوت رہے اور اسماعیلی سلسلہ میں اس افضل ترین رسول کے پسری اولاد رجولیت کی حد کو پہنچے اور پھر نبی نہ ہو۔یہی باعث تھا کہ انبیاء سابقین نے اپنی ذریت میں بقاء نبوت کی دعائیں مانگی ہیں اور حق تعالیٰ نے بھی انہیں ''وجعلنا فی ذریتھما'' کی بشارتیں سنائی ہیں۔مگر اس نے جس کے حق میں قرآن نے ''حریص علیکم'' فرمایا ہے۔اپنی امت میں ایک نبی کے لئے بھی دعا نہیں کی اور نہ خود حق تعالیٰ نے پہلوؤں کی طرح اس کو انبیاء کی آمد کی کوئی بشارت دی۔اس کی وجہ یہی تھی کہ دیگر انبیاء فقط رسول اللہ تھے اور محمد عربی ﷺ رسول اللہ کے ساتھ خاتم النّبیین بھی تھے۔پھر جس کو خدا نے آخری نبی بنایا تھا وہ کیسے اپنی امت یا ذریت کے حق میں نبوت کی دعا کرتا اور کیسے مناسب تھا کہ اس کی ذریت میں کوئی بلوغت کی حد کو پہنچتا اور وہ ان کا باپ کہلاتا۔''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)'' محمد ﷺ کے لئے یہ مناسب ہی نہ تھا کہ وہ تم میں سے کسی مرد کا باپ ہوتا۔لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور انبیاء میں سب سے آخر آنے والا ہے۔''

''عن عامر الشعبی فی قول اللہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم قال ماکان لیعیش لہ فیکم ولد ذکر'' (رواہ الترمذی ج۲ص۵۶،ابواب التفسیر)

عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم'' کا یہ مطلب ہے کہ تم میں اے لوگوان کی کسی نرینہ اولاد کا زندہ رہنا مناسب ہی نہ تھا۔

ہمارے اس بیان سے دو امر اور ظاہر ہو گئے۔ اوّل یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی ختم نبوت کے یہ معنی تھے کہ اب آئندہ کوئی رسول نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے وفات ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انہوں نے یہ نکتہ بیان کیا۔ دوم یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نبوت جاری ہوتی تو اس کے اوّلین مستحق صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی آپ کے فرزند حضرات ابراہیم ہی تھے۔ اسی کو حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ''لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا''

(کنز العمال ج۱۱ص ۴۶۹، حدیث نمبر ۳۲۲۰۴)

(اگر حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے تو وہ صدیق اور نبی ہوتے) میرا بیٹا ابراہیم رضی اللہ عنہ اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اس لئے کہ جب بنی اسرائیل میں انبیاء کی ذریت میں نبوت رہی تو یہ نامناسب تھا کہ آپ کے فرزند کو نبوت نہ ملتی، یا ملتی مگر کسی بعید پشت میں ظاہر ہوتی اور یہ تو کیسا ہی نامناسب تھا کہ ذریت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل کر مثلاً مرزائیوں کے خاندان میں جا گھستی۔ اس جگہ اتنا بیان کر دینا اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ختم نبوت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ سرور کائنات کے وجود نے دیگر انبیاء کی آمد کو روک دیا ہے، بلکہ یہ معنی ہیں کہ علم ازلی میں جتنے رسول مقدر تھے وہ ایک ایک کر کے سب آ چکے۔ اب ایک دن آخر اس عالم کو ختم کرنا تھا۔ اس لئے آخری دنیا کے لئے وہ رسول جو سب کے آخر میں رکھا گیا تھا بھیج دیا گیا۔ تاکہ اس کی آمد جس طرح رسولوں کی مردم شماری کے خاتمے کی دلیل ہے اسی طرح قیامت کے قرب پر بھی برہان قاطع ہو جائے۔ یہی مطلب ہے: ''انا و الساعة کھاتین'' میں اور قیامت ان دو وسطی اور شہادت کی انگلیوں کی طرح متصل ہیں۔

حالانکہ معلوم ہے کہ قیامت آج تک نہیں آئی مگر چونکہ دنیا کی مجموعہ عمر کے مقابلہ میں آپ کی بعثت قیامت سے انتہائی قرب رکھتی تھی۔ اس لئے اس کے کھاتین سے ادا کیا۔

(مسک الختام از مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ احتساب قادیانیت ج۴ ص ۶۴۶ تا ۶۴۸)

موضوعات کبیر کی عبارت کا تجزیہ

ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں جو کچھ لکھا ہے سمجھانے کے لئے ہم اس کے چار حصے کریں گے۔

حصہ۱: ''قال النووی فی تهذیبه هذا الحدیث باطل وجسارة علی الکلام بالمغیبات ومجازفة وهجوم علیٰ عظیم وقال ابن عبدالبر فی تمهیده لا ادری ماهذا''

حصہ۲: ''وقد اخرج ابن ماجة وغیره من حدیث ابن عباس قال لمامات ابراهیم بن النبی ﷺ وقال ان له مرضعًا فی الجنة ولوعاش لکان صدیقًا نبیا..... فی مسند ابی شیبة ابراهیم بن عثمان الواسطی وهو ضعیف لکن له طرق ثلاثه یقوی بعضها بعضًا..... خاتم النّبیین''

حصہ۳: ''واما قول ابن حجر المکی..... فافهم''

حصہ۴: ''اعلم ثم یقرب من هذا الحدیث فی المعنی حدیث لو کان بعدی نبیًا لکان عمر بن الخطاب وقد رواه احمد والحاکم عن عقبة بن عامر به مرفوعاً قلت ومع هذا لو عاش ابراهیم وصار نبیا وکذا لوصار عمر نبیًا لکان من اتباعه علیه السلام کعیسیٰ والخضر والیاس علیهم السلام فلا یناقض قوله تعالیٰ خاتم النّبیین اذا المعنی انه لایاتی نبی بعده ینسخ ملته ولم یکن من امته ویقوی حدیث لوکان موسیٰ علیه السلام حیًا وسعه الا اتباعی''

(الموضوعات الکبیر ص۵۸،۵۹، مطبع مجتبائی)

تجزیہ عبارت

۱..... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ عبارت کے پہلے حصہ میں محدثین کی جو تنقید ذکر کی ہے قادیانی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیتے ہیں۔

۲..... عبارت کے دوسرے حصہ میں ملا علی قاری اس حدیث کی صحت پر زور دیتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ناقد محدثین کا پلڑا بھاری محسوس ہوتا ہے۔

مثلاً سنن ابن ماجہ ص۱۱۰ (مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور) کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ ''قال ابن عبدالبر ما معنی هذا القول لان اولاد نوح علیه السلام ماکانوا انبیاء قال الشیخ دهلوی وهذه جرأة عظیمة''

ابن ماجہ کی روایت میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی القاضی ہے جو کہ متروک الحدیث ہے (تقریب التہذیب ص۲۵) تذکرہ الموضوعات ص۳۳۳ میں بھی اسے متروک

الحدیث لکھا گیا ہے۔ مدارج النبوۃ ج ۲ص ۶۷۷ پر شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچتی۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ امام احمد، امام داؤد، امام یحییٰ وغیرہ حضرات کے لئے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں۔ منکر الحدیث ہے۔ امام نسائی اسے متروک الحدیث کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ص ۱۴۴، ۱۴۵)

ایسے راوی اور ایسی ضعیف روایت کے سہارے قادیانی اجرائے نبوت کا عقیدہ درست ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ فیا للعجب!

حالانکہ عقائد صحیح خبر واحد کے ذریعہ بھی ثابت نہیں کئے جاسکتے۔ چہ جائیکہ ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے۔

۳..... موضوعات کبیر کی عبارت کے تیسرے حصہ میں بھی اگرچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث کو قوی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اکثر محدثین کی جرح کے سامنے ان کی تعدیل نا قابل قبول ہے۔

۴..... چوتھے حصہ میں وہ کہتے ہیں کہ زیر بحث حدیث کی مانند اور حدیثیں بھی ہیں۔ مثلاً:

''لو صار عمر نبیاً لکان من اتباعه علیه السلام'' اسی عبارت کے آخر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لوعاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیا اور آیت خاتم النبیین میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''لا نبی بعدی'' کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کوئی نبی نہ آئے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کردے اور وہ آپ کا امتی نہ ہو۔ اس تاویل کی تائید لو کان موسیٰ حیاً لما وسعه الاتباعی سے بھی ہو رہی ہے۔

ایک قابل غور نکتہ

سنن ابن ماجہ کے باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر وفاتہ سے جو ضعیف حدیث قادیانی پیش کرتے ہیں جب کہ اسی باب کی پہلی حدیث نظر انداز کردیتے ہیں جو کہ یہ ہے۔

''حدثنا محمد بن عبدالله بن نمیر ثنا محمد بن بشر ثنا اسماعیل بن ابی خالد قال قلت بعید الله بن ابی اوفیٰ رأیت ابراهیم ابن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی لعاش ابنه ولکن لا نبی بعده''

یہ حدیث صحیح ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ''باب من سمی باسماء الانبیاء'' کے تحت نقل کیا ہے۔ صحیح حدیث کو نظر انداز کر دینا اور ضعیف حدیث سے استدلال کرنا قادیانی علم الکلام کی ایک درخشاں روایت ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

عقیدۃ الامت سے ایک اقتباس

فضیلۃ الشیخ علامہ ڈاکٹر خالد محمود، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر قادیانی اتہام کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کو دو امور لازم ہیں۔

۱..... کوئی نیا نبی پیدا نہ ہو۔ یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے۔

۲..... پہلے نبیوں سے اگر کوئی آ جائے تو وہ آپ کی شریعت کا تابع اور امتی ہو کر رہے۔ امر اوّل کے اس ضمن میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد حدیث ''لا نبی بعدی'' کے مخالف نہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''فالمعنیٰ انه لا یحدث بعده نبی لانه خاتم النّبیین السابقین'' (مرقات ج۵ ص۵۶۴)

ترجمہ: پس معنی یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ کیونکہ آپ پہلے نبیوں کے آخر یعنی خاتم النّبیین ہیں۔

اور امر ثانی کے متعلق حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے نبیوں کی آمد کے بارے میں لکھتے ہیں:

''فلا یناقض قوله تعالیٰ خاتم النّبیین اذا المعنی انه لایأتی نبی بعده وینسخ ملته ولم یکن من امته ویقویه حدیث لو کان موسیٰ علیه السلام حیا لما وسعه الاتباعی'' (موضوعات کبیر ص۵۱)

ترجمہ: پس یہ امر آیت خاتم النّبیین کے معارض نہیں۔ کیونکہ اس امر (یعنی اگر حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا کوئی پہلا نبی آ جائے گا) کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے پچھلے نبی کی آمد نہیں ہو سکتی جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کی ملت میں سے ہو کر نہ رہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ سمجھا رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جیسے کسی اور بزرگ کو نبی بناتا تو اسے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی طرح تاجدار ختم نبوت سے پہلے نبی بناتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا اور اس فرضی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ ان بزرگوں کے تشخصات بھی وہی ہی ہوں جواب تھے۔ یعنی حضرت ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے بھی ہوں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہوں۔ بنابر فرض نبوت حضرت ابراہیم کا یہ تشخص لازم نہیں۔ یعنی ان کے فرزند رسول ہونے سے صرف نظر کر کے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر رب العزت انہیں یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی بناتے تو یہ بزرگ یقینی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک موجود رہنے کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع شریعت ہو کر رہتے اور اس طرح کا اگر کوئی پچھلا نبی آجائے تو اس کا آنا خاتم النّبیین کے خلاف نہیں ہوگا۔ البتہ اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ماتحت رہے اور اس کی اپنی شریعت نافذ نہ ہو۔ جیسے ایک صوبے کا گورنر دوسرے گورنر کے صوبے میں چلا جائے تو وہ گورنر وہاں بھی ہوگا لیکن اس کی حکومت وہاں نافذ نہ ہوگی۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس خیال سے کہ ''لا یاتی نبی بعدہ'' کے معنی پچھلے نبیوں کی آمد ہی کے لئے جائیں۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کے نام ذکر فرما دیئے اور آخر میں احتیاطاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کر دیا ہے اور وہ بھی فرض اور تقدیری طور پر۔ کیونکہ یہ سب حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں۔ اس مثال سے واضح ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد آیت خاتم النّبیین کے مخالف نہیں۔ کیونکہ ختم نبوت کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یقین کیجئے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی تشریحات نزول مسیح کے پیش نظر ہیں جنہیں مرزائی حضرات اپنے خود ساختہ معانی پر محمول کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس امر ثانی کو آیت خاتم النّبیین کے خلاف سمجھ کر یہ تاویل کر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول نبی نہیں ہوں گے اور وہ اس بات کو نہ سمجھے کہ ان کا نبی ہونا اور بات ہے اور ان کی نبوت کا نافذ نہ ہونا اور بات ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی تو ہوں لیکن ان کی نبوت نافذ نہ ہو تو یہ مفہوم آیت خاتم النّبیین کے مخالف نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’اقول لا منافاة بین ان یکون نبیًا ویکون متابعاً لنبیّا ﷺ فی بیان احکام شریعته واتقان طریقته ولو بالوحی الیه کما یشیر الیه قوله ﷺ لوکان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی ای مع وصف النبوة والرسالة والافمع سلبهما لا یفید زیاده المزیة فالمعنی انه لا یحدث بعده نبی لانه خاتم النّبیین السابقین‘‘

(مرقات ج۵ص۵۶۴)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی (زمین پر) زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ یعنی وہ نبوت اور رسالت سے موصوف ہونے کے باوجود میری اطاعت کرتے۔ کیونکہ نبوت اور رسالت کے بغیر موسیٰ کے مطیع ہونے سے حضور تاجدار ختم نبوت کے مطاع ہونے میں کسی فضیلت کا اظہار نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ مقام مدح ہے۔ پس واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر ان کا نبی ہونا آیت ’’خاتم النّبیین ‘‘اور حدیث ’’لا نبی بعدی ‘‘کے خلاف نہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا صحیح مطلب جوامت نے سمجھا ہے یہی کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تو یہ سمجھا رہے تھے کہ کسی پچھلے نبی کا امتی نبی بن کر آنا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن مرزائی حضرات اسے اس تحریف کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کے بعد کسی غیر تشریعی نبی کے پیدا ہونے کو عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں سمجھتے۔ معاذ اللہ! یاد رکھئے حضور تاجدار ختم نبوت کے بعد کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کو ممکن سمجھنا خواہ غیر تشریعی ہی کیوں نہ ہو، کفر، ارتداد اور زندقہ والحاد ہے۔ (عقیدۃ الامۃ ص۲۴۲ تا ۲۴۵)

امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کیا اجرائے نبوت (مستقلہ یا غیر مستقلہ) کے قائل ہیں؟

مرزائیوں نے الفضل ’’خاتم النّبیین‘‘ نمبر مورخہ ۲۷/جولائی ۱۹۵۲ء میں جہاں اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی جو ان کے نزدیک قائلین اجرائے نبوت سمجھے گئے ہیں فہرست تحریر کی ہے۔ وہاں امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان میں بزور شمار کر ڈالا ہے۔ جس عبارت امام ربانی سے ان لوگوں نے استدلال اخذ کیا ہے وہ یہ ہے:

’’حصول کمالات نبوت مرتابعان رابطریق تبعیت ووراثت بعداز بعثت خاتم الرسل

علیہ وعلی جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰۃ والتحیات منافی خاتمیت اونیست فلاتکن من المترن‘‘
(مکتوبات امام ربانی ج۱ص۴۳۲، نمبر۳۰۱، بنام مولانا امان اللہ، الفضل لاہور ص۸۱ کالم۳، مورخہ ۲۷ رجولائی ۱۹۵۲ء)

جواب۱: پہلے تو دیکھنا ہے کہ امتی نبی ہونے اور غیر مستقل نبوت کے اجراء کے جواز کو کس طرح عبارت مذکورہ سے ثابت کرلیا گیا ہے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین کے صحیح تابعدار لوگوں کو اس اتباع کے بدولت نبوت سے کمالات اور فضائل حاصل ہوں تو یہ حضور کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ فضائل وکمالات اجزائے نبوت ہیں اور بعض اجزاء شی کے حصول وتحقق سے کل شی کا تحقق لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں رؤیا صالحہ کو اجزاء نبوت شمار کیا گیا ہے۔ کون اس بات کا قائل ہے کہ جسے رؤیا صالحہ نصیب ہوا۔ اسے نبوت مل گئی؟ ٹھیک اسی طرح کمالات نبوت کے حصول سے نبوت نہیں مل جاتی۔ لہٰذا ان فضائل کا حصول ختم واختتام نبوت کے منافی ومناقض نہیں ہے۔

جواب۲: دوسری بات یہ ہے کہ اسی عبارت میں امام ربانی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الرسل کہہ رہے ہیں اور یہ لفظ کیوں نہ کہا جائے کہ امام کے عقیدہ کو واضح کر رہا ہے۔ اب ہم امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے ان کا عقیدہ پیش کرتے ہیں تاکہ ہر قسم کا شک وشبہ زائل ہوسکے۔

۱..... دفتر دوم ص۴۴ حصہ ہفتم مکتوبات شصت وہفتم ۶۷ میں اعتقادیات اہل سنت بیان فرماتے ہوئے دہم عقیدہ میں ذکر کرتے ہیں کہ: ’’دخاتم انبیاء محمد رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ وآلہ علیہم اجمعین۔ ودین اوناسخ ادیان سابق ست وکتاب اوبہترین کتب ماتقدم ست وشریعت اوراناسخ نخواہد بود بلکہ تاقیام قیامت خواہد ماند وعیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت اوخواہد کرد۔ وبعنوان امت اوخواہد بود۔‘‘ (ص۴۴، مطبوعہ امرتسر تختی کلاں)

۲..... دفتر سوم حصہ ہشتم عقیدہ ہشتم ص۳۴، ۳۵ (طبع امرتسر تختی کلاں) میں اعتقادیات کو واضح فرمایا ہے کہ: ’’اوّل انبیاء حضرت آدم ست علی نبینا وعلیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات و’’آخر ایشان وخاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ است‘‘ بہ جمیع انبیاء ایمان باید آورد علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وہمہ را معصوم وراست گو باید دانست۔ عدم ایمان بیکے ازیں بزرگواران مستلزم عدم ایمان است۔ جمیع ایشان علیہم الصلوٰۃ

والتسلیمات چہ کلمۂ ایشاں متفق است واصول دین ایشاں واحد وحضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔''

عبارات مجدد شیخ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب کتنا صاف بیان کر رہی ہیں۔ قارئین کرام کو معلوم ہو کہ امام ربانی کو بھی مرزائیوں نے گیارھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو عسل مصفّٰی ص ۱۱۸ تا ۱۲۰) اور مجدد دین کا قول ماننا مرزائیوں کو لازم ہے۔ دیکھو ''شہادت القرآن'' میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ: ''اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ: **ومن کفر بعد ذالک فاؤلئک ھم الفاسقون**''

(شہادت القرآن ص ۴۸، خزائن ج ۶ ص ۳۴۴)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ عبارات میں فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔ اس کے بعد مرزائیوں کو تو ضرور تسلی ہونی چاہئے۔ یہ اعتقادات مذکورہ درست ہیں۔ آخر مجدد اور مسلمہ مجدد کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہدایت نصیب فرمادیں۔

استدراک.....عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کی مزید عبارات

سب سے پہلے قارئین کرام کی خدمت میں ختم نبوت کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کی چند عبارات مع ترجمہ پیش کی جاتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱..... چوں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل علیہما الصلوٰۃ والسلام خواہد نمود۔

(مکتوبات مجدد الف ثانی مکتوب ۲۰۹، دفتر اوّل حصہ سوم ص ۱۰۶)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے۔

۲..... دریں امت کہ خیر الامم است وپیغمبر ایشاں خاتم الرسل علیہ وعلیٰ الہ الصلوات والتسلیمات علماء را مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل دادہ اند۔

(مکتوبات ج ۱ دفتر چہارم ص ۳۳، مکتوب ۲۳۴)

ترجمہ: اس امت میں جو کہ بہترین امت ہے اور اس کے پیغمبر آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، علماء کو

انبیاء بنی اسرائیل کا مقام دیا گیا ہے۔

۳..... مقرر است کہ مقصود از آفرینش خاتم الرسل است علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔

(مکتوبات مجدد الف ثانی مکتوب ۲۹۴، ص ۱۲۸، دفتر اوّل حصہ پنجم)

ترجمہ: (تقدیر میں) مقرر تھا کہ مقصود کائنات خاتم الرسل ہیں۔

۴..... نبوت عبارت از قرب الٰہی است کہ شائبہ ظلیت ندارد.....وخاتم ایں منصب سید البشر است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتحیۃ بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل خواہد بود۔ (مکتوبات نمبر ۳۰۱، دفتر اوّل حصہ پنجم ص ۱۴۰)

ترجمہ: نبوت قرب الٰہی کا نام ہے اس میں ظلیت کا کوئی شبہ نہیں ہے.....اور اس منصب کو ختم کرنے والے تمام انسانوں کے سردار ہیں ﷺ۔ حضرت عیسیٰ نزول کے بعد خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی پیروی کریں گے۔

کیا قادیانی اس سوال کا جواب دیں گے؟

۵..... شرکت در نبوت ومساوات بانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کفر است۔

(مکتوبات ج ۲ مکتوب ۹۹، دفتر دوم حصہ ہفتم ص ۱۱۸، ۱۱۹)

ترجمہ: نبوت میں شرکت اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ برابر کا دعویٰ کفر ہے۔

۶..... لوازم وکمالات کہ در نبوت درکار است ہمہ را عمر دار دا ما چوں منصب نبوت بخاتم الرسل ختم شدہ است علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام بدولت منصب نبوت مشرف نہ گشت۔

(مکتوبات، دفتر سوم حصہ ہشتم ص ۵۷، مکتوب نمبر ۲۴)

ترجمہ: وہ لوازم وکمالات جو کہ نبوت میں ضروری ہیں تمام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل تھے لیکن چونکہ منصب نبوت خاتم الرسل ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ منصب نبوت حاصل نہ کر سکے۔

۷..... اجماع بر افضلیت خاتم الرسل است علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔

(مکتوبات دفتر سوم، حصہ نہم ص ۳۰، مکتوب ۸۸)

خاتم الرسل ﷺ کے افضل ہونے پر اجماع امت ہے۔

قادیانیوں سے ایک سوال

آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سات قسم کے

درجات حاصل ہو سکتے ہیں جن کی تفصیل مکتوبات دفتر دوم، حصہ ہفتم مکتوب نمبر۵۴ میں موجود ہے۔ ان سات درجات میں ظلی بروزی نبوت کا قطعاً نام نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے بقول ظلی بروزی نبوت جو اسے حاصل تھی۔ اگر واقعتاً اس کا کوئی وجود تھا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سات روحانی درجات میں اس کا نام کیوں نہیں لکھا؟

عقیدۃ الامت سے ایک اقتباس

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی وضاحت کے لئے اگرچہ مذکورہ حوالہ جات کافی ہیں۔ لیکن قادیانیوں پر اتمام حجت کے لئے حضرت علامہ خالد محمود کی تنقیحات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں درج ذیل ہیں۔

حضرت امام ربانی اپنے مکتوبات میں یہ تحقیق بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کاملین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے حصہ ملتا ہے اور یہ حضرات کاملین کمالات ولایت کے ساتھ ساتھ کمالات نبوت سے بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ کمالات نبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی بدرجہ اتم حاصل ہوئے اور مقام محمدی کی کامل تجلی بطور وراثت اور کمال متابعت ان کاملین امت پر اتری۔ ان کاملین امت نے اس کمال پیروی فرط محبت بلکہ عنایت ربانی اور موہبت یزدانی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو اپنے اندر اس طرح جذب کیا کہ اصل وظل اور اصالت وتبعیت کے سوا کوئی فرق محسوس باقی نہ رہا۔ بایں ہمہ ان حضرات میں سے کسی نے نہ کسی ظلی نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ بطور انعکاس کوئی نبی اور رسول ہوا۔ کمالات نبوت سے بہرہ ور ہونے اور مقام محمد کی کامل تجلی کے باوجود یہ حضرات ہرگز ہرگز نبی یا رسول نہ ہوئے۔ کیونکہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ہر اعتبار سے ختم ہو چکی تھی۔

حضرت امام ربانی اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر کاملین امت کے لئے ان کمالات نبوت کا حصول مانتے ہیں اور ان کے کامل مصداق کے طور پر بار بار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام پیش کرتے ہیں۔ حضرت امام ربانی کے ہاں کمالات نبوت کے حصول کو نبوت کا حصول ہرگز لازم نہیں۔ کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بالاتفاق نبی ورسول نہ تھے۔ ان حضرات قدسی صفات کے کمالات نبوت کا ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ہرگز منافی نہیں۔ کمالات نبوت اور لوازم نبوت میں جوہری فرق ہے

جو بات ختم نبوت سے متصادم ہے۔ وہ منصب نبوت کا حصول ہے۔ کیونکہ حضور خاتم النبیین کے بعد کسی نبی اور رسول کا پیدا ہونا شرعاً محال ہے۔

قادیانی مغالطہ

قادیانی حضرات مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا نظریہ وہاں سے نقل کرتے ہیں۔ جہاں اس کی پوری تفصیل موجود نہیں اور نہ اس کے ساتھ ان کمالات نبوت کا حصول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے مذکور ہے قادیانی حضرات اس مختصر اور مجمل عبارت سے یہ نتیجہ پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ کمالات نبوت کے حصول سے نبوت ملنے کی گنجائش نکل آئے۔ حالانکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اپنی مراد کو دوسرے کئی مقامات پر واضح کر چکے ہیں۔

(قادیانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں جو کہ مختصر ہے۔ یہ عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے۔ مفصل عبارت پیش کرنے سے گریز کرتے ہیں..... حضرت علامہ صاحب، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر عبارت پیش کرتے ہوئے قارئین کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔ حضرت مجدد کی مفصل عبارت درج ذیل ہے)

نبوت جیسے مبشرات، رویائے صالحہ سمت حسن، تسودت اور اقتصاد وغیرہ ان کمالات نبوت کا حصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ مقام نبوت کے محض اجزاء اور عکوس وظلال ہیں اور ان کمالات نبوت سے اصل نبوت کا حصول لازم نہیں آتا۔ یہ کمالات نبوت تو باقی ہیں لیکن مقام نبوت خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہر اعتبار سے ختم ہو چکا ہے۔ انبیاء کرام کو یہ کمالات نبوت بے توسط ملتے ہیں۔ یہاں شائبہ ظلیت نہیں اور غیر انبیاء کو یہ کمالات انبیاء کے کمال متابعت اور وراثت کے توسط سے حاصل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ کمالات نبوت حاصل ہوئے۔ بایں ہمہ وہ نبی ورسول ہرگز نہ تھے۔

قادیانی مبلغین حضرت امام ربانی کی مذکورہ بالا عبارت کے پیش کرنے میں دو فریب کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت کے پورے مکتوب گرامی کو کبھی پیش نہیں کرتے۔

۱..... قادیانی علماء حضرت امام ربانی کی ''کمالات نبوت کی اس بحث میں'' یہ ظاہر ہونے نہیں دیتے کہ ان کے ہاں حصول کمالات نبوت کا یہ مقام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کو حاصل تھا۔ کیونکہ یہ حضرات قدسیہ بالاتفاق پیغمبر نہ تھے۔ پس ان کے ذکر سے اس قادیانی مغالطے کو کوئی راہ نہ ملتی تھی کہ کمالات نبوت کے حصول سے انسان مقام نبوت پر بھی فائز ہو جاتا ہے۔

۲..... حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے ہاں ''وصول بکمالات نبوت'' کا یہ مقام خود ان کی اپنی ذات گرامی کو بھی حاصل تھا۔ حالانکہ وہ خود پیغمبر اور رسول ہرگز نہ تھے۔ پس اس ذکر سے بھی یہ قادیانی مغالطہ بالکل بے نقاب ہو جاتا تھا کہ انسان کمالات نبوت کے حصول سے مقام نبوت بھی پالیتا ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

حضرت امام ربانی کا یہ مکتوب گرامی مولانا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس خط کے آخر میں مذکور الصدر دونوں باتوں کی تصریح فرماتے ہیں۔ قادیانی حضرات اگر انہیں ذکر کر دیں تو بات بنتی نہیں۔

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں:

باید دانست کہ حصول ایں موہبت درحق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بے توسط است و درحق اصحاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتحیات کہ بہ تبعیت و وراثت بایں دولت مشرف گشتہ اند بتوسط انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والبرکات بعد از انبیاء و اصحاب ایشاں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کم کسی بایں دولت مشرف گشتہ اند است ہر چند جائز است دیگرے را بہ تعبیت و وراثت بایں دولت مہتد سازند۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

انگارم کہ ایں دولت در کبار تابعین نیز پرتوے انداختہ است و در اکابر تبع تابعین نیز افگندہ بعد از روباستتار آوردہ تا آنکہ نوبت بالف ثانی از بعثت آن سرور علیہ وعلیٰ آلہ صلوٰۃ والتسلیمات رسیدہ درایں وقت نیز آں دولت بہ تبعیت و وراثت بر منصۂ ظہور آمدہ و آخر را باول مشابہ ساختہ۔

گر بادشہ بردر پیر زن بباید تو اے خواجہ سبلت مکن

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ اس انعام (وصول بکمالت نبوت) کا حاصل ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے حق میں بغیر کسی توسط کے ہوتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو متابعت اور وراثت کے طور پر اس مقام سے مشرف ہوئے ہیں ان کے حق میں (وصول بکمالات نبوت) انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والبرکات کے واسطہ سے ہے۔ انبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ایسے افراد بہت کم ہیں جو اس مقام پر فائز ہوئے ہوں۔ اگرچہ جائز ہے کہ کسی اور کو بھی متابعت اور وراثت سے اس دولت (وصول بکمالات نبوت) سے بہرہ ور فرمائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس دولت نے کبار تابعین پر بھی اپنا پرتو ڈالا ہے اور اکابر تبع تابعین پر بھی اس دولت کا سایہ پڑتا رہا ہے۔ اس کے بعد اس دولت نے اپنا چہرہ پردے میں رکھا۔ یہاں تک کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی بعثت کے بعد الف ثانی (دوسرے ہزار کا دور) آ پہنچا۔ اس وقت بھی یہ دولت (وصول بکمالات نبوت) حضور کی متابعت اور وراثت سے منصۂ ظہور پر آئی ہے اور آخر کو اوّل کے قریب کر دیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے واضح ہے کہ کاملین امت کے لئے جن کمالات کا حصول حضرت امام ربانی تسلیم فرما رہے ہیں وہ کمالات نبوت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، کبار تابعین، اکابر تبع تابعین اور الف ثانی میں خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حاصل ہوئے۔ پس جب کہ یہ حضرات قدسیہ بالاتفاق پیغمبر نہ تھے تو ثابت ہوا کہ ان کمالات کے حصول کا اجرائے نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ قادیانی حضرات کی ایک چال ہے کہ وہ حضرت امام ربانی کی عبارت اس تفصیل کے بغیر ایک مجمل اور نامکمل صورت میں پیش کر کے عوام کو فریب دے رہے ہیں۔

یہ تو مکتوب گرامی کے آخر کا حصہ تھا۔ حضرت امام تو اس خط کے وسط بھی تصریح فرما چکے ہیں کہ:

بایں راہ رفتہ است از انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واز اصحاب ایشاں بہ تبعیت وراثت ایشاں علیہم وعلیٰ اصحابہم الصلوٰۃ والتحیہ۔ (مکتوب ۳۰۱، دفتر اوّل ص ۴۳۴)

ترجمہ: کمالات نبوت پر اس راہ سے انبیاء کرام بھی چلے اور ان کی متابعت اور وراثت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کمالات نبوت تک پہنچے ہیں۔

اب اس مکتوب کا حصہ اوّل بھی ملاحظہ فرمالیجئے اور قادیانی علم و دیانت کی داد دیجئے۔

ایں قرب بالاصالۃ نصیب انبیاء است وایں منصب مخصوص بایں بزرگواراں علیہم الصلوٰۃ والبرکات وخاتم ایں منصب سید البشر است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتحیہ بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل واہد بود۔

(مکتوبات ج ۱ ص ۴۳۲، مکتوب نمبر ۳۰۱)

ترجمہ: وہ قرب الٰہی جو انبیاء کو حاصل ہوتا۔ اصالۃً انبیاء کا ہی حصہ ہے اور درجہ انہی بزرگوں سے خاص ہے اور اس منصب کے خاتم حضور اکرم ﷺ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نزول فرمانے کے بعد حضور خاتم النبیین کی ہی شریعت کے تابع ہوں گے۔ (عقیدۃ الامت ص ۲۴۹ تا ۲۵۴)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا تجزیہ

شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد کی تحریرات کی روشنی میں قادیانی فتنہ کا ایک اور انداز میں جائزہ لیا ہے وہ بھی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

تنقیص سلف

چونکہ چودہ صدی کی تمام امت اسلامیہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع ونزول جسمانی کی قائل ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہ، ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہ، محدثین رحمۃ اللہ علیہ، مفسرین رحمۃ اللہ علیہ، فقہاء رحمۃ اللہ علیہ، صوفیاء رحمۃ اللہ علیہ، متکلمین رحمۃ اللہ علیہ سب کا یہی عقیدہ رہا اور حدیث، تفسیر اور عقائد کی کتابوں میں یہی عقیدہ درج ہے۔ اس لئے قادیانی صاحبان ان اکابر سے بے حد ناراض ہیں اور انہیں نہایت نامناسب الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہیں ان حضرات کو بے تکی ہانکنے والے بتاتے ہیں۔ کبھی انہیں ''معمولی انسان'' اور کہیں ''احمق اور نادان'' قرار دیتے ہیں۔ کبھی اس عقیدہ کو شرک کہتے ہیں، کبھی یہود یانہ الحاد وتحریف کا خطاب دیتے ہیں۔ ان تمام القاب کا مقصد یہ ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کی امت معاذ اللہ! گمراہ، ملحد اور مشرک تھی اور یہ سب العیاذ باللہ! بے تکی ہانکنے والے تھے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا فیصلہ بھی خوب فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

''جماعہ کہ ایں اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاناں بہ رائے خود حکم میکردند ومتابعت کتاب وسنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضال ومبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیروں بودند۔ ایں اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است۔'' (دفتر دوم ص ۱۰۸ مکتوب ۵۵)

ترجمہ: جو گروہ ان اکابر کو اصحاب رائے جانتا ہے، اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرات محض اپنی رائے سے حکم کرتے تھے اور کتاب وسنت کی پیروی نہیں کرتے تھے تو ان کے زعم فاسد میں اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور بدعت پرست رہا، بلکہ دائرۂ اسلام سے ہی خارج رہا۔ یہ اعتقاد نہیں

کرے گا مگر وہ جاہل جو اپنے جہل سے بے خبر ہے، یا وہ زندیق جس کا مقصود ہی شطر دین کو باطل قرار دینا ہے۔

ظلی اتحاد

قادیانی صاحبان کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ''ظلی نبوت'' کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کی تشریح خود ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔

''تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں، تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

''میرا نفس درمیان نہیں، بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے، اسی لحاظ سے میرا نام ''محمد'' اور ''احمد'' ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔''

''اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیرت کے اسی کا نام پالیا ہو، اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے، گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے، جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے۔ پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ ''محمد ثانی'' اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

اور خطبہ الہامیہ میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''صار وجودی وجودہ'' یعنی میرا وجود بعینہٖ آپ ﷺ کا وجود بن گیا ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۸)

اور ''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارای'' یعنی جس نے میرے درمیان اور مصطفیٰ ﷺ کے درمیان فرق کیا، اس نے مجھے دیکھا اور پہچانا ہی نہیں۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

الغرض مرزا قادیانی کی ظلی نبوت کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ کمال اتباع کی وجہ سے ان کی ذات آنحضرت ﷺ کی نبوت اور کمالات نبوت (بلکہ نام، کام اور مقام تک) ظلی طور پر ان کی طرف منتقل ہو گئے۔ لہٰذا وہ نہ صرف نبی ہیں، بلکہ ظلی طور پر بعینہٖ محمد رسول اللہ ہیں، لیکن امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کے ''ظلی اتحاد'' کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ اسے حماقت اور جنون قرار دیتے ہیں اور جو شخص اس ظلی اتحاد کا عقیدہ رکھتا ہو، اسے کافر و زندیق اور زمرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، سنئے:

''وصول خادماں بامکنہ خاصۂ مخدومان تا، حقوق خدمت گری بجا آرند، محسوس وضیع وشریف است، ابلہے بود کہ ازیں وصول توہم مساوات وشرکت نماید، ہر فراشے ومگس رانے وشمشیر برادرے قرین سلاطین عظام ست ودراخص امکنہ ایشاں حاضر، خیلے خبط مے طلبد کہ از بنجا توہم شرکت ومساوات نماید۔'' (دفتر دوم ص۱۷۹ مکتوب ۹۹)

ترجمہ: ''خادموں کا مخدوموں کے خاص مقامات میں اس مقصد کے لئے پہنچنا کہ خدمتگاری کے حقوق بجالائیں، ہر خاص وعام کو معلوم ہے۔ احمق ہے وہ شخص جو اس وصول سے مساوات وشرکت کا وہم دل میں لائے۔ دیکھئے! ہر فراش، مگس ران اور شمشیر بردار، سلاطین عظام کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کے خاص ترین مقامات تک ان کی رسائی ہوتی ہے، نہایت خبط وجنون میں مبتلا ہے۔ وہ شخص جو اس رسائی سے شرکت ومساوات کا وہم رکھتا ہے۔''

اسی سلسلہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں: ''اگر اعتقاد دارند کہ صاحب ایں حال معتقد شرکت ومساوات ست بارباب آں مقامات عالی پس اورا کافر وزندیق تصور میکنند واز زمرۂ اہل اسلام مے برآرند۔ چہ شرکت درنبوت ومساوات بانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کفر است۔''

(دفتر دوم مکتوب ۹۹)

ترجمہ: ''اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ صاحب حال، ارباب مقامات عالی کے ساتھ شرکت ومساوات کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے کافر وزندیق تصور کرتے ہیں اور اسے زمرۂ اہل اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، کیونکہ نبوت میں شرکت اور انبیاء علیہم السلام سے مساوات کا عقیدہ کفر ہے۔''

(واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف وصف نبوت میں شرکت کا دعویٰ رکھتے ہیں، بلکہ اپنے آپ کو اولوالعزم انبیاء سے ''تمام شان میں'' بڑھ کر سمجھتے ہیں) اسی سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب اور ان کی افضلیت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابلہے بود کہ خود را عدیل اصحاب خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سازد۔ وجاہلے باشد از اخبار وآثار کہ خود را از سابقان تصور نماید۔'' (دفتر دوم ص۱۱ مکتوب ۹۹)

ترجمہ: ''احمق ہوگا جو اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم کے برابر سمجھتا ہو، اور احادیث وآثار سے جاہل ہوگا وہ شخص جو اپنے کو سابقین (صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہ) میں سے تصور کرتا ہو۔''

واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کو صحابہ کی جماعت کے برابر قرار دیتے

ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل فقرہ اگرچہ کسی دوسرے موقع سے متعلق ہے، لیکن یہاں کس قدر برمحل ہے؟

''کناس خسیس کہ بنقص وخبث ذاتی مقسم است چہ مجال کہ خود راعین سلطان عظیم الشان کہ منشاء خیرات وکمالات ست تصور نماید، وصفات وافعال ذمیمہ خود راعین صفات وافعال جمیلہ اوتوہم کند۔'' (دفتر دوم ص۴ مکتوب ۱)

ترجمہ: ''ایک خسیس بھنگی جس کی ذات ناقص وخبیث کے عیب سے داغدار ہے، اس کی کیا مجال کہ اپنے آپ کو عظیم الشان سلطان کا جو منبع خیرات وکمالات ہے، عین تصور کرے؟ اور اپنے صفات وافعال ذمیمہ کو اس کے صفات وافعال جمیلہ کا عین خیال کرے؟''

بروز وتناسخ

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک ان کے ''نظریۂ بروز'' پر قائم ہے۔ ''بروز محمد''، ''بروز عیسیٰ'' اور ''بروز کرشن'' وغیرہ کی جو تشریحات انہوں نے سپرد قلم کی ہیں، وہ صاف صاف ''تناسخ''، ''حلول'' اور ''اوا گون'' سے جا ملتی ہیں۔ یہ لفظ انہوں نے غالباً صوفیاء سے مستعار لیا اور اس پر اپنی تعبیرات کا خول چڑھایا۔ ''بروز'' کے بارے میں بھی حضرات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد جگہ اظہار خیال فرمایا ہے، یہاں صرف ایک اقتباس کا نقل کرنا اہل بصیرت کے لئے کافی ہوگا۔ صوفیاء کے اصطلاحی ''بروز'' کی تشریح کرنے کے بعد امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ومشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون وبروز ہم لب نمی کشایند وناقصان رادر فتنہ نمی اندارند۔''

(دفتر دوم ص۱۱۵ مکتوب ۵۸)

ترجمہ: ''اور جو مشائخ کہ مستقیم الاحوال ہیں، وہ کمون وبروز کی عبارت کے ساتھ بھی لب کشائی نہیں کرتے اور ناقصوں کو فتنہ میں نہیں ڈالتے۔''

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح کی روشنی میں فیصلہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کے بروزی نعرے ان کی استقامت کی علامت تھے یا کجی اور فتنہ اندازی کا مظہر تھے؟ اور یہ ادّعا کہ روح محمدی نے مرزا قادیانی کا روپ دھار لیا ہے (آئینہ کمالات) صریح طور پر ملحدانہ تعبیر ہے، جس کے حق میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ: ''افسوس! ہزار افسوس! آں قسم بطالان خود رابسند شیخی گرفتہ اند ومقتدائے اہل اسلام گشتہ اند، ضلوا فاضلوا۔''

(دفتر دوم ص۱۱۶ مکتوب ۵۸)

ترجمہ: ''افسوس ہزار افسوس! کہ اس قسم کے مکاروں نے پیری مریدی کی مسند اپنے لئے آراستہ کر رکھی ہے اور بزعم خود مقتدائے اہل اسلام بن بیٹھے ہیں، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔'' (ماہنامہ ''بینات'' کراچی ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ، تحفہ قادیانیت ج۵ ص۳۵ تا ۴۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اجرائے نبوت کا بہتان اور اس کا جواب

عبارت یہ ہے جو مرزائیوں نے مخصوص نمبر میں پیش کی ہے۔

''ختم به النبیون ای لا یوجد من یامره الله سبحانه بالتشریع علی الناس'' (تفہیمات الٰہیہ تفہیم ۵۵ ج۲ ص۷۲)

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ پر انبیاء ختم ہو چکے ہیں۔ یعنی ایسا شخص عدم سے وجود میں لایا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ احکام دینیہ و شرعیہ کے ساتھ لوگوں کی طرف مامور کرے۔''

اس عبارت سے یہ استنباط کیا جا رہا ہے کہ مستقل شریعت اور مستقل دین والے نبی کی نفی مصنف کی مراد ہے۔ علی الاطلاق اور ہر نبوت کی نفی مراد نہیں ہے۔ بلکہ امتی آ سکتے ہیں۔ بالتبع نبوت جاری ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ''لا یوجد'' کا ترجمہ ذرا غور سے ملاحظہ کر لیا جائے تو بات صاف ہے۔ (ایجاد از عدم بوجود آوردن)

ان بزور عائد کردہ الزامات کا جواب ہم اپنی زبان سے ادا کرنے کی بجائے خود صاحب کلام شاہ صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے پیش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ تاویل در تاویل کرنے سے ایک صاف بات مسخ ہو کر نہ رہ جائے۔ تاویلات کا تانتا باندھنا مرزائیوں کا موروثی وطیرہ ہے۔ ہم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بغیر کسی ہیر پھیر کے پیش کرتے ہیں۔

اسی تفہیمات الٰہیہ میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک انبیاء علیہم السلام کے مختلف دور قائم کر کے اس پر اس تفہیم میں تبصرہ کیا ہے۔ آخر میں اس تفہیم کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے کہ:

۱..... ''وصار خاتم هذه الدورة فلذالک لا یمکن ان یوجد بعده نبی صلوٰت الله علیه والسلامه'' (تفہیمات الٰہیہ ج۲ ص۱۳۷)

ترجمہ: ''اس دورہ کے ختم کرنے والے نبی کریم ﷺ ٹھہرے۔ اسی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی عدم سے وجود میں آئے۔''

دوسرا مقام اسی تفہیمات کا ملاحظہ ہو۔اس تفہیم میں ضروری ضروری عقائد کا (مثلاً ملائکہ وشیاطین وقرآن مجید ومعاد جسمانی وجنت دوزخ وشفاعت وغیرہ بیان فرماتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کو بھی واضح کیا ہے)

۲..... ''محمد ﷺ خاتم النّبیین لا نبی بعده ودعوته عامةً لجمیع الانس والجن وهو افضل الانبیاء بهذهٖ الخاصة وبخواص اخریٰ نحو هذهٖ''

(تفہیم ۶۵ ج۱ص۱۴۷)

ترجمہ: آنحضور ﷺ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔تمام انسانوں اور جنوں کے لئے آپ کی دعوت عام ہے۔آپ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔اس خاص امر اور دوسرے خواص کی بناء پر۔

اس کے بعد حجۃ اللہ البالغہ کا صرف ایک مقام ہی دیکھ لیا جائے۔یہ بشرط انصاف کافی ہے۔

۳..... حدیث شریف میں آتا ہے:''ان هذا الامر نبوة ورحمة ثم یکون خلافة ورحمة'' (کنز العمال ج۶ص۱۲۰)

یعنی یہ دین اسلام کی ابتداء نبوت اور رحمت کی صورت میں ہوئی ہے۔پھر یہ خلافت اور رحمت کے رنگ میں زمانہ ہوگا۔اس حدیث کی تشریح شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح شروع کی ہے۔''اقول فالنبوة انقضت بوفاة النبی ﷺ وخلافة التی لاسیف فیها بمقتل عثمان رضی اللہ عنہ والخلافة بشهادة علی کرم الله وجه وخلع الحسن رضی اللہ عنہ''

(مبحث فی الفتن ج۲ص۲۱۲)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے نبوت پوری اور ختم ہوگئی اور ایسی خلافت جس میں تلوار اسلام میں نہ چلی ہو۔وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ختم ہوگئی اور اصل خلافت راشدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی معزولی سے ختم ہوگئی۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ صاف صاف تصریحات مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ہیں کہ ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے۔مرزائی تاویلات کی طرف جانے کے بڑے شائق ہیں۔ہر عبارت میں کچھ نہ کچھ تاویل کئے بغیر ان کا جی نہیں بھرتا۔اس کا علاج ہمارے پاس کیا ہوسکتا ہے۔

اب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور حوالہ نقل کر کے ہم اس کو ختم کرتے ہیں۔ فتح الرحمٰن ترجمہ القرآن میں ''خاتم النّبیین'' کا معنی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے۔

''نیست محمد صلی اللہ علیہ وسلم پدر ہیچکس از مردمان شما ولیکن پیغامبر خداست ومہر پیغمبران است یعنی بعد از وی ہیچ پیغامبر نباشد''

(فتح الرحمن تحت آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین)

قارئین کرام پر واضح ہو کہ مرزائی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بارھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ عسل مصفّٰی ص ۱۱۸ تا ۱۲۰ پر ہر صدی کے مجددین کو شمار کیا ہے۔ وہاں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بارھویں صدی کے مجدد تسلیم کیا ہے۔ نویں صدی کے مجدد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، گیارھویں صدی کے مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بارھویں صدی کے مجدد شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ نبوت ختم ہوگئی ہے۔ وحی تا قیامت منقطع ہوگئی ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی عدم سے وجود میں نہیں آسکتا۔ ممکن ہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ورسول پیدا ہو۔ آپ کے مسلمہ مجددین بیک آواز بلا تاویل یہ کہہ رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ امتی نبی آسکتے ہیں۔ انصاف کرو کون سچا ہے؟

استدراک... عقیدہ ختم نبوت کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ کے مزید حوالہ جات

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد نافع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار کے پیش نظر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تین چار عبارات نقل کی تھیں۔ احقر ان پر اضافہ کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی مزید عبارات پیش کرتا ہے۔

۱..... آپ زندیق کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''او قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ ولکن معنی ھذا الکلام انہ لا یجوز ان یسمّٰی بعدہ احد بالنبی واما معنی النبوۃ وھو کون الانسان مبعوثا من اللہ تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعۃ معصوماً من الذنوب ومن البقاء علی الخطاء فیما یریٰ فھو موجود فی الائمۃ بعدہ فذلک الزندیق وقد اتفق جماھیر المتاخرین من الحنیفۃ والشافعیۃ علی قتل من یجری ھذاالمجری'' (مسوی شرح موطاج ۲ ص ۱۳۰)

ترجمہ: یا جو شخص یہ کہے کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔ لیکن اس

کلام کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی کہنا اور نبی کا اسم اطلاق کرنا جائز نہیں۔ لیکن نبوت کی حقیقت اور اس کے معنی یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلق کی طرف مبعوث ہونا اس کی اطاعت فرض ہونا، اس کا گناہوں سے معصوم ہونا یہ امور حضور ﷺ کے بعد ائمہ میں پائے جاتے ہیں۔ پس وہ زندیق ہے اور جمہور متاخرین احناف وشوافع کا ایسے شخص کے قتل پر اتفاق ہے۔

۲..... آپ اپنی معروف کتاب الخیر الکثیر میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں: ''وعیسیٰ علیہ السلام ھو من اتم الانبیاء شانا واجلھم برھانا ومزاجہ ''السبوغ'' ولذالک کانت معجزاتہ سبوغیۃ کلھا، وکان وجودہ من طریق السبوغ وکذالک حق لہ ان ینعکس فیہ انوار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، ویزعم العامۃ انہ اذا نزل فی الارض کان واحدا من الامۃ، کلابل ھو شرع للاسم الجامع المحمدی ونسخۃ منتسخۃ منہ، فشتان بینہ وبین احد من الامۃ، الا انہ یتبع القرآن، ویاتم بخاتم الانبیاء ﷺ، وذالک لایقدح فی کمالہ بل یؤیدہ فتعرف، وھو بذاتہ محاق لشرور الیھود، ولذالک نزل بین یدی الساعۃ'' (ص۷۲)

ترجمہ: اور عیسیٰ علیہ السلام من جملہ ان انبیائے کرام علیہم السلام کے ہیں جن کی شان سب سے کامل اور جن کی برہان سب سے جلیل القدر ہے اور ان کا مزاج ''السبوغ'' ہے۔ اسی بناء پر ان کے سارے معجزات سبوغیت کے رنگ میں ہیں اور ان کا وجود بھی بطریق سبوغ ہوا، اسی بناء پر وہ مستحق ہوئے کہ ان میں سید المرسلین ﷺ کے انوار منعکس ہوں اور عام لوگوں کا خیال ہے کہ جب وہ زمین میں نازل ہوں گے تو محض ایک امتی ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی ﷺ کی شرح اور اسی کا ایک مثنی ہیں۔ پس ان کے درمیان اور عام افراد امت کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ وہ قرآن کریم کی پیروی اور خاتم الانبیاء ﷺ کی اقتداء کریں گے اور یہ بات ان کے کمال میں رخنہ انداز نہیں، بلکہ ان کے کمالات کو دوبالا کردیتی ہے، خوب سمجھ لو اور وہ بنفس نفیس یہود کے شرور کو مٹانے والے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے وہ قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔

۳..... ''عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی رضی اللہ عنہ انت منی

بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی باید دانست که مدلول ایں حدیث نیست الا استخلاف مرتضی برمدینه درغزوه تبوک وتشبیه دادن ایں استخلاف باستخلاف موسیٰ هارون رادر وقت سفر خود بجانب طور ومعنی بعدی اینجا غیری است چنانکه درآیة فمن یهدیه من بعد الله گفته اند نه بعدیت زمانی زیرا که حضرت هارون بعد حضرت موسیٰ باقی نماندندتا ایشاں رابعدیت زمانیه ثابت بود واز حضرت مرتضیٰ آں را استثناء کنند پس حاصل ایں است که حضرت موسیٰ در ایام غیبت خود حضرت هارون را خلیفه ساخته بودند وحضرت هارون از اهل بیت حضرت موسیٰ بودند وجامع بودند در نیابت نبوت واصالت در نبوت وحضرت مرتضیٰ مثل حضرت هارون است دربودن از اهل بیت پیغامبر ودرنیابت نبوت بحسب احکام متعلقه بحکومت مدینه نه در اصالت نبوت پس ازیں حدیث فضیلت مرتضیٰ مفهوم شد از جهت حاکم ساختن برمدینه واستحقاق او حکومت راوتشبه به پیغامبری نه افضلیت برشیخین (قرة العینین فی تفضیل الشیخین ص ۲۰۶، ۲۰۷، مطبع مجتبائی دهلی)''

ترجمہ: یہ قصہ تبوک کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ کا میرے نزدیک وہی مرتبہ ہے جو حضرت ہارون کا موسیٰ سے ہے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جاننا چاہئے کہ اس حدیث کا مدلول صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غزوہ تبوک میں مدینہ منورہ پر حضور علیہ السلام کا جانشین بننا ہے اور اس جانشینی کو حضرت موسیٰ، ہارون علیہما السلام کو کوہ طور پر سفر کے دوران جانشین بنانے کے ساتھ تشبیہ دینا مقصد ہے اور اس جگہ بعدی، غیری کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ آیت: ''فمن یهدیه من بعد الله '' میں کہا گیا ہے۔ بعدیت زمانی مراد نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت ہارون، حضرت موسیٰ کے بعد زندہ نہ رہے تھے کہ ان کے لئے بعدیت زمانی ثابت کریں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے مستثنیٰ کریں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنی عدم موجودگی میں حضرت ہارون کو خلیفہ بنایا تھا اور حضرت ہارون، حضرت موسیٰ کے اہل بیت میں سے تھے اور نبی کی نیابت اور اپنی نبوت کی اصالت کے جامع تھے اور حضرت (علی رضی اللہ عنہ) مرتضیٰ حضور علیہ السلام کے

اہل بیت ہونے میں حضرت ہارون کی مانند ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نیابت نبوت مدینہ منورہ پر حکومت کے متعلقہ احکام کے اعتبار سے ہے۔ نبی ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے۔ پس اس حدیث حاکم مدینہ بننے کی جہت سے اور اس کا استحقاق رکھنے سے اور ایک پیغمبر کے ساتھ تشبیہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، وعمر رضی اللہ عنہ پر ان کی فضیلت اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔

۴..... ''ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین لا نبی بعده ودعوته عامة لجمیع الانس والجن وهو افضل الانبیاء بهذا الخاصة وبخواص اخریٰ نحو هذه''

(تفہیمات الٰہیہ ج۱ص۱۴۷)

ترجمہ: اور حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ کی دعوت تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خصوصیت کی وجہ سے اور اس جیسے دوسرے خواص کی وجہ سے تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ختم نبوت

مرزائیوں نے اپنے مسلک (اجرائے نبوت) کی تائید میں مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دو عبارتوں کو پیش کرنے میں بڑی سعی کی ہے۔ حالیہ سہ ماہی (جون، جولائی، اگست ۱۹۵۲ء) میں تو مختلف عنوان بدل بدل کر الفضل میں ان عبارتوں کو بار بار شائع کیا ہے۔ ایک ان کا تبلیغی ہفتہ وار اخبار ''التبلیغ'' ربوہ (چناب نگر) سے شائع ہوتا ہے۔ اس کا ایک نمبر (۱) جولائی ۱۹۵۲ء ج۶ نمبر ۱۰۶ مستقل مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ ہر سہ حضرات کے لئے وقف کیا ہے۔ ان حضرات کی عبارتیں ''مخصوصہ متعینہ'' ذکر کر کے بڑے زوردار چیلنج کئے ہیں کہ ہے کسی کو جرأت کہ ان عبارات کا جواب پیش کر کے ان ہر سہ حضرات کی برأت وصفائی کا دم بھرے۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ چھوٹے چھوٹے پمفلٹ اور ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ جن میں مولانا نانوتوی مرحوم کی عبارت مطلب کے موافق نقل کر کے عوام پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مولانا بھی اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ لہٰذا احمدیوں کے عقیدہ اور مولانا کے عقیدہ میں کچھ فرق نہیں۔ (لعنة الله علی الکاذبین)

حضرات! جس طرح سابقہ سطور میں واضح کیا گیا ہے۔ ان مذکورہ سلف صالحین میں سے کوئی صاحب بھی اجرائے نبوت کا قائل نہیں ہے اور نہ ہی ختم نبوت زمانی کا کوئی فرد منکر

ہے۔ٹھیک اسی طرح مولانا نانوتوی مرحوم کا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ اجرائے نبوت ان کے نزدیک باطل ہے۔ختم نبوت زمانی کے صحیح طور پر اقرار کرنے والے ہیں جو ختم نبوت زمانی کا قائل نہ ہو اور آنحضور ﷺ کے بعد نبوت جاری تسلیم کرے۔ اسے کافر سمجھتے ہیں۔

ذیل میں مولانا کی عبارتیں درج کی جاتی ہیں جو ہماری اس بات پر شہادت صادقہ ہیں۔ملاحظہ ہوں۔

۱..... شان نبوت بیان کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں:''ایسے''خاتم مراتب نبوت'' کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے۔اس لئے اس کے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہوں گے۔اوروں کے احکام اس کے احکام کے ناسخ نہ ہوں گے اور اس لئے یہ''ضرور ہے وہ خاتم زمانی بھی ہو'' کیونکہ اوپر کے حاکم تک نوبت سب حکام ماتحت کے بعد آتی ہے اور اس لئے اس کا حکم اخیر حکم ہوتا ہے۔''

(مباحثہ شاہ جہانپور ص ۲۵)

اس مباحثہ کی عبارت میں مولانا مرحوم آنحضور ﷺ کو نبوت کے مراتب کو ختم کرنے والے تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ زمانہ کے اعتبار سے بھی''خاتم زمانی'' صاف طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

تحذیر الناس کی عبارت جو پیش کی جاتی ہے۔وہ ایک طویل بحث میں سے سیاق سباق سے کاٹا ہوا ٹکڑا ہے۔کسی جگہ ماقبل کی رعایت نہیں کی جاتی۔کہیں مابعد کی پرواہ نہیں ہوتی۔اب ناظرین کی خدمت میں خود تحذیر الناس کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔اس میں خاتمیت زمانی کیسی صاف ثابت کی جارہی ہے۔

۲..... سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی ﷺ مثل ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی او کما قال علیه الصلوة والسلام'' جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے۔کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔گو الفاظ مذکورہ (الا انه لا نبی بعدی..... ناقل) بسند تواتر منقول نہ ہوں۔سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔جیسا تواتر اعداد

رکعات فرائض ووتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا (اعداد رکعات فرائض..... ناقل) منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا (لا نبی بعدی..... ناقل) منکر بھی کافر ہوگا۔ (تحذیر الناس ص۹، طبع کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

کتاب ''مناظرہ عجیبہ'' میں اس مسئلہ کی مزید توضیح مولانا نے کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

۳..... ''خاتمیت زمانی اپنا دین ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔''
(مناظرہ عجیبہ ص۳۹)

۴..... بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔ (مناظرہ عجیبہ ص۱۰۳)

ناظرین کرام! مولانا محمد قاسم مرحوم کی ان واضح عبارات کے بعد بھی آپ کو خواہ مخواہ اجرائے نبوت کا قائل گردانا جائے اور ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دیا جائے تو اس ظلم اور انصاف کشی کا کیا ٹھکانا ہے۔ ان اقوال پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ اپنے مضامین آپ واضح ہیں۔

پھر ان اقوال کو چھوڑ کر محتمل اور مجمل حوالہ کو اخذ اور گرفت کرنا توجیہ القول ''بما لا یرضی بہ قائلہ'' کا مصداق ہے اور مولانا پر افتراء عظیم ہے۔ اگر کچھ اور اس مسئلہ پر مزید وضاحت درکار ہو تو مولانا کا رسالہ مناظرہ عجیبہ پورا ملاحظہ کیجئے اور قبلہ نماء اور انتصار الاسلام میں بھی اس کا جواب آپ کو ملے گا۔ طوالت مضمون کے خوف سے مزید حوالے ترک کئے جاتے ہیں۔

استدراک

احقر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خود کچھ لکھنے کی بجائے درج ذیل بزرگوں کی تحریرات بالترتیب قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

۱..... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲..... مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح

خاتمیت ایک جنس ہے، جس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک زمانی اور دوسری رتبی۔ خاتمیت زمانیہ کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ سب سے اخیر زمانہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد مبعوث ہوئے اور اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور خاتمیت رتبیہ کے معنی یہ ہیں کہ نبوت ورسالت کے تمام کمالات اور مراتب حضور ﷺ کی ذات بابرکات پر ختم ہیں اور

نبوت چونکہ کمالات علمیہ میں سے ہے۔اس لئے خاتم النّبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ جو علم کسی بشر کے لئے ممکن ہے، وہ آپ ﷺ پر ختم ہوگیا اور حضور ﷺ پر نور دونوں اعتبار سے خاتم النّبیین ہیں۔زمانہ کے اعتبار سے بھی آپ ﷺ خاتم ہیں اور مراتب نبوت اور کمالات رسالت کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں۔حضور ﷺ کی خاتمیت فقط زمانی نہیں بلکہ زمانی اور رتبی دونوں قسم کی خاتمیت حضور ﷺ کو حاصل ہے۔اس لئے کمال مدح جب ہی ہوگی کہ جب دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہو۔مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خاتمیت زمانیہ قرآن اور حدیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے اور حضور ﷺ کی خاتمیت زمانیہ کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ رکعات نماز کا منکر کافر ہے۔چنانچہ تحذیر الناس کے ص ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

''سو اگر اطلاق اور عموم ہے۔تب تو خاتمیت ظاہر ہے۔ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور ہر تصریحات نبوی مثل ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی او کما قال ''جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النّبیین سے ماخوذ ہے۔اس باب میں کافی ہے۔کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے۔پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں۔سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔جیسا کہ تواتر اعداد رکعات فرائض، وتر وغیرہ۔باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔جیسا کہ اس کا منکر کافر ہے۔ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔انتہی کلامہ!

اس عبارت میں اس امر کی صاف تصریح موجود ہے کہ خاتمیت زمانیہ کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ تعداد رکعات کا منکر کافر ہے۔

مولانا مرحوم، اس خاتمیت زمانیہ کے علاوہ حضور ﷺ کے لئے ایک اور معنی کر کے خاتمیت ثابت فرماتے ہیں۔جس سے حضور ﷺ کا تمام اوّلین اور آخرین سے افضل واعلم ہونا ثابت ہو جائے وہ یہ کہ حضور ﷺ پر نور کمالات نبوت کے منتہی اور خاتم ہیں اور علوم اوّلین وآخرین کے معدن اور منبع ہیں۔جس طرح تمام روشنیوں کا سلسلہ آفتاب پر ختم ہوتا ہے، اسی طرح تمام علوم اور کمالات کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم ہوتا ہے۔

معاذ اللہ! مولانا مرحوم خاتمیت زمانیہ کے منکر نہیں بلکہ خاتمیت زمانہ کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔لیکن اس خاتمیت زمانیہ کی فضیلت کے علاوہ خاتمیت رتبیہ کی فضیلت بھی حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔تاکہ حضور ﷺ کی تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت اور سیادت

ثابت ہو اور خاتمیت زمانیہ اور رتبیہ میں فرق یہ ہے کہ خاتمیت زمانیہ کے اعتبار سے حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا شرعاً محال اور ناممکن ہے اور خاتمیت رتبیہ کے اعتبار سے بفرض محال اگر حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور ﷺ کی خاتمیت رتبیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ بہرصورت آپ کمالات نبوت کے منتہی اور خاتم ہیں۔ آفتاب اگر تمام ستاروں سے پہلے طلوع کرے یا درمیان میں طلوع کرے، آفتاب کے منبع نور ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح بالفرض اگر حضور ﷺ پر نور تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے مبعوث ہوتے یا درمیان میں مبعوث ہوتے تو آپ کے منبع کمالات ہونے میں کوئی فرق نہ آتا اور یہ فرض بھی محض احتمال عقلی کے درجہ میں ہے۔ ورنہ جس طرح خاتمیت زمانیہ میں حضور ﷺ کے بعد نبی کا آنا محال ہے اسی طرح خاتمیت رتبیہ میں بھی آپ ﷺ کے بعد نبی کا آنا محال ہے۔ اس لئے کہ اگر انبیاء متاخرین کا دین، دین محمدی ﷺ کے مخالف ہوا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آئے گا۔ جو حق تعالیٰ شانہ کے اس قول ''ما ننسخ من آیة او ننسھانات بخیر منھا'' کے خلاف ہے۔ نیز جب علم ممکن للبشر آپ ﷺ پر ختم ہو چکا تو آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا بالکل عبث اور بے کار ہوگا۔ حاصل یہ نکلا کہ خاتمیت رتبیہ کے لئے خاتمیت زمانیہ بھی لازم ہے۔

مولانا مرحوم کے نزدیک اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا شرعاً جائز ہوتا تو لفظ بالفرض استعمال نہ فرماتے۔ مولانا کا یہ فرمانا کہ بالفرض اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی، الخ! یہ لفظ بالفرض خود اس کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بات محال ہے۔ کسی طرح ممکن نہیں۔ لیکن اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے اس محال کو بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی حضور ﷺ کی خاتمیت رتبیہ اور آپ کی افضلیت اور سیادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ ایسا ہے، جیسے حضور ﷺ کا یہ فرمایا کہ ''لو کان بعدی نبی، لکان عمر رضی اللہ عنہ'' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔ تو ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کا مقصود یہ نہیں کہ آپ کے بعد نبی کا آنا ممکن ہے۔ بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بفرض محال اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔ اس ارشاد سے حضور ﷺ کی خاتمیت اور عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت کرنا مقصود ہے۔

اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر ایک چاند نہیں بلکہ ہزار چاند ہوں تب بھی ان سب کا نور آفتاب ہی سے مستفاد ہوگا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقتاً ہزاروں چاند ہیں۔

بلکہ مقصود آفتاب کی فضیلت ثابت کرنا ہے کہ آفتاب تمام انوار اور شعاعوں کا ایسا خاتم اور منتہا ہے کہ اگر بالفرض ہزار چاند بھی ہوں تو ان کا نور بھی اسی سے مستفاد ہوگا۔

اس بالفرض ہزار چاند، الخ! کہنے سے آفتاب کی فضیلت دوبالا ہو جائے گی کہ آفتاب فقط اسی موجودہ قمر سے افضل نہیں۔ بلکہ اگر جنس قمر کے اور بھی ہزاروں افراد فرض کر لئے جائیں۔ تب بھی آفتاب ان سب سے افضل اور بہتر ہوگا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی تمام افراد پر نبوت پر فضیلت اور برتری بتلانا مقصود ہے۔ خواہ وہ افراد ذہنی ہوں یا خارجی، محقق ہوں یا مقدر، ممکن ہوں یا محال اور یہ کہ حضور ﷺ پر نور سلسلہ نبوت کے علی الاطلاق خاتم ہیں۔ زماناً بھی اور رتبۃً بھی۔

مولانا نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم ﷺ کے بعد نبی کا آنا شرعاً جائز ہے۔ بلکہ یہی فرماتے ہیں کہ جو شخص اس امر کو جائز سمجھے کہ حضور ﷺ کے بعد نبی کا آنا شرعاً ممکن الوقوع ہے۔ وہ کافر ہے اور قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ مناظرہ عجیبہ کے ص ۳۹ پر لکھتے ہیں۔ ''خاتمیت زمانیہ اپنا دین وایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کوئی علاج نہیں۔''

پھر اسی کتاب کے ص ۱۰۳ پر لکھتے ہیں: ''امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے۔ اپنا دین وایمان ہے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔'' انتہی!

ناظرین باتمکین! مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ان عبارات اور تصریحات کے بعد خود انصاف کریں کہ کیا مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ خاتمیت زمانیہ کے منکر ہیں۔ حاشا وکلا، وہ تو خاتمیت زمانیہ کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس خاتمیت زمانیہ کے علاوہ حضور ﷺ کے لئے ایک اور خاتمیت یعنی خاتمیت رتبیہ ثابت کرتے ہیں، تاکہ حضور ﷺ کی فضیلت وسیادت خوب واضح اور نمایاں ہو جائے۔ ''وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وعلینا معھم یا ارحم الراحمین'' (احتساب قادیانیت ج۲ ص ۱۳۸ تا ۱۴۱)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حاصل مطالعہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اپنا حاصل مطالعہ اس طرح تحریر کیا ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ان ارباب قوت قدسیہ میں ہوتا ہے جن کی نظر صرف احکام ومسائل پر ہی نہیں بلکہ ان کے اسباب وعلل تک پہنچتی ہے۔ وہ صرف جزئیات کا احاطہ نہیں کرتے بلکہ جزئیات کو کلیات کے تسلسل میں مربوط دیکھتے ہیں۔ صرف فروع کا علم نہیں رکھتے بلکہ ان کے اصول سے اصل الاصول تک پہنچتے ہیں۔ ان کا علم کسب واکتساب کے دائرے سے ماوریٰ ہوتا ہے۔ وہ استدلال سے کام ضرور لیتے ہیں۔ مگر معلومات کے ذریعے مجہولات کو حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ افہام عامہ کی رہنمائی کے لئے، الغرض ان کی نظر اطراف وجوانب اور مبادی ووسائل میں الجھ کر نہیں رہ جاتی بلکہ نتائج ومقاصد کی بلندیوں میں پرواز کرتی ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی لوگ راسخین فی العلم ہیں اور ان کے علاوہ سب لوگ عوام کی صف میں آتے ہیں۔ قاسم العلوم میں فرماتے ہیں: ''جز انبیاء علیہم السلام وراسخین فی العلم ہمہ عوام اند۔'' (مکتوب دوم ص۶)

''یعنی انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سوا باقی سب عوام ہیں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین بمعنی آخری نبی ہیں۔ یہ مسئلہ ہر خاص وعام کو معلوم ہے اور ملت اسلامیہ کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس سے ناواقف ہو۔ لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی (یا بلفظ دیگر خاتم النّبیین کیوں ہیں؟) تو عوام بس یہی کہہ سکیں گے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو آخری نبی بنایا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں۔ لیکن جب آگے بڑھ کر یہ دریافت کیا جائے کہ جماعت انبیاء علیہم السلام میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کیوں اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب کیا گیا؟ تو اس کا جواب صرف علماء راسخین ہی دے سکتے ہیں۔ یہ سوال عوام کے دائرے سے باہر کی چیز ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف ''آب حیات''، ''قبلہ نما''، ''حجۃ الاسلام'' اور ''تقریر دلپذیر'' میں کہیں مختصر اور کہیں مطول اس راز سے عقدہ کشائی فرمائی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ''تحذیر الناس'' تو آپ نے صرف اسی موضوع پر تالیف فرمائی ہے۔ سب سے پہلے عوام کے مبلغ پرواز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ''عوام'' بے چارے خاتم النّبیین کا مطلب اس سے زیادہ کیا جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب کے بعد رکھا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔

خاتم النّبیین کے یہ معنی بالکل صحیح ہیں اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآن مجید کا مدعا آپ ﷺ کی آخریت کو بیان کرنا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے آپ کی آخریت وخاتمیت کو کس غرض سے بیان فرمایا ہے؟ اس کے جواب میں ہم ایسے عوام بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے جھوٹے مدعیان نبوت کا انسداد مقصود تھا۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

''باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا۔ اس لئے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے، جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔''

(تحذیر الناس ص ۳، مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

لیکن کیا خاتم النّبیین کا مفہوم صرف اسی حد تک محدود ہے؟ قرآن کریم کا منشاء صرف آپ ﷺ کی آخریت زمانی کو ذکر کرنا ہے؟ اور معنائے خاتمیت بس یہی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں؟ یہ ہے وہ سوال جس کے حل کے لئے ''عوام'' کافی نہیں، بلکہ اس راز سے پردہ اٹھانے کے لئے ارباب قوت قدسیہ کا علم وہبی درکار ہے۔ گویا آنحضرت ﷺ کی خاتمیت زمانی کا علم ویقین تو عوام کے دائرے کی چیز ہے۔ لیکن اس خاتمیت زمانی کی علت کیا ہے؟ یہ عوام کے دائرے کے اوپر کی چیز تھی۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطاء فرمائے کہ انہوں نے اس علت العلل کی طرف رہنمائی فرمائی، فرماتے ہیں: ''اگر سدباب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں مواقع تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخر زمانی اور سدباب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی ﷺ دوبالا ہو جاتی ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ.....''

(تحذیر الناس ص ۴، مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

اس کے بعد پورا رسالہ اسی اجمال کی تفصیل اور خاتمیت زمانی کی علت کی تشریح میں ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ باعتبار شرف ومرتبہ کے بھی خاتم ہیں، باعتبار مکان کے بھی، باعتبار زمان کے بھی۔

آپ ﷺ وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے واسطہ اور ذریعہ سے ہیں۔ اس لئے باقی انبیاء علیہم السلام کی نسبت آپ ﷺ کے ساتھ وہی ہے جو قمر کو آفتاب سے ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت صرف آپ ﷺ کے زمانہ تک محدود نہیں بلکہ بواسطہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے، تمام کون ومکان اور زمین وزمان پر حاوی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ صرف نبی امت نہیں بلکہ نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں سمیت آپ ﷺ کی سیادت وقیادت کے ماتحت ہیں۔

ان مقدمات کو مبرہن فرمانے کے بعد حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، آنحضرت ﷺ کی خاتمیت زمانی کی وہ دلیل بیان فرماتے ہیں جس سے جھوٹے مدعیان نبوت کا سارا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔ بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء علیہم السلام موصوف بالعرض۔

اس صورت میں اگر رسول اللہ ﷺ کو (تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہی لایا جاسکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ آپ ﷺ کے بعد بھی سلسلہ نبوت جاری رہتا۔ اس لئے کہ) اگر رسول اللہ ﷺ کو (تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد نہیں بلکہ) اوّل یا اوسط میں رکھتے تو (دو حال سے خالی نہیں تھا۔ آپ ﷺ کے بعد جو نبی آتے ان کو دین آپ ﷺ کے دین کے خلاف ہوتا یا موافق اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔ کیونکہ) انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ﷺ ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا۔ حالانکہ (یہ بات شرعاً وعقلاً باطل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ) خود فرماتے ہیں: ''**ماننسخ من آیة او ننسھانأت بخیر منھا او مثلھا**''

''اور کیوں نہ ہو، یوں نہ ہو تو اعطائے دین منجملہ رحمت نہ رہے۔ آثار غضب میں سے ہو جاوے۔''

ہاں! اگر یہ بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجے کے علماء کے علوم، ادنیٰ درجے کے علماء کے علوم سے کمتر اور دون ہوتے ہیں تو مضائقہ بھی نہ تھا۔

پر سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علوم مراتب علوم پر موقوف ہے۔ یہ نہیں تو وہ بھی نہیں اور انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیاء متاخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا، ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی؟

اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی ﷺ ہوتے تو بعد ''**وعدہ محکم انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون**'' کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہئے، اور بہ شہادت آیت ''**ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ**'' جامع العلوم ہے (نبوت جدید کی) کیا ضروری تھی؟

اور اگر علوم انبیاء متاخرین علوم محمدی ﷺ کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا ''**تبیانا لکل شئ**'' ہونا غلط ہو جاتا۔

بالجملہ ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب جامع چاہئے تھی تاکہ علو مراتب نبوت، جولاجرم علو مراتب علمی ہے۔ چنانچہ معروض ہو چکا میسر آئی، ورنہ یہ علو مراتب نبوت، بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔

(تحذیر الناس ص ۸، مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

یہ عبارت کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں اور اس میں دلیل عقلی سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے۔ خواہ وہ شرع جدید کا مدعی ہو یا آنحضرت ﷺ کی اقتداء اور پیروی کا دم بھرتا ہو، کیونکہ آنحضرت ﷺ خاتمیت ذاتی کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اس خاتمیت کو تأخر زمانی لازم ہے۔ ورنہ آپ ﷺ کی نبوت کی بلندی مرتبت محض ایک قول، دروغ اور حروف غلط ہوگی۔

اسی دلیل کو حضرت نے اپنی دیگر تصنیفات میں مختلف عنوانات سے واضح فرمایا ہے۔ یہاں صرف ایک حوالہ نقل کر دینا کافی ہے۔ ''حجۃ الاسلام'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''علیٰ ہذا القیاس جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ علم سے اوپر کوئی ایسی صفت نہیں جس کو عالم سے تعلق ہو تو خواہ مخواہ اس بات کا یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ آنحضرت رسول اللہ ﷺ پر تمام مراتب کمال اسی طرح ختم ہو گئے۔ جیسے بادشاہ پر مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جیسے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو خاتم الکاملین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔

مگر جس شخص پر مراتب کمال ختم ہو جائیں گے تو بایں وجہ کہ نبوت سب کمالات بشری میں اعلیٰ ہے۔ چنانچہ مسلم بھی ہے اور تقریر متعلق بحث تقرب بھی، جو اوپر گزری ہے اس پر شاہد ہے۔ اس لئے آپ کے دین کے ظہور کے بعد سب اہل کتاب کو بھی ان کا اتباع ضروری ہوگا۔ کیونکہ حاکم اعلیٰ کا اتباع تو حکام ماتحت کے ذمہ بھی ہوتا ہے۔ رعایا تو کس شمار میں ہیں؟

علاوہ بریں جیسے لارڈلٹن کے زمانہ میں لارڈلٹن کا اتباع ضروری ہے۔ اس وقت احکام لارڈ ناتھ بروک (سابق وائسرائے ہند) کا اتباع کافی نہیں ہوسکتا اور نہ اس کا اتباع باعث نجات سمجھا جاتا ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ بابرکات میں اور اس کے بعد انبیاء سابق کا اتباع کافی اور موجب نجات نہیں ہوسکتا اور یہی وجہ ہوئی کہ سوائے آپ ﷺ کے زمانہ بابرکات میں اور ان کے بعد، انبیاء سابق کا اتباع کافی اور موجب نجات نہیں ہوسکتا اور یہی وجہ ہوئی کہ سوائے آپ ﷺ کے اور کسی نبی نے دعوائے خاتمیت نہ کیا، بلکہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا یہ ارشاد کہ جہاں کا سردار آتا ہے۔ خود اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ خاتم نہیں۔ کیونکہ حسب اشارہ مثال خاتمیت، بادشاہ خاتم وہی ہوگا جو سارے جہاں کا سردار ہو۔ اس وجہ سے ہم رسول اللہ ﷺ کو سب میں افضل سمجھتے ہیں۔ پھر یہ آپ کا خاتم ہونا آپ کے سردار ہونے پر دلالت کرتا ہے اور بقرینہ دعویٰ خاتمیت جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے۔ یہ بات یقینی سمجھتے ہیں کہ دو جہاں کے سردار جن کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔'' (حجۃ الاسلام ص ۳۴، ۳۵، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

الغرض آنحضرت ﷺ کی خاتمیت ذاتی، آپ کی خاتمیت زمانی کی علت ہے اور خاتمیت زمانی آپ کی سیادت وقیادت اور افضلیت وبرتری کی دلیل ہے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت ''خاتم النّبیین'' میں بیک وقت تینوں قسم کی خاتمیت کا ارادہ کیا گیا ہے اور یہ تینوں بدلالت مطابقی قرآن کریم سے ثابت ہیں۔ جس کی مفصل تقریر ''تحذیر الناس'' میں کی گئی ہے۔ یہ ہے وہ نکتہ جو ''عوام'' کے فہم سے بالاتر تھا۔

اور اگر قرآن کریم کی آیت خاتم النّبیین خاتمیت کی ان تینوں دلیلوں پر بدلالت مطابقی مشتمل ہے تو حضرت کو اصرار ہے کہ خاتمیت ذاتی کو آیت کا مدلول مطابقی ٹھہرایا جائے اور خاتمیت زمانی بدلالت التزامی اس سے خود بخود ثابت ہو جائے گی۔ اس لئے خاتمیت کی علت یہی خاتمیت ذاتی ہے اور جب علت ثابت ہوگئی تو معلول اس سے مختلف نہیں ہوسکتا۔

اوپر ختم نبوت زمانی کی دلیل عقلی ارشاد ہوئی تھی۔ اب ذرا دلیل نقلی بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ''سو اگر اطلاق اور عموم ہے (یعنی آیت خاتم النّبیین کے تحت خاتمیت ذاتی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں بدلالت مطابقی داخل ہیں اور آیت تینوں کو عام ہے) تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ (یعنی لفظ خاتم النّبیین تینوں اقسام خاتمیت کو شامل نہیں بلکہ اس میں صرف خاتمیت ذاتی مراد لی ہے تو اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی ﷺ مثل ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی'' اوکمال قال جو بظاہر بہ طرز مذکور اسی لفظ خاتم النّبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات،

متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔''

(تحذیر الناس ص۹،۱۰، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

اس استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ ختم نبوت زمانی قرآن کریم سے بطور دلالت مطابقی یا التزامی کے ثابت ہے۔ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اجتماع امت سے ثابت ہے اور اس کا منکر اسی طرح کا کافر ہے۔ جیسا کہ تعداد رکعات کا منکر کافر ہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہوگا کہ کسی عقیدے کے ثبوت میں قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع امت پیش کر دینے کے بعد اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ جو عقیدہ ان تین دلائل سے ثابت ہوا، اس کی قطعیت شک وشبہ سے بالاتر ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ اسی بناء پر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جیسا اس کا (یعنی تعداد رکعات کا) منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس (یعنی ختم نبوت زمانی) کا منکر بھی کافر ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

گزشتہ بلاسطور سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت نانوتوی قدس سرہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ مثبت ہیں اور مثبت بھی ایسے کہ اسے عقلی ونقلی دلائل قطعیہ سے ثابت کر کے اس کے منکر پر کفر کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ یہاں مزید تاکید کے لئے مناظرہ عجیبہ کے چند جملے نقل کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا۔

الف..... ''خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے، ناحق کی تہمیت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔''

(ص۳۹)

ب..... ''حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں۔ علی الاطلاق کہئے یا بالاضافہ۔'' (ص۳)

ج..... ''حاصل یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔'' (ص۵)

د..... ''مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہہ وتائید کی ہے۔ تغلیط نہیں کی..... اخبار بالعلۃ مکذب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مصدق اور مؤید ہے۔ اوروں نے محض خاتمیت زمانی اگر بیان کی ہے تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیت مرتبی ذکر کر

دی اور شروع تحذیر ہی میں اقتضاء خاتمیت ذاتی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا۔''
(ص۵۳)

دو تین صفحات کے بعد مولانا لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

یہاں ایک گزارش مزید کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ ''تحذیر الناس'' ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا، جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں سات زمینوں اور ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے اور جسے بیہقی وغیرہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ درج کر کے خاتم النبیین کے ساتھ اس کی تطبیق دریافت کی گئی تھی کہ آیا بیک وقت آیت اور حدیث دونوں پر عقیدہ رکھنا ممکن ہے؟

اس سوال کا جواب تین طرح دیا جا سکتا ہے۔

۱..... یہ کہ آیت اور حدیث میں تعارض ہے۔ لہٰذا اس حدیث کو غلط سمجھا جائے۔

۲..... یہ کہ آیت اور حدیث دونوں صحیح ہیں مگر آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ہی اس زمین کے اعتبار سے بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا آپ صرف اس زمین کے خاتم ہیں۔

۳..... تیسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ آیت و حدیث دونوں کو تسلیم کر کے دونوں میں ایسی تطبیق دی جاتی کہ آپ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہ رہتی بلکہ دیگر زمینوں کو بھی محیط ہو جاتی۔

خان صاحب (مولانا احمد رضا خان) اور ان کے ہم مشرب لوگوں نے پہلا راستہ اختیار کیا کہ یہ حدیث غلط ہے۔ لیکن حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت اور حدیث دونوں کو صحیح قرار دے کر تطبیق کی وہ شکل اختیار کی جو میں نے تیسری صورت میں ذکر کی ہے۔

حضرت کی ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری زمین کے اعتبار سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ بااعتبار اتصاف ذاتی کے بھی اور باعتبار آخریت زمانہ کے بھی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہیں بلکہ پوری کائنات کو بھی محیط ہے اور حدیث میں تو ہماری زمین کے علاوہ چھ زمینوں کا ذکر ہے۔ اگر بالفرض ہزاروں زمینیں بھی اور ہوتیں اور ان زمینوں میں سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کے خاتم ہوتے۔ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں یہ تصریح نہیں آئی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں یا بعد میں؟ اس لئے دونوں احتمال ممکن ہیں۔ پس اگر وہ حضرات بھی اس زمین کے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح سب آپ سے پہلے ہوئے ہیں تو یوں کہا جائے کہ آپ سب کے لئے خاتم ہیں۔ باعتبار

ذات کے بھی باعتبار زمانہ کے بھی۔ لیکن اگر یہ فرض کیا جائے کہ ان دیگر زمینوں کے کچھ انبیاء آپ ﷺ کے معاصر یا بالفرض آپ کے بعد ہوئے تو ان کے اعتبار سے آپ ﷺ کو خاتم زمانی نہیں بلکہ خاتم ذاتی کہا جائے گا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر فرد جرم یہ نہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کو اس زمین کے انبیاء کرام علیہم السلام کا خاتم (ختمیت ذاتی اور ختمیت زمانی دونوں کے اعتبار سے) نہیں مانتے۔ بلکہ اصل جرم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو پوری کائنات کا خاتم کیوں مانتے ہیں۔ (تحفہ قادیانیت ج۲ ص۱۱۹ تا ۱۴۰ ملخصاً)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے ایک استفتاء اور اس کا جواب

۱۴۲۳ھ میں احقر نے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ایک سوالنامہ جامعہ دارالعلوم کراچی بھیجا۔ وہاں کے مفتی حضرات نے تفصیلی جواب سے نوازا۔ سوالنامہ اور اس کا جواب دونوں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

معنی ختم نبوت کی وضاحت علوم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں.....استفتاء

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کی بہت سی عبارات قطع و برید کرتے ہوئے قادیانی اور اہل بدعت اپنی اپنی اغراض کے ساتھ پیش کیا کرتے ہیں جن سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اجرائے نبوت کے قائل تھے۔

مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے چند امور کا تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

۱..... مولانا مرحوم نے ختم نبوت کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ زمانی، مکانی، مرتبی کیا یہ تقسیم مولانا کی جودت طبع کا نتیجہ ہے یا اسلاف میں سے بھی کسی نے بیان کی ہے؟

۲..... ختم نبوت کی ان تینوں قسموں کی مکمل تعریف کیا ہے اور ان تینوں میں باہمی کیا ربط و تعلق ہے؟ (منطقی اصطلاح میں) کیا نسبت ہے؟

۳..... مولانا مرحوم کی جو عبارات برائے تنقید پیش کی جاتی ہیں ان کا کیا جواب ہے؟

۴..... مولانا کی چند ایسی عبارات تحریر فرمادیں جن سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہو کہ وہ نبوت کو بند مانتے تھے۔

ازراہ کرم تفصیلی جواب سے نوازیں۔ شکر گزار ہوں گا۔ والسلام!

مشتاق احمد عفی عنہ مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ، ۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲،۳) ان سوالات کے جواب کے لئے سب سے پہلے ''ختم نبوت'' سے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف سمجھنا ضروری ہے۔

قرآن کریم کی آیت: ''**ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین**'' میں لفظ ''خاتم النّبیین'' سے متعلق حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو طرح کی خاتمیت ثابت ہے۔

۱..... ایک خاتمیت زمانی، جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ انبیاء علیہم السلام کے زمانے کے بعد ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

۲..... دوسرے خاتمیت ذاتی، اسے خاتمیت مرتبی بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام بالعرض، یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست نبوت عطاء فرمائی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے (اور واسطے سے عطاء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے نبوت کی کلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خود اللہ تعالیٰ نے نبوت عطاء فرمائی۔ جیسا کہ ''**انی عند اللہ لخاتم النّبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ**'' وغیرہ جیسی احادیث سے ثابت ہے)

اور جس طرح یہ قاعدہ ہے کہ ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ کسی موصوف بالذات پر ختم ہوتا ہے۔ یعنی جس کی کوئی صفت کسی اور سے لی گئی ہو۔ اس کی اپنی ذاتی نہ ہو اس کا سلسلہ کسی صفت ذاتی والے پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ذاتی والے کی صفت اپنی ہوتی ہے کسی اور سے لی ہوئی نہیں ہوتی تو اس کا سلسلہ کسی صفت ذاتی والی پر جا کر ختم ہوتا ہے اور بقول حضرت نانوتوی قدس سرہ ''ہر بالعرض کے لئے کوئی بالذات چاہئے۔'' (مناظرہ عجیبہ ص ۱۳)

اسی طرح تمام انبیاء کرام کی نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے مستفاد ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور آپ کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی

نبوت فلاں نبی کی نبوت سے مستفاد ہے۔ کیونکہ آپ باذن اللہ نبی بالذات ہیں۔ اسے خاتم ذاتی کہا جاتا ہے اور اسی مرتبہ کا نام خاتمیت ذاتی ہے۔

اس کی مثال حضرت نانوتوی قدس سرہ نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ جیسے دنیا میں ہر چیز کی روشنی، سورج سے حاصل کی جاتی ہے۔ مثلاً تہہ خانوں میں آئینوں کے ذریعے جو روشنی پہنچائی گئی ہے۔ اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ آئینہ سے آئی اور آئینہ کی روشنی کو کہا جاسکتا ہے کہ وہ آفتاب کا عکس ہے۔ لیکن آفتاب پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور آفتاب کے بارے میں کوئی یہ نہیں کہتا کہ عالم اسباب میں فلاں روشن چیز کا عکس ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو خود روشن بنایا ہے۔ بقول حضرت رحمۃ اللہ علیہ ''زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی سے اتنی ہی ہے۔'' (تحذیر الناس ص ۸)

ایسے ہی ہر پیغمبر کی نبوت حضور ﷺ کے واسطے سے حاصل کی گئی ہے اور حضور ﷺ کی نبوت کسی اور سے حاصل نہیں کی گئی بلکہ ذاتی ہے۔ جو آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔ (شرح تحذیر الناس، ڈھول کی آواز ص ۶۶، مؤلفہ مولانا الحاج کامل الدین رتو کالوی)

اس تفصیل کو ذکر کرنے کے بعد حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر محققین کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم میں حضور ﷺ کو جو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس سے آپ ﷺ کے لئے مذکورہ دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہے۔ مرتبی و ذاتی بھی اور زمانی بھی۔ جب کہ عوام اس سے محض صرف ایک قسم کی خاتمیت مراد لیتے ہیں۔ یعنی صرف خاتمیت زمانی اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ اس سے خاتمیت زمانی تو مراد ہے ہی، وہ حضرت کو بھی تسلیم ہے۔ لیکن صرف اسی میں حصر کرنا درست نہیں۔ بلکہ خاتمیت زمانی کے ساتھ خاتمیت ذاتی بھی مراد لی جائے تاکہ دہری فضیلت کا اقرار ہو جائے اور حضرت نے فرمایا کہ عوام جو اس سے صرف ایک قسم کی خاتمیت مراد لیتے ہیں تو صرف ''زمانی'' میں حصر کرنا درست نہیں۔ کیونکہ بقول حضرت صرف اس بات میں کوئی زیادہ فضیلت نہیں کہ آپ ﷺ کا زمانہ آخر ہے۔ جیسا کہ حضرت نے فرمایا کہ ''تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔'' (تحذیر الناس ص ۷)

بلکہ یہ بات تو حاصل ہے ہی اس کے علاوہ خاتمیت ذاتی بھی مراد لی جائے کہ آپ کی نبوت ذاتی اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بالعرض ہے۔ لہٰذا صرف خاتمیت زمانی میں حصر کرنا غلط ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عوام صرف خاتمیت زمانی مراد لیتے ہیں اور حضرت خاتمیت زمانی تو مراد

لیتے ہیں اور اس میں مشہور معنی کو چھوڑے بغیر اس کے ساتھ ساتھ خاتمیت مرتبی وذاتی بھی مراد لیتے ہیں۔

بس یہ حضرت کے مؤقف کا خلاصہ ہے۔ اس پر بعض معترضین نے غلط فہمی یا کم فہمی کی بناء پر یا حسد کی بناء پر یہ مشہور کرنے کی کوشش کی کہ حضرت خاتمیت زمانی کے منکر ہیں۔ حالانکہ حضرت، خاتمیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ صرف اسی میں حصر کے منکر ہیں۔ (جیسا کہ خاتمیت زمانی آپ ﷺ کے لئے ثابت ماننے سے متعلق حضرت کی عبارات جو نمبر۳ میں آرہی ہیں، سے بھی یہ بات واضح ہوگی) اس طرح حضرت آپ ﷺ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت کا مجموعہ ثابت کر کے آپ ﷺ کو ''خاتم النّبیین'' ماننے کے قائل ہیں اور اس کے نتیجے میں ہر قسم کی نبوت آپ ﷺ پر ختم مانتے ہیں۔ اسی لئے حضرت نے فرمایا کہ: ''خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں، بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے۔'' (مناظرہ عجیبہ ص۵۰)

اب حضرت کے نزدیک آیت میں ''خاتم النّبیین'' سے خاتمیت زمانی کے ساتھ خاتمیت ذاتی بھی مراد لینے کی چند صورتیں اور طریقے ہیں جس کی مختصراً تشریح درج ذیل ہے۔ (اس سے آپ کے سوال نمبر۲ کا بھی جواب ہو جائے گا کہ ختم نبوت کی ان اقسام کی منطقی تحقیق کیا ہے؟) چنانچہ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔ (حضرت کے نزدیک) خاتمیت زمانی کے ساتھ خاتمیت ذاتی بھی مراد لینے کی چند صورتوں میں سے:

۱..... یہ ہے کہ لفظ ''خاتم'' کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے اور جس طرح مشترک معنوی سے اس کے متعدد افراد مراد لئے جاتے ہیں تو اسی طرح یہاں آیت کریمہ میں بھی دونوں قسم کی خاتمیت مراد لی جائے۔

۲..... دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیت کریمہ میں لفظ خاتم سے بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لئے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہوں۔ ان دونوں مذکورہ صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

۳..... تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے۔ مگر چونکہ اس کے لئے بدلائل عقلیہ ونقلیہ خاتمیت زمانی لازم ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیت کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔

ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد تحذیر الناس (مطبع قاسم العلوم کراچی کے ص۱۵، ۱۶) پر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی وختم ذاتی کو اس کی دو، نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دو، نوعیں بیک وقت مراد لی جائیں جس طرح کہ آیت کریمہ میں: ''انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن ''میں بیک وقت ''رجس'' سے ظاہری وباطنی دونوں قسم کی نجاستیں مراد لی جاتی ہیں، بلکہ غور کیا جائے تو یہاں ختم زمانی اور ختم ذاتی میں اس قدر بعد نہیں جس قدر شراب کی نجاست اور جوئے کی نجاست میں۔

لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔

(فتوحات نعمانیہ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ص۳۳۳، نیز دیکھئے عقائد علماء دیوبند اور حسام الحرمین ص۲۲۳ تا ۲۳۵)

ختم نبوت سے متعلق حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمدہ وبرحق مؤقف کے سمجھنے سے ان عبارات کا بھی باآسانی جواب ہو جاتا ہے جن پر تنقید کی جاتی ہے۔ مزید آپ فتوحات نعمانیہ کے مذکورہ صفحات ۳۳۱ تا ۳۴۰ ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں مذکورہ تینوں صورتوں کے بعد ترتیب وار تمام ایسی عبارتوں کا جواب دیا گیا ہے۔

نیز حضرت کا مذکورہ مؤقف اور تحذیر الناس کی عبارات کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے خود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مناظرہ عجیبہ'' اور الحاج کامل الدین رتو کالوی کی کتاب ''ڈھول کی آواز'' کی تشریحات ملاحظہ فرمائیں۔ اسی کتاب کے آخر میں کئی علماء وبزرگوں (جن میں بریلوی علماء بھی شامل ہیں) کی تصدیقات وفتاویٰ موجود ہیں جس میں حضرت کے مذکورہ مؤقف کی خوب تحسین کی گئی ہے اور اختصاراً بہت ہی دل نشین انداز میں ختم نبوت کی مذکورہ تقسیم کی وضاحت کی گئی ہے۔ (تفصیل کے لئے علماء کی یہ تحریرات مطالعہ فرمائیں) ان میں سے ایک عالم مولانا غریب اللہ صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں۔

(حضرت نے ثابت فرمایا ہے کہ) آپ ذاتاً بھی اور زماناً بھی خاتم النبیین ہوئے اور آپ کی خاتمیت، صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے۔ جیسا کہ عام لوگوں ومعترضین نے سمجھا ہے

اس لئے کہ اس میں کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری، غایت رفعت اور انتہاء درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جب کہ آپ کی خاتمیت، ذات وزمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے سیادت ورفعت نہ مرتبہ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ ﷺ کی جلالت ورفعت، شان وعظمت کے بیان میں مولانا کا مکاشفہ ہے۔ بعض معاندین ومخالفین نے مولانا پر جھوٹ وافتراء باندھ رکھا ہے اور بعض عبارتوں کو نقل کر کے جو بالفرض کے ساتھ مقید ہیں وقوعی سمجھ کر کفر کا حکم لگایا ہے۔ حالانکہ فرضی اور وقوعی میں بون بعید کا فرق ہے۔ (کتاب کامل رتو کالوی ص ۱۲۲، ۱۲۳)

اب رہی یہ بات کہ خاتمیت کی یہ تقسیم، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بھی کس نے کی ہے؟ یا صرف حضرت نے ہی یہ تقسیم فرمائی ہے؟ تو یہی سوال مناظرہ عجیبہ میں مولوی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور حضرت نے اس کا جواب بھی تحریر فرمایا۔ مولوی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سوال کا خلاصہ یہ تھا کہ ”خاتمیت سے صرف زمانی خاتمیت مراد لینا مجمع علیہ ہے اور پھر اس اجماع کے خلاف کوئی اور معنی مراد لینا بدعت اور تفسیر بالرائے ہے۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ”اجی حضرت! مخالف اجماع تو جب ہوتی ہے کہ جب کہ معارض معنی آخریت زمانی ہوتا۔ معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیت زمانی ہیں معارض ہونا تو کجا؟ اگر مجمع علیہ امر کو تسلیم کر کے کوئی نکتہ زیادہ کہنا بدعت ہے تو میں کیا، تمام مفسرین اور حضرات صوفیہ کرام مبتدع ہوں گے۔ غنیمت ہے آپ نے تنہا ہمیں پر عنایت نہیں فرمائی، دور دور تک آپ کے ارادے ہیں۔

(یہ سوال، جواب مناظرہ عجیبہ ص ۹۴ تا ۹۷ میں ملاحظہ فرمائیں)

خلاصہ یہ کہ جب حضرت خاتمیت زمانی کے قائل ہیں اور اسے متفق علیہ سمجھتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی آیت خاتم النبیین میں فضیلت رسول اللہ ﷺ کا کوئی نکتہ بھی بیان فرمائیں تو اس کے لئے یہ کوئی ضروری نہیں کہ پہلے کسی نے اس نکتہ کو بیان کیا ہو۔ لیکن بایں ہمہ کئی علماء، صوفیاء ومحققین نے اس طرح باقاعدہ خاتمیت کی تقسیم کئے بغیر بعینہٖ وہی بات فرمائی ہے جو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔ چنانچہ علامہ بحرالعلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”فتح الرحمٰن“ میں مثنوی شریف کے ایک شعر کی تشریح میں یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔ مثنوی کا شعر یہ ہے:

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود مثل اونے بودو نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استار دست نے تو گوئی ختم صنعت برتواست

اس شعر کی تشریح میں علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

یعنی آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم است وخاتم الرسل لقب اوشدہ بجہت آنست، الخ! (پوری فارسی عبارت فتوحات نعمانیہ ص ۴۸۶ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں اسی کتاب سے علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مکمل عبارت کا اردو ترجمہ نقل کیا جارہا ہے)

''عارف رومی کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں اور آپ کا لقب خاتم الرسل، اس واسطے ہوا ہے کہ جود وکرم وعطاء میں کوئی آپ کا مثل نہیں ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ کیونکہ آپ کی بخشش، عالم کے تمام آدمیوں کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ کوئی نبی اپنے کمال نبوت تک اور کوئی ولی، کمال ولایت تک نہیں پہنچا مگر آپ کی روحانیت کے نور کے فیض سے اور آپ ہی تمام انبیاء واولیاء کو کمالات کا فیض پہنچانے والے ہیں (گویا افاضہ الٰہیہ کے لئے واسطہ کبریٰ ہیں از فتوحات).....اس کی تحقیق اس طرح پر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت، تمام حقائق اور آپ کا کمال، تمام کمالات کو اور آپ کی نبوت کا مرتبہ تمام مراتب نبوت کو جامع ہے اور جو بھی نبی ہوا ہے اس نے نبوت تشریعی آپ کی روحانیت سے حاصل کی ہے۔ پس امام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں فی الحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعتیں تھیں کہ ان انبیاء علیہم السلام نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت (برکت) سے حاصل کر کے اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا۔''

پھر مثنوی شریف کے دوسرے شعر ''چونکہ درصنعت برد استار وست'' کی شرح میں فرماتے ہیں: ''چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء واولیاء کے استاد ہیں اور سب پر بخشش کرنے والے ہیں اور اس جود وکرم میں کوئی آپ کی مثل نہیں ہے۔ اس واسطے صفت ختم کا آپ پر اطلاق ہوا ہے۔'' (دیکھئے فتوحات نعمانیہ ص ۴۸۴ تا ۴۸۷)

اس کے علاوہ ملا علی قاری، شیخ اکبر، امام شعرانی رحمہم اللہ کی کئی عبارات سے بھی یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے لفظ خاتم کو ختم نبوت زمانی میں منحصر نہیں فرمایا۔ بلکہ خاتم کے، اس کے علاوہ اور بھی معنی لئے ہیں، نیز بقول حضرت نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث ''عن العرباض بن سارية رفعه انى عند الله لخاتم النّبيين وان آدم لمنجدل فى طينته'' (جمع الفوائد) کے معنی بھی جب ہی صحیح ہوسکتے ہیں جب کہ آپ کے لئے خاتمیت ذاتیہ بھی تسلیم کیا جائے۔ (دیکھئے فتوحات نعمانیہ ص ۵۴۸) حتیٰ کہ مولانا منظور احمد نعمانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''جناب احمد رضا خان

صاحب'' فاضل بریلوی نے بھی اپنی متعدد تصانیف میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ کائنات عالم میں جس کو بھی کوئی نعمت اور کوئی منصب عطاء ہوا ہے وہ حضور اقدس ﷺ ہی کے توسط سے عطاء ہوا ہے۔ میں یہاں ان کی صرف ایک کتاب ''جزاء اللہ عدوہ'' کی عبارت پیش کرتا ہوں، فرماتے ہیں۔

''نصوص متواترہ اولیاء کرام، وائمہ عظام وعلماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی ظاہری یا باطنی، روز اوّل سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان جن یا حیوان بلکہ ماسوی اللہ میں سے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی۔ اس کی کلی انہی کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی۔ انہی کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہ سرالوجود واصل الوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت ہیں۔'' (ص۲۳)

اس عبارت میں صاف تصریح ہے کہ ہر نعمت چھوٹی ہو یا بڑی، روحانی ہو یا جسمانی خواہ وہ کسی مخلوق کو عطاء فرمائی گئی ہو یا فرمائی جائے گی۔ بہر حال وہ حضور ﷺ کے واسطے سے عطاء ہوتی ہے اور عطاء ہوگی اور چونکہ نبوت بھی حق تعالیٰ کی بہت بڑی دینی اور روحانی نعمت ہے۔ لہٰذا وہ بھی جس کسی کو عطاء ہوئی ہے وہ بھی آپ ﷺ کے توسط سے عطاء ہوئی ہے اور یہی بعینہٖ مصنف تحذیر الناس کی تحقیق ہے۔ خواہ اپنی اصطلاح میں آپ اس کا نام بالذات وبالعرض نہ رکھیں۔ کچھ اور رکھ لیں لیکن مضمون اور عقیدہ ایک ہے اس میں کوئی فرق نہیں اور بحث عقیدہ کی ہے نہ کہ عنوان اصطلاحی کی۔ (فتوحات نعمانی ص۵۰۴)

خلاصہ یہ کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا مضمون، دیگر علماء وصوفیاء نے بھی اپنے اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔

۴..... حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ مؤقف واضح ہو جانے کے بعد اب ان کی ایسی عبارات تلاش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی جن سے اجرائے نبوت کی نفی ظاہر ہو، کیونکہ حضرت قدس سرہ زمانہ کے اعتبار سے بھی آپ ﷺ کو خاتم تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ لفظ خاتم کو صرف اسی میں حصر کر دینے کے مخالف ہیں۔ بہر حال مذکورہ تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت قدس سرہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت بند اور ختم ہوگئی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ مؤقف سے واضح ہے۔

تاہم اس کے باوجود نمونہ کے طور پر چند عبارات پیش کی جاتی ہیں جن سے واضح ہے کہ حضرت، نبوت کو آپ ﷺ پر ختم اور آپ کے بعد نبوت کے اجراء کی کلی طور پر نفی سمجھتے ہیں۔ اس طرح کی کئی عبارات آپ کی بیشتر تصانیف میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ''مناظرہ عجیبہ'' کی پہلی سطر یہ ہے: ''حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں۔''

اسی کتاب کے ص۳۹ پر ہے: ''خاتمیت زمانی، اپنا دین وایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔'' پھر اس کے ص۵۰ پر ہے: ''خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے۔ بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔''

(تحذیر الناس ص۱۷، مکتبہ قاسم العلوم کراچی)

پھر ص۶۹ پر فرماتے ہیں: ''ہاں! یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔''

حضرت اپنی ایک اور تصنیف ''قبلہ نما'' میں فرماتے ہیں: ''آپ کا دین، سب دینوں میں آخر ہے اور چونکہ دین، حکم نامہ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہوگا وہی شخص سردار ہوگا۔ کیونکہ اسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے۔'' (تفصیل کے لئے دیکھئے فتوحات نعمانیہ)

نیز مناظرہ عجیبہ میں ہے نبی ﷺ اوّل مخلوقات ہیں۔ بدلیل اوّل ماخلق اللہ نوری اور آخر الانبیاء ہیں۔ بدلیل خاتم النّبیین، پس نظیر ان علیہ السلام کا، دونوں وصفوں میں ممتنع بالذات ہیں۔ (ص۱۲۵، مکتبہ قاسم العلوم)

نیز فرماتے ہیں: ''جیسے آفتاب پر سلسلہ فیض نور ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ پر فیض نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ اس بات کے سمجھنے کے لئے کافی تھا کہ خاتم بمعنی آخر ومتاخر ہے۔'' (مکتوبات حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ص۹۵)

مناظرہ عجیبہ میں محذور ثامن کے جواب میں فرماتے ہیں: ''آپ ہی فرمائیں تاخر زمانی اور خاتمیت عصر نبوت کو میں نے کب باطل کیا؟ اور کہاں باطل کیا؟ مولانا میں نے تو خاتم کے وہی معنی رکھے جو اہل لغت سے منقول ہیں۔''

(جوابات محذورات ص۳۷، بحوالہ عقیدۃ الامت ص۳۰)

نیز ملاحظہ فرمائیں: ''جب حضرت خاتم النّبیین، خاتم مراتب علمیہ اور خاتم مراتب حکومت ہوئے تو نہ ان کی تعلیم کے بعد کوئی معلم، تعلیم آسمانی لے کر آئے اور نہ ان کے بعد اور کوئی

حاکم، خدا کی طرف سے حکم نامہ لائے۔''

(آریہ سماج کو جواب ترکی بہ ترکی ص۵۱، مطبوعہ دیوبند بحوالہ عقیدۃ الامت)

مزید فرماتے ہیں: ''اپنا دین وایمان ہے، بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تأمل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں۔'' (مکتوبات ص۱۰۳، بحوالہ عقیدۃ الامت)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

بندہ محمد زبیر عفی عنہ، دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۲۸/ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ، فتویٰ نمبر ۶۰/۷۹

الجواب صحیح، بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۶/محرم ۱۴۲۴ھ

محمد عبدالمنان عفی عنہ، بندہ عبدالرؤف سکھروی، احقر محمود اشرف غفر اللہ

حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ پر اجرائے نبوت کا افتراء عظیم

مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جس سے مرزائی صاحبان اپنے مطلب کی تائید میں استدلال قائم کرتے ہیں، وہ پہلے بالفاظ درج ہے۔

''علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا۔ پس بہت تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے۔'' (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص۳، منقول از الفضل لاہور ج۶، خاتم النبیین نمبر ص۱۸ کالم۴، مورخہ ۲۷/جولائی ۱۹۵۲ء)

عبارت کا مطلب مرزائی یہ لے رہے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد تابع شریعت ہوکر نبی تو آسکے گا یعنی امتی نبی۔ آپ کے بعد بطریق تبعیت نبوت جاری ہے..... ان کا استدلال واستنباط کہاں تک درست ہے؟ اس کا جواب مولانا عبدالحیٔ کے قلم سے نقل کیا جاتا ہے اور ساتھ لطف یہ ہے کہ مولانا کی جو عبارت ہم نقل کرنا چاہتے ہیں وہ اس مذکورہ بالا عبارت سے بعد کی تحقیق ہے۔ ذرا انصاف کو قریب لاکر سنئے۔ پہلے تمہیدی عبارت ذکر ہے۔

''قد کتب قبل هذا فی هذا الباب رسالة سمیتها بالآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات "واخریٰ مسماة" بدافع الوسواس فی اثر ابن عباس وکذاهما باللسان الهندیته هذاہٖ رسالة ثالثةً بلغة اهل الجنة العربیه مرتبة علی

مابینھما التحقیق المقاصد کالاصلین'' (زجرالناس علی انکاراثرابن عباس ص۱، مجموعہ خمسہ رسائل)

ترجمہ: اس سے پہلے اس مسئلہ میں میں نے دو رسالے لکھے ہیں۔ایک کا نام''آیات بینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات'' ہے۔دوسرے رسالہ کا نام''دافع الوسواس فی اثر ابن عباس'' ہے۔یہ دونوں رسالے اردو زبان میں ہیں۔یہ تیسرا رسالہ(زجرالناس علی انکاراثر ابن عباس) جنتیوں کی عربی زبان میں ہے۔ان دونوں رسالوں میں جو مضامین تحقیق مقاصد کے لئے مرتب تھے انہی پر یہ تیسرا رسالہ بھی مرتب ہے۔اس تیسرے رسالہ زجرالناس میں اس مسئلہ کو مولانا نے اس طرح واضح فرمایا ہے۔

''**ختم نبینا ﷺ حقیقی بالنسبة الی انبیاء جمیع الطبقات بمعنی انه لم یعط بعده النبوة لاحدٍ فی طبقةٍ**'' (زجرالناس علی انکاراثرابن عباس ص۶ تا۸۴، مجموعہ خمسہ وسائل)

ترجمہ: تمام طبقات کے انبیاء کے اعتبار سے ہمارے نبی ﷺ کی خاتمیت بالکل حقیقی ہے۔اس معنی کر کے کہ کسی ایک کو کسی طبقہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت نہیں عطاء ہوسکتی۔

مولانا کا کلام مذکور کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔اپنے مطلب کو خود صاف کر رہا ہے۔آخر میں صرف ایک اور حوالہ حضرت مولانا عبدالحئی صاحب کے فتاویٰ سے مرزائیوں کی تسلی کے لئے پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ (استفتاء۱۰۷ج۱ص۹۹)

کیا حکم ہے اس صورت میں کہ ایک شخص چھ مثل رسول اللہ ﷺ متحقق وموجود عالم میں کہتا ہے۔یہ صحیح العقیدہ ہے یا فاسق العقیدہ ہے؟اور وہ شخص مذکور کافر ہے یا فاسق وگنہگار؟بینوا توجروا!

المکلف الفقیر علی وجہ اللہ علی احمد قادری کان اللہ لہ

الجواب: اگر مراد مماثلث نبوی سے مماثلث جمیع صفات نبویہ ہے۔حتیٰ کہ صفت رسالت میں بھی تو یہ قول کفر ہے۔کیونکہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کی صفت موجود ہے،۔پس دعویٰ کرنا دوسرے نبی کا مخالف نص قطعی کے ہے۔علامہ ابوشکور سلمی تمہید میں لکھتے ہیں:''**اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان یعتقد ان محمداً کان رسول اللہ والآن ھو رسول اللہ وکان خاتم الانبیاء ولا یجوز بعدہ ان یکون احدنبیاً ومن ادعی النبوة فی زماننا یکون کافراً. انتھی**'' (فتاویٰ مولانا عبدالحئی لکھنوی ج۱ص۹۹، مطبوعہ یوسفی لکھنؤ)

عربی عبارت کا ترجمہ..... جاننا چاہئے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے رسول تھے اور اب بھی وہ اللہ کے رسول ہیں اور آپ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔آپ ﷺ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز نہیں اور جو آج ہمارے زمانے میں

نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

حضرات! مولانا عبدالحیٔ نے مسئلہ ختم نبوت کے تمام پہلو روشن کر دیئے ہیں۔ مرزائیوں کے تمام شبہات کا خوب ازالہ کر دیا ہے۔ کسی تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اس کے بعد بھی مرزائی اگر مولانا لکھنوی کے کلام سے استدلال ہمنوائی کرنے سے باز نہ آئیں تو یہ علم ودیانت اور یہ فہم وفکر جس میں قدم قدم پر دجل وفریب اور بات بات پر مکر وخیانت چھائی ہوئی ہو یہ ان خداوندان ربوہ ہی کو مبارک ہو۔

استدراک.....علامہ افغانی کی تحقیق

علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا لکھنوی کا دفاع کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے دافع الوسواس فی اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ ص ۳۹ پر لکھا ہے: ''علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا جو نبی آپ کا ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمد یہ ہوگا پس بتقدیر بعثت محمد یہ عام ہے۔'' مولانا لکھنوی کا یہ مضمون زمین کے دیگر طبقات اور ان کے انبیاء کے متعلق ہے جس کی وضاحت زجر الناس ص ۸۴ پر آپ نے کی ہے: ''ختم نبینا حقیقی بالنسبة الیٰ انبیاء جمیع الطبقات بمعنی انه لم یعطیٰ النبوة لاحد فی طبقة'' اور (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۹) میں مولانا موصوف لکھتے ہیں: ''قال ابو شکور فی التمهید اعلم ان الواجب علیٰ کل عاقل ان یعتقد ان محمداً کان رسول الله والآن هو رسول الله وکان خاتم الانبیاء ولایجوز بعده ان یکون احد نبیًا ومن ادعی النبوة فی زماننا یکون کافراً'' ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے منکر تھے۔''

(احتساب قادیانیت ج ۱۳ ص ۴۱۲)

مولانا مونگیری کی وضاحت

مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم کا جو قول مشتہر صاحب نے نقل کیا ہے وہ ان لوگوں کے جواب میں ہے جو کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آئیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں رہیں گے۔ مولانا مرحوم کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ

آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ اس لئے کہ آپ زجر الناس علی انکار اثر بان عباس کے ص۸۴ میں تحریر فرماتے ہیں: ''لکن ختم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ جمیع انبیاء وجمیع الطبقات بمعنی انہ لم یعط بعدہ النبوۃ لا حد فی طبقۃ''

(زجر الناس ص۸۴)

کل طبقات کے انبیاء کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا حقیقی ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے کہ بعد آپ ﷺ کے کسی کو کسی طبقہ میں نبوت نہیں دی جائے گی۔ پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ: ''لا شبھۃ فی بطلان الاحتمال الثانی وھو ان یکون وجود الخواتم فی تلک الطبقات بعدہ لما وردانہ لا نبی بعدہ وثبت فی مقرہ انہ خاتم الانبیاء علی الاطلاق والاستغراق'' (زجر الناس ص۸۴،۸۵)

اس احتمال کے باطل ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ دیگر طبقات میں آنحضرت ﷺ کے بعد خواتم کا وجود ہو اس کے لئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں کوئی قید نہیں ہے۔ علی الاطلاق والاستغراق سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ مولانا مرحوم اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ کسی خاص طبقہ میں خاتم الانبیاء ہیں یا کسی خاص قسم کی نبوت کے خاتم ہیں۔ بلکہ جمیع طبقات جمیع اقسام نبوت کے ختم ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔

(صحیفہ رحمانیہ نمبر۵ ص۹، مندرجہ احتساب قادیانیت ج۵ ص۴۵)

ان دو بزرگوں کی وضاحت کے بعد مزید کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

تتمۂ بحث.....امام ابن حجر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ پر غلط الزام اور اس کا جواب

قادیانی الزام

حضرت امام ابن حجر الہیثمی حدیث ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً'' کی مفصل بحث میں اس حدیث کو صحیح ثابت کر کے لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی روایت بدیں الفاظ منقول ہے۔ ''وادخل النبی ﷺ یدہ فی قبرہ فقال اما واللہ انہ لنبی ابن نبی وبکیٰ وبکیٰ المسلمین حولہ'' (الفتاویٰ الحدیثیہ مصری ص۱۵۰) اس کے بعد امام ابن حجر الہیثمی لکھتے ہیں: ''ولا بعد فی اثبات النبوۃ لہ مع صغرہ لا نہ کعیسیٰ القائل یوم ولدانی

عبداللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیاً وکیحیٰ الذی قال تعالیٰ فیہ واتینا لا الحکم صبیاً‘‘

ترجمہ: کہ صاحبزادہ حضرت ابراہیم کا بچپن کی عمر ہی میں نبی ہونا بعید از قیاس نہیں۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح تھے جنہوں نے اپنی پیدائش ہی کے دن کہا تھا کہ میں نبی ہوں اور نیز آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو بچپن ہی کی عمر میں حکمت عطاء کی پھر فرماتے ہیں: ’’**وبہ یعلم تحقیق نبوۃ سیدنا ابراھیم فی حال صغرہ**‘‘ (الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۱۵۰، پاکٹ بک ص ۲۷۶، طبع جدید، مرتبہ ملک عبدالرحمٰن خادم)

جواب: (۱) قادیانیوں کی دیانتداری ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے ’’**وادخل النبی ﷺ یدہ فی قبرہ**‘‘ روایت تو نقل کی لیکن اس روایت کے ابتدائی الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے۔ اس لئے کہ ابتدائی الفاظ ان کے تعمیر کردہ ریت کے گھروندے کو گرانے کے لئے کافی تھے۔ ابتدائی الفاظ جو قادیانی نقل کرنے کی جرأت نہیں کرتے درج ذیل ہیں۔ ’’**ورواہ ابن عساکر عن جابر عن النبی ﷺ وأخرج ایضاً وقال فیہ من لیس بالقوی عن علی ابن ابی طالب ولما توفی ابراھیم**‘‘ قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کی نقل کردہ روایت لکھنے سے پہلے لکھ رہے ہیں: ’’**وقال فیہ من لیس بالقوی عن علی ابن ابی طالب**‘‘ لیکن قادیانی اسے حذف کر رہے ہیں تاکہ قارئین کو راوی کے کمزور اور مجہول ہونے کا علم نہ ہو سکے۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

(۲) مذکورہ عبارت کو نقل کرنے سے پہلے علامہ ہیثمی ’’**لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً**‘‘ کی روایت نقل کر کے اسے صحیح قرار دے رہے ہیں۔ لیکن قادیانی اسے نقل نہیں کرتے۔

(۳) اگر حضور ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا استحقاق نبوت مان بھی لیا جائے تو پھر بھی نبوت جاری ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ: ’’**لو**‘‘ عربی زبان میں غیر ممکن الوقوع امر کے لئے آتا ہے۔ جیسے ’’**لو کان فیھما الٰھۃ الا اللہ لفسدتا**‘‘

ترجمہ: اگر آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور معبود ہوتے تو ان دونوں کا نظام ختم ہو جاتا۔

جیسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور معبود کا پایا جانا ممکن نہیں۔ اسی طرح لو عاش ابراہیم والی روایت میں ’’**لو**‘‘ کا لفظ موجود ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نبی بننا ممکن نہیں۔

یہ قاعدہ بھی ملحوظ خاطر ہے۔''ان القضیة الشرطیة لا تستلزم الوقوع '' کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں ہے.....زیر بحث حدیث بھی قضیہ شرطیہ ہے۔جس کا وقوع لازم نہیں ہے اس لئے حضور علیہ السلام کے اس فرمان''لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً'' سے ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۴) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر قیاس کرنا، قیاس مع الفارق ہے۔اس لئے کہ حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام کا نبی ہونا تو یقینی ہے۔حضور ﷺ کے صاحبزادہ کے لئے زیادہ سے زیادہ استحقاق نبوت مانا جاسکتا ہے کہ اگر حضور ﷺ آخری نبی نہ ہوتے تو حضرت ابراہیم نبی ہوتے۔

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔

شیخ سید عبدالکریم جیلی پر غلط الزام اور اس کا جواب

قادیانی شیخ عبدالکریم جیلی پر الزام لگاتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے:

''فانقطع حکم نبوة التشریع بعده وکان محمد ﷺ خاتم النّبیین''

ترجمہ: تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت ﷺ کے بعد ختم ہوگیا۔پس اس وجہ سے آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہوئے۔

(الانسان الکامل باب ۳۶،بحوالہ احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۷۵،طبع جدید)

جواب: شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پہلے تحریر کی جاتی ہے جس سے مذکورہ عبارت کا پس منظر معلوم ہوجائے گا۔

''قال اللہ تعالیٰ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' ولم تنزل هذه الأیة علیٰ نبی غیر محمد ﷺ ولو نزلت علیٰ احد لکان هو خاتم النبیین وما صح ذالک الا لمحمد ﷺ فنزلت علیه فکان خاتم النّبیین لانه لم یدع حکمة ولا هدًی ولا علما ولاسراً الا وقد نبه علیه واشار الیه علیٰ قدر مایلیق بالنبیین لذالک السرا ماتصریحاً واما تلویحاً واما اشارةً واما کنایة واما استعارةً واما محکما واما مفسراً واما مؤولا واما متشابها الیٰ غیر ذلک من انواع کمال البیان فلم یبق لغیره مدخلاً فاستقل بالامر وختم النبوة لانه ماترک

شیئا یحتاج الیہ الاوقد جاء بہ فلا یجد الذی یأتی بعدہ من الکمل شیئا مما ینفی انہ نبہ علیہ الاوقد فعل ﷺ ذلک فیتبعہ ھذا الکامل کمانبہ علیہ ویصیر تابعا فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہ و کان محمد ﷺ خاتم النّبیین لانہ جاء بالکمال ولم یحیی احد بذالک ''(الانسان الکامل فی معرفۃ الاواخر والاوائل تالیف الشیخ عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی الجزء الاوّل ص ۱۱۵، الباب السادس والثلاثون فی التوراۃ)

ترجمہ: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' یہ آیت حضور ﷺ کے علاوہ کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی۔ اگر کسی اور نبی پر نازل ہوتی تو وہ خاتم النّبیین ہوتے اور یہ بات حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لئے درست نہیں ہے۔ پس ان پر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ خاتم النّبیین ٹھہرے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے کوئی حکمت ہدایت، علم اور راز نہیں چھوڑا۔ مگر اس پر تنبیہ کر دی اور اس کی طرف اتنا اشارہ کر دیا جتنا کہ انبیاء کی شان کے لائق ہوتا ہے۔ تصریح، تلویح، اشارہ، کنایہ، استعارہ، محکم، مفسر، مؤول اور متشابہ وغیرہ علم بیان کی مختلف انواع سے..... پس حضور ﷺ نے کسی غیر کے لئے داخلہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پس آپ اس امر میں مستقل ٹھہرے اور نبوت کو ختم کر دیا۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی ضرورت کی چیز نہیں چھوڑی۔ مگر اس کو لے آئے۔ پس آپ کے بعد کاملین کوئی قابل رہنمائی چیز نہیں پاتے۔ مگر آپ نے اس کی رہنمائی کر دی ہے۔ پس یہ کامل، اس کی پیروی کریں گے جیسا کہ اس پر تنبیہ کی گئی ہے اور وہ تابع ہوں گے۔ پس تشریعی نبوت کا حکم آپ ﷺ کے بعد ختم کر دیا گیا اور حضور ﷺ آخری نبی قرار پائے۔ اس لئے کہ آپ کمال لے کر آئے جو کہ کوئی دوسرا نبی نہ لا سکا۔

مذکورہ عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ ایک ایسی جامع شریعت لے کر آئے ہیں جو ہر اعتبار سے مکمل ہے۔ اگر دوسرے انبیاء کرام پر ایسی شریعت نازل ہوتی تو وہ آخری نبی ہوتے۔ لیکن ایسی جامع شریعت صرف حضور ﷺ پر نازل ہوئی ہے اس لئے آپ ہی آخری نبی ہیں کوئی اور نہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ علامہ عبدالکریم جیلی نے بات ہی شریعت کے حوالہ سے کی ہے کسی اور اعتبار سے نہیں کی۔ اس لئے اگر انہوں نے کہہ دیا کہ حضور ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے۔ آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہ آئے گا تو بتائیں کہ انہوں نے کیا غلطی کی؟ کیا حضور ﷺ خاتم الشرائع نہیں ہیں؟

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر غلط الزام اور اس کا جواب

قادیانی الزام

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وقوله ﷺ فلا نبی بعدی ولا رسول المراد به لا مشرع بعدی'' (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۲۴)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کا یہ قول کہ میرے بعد نبی نہیں اور نہ رسول اس سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص۲۷۴، طبع جدید)

جواب: شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نبوت کو غیر مکتسب یعنی وہبی مانتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرح کسبی نہیں مانتے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''فان قلت فهل النبوة مكتسبة او موهوبة (فالجواب) ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل اليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء'' (الیواقیت والجواہر ج۱ ص۱۶۴)

ترجمہ: اگر تو کہے کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ اس کی طرف قربانی اور مجاہدات کے ذریعہ پہنچا جاسکے۔ جیسا کہ احمقوں کی ایک جماعت نے گمان کیا ہے۔

(۲) ''فالنبوة وهب والولاية كسب'' (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۲۲)

ترجمہ: پس نبوت وہبی اور ولایت کسبی ہے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الیواقیت والجواہر کے متعدد مقامات پر حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا تحریر کیا ہے۔

(۱) ''المبحث الخامس والثلاثون فی كون محمد ﷺ خاتم النّبيين كما صرح به القرآن..... اعلم ان الاجماع قد انعقد علىٰ انه ﷺ خاتم المرسلين كما انه خاتم النبيين وان كان المراد بالنبيين فی الآية هم المرسلين'' (جلد دوم ص۳۷)

ترجمہ: بحث ۳۵ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے میں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کی ہے۔ جان لو کہ تحقیق حضور ﷺ کے آخری رسول ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ وہ آخری نبی ہیں۔ اگرچہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے سے آخری رسول ہونا مراد ہے۔

(۲)’’وکل من ادّعاھا بعد محمد ﷺ فھو مدع شریعۃ اوحی بھا الیہ سواء موافق شرعنا او خالف فان کان مکلفا ضربنا عنقہ والاضربنا عنہ صفحاً‘‘

(جلد دوم ص ۳۸)

ترجمہ: ہر وہ شخص جو حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے۔ پس وہ مدعی شریعت ووحی ہے۔ برابر ہے کہ وہ ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔ اگر وہ مکلّف (عاقل بالغ) ہوگا تو ہم اس کی گردن اڑادیں گے۔ ورنہ چھوڑ دیں گے۔

(۳)’’فعلم ان الاولیاء قد یلحقون بالانبیاء فی الخلافۃ واما الرسالۃ ولا نبوۃ فلا لان ذلک باب مسدود بعد رسول اللہ ﷺ‘‘ (جلد دوم ص ۱۳۱)

ترجمہ: پس معلوم ہوا کہ اولیاء خلافت میں انبیاء سے جاملتے ہیں۔ لیکن رسالت اور نبوت میں نہیں۔ اس لئے کہ یہ دروازہ حضور ﷺ کے بعد بند کر دیا گیا ہے۔

باقی رہی وہ عبارت جس کا قادیانی حوالہ دیتے ہیں۔ ہم اس کے متعلق بارہا لکھ چکے ہیں کہ ایسی تمام عبارات جن میں حضور ﷺ کے بعد صرف صاحب شریعت نبی آنے کی نفی کی گئی ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر ہے۔ اس امر کی بارہا مدلل وضاحت کی گئی ہے۔ دلائل کا اعادہ تحصیل حال اور بے فائدہ ہے۔

تکلمہ

ذیل میں مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین کے حوالہ سے چند متفرق لیکن اہم نکات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کو ملحوظ رکھنے سے قادیانیوں کو لاجواب کرنا بہت آسان ہوگا۔ ان شاء اللہ!

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام

فائدہ:۱

قادیانیوں کے نزدیک مطلقاً نبوت جاری نہیں ہے۔ بلکہ ایک خاص قسم کی نبوت جاری ہے جس کا نام وہ ظلی بروزی نبوت رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں قادیانی کتابوں کے تین حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ:۱

''میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔(۱) جو شریعت لانے والے ہوں۔(۲) جو شریعت نہیں لائے لیکن ان کو نبوت بلاواسطہ ملتی ہے اور کام وہ پہلی ہی امت کا کرتے ہیں جیسے سلیمان وزکریا اور یحییٰ علیہم السلام۔(۳) اور ایک جو نہ شریعت لائے ہیں اور نہ ان کو بلاواسطہ نبوت ملتی ہے۔لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔''

(القول الفصل ص۱۴، از مرزا بشیر الدین محمود، مندرجہ انوار العلوم ج۲ ص۲۷۶)

حوالہ:۲

''اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین اقسام پر ظاہر ہوچکی ہے۔(۱) تشریعی نبوت۔ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔(۲) وہ نبوت جس کے لئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے۔ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔(۳) ظلی اور امتی نبی ہے۔حضور ﷺ کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔''

(الکلمۃ الفصل ص۳۱، باب دوم، مسئلہ کفر واسلام کی حقیقت ص۳۱، از مرزا بشیر احمد ایم.اے)

حوالہ:۳

''انبیاء کرام علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) تشریعی۔(۲) غیر تشریعی پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) براہ راست نبوت پانے والے۔(۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے والے۔آنحضرت ﷺ کے پیشتر نظر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔'' (مباحثہ راولپنڈی ص۱۷۵)

قادیانیوں کا دجل وفریب

قادیانیوں کا دعویٰ تو ہے ایک خاص قسم کی نبوت کا اور قرآن وحدیث واقوال بزرگان سے جو حوالے وہ پیش کرتے ہیں ان میں اس خاص قسم (ظلی بروزی نبوت) کا کوئی ذکر تک نہیں ہوتا۔ان کے دلائل میں تقریب تام نہیں ہوتی۔دعویٰ کچھ اور ہوتا ہے۔دلائل اور ہوتے ہیں۔دعویٰ ودلائل میں مطابقت انہوں نے کبھی پیش نہیں کی جو کہ کھلا فریب اور دجل ہے۔

قادیانیوں سے مطالبہ

قادیانیوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ درج ذیل تنقیحات وتوضیحات کے مطابق اپنا دعویٰ پیش کریں اس لئے کہ ان کے نزدیک دعویٰ نبوت کے تین جزء ہیں۔

۱..... نبوت ظلی بروزی جاری ہے۔

۲..... یہ نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی۔

۳..... یہ نبوت کسبی ہے جو کہ حضور ﷺ کی اطاعت سے ملتی ہے۔ وہبی نہیں ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قادیانی قرآن مجید، احادیث اور اقوال بزرگان سے ایسی کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں مذکورہ تنقیحات ثلاثہ کا ذکر ہو..... ''فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین (البقرة)''

ترجمہ: پس اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جو کہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

خنجر اٹھے نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اقوال بزرگاں کی تحقیق

فائدہ:۲

دین کا سرچشمہ تین چیزیں ہیں: (۱) قرآن مجید۔ (۲) احادیث مبارکہ۔ (۳) اجماع امت۔

کسی فرد کی انفرادی وذاتی رائے سے عقائد ثابت نہیں کئے جاسکتے۔ نہ ہی انہیں بطور دلائل پیش کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ متفرد حضرات کی آراء کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔ اگر موافق ہوئیں تو قبول کرلی جائیں گی ورنہ مسترد کردی جائیں گی۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''وکان شیخنا شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمۃ اللہ علیہ یقول لا یخلوا کلام الائمة عن ثلاثة احوال لا نه اما ان یوافق صریح الکتاب والسنة فهذا یجب اعتقاده جز ما واما ان یخالف صریح الکتاب والسنة فهذا یحرم اعتقاد جز ما واما ان لا یظهر لنا موافقته ولا مخالفته فأحسن احواله الوقف انتهی''

(الیواقیت والجواہر ص۳)

ترجمہ: اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ائمہ کا کلام تین حالات سے خالی نہیں ہے۔

۱..... وہ کلام جو کتاب وسنت کے موافق ہو، اس کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔

۲..... وہ کلام جو کتاب وسنت کے مخالف ہو، اس کا اعتقاد رکھنا حرام ہے۔

۳..... وہ کلام جس کی کتاب وسنت سے موافقت ومخالفت ہمیں معلوم نہ ہو تو سب سے بہتر بات سکوت اختیار کرنا ہے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ حوالہ قادیانیوں پر اتمام حجت ہے۔ اگر بالفرض کسی بزرگ کا قول قادیانیوں کے موافق ہو تو اسے رد کر دیا جائے گا۔ وہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی تحقیقات

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دام مجدہ کے افادات بعض عنوانات کے اضافہ کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں جو کہ بہت مفید ہیں۔

عبارات صوفیاء کی تحقیق کا مقصد

جن صوفیاء کے مبہم جملوں سے مرزائی صاحبان سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی تشریح وتوجیہہ سے ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ اگر بالفرض ان کی تحریروں کا مفہوم عقیدہ ختم نبوت سے متضاد ثابت ہو جائے تو اس مستحکم اور مسلمہ عقیدہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے بلکہ جس کسی نے ان کے کلام کی صحیح تشریح پیش کی ہے۔ اس کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ ان پر ایک غلط الزام لگایا گیا ہے جسے انصاف اور دیانت کی رو سے رفع کرنا ضروری ہے۔ بہ الفاظ دیگر ان حضرات کی تحریروں کو ختم نبوت سے متصادم بنا کر پیش کرنے کے سے عقیدہ ختم نبوت پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا بلکہ ان بزرگوں پر یہ الزام عائد ہوتا ہے۔ لہٰذا ان حضرات کے کلام کی تشریح میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع نہیں بلکہ ان بزرگوں کا دفاع ہے۔

مرزائی مذہب میں اقوال سلف کی حقیقت

مرزائی صاحبان کو تو اپنے مذہب کے مطابق کسی بھی درجے میں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان بزرگوں کے اقوال سے استدلال کریں۔ کیونکہ کتنے ہی معاملات ایسے ہیں جن میں انہوں نے اجماع امت کو بھی درست قرار نہیں دیا بلکہ اسے حجیت شرعیہ ماننے سے ہی انکار کیا ہے۔

چنانچہ عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام کی تردید کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''جب کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلط ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے؟'' (ازالہ اوہام طبع دوم ج۱ص۱۴۱، خزائن ج۳ص۱۷۲)

اور آگے لکھتے ہیں: ''میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں عام خیال مسلمانوں کا، گو ان میں اولیاء بھی داخل ہوں، اجماع کے نام سے معصوم نہیں ہوسکتا۔''

(ازالہ اوہام ج۱ص۱۴۲، خزائن ج۳ص۱۷۲)

اور جب اجماع کا یہ حال ہے تو سلف کے انفرادی اقوال کی حیثیت تو خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اور اقوال سلف وخلف درحقیقت کوئی مستقل حجت نہیں اور ان کے اختلاف کی حالت میں وہ گروہ حق پر ہوگا جن کی رائے قرآن کریم کے مطابق ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۳۸، خزائن ج۳ص۳۸۹)

نیز مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''**ومن تفوہ بکلمة لیس له اصل صحیح فی الشرع ملهماً کان او مجتهداً فبه الشیاطین متلاعبة**''

یعنی ''اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات زبان سے نکال دے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو وہ صاحب الہام ہو یا مجتہد ہو تو درحقیقت وہ شیاطین کا کھلونا ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۱، طبع چناب نگر مصنفہ ۱۸۹۳ء، خزائن ج۵ص۲۱)

لہٰذا مرزائی صاحبان کے لئے قرآن کریم کی صریح آیات اور متواتر احادیث کو چھوڑ کر چند صوفیاء کے اقوال سے استدلال کیسے درست ہوسکتا ہے؟

صوفیاء کرام کا اسلوب

تیسری اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلمہ اصول کے مطابق ہر علم وفن کا موضوع، اس کی غرض وغایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے ماہرین جدا ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ہر ہر علم وفن کا اسلوب بیان بھی الگ ہوتا ہے۔ جو شخص کسی علم وفن کا ماہر اور تجربہ کار نہ ہو۔ بسا اوقات اس فن کی کتابیں پڑھ کر شدید غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے اپنا علاج شروع کردے تو یہ اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہی معاملہ اسلامی علوم کا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ، اس کی اصطلاحات اور اس کا اسلوب بالکل الگ ہے اور ان میں سب سے زیادہ دقیق اور پیچیدہ تعبیرات

ان کتابوں میں ملتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفے پر لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیاء کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہیں اور معروف الفاظ و کلمات کے ذریعے ان کا بیان دشوار ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہیں اور نہ علمائے امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی مآخذ یا حجت قرار دیا ہے۔ اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام و قوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں اور انہی علوم کی کتابیں اس معاملے میں معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ خود صوفیاء کرام ان معاملات میں انہی علوم کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گزرا ہو اس کے لئے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے۔ لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ اس قسم کی عبارتوں کو ''شطحیات'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے کسی بنیادی عقیدے کے مسئلہ میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

اس اصول کو خود اکابر صوفیاء نے بھی تسلیم کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی تصوف کے بھی امام ہیں۔ لیکن وہ تحریر فرماتے ہیں: ''پس مقرر شد کہ معتبر در اثبات احکام شرعیہ کتاب و سنت است و قیاس مجتہدان و اجماع امت نیز مثبت احکام است، بعد ازیں چہار ادلہ شرعیہ، ہیچ، دلیلے مثبت احکام شرعیہ نمی تواند شد۔ الہام مثبت حل و حرمت نہ بود و کشف از باطن اثبات فرض و سنت نہ نماید۔'' (مکتوبات حصہ ہفتم دفتر دوم ص ۱۵، مکتوب نمبر ۵۵)

ایک اور جگہ صوفیاء کی ''شطحیات'' سے کلامی مسائل مستنبط کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قائل آن سخناں شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی علیہ وعلیٰ آلہ والصلوٰۃ والسلام در کار است، نہ کلام محی الدین ابن عربی و صدر الدین قونیوی و عبد الرزاق کاشی۔ ما را بہ نص کار است نہ بفص، فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔

یہ باتیں خواہ شیخ کبیر یمنی نے کہی ہوں یا شیخ اکبر شامی نے، ہمیں محمد عربی ﷺ کا کلام چاہئے نہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، صدرالدین قونیوی اور عبدالرزاق کاشی کا کلام۔ ہمیں ''نص'' (یعنی قرآن وحدیث) سے غرض ہے نہ کہ فص سے (یہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فصوص الحکم کی طرف اشارہ ہے) فتوحات مدنیہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے مستغنی کر دیا ہے۔

(مکتوبات حصہ اوّل دفتر اوّل مکتوب نمبر۱۰)

ان تین بنیادی باتوں کے بعد عقائد کے اس بنیادی مسئلے میں جو قرآن وحدیث اور اجماع امت کی رو سے کفر واسلام کا مسئلہ ہے۔ صوفیاء کرام کی کتابوں سے استدلال قطعی طور پر خارج از بحث ہے اور اگر بالفرض بعض صوفیاء سے اس قسم کی ''شطحیات'' ثابت بھی ہوں تو ان سے عقیدہ ختم نبوت کی قطعیت اور استحکام میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی۔

البتہ یہ درست ہے جن صوفیائے کرام پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے باقی رہنے کے قائل ہیں، ان پر یہ ایک ایسا اتہام ہے جو محض ان کی اصطلاحات اور اسلوب بیان سے ناواقفیت کی بناء پر عائد کیا گیا ہے۔ یہاں ہم ان کے کلام کی صحیح صحیح تشریح کریں تو اس کے لئے طویل مضمون درکار ہوگا اور چونکہ ہماری مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں یہ عقیدہ ختم نبوت کا نہیں، بلکہ ان بزرگوں کا دفاع ہے۔ اس لئے یہ ہمارے موضوع سے خارج بھی ہے۔ لیکن یہاں ان حضرات کی بعض صریح عبارتیں نقل کی جاتی ہیں جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ پوری امت کی طرح ختم نبوت کے عقیدے پر مستحکم ایمان رکھتے ہیں۔

(قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا مؤقف ص۱۳۲ تا ۱۳۶)

قادیانیوں کو چیلنج

قادیانی اگر عبارات اکابر سے اجرائے نبوت ثابت کرنے کے اتنے ہی شوقین ہیں تو کسی بزرگ کی ایسی عبارت دکھائیں جس میں اس نے صاف لکھا ہو کہ حضور ﷺ کے بعد فلاں شخص نبی بنا اور وہ سچا نبی تھا کوئی ایک مثال پیش کریں۔ ''ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین''

اقوال بزرگاں مرزا قادیانی کی نظر میں

قادیانیوں کو بزرگوں کی عبارات پیش کرنے سے پہلے مرزا قادیانی کی درج ذیل تحریر پڑھ لینی چاہئے وہ لکھتا ہے: ''ہمارے مخالف سخت شرمندہ اور لاجواب ہو کر آخر کو یہ عذر پیش کر

دیتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ وہ بزرگ معصوم نہ تھے بلکہ جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔ ان بزرگوں نے بھی کھالی۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۴، خزائن ج۲۱ ص۲۹۰)

اہم تنبیہ

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سمیت جن بزرگوں نے یہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ آخری رسول کے پیش نظر لکھا ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تو ہوں گے لیکن ان کی نبوت کا دور گزر چکا ہوگا اور اب وہ ایک امتی کی طرح دین اسلام پر عمل پیرا ہوں گے۔ یہ بات علامہ زمخشری سمیت متعدد مفسرین نے تحریر کی ہے۔

قادیانی سے ایک سوال

مسلمانوں کی طرح قادیانی بھی تشریعی نبوت کو کفر سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اعتراف کیا ''سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۲)

ظلی بروزی نبوت کے متعلق مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ: ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزرے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶، ۴۰۷)

ان دونوں حوالوں کی روشنی میں ہمارا قادیانیوں سے یہ سوال ہے کہ غیر تشریعی نبوت ملنے کا ایسا کون سا ضابطہ ہے جس پر تیرہ سو سال میں مرزا قادیانی کے علاوہ کوئی اور پورا نہیں اترا۔

قادیانیوں کو نصیحت

آخر میں ہم قادیانیوں کو پوری خیر خواہی سے نصیحت کرتے ہیں کہ ابھی ان کے پاس وقت اور مہلت ہے۔ قادیانیت سے وابستہ دنیوی مفادات کو ٹھوکر مارتے ہوئے حضور ﷺ کے

دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں۔ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ دیں۔''یخادعون اللہ والذین امنو وما یخدعون الا انفسھم وھم لا یشعرون'' کا مصداق نہ بنیں۔

''وما علینا الا البلاغ المبین''

مشتاق احمد عفی عنہ، مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ

مورخہ ۶/مارچ ۲۰۰۶ء، ۵/صفر ۱۴۲۷ھ

برادران اسلام سے ایک ضروری گزارش

مرزائی اپنے خود نبی کی سنت کے موافق ہر معاملہ میں حد درجہ کی چالاکی سے کام لیتے ہیں۔حوالہ اخذ کرنے میں بھی اپنے معصومانہ مکر وفریب کا کمال کر دیتے ہیں۔صاحب تصنیف کا مقصد کچھ ہوتا ہے۔لیکن ان کو اندھیرے میں بڑے دور کی سوجھتی ہے۔لہٰذا میں اپنے عام مسلمان بھائیوں سے بڑی تاکید سے عرض کروں گا کہ جب اس قسم کا کوئی حوالہ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف سے مرزائی شائع کریں تو اس کے مفہوم کی جب تک اصل مأخذ سے پوری تسلی نہ کر لی جائے اس سے ہرگز متاثر نہ ہوں۔ضرور اس میں کچھ نہ کچھ مرزائیوں کا جھوٹ کام کر رہا ہوگا۔جس طرح ان کے ابا جان مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف میں اکاذیب سے جگہ جگہ پر کام لیا ہے۔اسی طرح ان کی امت بھی جھوٹ کہنے سے اجتناب نہیں کرتی۔اس پر تجربہ شاہد ہے۔

اپنے اہل علم حضرات کی تسلی کی خاطر عرض کیا جاتا ہے کہ مذکورہ حوالہ جات جو ہماری اپنی کتب سے لئے گئے ہیں ان کے اصل ماخذ سے تسلی کر کے درج کئے ہیں۔ان شاء اللہ ان میں خلاف واقع نہ ہوگا۔دیانت کے ساتھ کام کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ منظور فرمائے۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

دعاء غائبانہ کا خواستگار، ناچیز: محمد نافع عفا اللہ عنہ

جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ

ضمیمہ نمبر:۱

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند مغالطوں کا تحقیقی جواب۔

- ..... ہبیرہ بن یریم کی روایت اور اس پر کلام۔
- ..... امام مالک کی طرف قول منسوب مات عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جوابات۔
- ..... ابن حزم الظاہری کا قول اور اس کا جواب۔

۞..... حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ابن کثیر کا حوالہ۔
اس پر شیخ فہیم ابوعبیدہ کا حاشیہ اور اس کا جواب یعنی اس کے مغالطوں کا جواب۔

ہبیرہ بن یریم کی روایت اور اس پر کلام

''قال اخبرنا عبداللہ بن نمیر عن الاجلع عن ابی اسحاق عن ھبیرۃ بن یریم قال..... لما توفی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قام الحسن بن علی رضی اللہ عنہ فصعد المنبر فقال ایھا الناس قد قبض اللیلۃ رجل لم یسبقہ الاولون ولا یدرکہ الآخرون قد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ المبعث فیکتنفہ جبریل عن یمینہٖ ومیکائیل عن شمالہٖ فلا ینثنی حتی یفتح اللہ لہ وماترک الا سبع مائۃ درھم اراد ان یشتری بھا خادما ولقد قبض فی اللیلۃ التی عرج فیھا بروح عیسیٰ بن مریم لیلۃ سبع وعشرین من رمضان''

(طبقات لابن سعد ج۳ ص۲۶، تحت ذکر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، طبع لیڈن)

روایت پر جرح

ہبیرہ

''ھبیرہ بن یریم کان مختار یا یجھز علی الجرح یوم خازر''

(الکامل لابن عربی ج۷ ص۲۵۹۳، تحت ہبیرہ بن یریم)

تقریب لابن حجر ص۵۳۰ میں ہے: ''وقد عیب بالتشیع'' تحت ہبیرہ بن یریم

تہذیب میں ہے: ''قال الساجی قال یحییٰ بن معین ھو مجھول..... قال جوز جانی کان مختار یا..... قال ابن خراش ضعیف''

(تہذیب التہذیب لابن حجر ج۱۱ ص۲۴، تحت ہبیرہ بن یریم)

اجلح بن عبداللہ الکندی کے متعلق مدح اور قدح دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ قدح کے الفاظ ذیل میں نقل ہیں۔

''یعد فی شیعۃ الکوفۃ..... ولا یحتج بہ..... قال النسائی ضعیف..... کان لہ رای سوء..... قال ابن سعد ضعیف جداً'' (تہذیب ص۱۸۹، ۱۹۰، جز اوّل تحت اجلع)

پہلی چیز یہ ہے کہ مندرجہ بالا سند پر کلام ہے جیسا کہ اوپر لکھا ہے اور متکلم فیہ اور مجروح

سند کے ساتھ جو چیز منقول ہو قابل اعتماد نہیں۔

دیگر یہ چیز قابل توجہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا انتقال جمہور اہل تاریخ و تراجم کے نزدیک اکیس رمضان المبارک ۴۰ھ میں ہے اور خود صاحب کتاب ہذا نے بھی ماقبل میں ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۱/رمضان المبارک ص ۲۵ میں ذکر کی ہے۔ لہٰذا یہ روایت جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ۲۷/رمضان درج کیا گیا ہے قابل اعتماد نہیں۔ واقع کے برخلاف چیزیں اس روایت میں پائی جاتی ہیں۔

امام مالک کی طرف ایک غلط انتساب

''وفیہ ینزل حکماً اے حاکما بھذہ الشریعۃ لا نبیا والاکثران عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وقال مالک مات وھو ابن ثلاث وثلاثین سنۃ ولعلہ اراد رفعہ الی السماء او حقیقتہ ویجیئی آخر الزمان لتواتر خبر النزول''

(مجمع البحار ج۱ ص ۲۸۶، طبع نول کشور لکھنؤ للشیخ محمد طاہر تحت حکم)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے متروکہ اقوال ہیں۔ مثلاً:

۱..... نکاح متعہ کا جواز (ہدایہ۔ بحث نکاح موقت)

۲..... ارسال الیدین (حواشی کنز الاقائق۔ عینی وغیرہ)

۳..... موت عیسیٰ علیہ السلام (مجمع البحار)

ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اوّلاً تو حضرت امام مالک کی طرف موت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی نسبت غلط ہے اس لئے کہ:

۱..... مؤطا امام مالک میں انہوں نے باب قائم کیا ہے۔ ''صفۃ عیسیٰ بن مریم والدجال'' اس میں دونوں کے حلیہ کی حدیث نقل کی ہے جس میں وہی حلیہ بیان کیا گیا ہے جو کہ حدیث کی دوسری کتب میں مذکور ہے۔

۲..... شرح مسلم للابی جلد اوّل ص ۲۶۵ پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان منقول ہے: ''**کان ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ یلقی الفتی الشاب فیقول یا ابن اخی انک عسیٰ ان تلقی عیسیٰ بن مریم فاقرأہ منی السلام**''

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کسی نوجوان سے ملتے تو اس سے فرمایا کرتے تھے کہ بھتیجے! شاید تم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملو، تو آپ کی خدمت میں میرا اسلام کہہ دینا۔

اس سے اگلے صفحہ پر لکھا ہے: ''قال مالک بین الناس قیام یستمعون لاقامة الصلاة فتغشاهم غمامة فاذا عیسیٰ قد نزل'' (عتبیہ شرح مسلم ج۱ص۲۶۶)

ترجمہ: دریں اثناء کہ لوگ کھڑے نماز کی اقامت سن رہے ہوں گے۔ اتنے میں ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی۔ کیا دیکھتے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو چکے ہیں۔ (بحوالہ تحفہ قادیانیت ج۳ص۴۶)

۳..... یہ قول (قال مات وہو بن ۳۳ سنہ) دیگر نصوص اور جمہور اہل السنۃ کے خلاف ہے اور خود امام مالک کا فرمان ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ: ''میں انسان ہوں۔ درست بھی کہتا ہوں اور خطاء بھی کر سکتا ہوں۔ میری رائے کو دیکھ لو اگر موافق کتاب وسنت کے ہے تو قبول کرو اور جب کتاب وسنت کے موافق نہ ہو تو اس کو ترک کر دو۔ امام مالک کے اس فرمان کو ابی عبدالبر مالکی نے اپنی سند کہا تھا۔'' جامع بیان العلم وفضیلۃ میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''حدثنا ابو عبدالله محمد بن احمد القاضی المالکی قال حدثنا موسیٰ ابن اسحاق قال حدثنا ابراهیم المنذر قال حدثنا معن بن عیسیٰ قال سمعت مالک بن انس یقول انما انا بشر اخطی واصیب فانظروا فی رائی فکلما وافق الکتاب والسنة فخذوا وکلما لم یوافق الکتاب والسنة فاترکوه''

(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر ج۲ص۳۲ تحت القول بالرأی فی دین اللہ مجمع مصر۔ المالکی)

لہٰذا اس فرمان کی روشنی میں مجمع البحار میں درج شدہ قول متروک قرار دیا جائے گا۔

ابن حزم کا تفرد

۴..... ''مسئله وان عیسیٰ علیه السلام لم یقتل ولم یصلب ولکن توفاه الله عزوجل ثم رفعه الیه''

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا گیا۔ سولی نہیں دی گئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دی پھر اپنی طرف اٹھالیا۔

(المحلی لابن حزم ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم التوفی ۴۵۶ھ جزاوّل ص۲۳، تحت مسائل التوحید طبع دار الفکر)

تنبیہ

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ ابن حزم ظاہری کے بہت سے تفردات ہیں اور ان کا یہ قول بھی ان تفردات میں سے ایک ہے۔ علماء کے تفردات پر اعتماد نہیں کیا جاتا بلکہ وہ متروک ہوتے ہیں۔

علماء حدیث کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ: ''الثقة اذا شذ لايقبل ماشذ فيه''، یعنی اگر ثقہ آدمی بھی شاذ اور متفرد قول کرے تو وہ قبول نہیں کیا جاتا۔

(مرقات لملاعلی القاری شرح مشکوٰۃ ص ۳۲۸ ج ۶ باب العدۃ تحت روایات فاطمہ بنت قیس مطبوعہ ملتان)

لہٰذا اس اصول کی روشنی میں ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔

بعض مصری علماء کے مغالطات اور ان کا جواب

بعض مصری علماء نے البدایہ والنہایہ کا تکملہ لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت کے تحت حاشیہ میں کئی شبہات ذکر کئے ہیں۔ ترتیب وار دونوں کو ذکر کر کے ان کا جواب لکھا جائے گا۔

حافظ ابن کثیر کی عبارت

''وقال ابومالک: وان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته ذالک عند نزول عيسىٰ بن مريم وانه الان حی عند الله(۳) ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعين'' (نہایۃ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۱۶۶، تحت ذکر نزول عیسیٰ بن مریم رسول اللہ)

مصری علماء کے مغالطے

''امتداد حياة عيسىٰ عليه السلام حتى الآن ليس موضع اتفاق بين العلماء المسلمين ولم يرد نص قاطع فی هذا الامر، ولهذا فالقول بموت عيسىٰ او بحياته ليس داخلاً فی نطاق مايكلف المسلم الايمان به. فللمسلم ان يختار ماتمئن اليه نفسه، وليس للمسلمين ان يجعلوا من موت عيسىٰ او حياته موضوع خلاف او موضع جدل انما الذی يجب الايمان به بقطع ويقين انه عليه السلام لم يقتل ولم يصلب ''وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفی شک منه ما لهم به من علم الاتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفع الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما'' (سورۃ النساء:۱۵۷) وما بعدها وعلينا ان نلاحظ حقيقة قرآنية واضحة، وهی ان القرآن الكريم لم يستعمل مادة رفع فی غير الرفع المعنوی. رفع القدر واقيمة والمنزلة اللهم الافی موضع واحدٍ غيره وذالک قوله تعالىٰ ''واذيرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل'' (سورۃ

البقرۃ:۱۲۷) والقرآن الکریم خیر ما یفسر به لفظه ویفهم اسلوبه. ولهٰذا فنحن نوثران یکون عیسیٰ علیه السلام قدرفع مکانة لا مکاناً. لما فی هذا الفهم من زیادة والتکریم التعظیم، لذالک النبی الکریم حتی لایکون هو وحده بدعاً بین انبیاء الله ورسله، اذ تحدث کتاب الله عن رفعهم معنویاً لاحسیاً وشتان بین الرفعین"

مذکورہ عبارت کا خلاصہ

ذیل میں مذکورہ عبارت کا خلاصہ لکھا جاتا ہے پھر اس کا جواب لکھا جائے گا۔

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس قدر لمبی عمر پانا متفقہ بات نہیں۔

۲..... اس قدر لمبی عمر پانے پر کوئی نص قطعی وارد نہیں ہے۔

۳..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت وحیات کا عقیدہ ایمان کا حصہ نہیں ہے۔صرف آپ کے قتل اور مصلوب نہ ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

۴..... قرآن مجید میں رفع کا اطلاق رفع معنوی یعنی اعزاز واکرام پر کیا گیا ہے۔سوائے ایک جگہ کے اور وہ اس آیت میں: "واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسماعیل (البقرۃ:۱۲۷)" کہ اس آیت میں رفع جسمانی مراد ہے۔

۵..... کتاب اللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صرف معنوی رفع کا ذکر ہے۔حسی یعنی جسمانی رفع کا ذکر نہیں ہے۔

پہلے نکتہ کا جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر اجماع امت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر علماء امت کے عدم اتفاق کا دعویٰ غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے رفع ونزول پر تمام امت کا اجماع ہے۔اجماع امت کے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

۱..... "والاجماع علیٰ انه حسی واتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علیٰ انه رفع ببدنه حیاً" (تلخیص الحبیر ج۲ص۲۱۴)

ترجمہ: تمام محدثین اور جملہ مفسرین کرام کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

۲..... ’’حیاۃ المسیح بجسمہ الیٰ الیوم ونزولہ من السماء بجسمہ العنصری مما اجمع علیہ الامۃ وتواتر بہ الاحادیث‘‘

ترجمہ: حضرت مسیح کا اپنے جسم سے آج تک زندہ چلا آنا اور آسمان سے اپنے اسی جسد عنصری سے اترنا وہ بات ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے اور اس پر احادیث تواتر سے وارد ہوئی ہیں۔

۳..... ’’اجتمعت الامۃ علیٰ ان عیسیٰ علیہ السلام حی فی السماء وسینزل الیٰ الارض‘‘ (جامع الکلام القرآن ج۶ص۳۷۶،۳۷۷)

ترجمہ: امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور کسی وقت زمین کی طرف نازل ہوں گے۔

۴..... ’’وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ ﷺ انہ اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ اماماً عادلاً وحکما مقسطا‘‘

(تفسیر ابن کثیر ج۴ص۱۳۲،۱۳۳)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ احادیث پہنچی ہیں۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت سے پہلے نازل ہونے کی خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام عادل اور انصاف کے علم بردار کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔

۵..... ’’اما الاجماع فقد اجتمعت الامۃ علیٰ نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ولم یخالف فیہ احد من اھل الشریعۃ وانما انکر ذالک الفلاسفۃ والملاحدۃ مما لا یعتد خلافہ وقد انعقد اجماع الامۃ علیٰ انہ ینزل ویحکم بھٰذہ الشریعۃ المحمدیۃ ولیس ینزل بشریعۃ مستقلۃ عند نزولہ من السماء وان کانت النبوۃ قائمۃ بہ وھو متصف بھا‘‘ (شرح عقیدۃ السفارینی ج۲ص۹۰)

ترجمہ: اور اجماع یہ ہے کہ پوری امت نزول عیسیٰ بن مریم پر جمع ہو چکی ہے اور علماء شریعت میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ فلاسفہ اور ملحدین جن کی مخالفت کسی شمار میں نہیں انہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ آپ نازل ہوں گے اور اس شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے کریں گے اور آسمان سے نازل ہونے کے وقت ان کا اپنی شریعت پر عمل نہ ہوگا۔ اگرچہ نبوت آپ کے ساتھ قائم ہوگی اور آپ اس سے

موصوف ہوں گے۔لیکن آپ اس کے مطابق حکم نہ فرمائیں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بعض علماء کا یہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ونزول امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ نہ ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔مولانا محمد یوسف لدھیانوی مرحوم اور بعض دیگر علماء کرام نے چودہ سو سال کے معتمد علیہ مشاہیر مفسرین، مجددین و متکلمین کے ہر صدی کے اعتبار سے جدا جدا فرمودات بھی نقل کئے ہیں۔اجماع امت کی تصریح پر مشتمل بھی متعدد حوالہ جات ہیں جن میں سے بطور نمونہ پانچ حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ان حوالہ جات سے معترضین کا دعویٰ روز روشن کی طرح غلط ثابت ہوتا ہے۔

معترضین کے دوسرے اعتراض کا جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے اور اس قدر لمبی عمر پانے پر کئی نصوص وارد ہیں۔نصوص وارد نہ ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔چند نصوص قرآنیہ درج ذیل ہیں۔

۱..... ’’وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله..... وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (النساء:۱۵۷)‘‘

۲..... ’’اذ قال الله يعيسىٰ انى متوفيك ورافعك الىّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الىٰ يوم القيامة (آل عمران:۵۵)‘‘

۳..... ’’وانه لعلم للساعة (الزخرف:۶۱)‘‘

۴..... ’’وجعلنى مباركاً اينما كنت (مريم:۳۱)‘‘

۵..... ’’واذ كففت بنى اسرائيل عنك (المائدة:۱۱۰)‘‘

یہ آیت بطور نمونہ لکھی گئی ہیں.....تلاش کرنے پر اور بھی کئی آیات مل سکتی ہیں۔ان تمام آیات کے تحت تمام معتمد علیہ مفسرین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کو ثابت کیا ہے.....کسی معتبر مفسر و متکلم سے رفع ونزول کی نفی ثابت نہیں ہے۔اگر کسی میں ہمت ہے تو قرآن وحدیث سے لا ینزل، ما رفع وغیرہ الفاظ دکھادے اور منہ مانگا انعام پائے۔’’هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين‘‘

تیسرے اعتراض کا جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا عقیدہ۔قرآن مجید، احادیث اور اجماع

امت سے ثابت ہے۔

اگر کسی عربی یا عجمی عالم کو یقین نہ آئے تو مصر کے ہی معروف محدث علامہ زاہد الکوثری کی کتاب ''النظرة العابرة فی نزول عیسیٰ علیه السلام قبل الأخرة'' ملاحظہ کرے۔ ان شاء اللہ اس کی تسلی ہو جائے گی۔ مگر ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کو ایمان کا حصہ نہ ماننا جہالت پر مبنی ہے۔ جس بات کا قرآن مجید کی دس آیات اور متواتر احادیث میں ذکر ہو۔ وہ ایمان کا حصہ نہیں؟ فیا للعجب!

چوتھے اعتراض کا جواب

یہ کہنا کہ قرآن مجید میں سوائے ایک آیت کے کسی جگہ رفع سے رفع جسمانی مراد نہیں ہے..... قرآن مجید سے بے خبری کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر رفع بول کر رفع جسمانی مراد لیا گیا ہے۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۱..... ''ورفع ابویه علی العرش وخروا له سجداً (یوسف:۱۰۰)''

۲..... ''واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور''

یہ آیت البقرہ ۶۳ اور ۹۳ میں مذکور ہے۔

۳..... ''ورفعنا فوقهم الطور بمیثاقهم (النساء:۱۵۴)''

۴..... ''الله الذی رفع السموات بغیر عمدترونها (الرعد:۲)''

۵..... ''أانتم اشد خلقا ام السماء بناها رفع سمکها فسواها (النازعات:۲۸)''

۶..... ''والسماء رفعها ووضع المیزان (الرحمٰن:۷)''

۷..... ''واذ یرفع القواعد من البیت واسمٰعیل (البقرہ:۱۲۳)''

۸..... ''والی السماء کیف رفعت (الغاشیه:۱۸)''

۹..... ''والسقف المرفوع (الطور:۵)''

۱۰..... ''فیها سرر مرفوعة واکواب مرضوعة (الغاشیه:۱۳)''

ان دس آیات میں مختلف چیزوں کے رفع جسمانی کا ذکر ہے۔ کسی جگہ بھی رفع روحانی، رفع درجات یا قدر ومنزلت مراد نہیں ہے۔

پانچویں اعتراض کا جواب

پانچواں اعتراض یہ کیا گیا تھا کہ قرآن مجید میں صرف رفع روحانی کا ذکر ہے۔ رفع

جسمانی کا ذکر نہیں ہے۔.....اس کا جواب یہ ہے کہ:

۞..... لغت کی معروف کتاب المصباح المنیر میں ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ ''فالرفع فی الاجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی علیٰ ما یقتضیه المقام''

ترجمہ: لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنے کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع ومقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔

اس ضابطہ کے مطابق ''بل رفعه الله الیه'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسد عنصری (جسم اور روح دونوں) کی طرف لوٹتی ہے۔ اس لئے رفع کا مجازی معنی مراد لینا درست نہ ہوگا۔

۞..... رفع کا صلہ الیٰ آئے تو اس سے مراد رفع کے مفعول کو ''مدخول الیٰ'' تک پہنچانا ہوتا ہے۔ لغت اور احادیث مبارکہ سے اس کی متعدد مثالیں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

۱..... ''رفعت الزرع الیٰ البیدر (المصباح المنیر)''

برداشتم غلہ درودہ وبخرمن گاہ آوردم (صراح)

ترجمہ: میں کھیت کو کاٹ کر اور غلہ اٹھا کر خرمن گاہ میں لے آیا۔

قاموس اور اساس البلاغۃ میں بھی اس طرح لکھا ہے:

۲..... شیطان جب چور بن کر صدقات کا غلہ اٹھانے آیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''لا رفعنک الیٰ رسول الله ﷺ''

(صحیح بخاری باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا)

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس کے تحت لکھا ہے: ''ای لاذهبن بک اشکوک یقال رفعه الیٰ الحاکم اذا احضره لشکویٰ (فتح الباری ج۹ ص ۴۳۱، باب الوکالة)''

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان لعین کو کہا کہ آج تو میں تجھے ضرور ضرور رسول اللہ ﷺ کی جناب میں تیری (بدعملی کی) شکایت کے لئے لے چلوں گا۔

۳..... ''یرفع الیه عمل اللیل قبل عمل النهار (صحیح مسلم)''

امانووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا: ''فان الملائکة الحفظة یصعدون باعمال اللیل بعد انقضائه فی اوّل النهار ویصعدون باعمال النهار بعد انقضائه فی اوّل اللیل (نووی شرح مسلم)''

ترجمہ: ملائکہ محافظین رات کے اعمال اس کے گزر جانے پر دن کے اوّل وقت میں سے چڑھتے ہیں اور (اس طرح) دن کے اعمال اس کے گزرنے پر رات کے شروع میں لے چڑھتے ہیں۔

ان سب مثالوں سے واضح ہوا کہ: ''بل رفعه الله الیه'' میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کو (جو کہ رفع کا مفعول ہیں) آسمانوں تک (جو کہ الیٰ کا مدخول ہیں) جسم عنصری سمیت پہنچانے کا ذکر ہے..... جس طرح مذکورہ تین مثالوں میں رفع جسمانی مراد ہے۔ اعزاز واکرام مراد لینا ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی طرح ''بل رفعه الله الیه'' میں رفع جسمانی ہی مراد ہے..... رفع درجات مراد نہیں ہے۔

تنبیہ

چونکہ یہ بحث ایک مصری عالم کے مغالطوں کے جواب میں لکھی گئی ہے جو کہ مسلمان ہے۔ قادیانی نہیں ہے۔ اس لئے قادیانی کتب کے حوالہ جات جواب میں ذکر نہیں کئے گئے۔ امید واثق ہے کہ یہ مختصر بحث انصاف پسند طبائع کے لئے کافی ثابت ہوگی۔ ''واللہ یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم''

ضمیمہ نمبر:۲

مسئلہ نسخ اور امت مرزائیہ

''الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علیٰ من لا نبی بعده وعلیٰ آله واصحابه اجمعین''

مرزائیوں کی طرف سے ان کے ماہوار رسالہ ''الفرقان'' (احمد نگر، ربوہ) میں قرآن مجید میں نسخ کی نفی کے متعلق ایک مقالہ شائع ہوا ہے، جس کا عنوان ہے کہ ''قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔''

اس عنوان کے ماتحت نسخ کی نفی ثابت کرنے میں تمام تر سعی کی گئی ہے۔ نیز مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ عدم جواز نسخ کا مسئلہ ان لوگوں پر ہی منکشف ہوا ہے۔ یہ ان کے ''مختصہ کمالات'' میں سے ہے۔ چنانچہ ملک عبدالرحمان صاحب مرزائی نے اپنے سالانہ اجلاس

''ربوہ'' میں تقریر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے مزعومہ اعلان کو دہرایا۔ ''تیرہ سو سال کے تیرہ مجددین اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کی آیات منسوخ ہوسکتی ہیں اور یہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہی کا عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے دنیا کو آکر بتایا کہ قرآن کریم کا کوئی حرف اور کوئی لفظ بھی منسوخ نہیں ہے۔''

(الفضل لاہور ج ۶ نمبر ۶ ص ۴ کالم ۳،۴، مورخہ ۶ رجنوری ۱۹۵۲ء)

آئندہ سطور میں مذکورہ مسئلہ نسخ کے متعلق چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنی ضروری سمجھی گئی ہے۔

اوّل: قرآن مجید میں نسخ کی نفی کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے؟ اور اس کا پس منظر کیا ہے؟

دوم: ''امت مرزائیہ'' ہی نے سب سے پہلے یہ تحقیق پیش کی ہے یا اسلام میں پہلے بھی عدم نسخ کا قول پایا گیا ہے؟

سوم: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور جمہور مفسرین کا مسئلہ نسخ کے متعلق کیا نظریہ ہے؟

چہارم: جن آیات قرآنیہ سے نسخ کی نفی مراد لی جارہی ہے وہ کہاں تک درست ہے؟

پنجم: محض قیاس اور فہم وتدبر کی کمی بیشی کی وجہ سے مفسرین نے قرآن مجید میں تسلیم کیا ہے یا کوئی دوسری وجہ ہے؟

سب سے اوّل مسئلہ نسخ کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب صادق کو دیکھنا ہے کہ کیا ارشاد صادر کرتی ہے۔ جس میں توجیہات کا خلط نہ پایا گیا ہو اور اس میں ہماری تاویلات دخیل نہ ہوں۔

اثبات نسخ میں پہلی آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''**ماننسخ من آیة اوننسھانات بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علےٰ کل شئ قدیر**'' (پارہ اوّل پاؤ سوم)

''یعنی جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی مانند لاتے ہیں کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ضرور قادر ہیں۔''

بغیر کسی توجیہ اور تاویل کے اس مقام میں صاف فرمادیا ہے کہ کسی آیت کو منسوخ کر کے یا فراموش فرما کر اس جیسی یا اس سے بہتر آیت لانے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ یہ بات ان کی قدرت کاملہ کے تحت ہے کہ آیت کو بدل کر دوسری آیت بھیج دیں تو ان کو روکنے والا اور مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تمام آسمان اور زمین کا راج ان ہی کا ہے۔

دوسری آیت

فرمان خداوندی اس طرح ہے:''واذ ابدلنا آیة مکان آیة واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتربل اکثرھم لایعلمون قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین اٰمنوا وھدی وبشریٰ للمسلمین (سورۃ نحل)''

ترجمہ: جب بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں تو بنالاتا ہے۔ بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے تو کہہ دے (اے پیغمبر ﷺ) اس کو پاک فرشتہ نے اتارا ہے تیرے رب کی طرف سے بلاشبہ تاکہ ثابت رکھے ایمان والوں کو اور ہدایت وخوشخبری ہے مسلمانوں کے واسطے۔

تیسری آیت

''یمحو اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب''

یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہیں مٹاتے ہیں اور جو چاہیں ثابت رکھتے ہیں۔ انہیں کے پاس اصل کتاب ہے۔

ان آیات میں مسئلہ نسخ اتنا واضح کر دیا گیا ہے کہ کچھ انصاف واعتدال کو ملحوظ رکھا جائے تو بات بالکل صاف ہے کہ ایک آیت کے حکم کو بدل کر اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں دوسرا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ لوگ کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ پیغمبر (معاذ اللہ) من گھڑت واختراعی باتیں خدا کی طرف نسبت کرتا ہے۔ اس کا جواب فرمایا گیا ہے کہ لوگ اس معاملہ کو غلط سمجھ بیٹھے ہیں۔ روح القدس (جبرائیل) نے میرے حکم سے اور میرے اذن سے مومنوں میں ثبات اور تثبیت پیدا کرنے کے لئے اس کلام کو اتارا ہے۔ لہٰذا جو صحیح العقیدہ مومن کامل ہیں وہ اس تبدیلی حکم کو بلا چون وچرا منجانب اللہ تسلیم کر لیتے ہیں اور جن کے دلوں میں نفاق وشک کا روگ ہوتا ہے۔ وہ اس موقعہ پر کئی قسم کے اعتراض تجویز کرتے ہیں اور نبی پر بہتان تراشی کرتے ہیں کہ کبھی کچھ حکم صادر کر دیتا ہے اور کبھی کچھ۔

مسئلہ نسخ پر قرآن مجید کی اس صراحت ووضاحت کے بعد اس مقام پر ہمارے مفسرین نے جو تحریر فرمایا ہے وہ اصل مقصد کے سمجھنے میں معین اور مفید ہے۔ لہٰذا اس کو پیش کیا جاتا ہے۔

آیات منسوخہ کا شان نزول: مذکورہ آیات کے تحت بحث نسخ کا پیش منظر اور ان کا شان نزول بیان

کرتے ہوئے مفسرین لکھتے ہیں: ''کانوا یقولون محمداً یسخرا صحابہ یا مرھم الیوم وینھیٰ ھم عنہ غداً فیاتیھم بما ھوا ھون (مدارک ص ۲۳۱) اعلم ان النوع الثانی من طعن الیھود فی الاسلام فقالوا الا ترون الیٰ محمد یامر اصحابہ بامرثم ینھاھم عنہ ویامرھم بخلافہٖ ویقول الیوم قولاً وغداً یرجع عنہ فنزلت ھذہ الآیۃ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۶۵۷)''

یعنی دشمنان اسلام (یہود وغیرہ) پیغمبر ﷺ پر اعتراض کرنے لگے کہ ان کو دیکھو ایک بات کا حکم اپنے ساتھیوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کو آج دیتے ہیں پھر اس کا خلاف کرتے ہوئے اس سے منع کر دیتے ہیں۔ آج ایک قول کرتے ہیں کل اسی سے رجوع کر لیتے ہیں۔ اس قسم کے مطابق کا رد اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں ارشاد فرمایا اور بتقاضائے حکمت اگر ہم ایک آیت کا حکم منسوخ قرار دیں یا سرے سے قلوب سے بھلا دیں تو دوسرا حکم نفع اور ثواب کے اعتبار سے اس سے بہتر یا اس کے برابر ہم لایا کرتے ہیں۔

''الم تعلم ان اللہ علےٰ کل شئ قدیر'' فرما کر اس شبہ کو دور کر دیا کہ ہماری قدرت و دسترس سے اس معاملہ کو بعید نہ جانا جائے۔ احکام کو حسب اقتضائے مصالح بدل دینا ہماری قدرت کاملہ کے تحت ہے اور اس کے عین موافق ہے۔

نسخ کے لغوی و اصطلاحی معنی کا فرق

یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ معنی نسخ کا لغوی اور اصطلاحی فرق اور امتیاز ذکر کرتے ہوئے مفسرین نے تصریح کی ہے کہ: ''النسخ لغۃ الابدال والتبدیل او الازالۃ قیل ھو النقل'' (مدارک واحکام القرآن بصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ)

''وفی اصطلاح الشرع ھوبیان انتھاء الحکم الشرعی المطلق الذی تقرر فی اوھا منا استمراہ بطریق التراخی فکان تبدیلاً فی حقنا وبیاناً محضاً فی حق صاحب الشرع'' (مدارک واکلیل وغیرہ)

یعنی شریعت میں ایک حکم شرعی مطلق کی انتہائے مدت کو بیان کر دینا یہ اصطلاحی نسخ ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا حل یوں سمجھئے کہ ایک میعادی حکم کی میعاد پوری ہونے پر دوسرا حکم بھیج دیا جائے۔ جیسے کوئی طبیب منضج کا نسخہ دس روز پلا کر تجویز کرے تو اسے طبیب کی کم علمی یا بے خبری پر ہرگز محمول نہیں کیا جا سکتا۔

بلکہ طبی اصول کے مطابق صحیح تصور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی حاکم وقت اپنی ماتحت سلطنت میں وقتی ضرورت کے لئے اگر ایک قانون جاری کرنے کا حکم دے اور پھر کچھ مدت کے بعد اس عارضی ضرورت ختم ہونے پر بتقاضائے ماحول ایک دوسرا حکم سابقہ فرمان کے خلاف جاری کر دیتا ہے تو اس کو عین دانشمندی اور مصلحت اندیشی کہا جائے گا۔ کوئی صاحب عقل اس حکم کی تبدیلی کو کم فہمی اور کوتہ اندیشی سے تعبیر نہیں کر سکے گا۔ بالکل ایسے ہی نسخ احکام کا معاملہ ہے۔ چونکہ حکم بھیجنے والے اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ جس وقت جو حکم اتارا گیا یعنی جو روحانی غذا یا دوا تجویز کی گئی ہے یہ کہاں تک مریضوں کے مزاج کے مناسب ہے۔ لہٰذا حسب مصالح دینی و دنیوی اس کو وہ خود تبدیل فرماتے رہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات دیگر بعض آیات سے منسوخ ہونے کی صورت میں قرآن مجید کی سالمیت اور تمامیت میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ ہی اس نسخ کی وجہ سے کلام اللہ میں کچھ تغیر (تبدل) مخلوق کی طرف سے تسلیم کیا جا رہا ہے کہ جس کی بناء پر حفاظت معہودہ پر حرف آئے۔ لہٰذا قرآن کریم میں نسخ تسلیم کرنے کی صورت میں جو اعتراضات پیدا کئے جاتے ہیں:

۱..... نسخ کی وجہ سے آیات اللہ میں اختلاف و تعارض پیدا ہوتا ہے اور اختلاف موجود ہونے سے قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

۲..... بصورت نسخ اللہ تعالیٰ کی اتمام نعمت و اکمال میں نقص واقع ہوتا ہے۔

۳..... قرآن مجید کا ہر قسم کے تغیر و تبدل سے تا قیامت محفوظ ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ وغیرہ!

یہ سب غلط ہیں اور بالکل بے بنیاد ہیں جن کا کوئی وزن نہیں۔ اس لئے کہ یہ تمام شبہات اس صورت میں پیدا کئے جا سکتے ہیں جب کہ کلام الٰہی میں کسی مخلوق کی طرف سے اس قسم کے تصرف و تغیر و تقدم و تاخیر کا امکان تسلیم کیا جائے۔ مگر یہ مسلم الطرفین امر ہے کہ کلام اللہ میں مخلوق کی طرف سے تغیر و تبدل کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ جو کچھ اور جتنا کچھ بظاہر تصرف تسلیم کیا جا رہا ہے یہ صرف اسی مالک کریم کے شایان شان ہے اور اسی کے حکم سے ہے۔

جمہور مفسرین کا اظہار خیال

اس کے بعد مسئلہ نسخ کے متعلق جمہور علماء اسلام اور تمام مفسرین نے جو اظہار خیال فرمایا ہے اس کو ملاحظہ کر کے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ امت مسلمہ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ اگر

نسخ میں سلف میں سے کسی نے اختلاف کیا بھی ہے تو اس کو کس طرح دیکھا گیا ہے۔ آیا ایسے قول کو تسلیم کرلیا گیا؟ یا کسی ایک نے بھی اس کے ساتھ اتفاق نہیں کیا۔ اکابر مفسرین کی آراء کو بلحاظ زمانہ درج کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر زمانہ کے مفسرین کا اپنا اپنا نظریہ مسئلہ نسخ پر معلوم ہو سکے گا۔

۱..... سب سے پہلے امام اجل شیخ ابو جعفر نحاس المتوفی ۳۳۴ھ کی تحقیق ملاحظہ ہو: ''**فمن المتاخرین من قال لیس فی کتاب اللہ عزوجل ناسخ ولا منسوخ واکابر الاعیان واتبع غیر المؤمنین**''

(کتاب الناسخ والمنسوخ لابی جعفر النحاس ص ۳ مصری)

یعنی متاخرین میں سے ایسا شخص بھی ہے جس نے کتاب اللہ میں ناسخ اور منسوخ کا انکار کر دیا ہے۔ اس شخص نے اکابر امت کی مخالفت کی ہے اور تمام مومنوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔

۲..... امام ابوبکر رازی جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۷۰ھ نے مسئلہ نسخ پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ اپنے احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ: ''**زعم بعض المتاخرین من غیر اھل الفقه ان لا نسخ فی شریعة نبینا محمد ﷺ**'' متاخرین میں سے بعض دین سے ناواقف لوگوں نے گمان کر رکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شریعت میں نسخ بالکل نہیں ہے۔

پھر اس شخص کے نظریہ پر تبصرہ کرتے ہوئے امام مذکور لکھتے ہیں کہ: ''**لکنه بعد من التوفیق باظھار ھذہ المقالة اذلم یسبق الیه احد بل قد علقت الامة سلفھا وخلفھاً من دین اللہ وشریعته نسخ کثیر من شرائعه ونقل ذالک الینا نقلا لا یرتابون به**'' (احکام القرآن ج ۱ ص ۶۷ للجصاص)

۳..... شیخ ابن خزیمہ فارسی اپنی تصنیف ''**الموجز فی الناسخ والمنسوخ**'' میں منکرین نسخ پر تشدید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''**قالت الملاحدة لیس فی القرآن ناسخ ولامنسوخ ھؤلاء قوم وافقوا الیھود وجمیعا عن الحق صد وابافکھم علی اللہ ردوا والکتاب ناطق باثبات ماجحدوا**'' (مصری ص ۲۶۳)

ترجمہ: منکرین دین نے قرآن میں ناسخ منسوخ کا انکار کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے اس بات میں یہود کی موافقت کی ہے۔ ان سب نے حق بات سے اعراض کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی وجہ سے قابل رد ہیں جس بات سے یہ انکار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن اس کے اثبات میں ناطق وشاہد ہے۔
(الموجز فی الناسخ والمنسوخ مصری ص۲۶۳)

۴..... امام فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ھ نے اپنی تفسیر کبیر میں ان لفظوں سے تحقیق ذکر کی ہے کہ: ''**اتفقوا علی وقوع النسخ فی القرآن وقال ابو مسلم بن بحر انه لم یقع**'' (کبیر ج۱ص۶۶۰)

یعنی تمام اہل اسلام قرآن مجید میں نسخ کے جواز پر متفق ہیں ایک ابو مسلم کہتا ہے کہ قرآن مجید نسخ نہیں ہے۔

ناظرین کرام! اس مقام پر یاد رکھیں کہ ابو مسلم محمد بن بحر معتزلہ ہے: ''**الحافظ والمفسر الاصبهانی**'' کے نام سے معروف ہے۔ بصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ ابو جعفر نحاس اور ابن خزیمۃ نے اپنی عبارت میں اس شخص اور اس کے پیروؤں کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان کی صراحت بعد میں فخر الدین رازی اور دوسرے مفسرین نے کر دی ہے جس نے نسخ فی القرآن کا انکار کیا ہے۔ اس کے قول کی تردید مفسرین نے جگہ جگہ کر دی ہے تا کہ کوئی مسلمان اس کے قول مردود کی طرف توجہ نہ کرے۔

۵..... حافظ ابن کثیر عماد الدین المتوفی ۷۷۱ھ نے اپنی تفسیر میں بڑی صفائی کے ساتھ اس بحث کی وضاحت فرمائی ہے کہ ''**والمسلمون کلهم متفقون علی جواز النسخ فی احکام الله تعالیٰ لماله فی ذلک من الحکمة البالغة وکلهم قال بوقوعه قال ابو مسلم الاصفهانی المفسر لم یقع شئ ذلک فی القرآن وقوله ضعیف مردود مزدول**'' (تفسیر ابن کثیر ج۱ص۱۵۱)

یعنی سب کے سب مسلمان اللہ کے احکام میں جواز نسخ پر اتفاق رکھتے ہیں اور اس کے وقوع کے قائل ہیں۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ پائی جاتی ہے۔ ابو مسلم اصفہانی کہتا ہے کہ قرآن میں بالکل نسخ نہیں ہے۔ اس کا قول ضعیف وردی اور مردود ہے۔

۶..... علامہ جلال الدین السیوطی مشہور فاضل المتوفی ۹۱۱ھ اپنی تفسیر اتقان میں لکھتے ہیں کہ:
''**قد اجمع المسلمون علی جوازه وانکره الیهود ظنا منهم انه بداً کالذی یری الرائی ثم یبدوا له وهو باطل لانه هو بیان مدة الحکم کالمرض بعد الصحة وعکسه والفقر بعد الغنی وعکسه وذلک لایکون بداً**'' (اتقان ج۲ص۲۱)

یعنی تمام علماء اسلام کا جواز نسخ پر اجماع ہے اور یہود وغیرہ نے اس کو بداً خیال کرتے ہوئے اس کا انکار کر دیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ قول بالکل باطل ہے۔ کیونکہ نسخ تو سابقہ عارضی حکم کی میعاد کے اختتام کو بیان کر دینا ہے۔ یہ کیسے بداً ہو سکتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے دوسرے عوارض بدلتے رہتے ہیں۔ صحت کے بعد مرض لاحق ہو جاتا ہے یا اس کے برعکس معاملہ ہو جاتا ہے۔ فقر غنا کے بعد عارض ہو جاتا ہے یا غنا فقر کے بعد آ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بداً نہیں ہے۔

۷..... علامہ محمود آلوسی المتوفی ۱۲۷۰ھ تفسیر روح المعانی میں تحریر کرتے ہیں کہ: ''اتفقت اهل الشرائع علے جواز النسخ دوقوعهٖ وخالفت اليهود غير العيسوية فی جوازه وقالوا يمتنع عقلا وابو مسلم الاصفهانی فی وقوعهٖ فقال انه وان جاز عقلا لكنه لم يقع'' (ج۱ص۳۵۲)

ترجمہ: تمام اہل شرائع جواز نسخ اور وقوع نسخ پر اتفاق رکھتے ہیں اور بعض یہود نے عقلاً اس کو ممتنع تصور کرتے ہوئے جواز کا انکار کر دیا ہے اور ابو مسلم اصفہانی معتزلی گو عقلاً اس نسخ کو جائز تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اس کے وقوع کا قائل نہیں ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات کے پیش نظر یہ امر بالکل واضح ہے کہ تمام امت مسلمہ نسخ کے جواز کے قائل ہے۔ اوّل یہود طعن فی الدین کے طور پر اس کے منکر ہوئے ہیں۔ پھر بعد میں چند معتزلی خیال لوگوں نے اس کج بحثی کو جمہور امت کا خلاف کر کے اپنایا۔ اب یہ مرزائی امت انہیں خوردہ وفرسودہ اقوال کو اور مردودہ ومطرودہ دلائل کو پھوک پھانک کر اپنے دامن تقدیس میں جمع کر کے عامۃ المسلمین کو دھوکہ میں ڈال رہی ہے۔ مرزائیوں نے دوسرے اباطیل دعاوی کی طرح ''مسئلہ نسخ'' میں بھی دجل وفریب سے کام لیا ہے۔ ''ما ننسخ من آية'' سے اثبات نسخ کے جوابات انہوں نے ابو مسلم معتزلی کے ہی دلائل سرقہ کر کے نئے طریقہ سے پیش کئے ہیں۔ جس میں اپنا علمی کمال ظاہر کر رہے ہیں اور اپنی جدت تحقیق کا پرچار کر رہے ہیں۔ یہ ان کی اپنی تحقیقات نہیں بلکہ ان کے پیشتر وچند معتزلی لوگوں کے اقوال زائغہ ہیں۔ یہ بے چارے ان کے خوشہ چین ہیں۔

ضمیمہ نمبر:۳

مدعیان نبوت

- ..... مسیلمہ کذاب۔
- ..... سجاح بنت حارث۔

- ..... اسود عنسی۔
- ..... طلیحہ اسدی۔

پس منظر

جناب نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد عرب کے متعدد قبائل نے اسلام سے بغاوت اختیار کرلی اور باغی ہوگئے اور کئی لوگ نبوت کا دعویٰ کر کے مدعی نبوت ہوئے۔ایسے نازک حالات میں مخالفین اسلام کے ساتھ جنگ کی پیش قدمی کرنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلاف مصلحت سمجھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یا خلیفۃ رسول اللہ یہ سختی کرنے کا وقت نہیں ہے۔اس وقت مصلحت کے پیش نظر جنگ کی طرف اقدام کرنے سے اعراض کیا جائے اور دین سے انحراف کرنے والوں کے ساتھ قتال کے معاملہ کو ملتوی رکھا جائے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس مصلحت بینی کے مشورہ پر ناراض ہوگئے اور جوش ایمانی سے طیش میں آ کر ارشاد فرمایا۔''أجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام ''یعنی کیا تم لوگ جاہلیت کے دور میں زور آور اور قوت والے تھے اور اب اسلام میں بزدل بن گئے ہو۔

(تاریخ الخلفاء السیوطی ص ۵۴، فصل فی ماوقع فی خلافۃ)

اور فرمایا کہ:''تم الدين وانقطع الوحي أينقص واناحي ''یعنی تم سن لو کہ دین مکمل ہوگیا اور وحی منقطع ہوگئی اور میری زندگی میں دین ناقص ہوجائے؟ (یہ ہرگز نہیں ہوسکتا)

ان مشکل ترین مراحل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت اور ثابت قدمی دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے۔

''قام فی الردة مقام الانبياء ''یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایام ارتداد میں انبیاء کا عمل اختیار کیا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:''كرهناه فی الابتداء وحمدناه فی الانتهاء ''یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس معاملہ کو ابتداء میں ہم نے ناپسند کیا لیکن آخر میں ہم نے اس پر ان کی تعریف کی اور ان کے اس اقدام کو سراہا۔

اس صورتحال کے پیش نظر

یہاں مدعیان نبوت کے احوال ذکر کرنے سے قبل دور نبوی ﷺ میں مسیلمہ کذاب کا

مدینہ طیبہ میں اپنے حواریوں کے ساتھ آنا اور جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اپنے مزعومات ذکر کرنا بالاختصار درج کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد متعلقہ دیگر خیالات تحریر کئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

مسیلمہ کی مدینہ طیبہ میں آمد

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد اقدس میں مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور اس کے ساتھ بنی حنیفہ کی قوم کے بہت سے آدمی تھے اور مدینہ میں حارث بن کریز کے ہاں اس نے قیام کیا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے گفتگو کی اور اپنا خیال ظاہر کیا کہ: ''آپ اپنے بعد مجھے خلافت سپرد کر دیں۔''

اس وقت حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ثابت بن قیس شماس خطیب النبی ﷺ موجود تھے اور آنجناب ﷺ کے ہاتھ مبارک میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آنجناب ﷺ نے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا: ''**لو سألتنی هذه القطعة ما اعطیتکها ولن تعدو امر الله فیک ولئن ادبرت لیعقرنک الله**''

یعنی اگر یہ قطعہ (کھجور) بھی تو مجھ سے طلب کرے تو میں یہ بھی تجھے نہیں دوں گا اور اللہ تعالیٰ کا امر جو تیرے حق میں ہو چکا ہے اس سے تو ہرگز نہیں بڑھ سکے گا اور اگر تو پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں زخمی کر دیں گے۔ پھر آنجناب ﷺ نے فرمایا: ''**هذا ثابت یجیبک عنی ثم انصرف عنه**'' یعنی یہ ثابت (ابن قیس) موجود ہیں جو میری طرف تجھے جواب دیں گے۔

اس کے بعد آنجناب ﷺ نے اس سے روگردانی فرمائی اور تشریف لے گئے۔

آنجناب ﷺ کا فرمان ''**لن تعدو امر الله فیک**'' مجمل تھا۔ اس کی وضاحت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جناب ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اپنے خواب بیان فرماتے ہوئے ذکر کیا کہ: ''**بینما انا نائم رأیت فی یدی سوارین من ذهب فاهمنی شانها فاوحی الی فی المنام ان انفخها فنفختهما طارا فاولتهما کذابین یخرجان بعدی احدهما عنسی والآخر مسیلمة**''

(بخاری شریف ج۲ ص۶۲۸، طبع نور محمدی دہلی)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک بار خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں میں دو طلائی کنگن ہیں۔ ان کی یہ صورت مجھے اہم معلوم ہوئی۔ پھر خواب میں ہی

میری طرف وحی کی گئی کہ میں ان دونوں کو پھونک دوں تو میں نے دونوں کو پھونک دیا اور وہ اڑ گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر کی کہ دو عدد کذاب میرے بعد ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ایک عنسی اور دوسرا مسیلمہ ہے۔

ثابت ابن قیس کی چند خصوصی کیفیات

جناب ثابت بن قیس بن شماس (خطیب النبی ﷺ) یوم یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی شہادت ذکر کرنے سے قبل ان کی دختر نے ان کے حق میں چند واقعات ذکر کئے ہیں جن کا پہلے بیان کرنا مفید ہے۔

پہلا واقعہ

جس وقت قرآن کی آیت ذیل نازل ہوئی:

۱..... ''واللہ لا یحب کل مختال فخور ''یعنی اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

''اشتدت علی ثابت واغلق علیہ بابہ وطفق یبکی واخبر رسول اللہ ﷺ فسألہ فاخبرہ بما کبر علیہ منھا وقال انا رجل یحب الجمال وانا اسود قومی فقال انک لست منھم بل تعیش بخیر وتموت بخیر ید خلک اللہ الجنۃ''

اس کا مفہوم یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا کا ثابت (بن قیس) پر سخت گراں معلوم ہوئی۔ اس نے اپنا دروازہ بند کرلیا اور رونے لگ گیا۔ اس بات کی اطلاع جناب نبی کریم ﷺ کو دی گئی کہ اس آیت کا اس پر بڑا اثر ہوا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ایک شخص ہوں جو جمال اور زینت کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کا سردار ہوں۔ جناب نبی کریم ﷺ نے کہلا بھیجا کہ تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے بلکہ تو خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر پر تیری موت آئے گی۔ اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل فرمائے گا۔

۲..... اسی طرح ثابت کے حق میں ایک دوسرا واقعہ منقول ہے کہ جب آیت قرآنی نازل ہوئی: ''یایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم بعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ''یعنی اے

ایمان والو! اپنے نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو۔ جیسے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ بلند آواز میں کلام کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال گرجائیں اور تمہیں شعور ہی نہ ہو۔

تو ثابت بن قیس گھر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ (مذکورہ بالا آیت سن کر) قیس کہتا ہے کہ وہ جہیر الصوت ہے اور خوف کھاتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال بھی حبط نہ ہو جائیں، ۔تو آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''**انک لست منهم بل تعيش حميداً وتقتل شهيداً ويد خلک الله الجنة**'' یعنی تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے بلکہ تو عمدہ زندگی گزارے گا تو اللہ کی راہ میں شہید ہوگا اور اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تفسیر قرطبی ج۱۶ص ۳۰۵، ۳۰۶، تحت الآیۃ ۲، البدایہ لابن کثیر ج۶ص ۳۵، طبع اوّل مصر)

مدینہ طیبہ میں مسیلمہ کی یہ ملاقات جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوئی۔ اس کے بعد مسیلمہ اپنے ساتھیوں اور حامیوں کے ساتھ واپس یمن چلا گیا اور اپنے مزعومات کو اپنی قوم میں نشر کرتا رہا اور اپنے نبی ہونے کے ادعاء پر قائم رہا۔ اس دوران آنجناب ﷺ نے اپنے ایک صحابی حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کی طرف ارسال فرمایا۔

جیب بن زید یمن کے علاقہ میں پہنچے تو ان کے ساتھ جو معاملہ مسیلمہ کذاب نے کیا اس کو علماء رجال نے بعبارت ذیل ذکر کیا ہے۔

جیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کی شہادت

''**قدبعثه رسول الله ﷺ الى مسيلمة الكذاب باليمامة اذا قال له اتشهد ان محمداً رسول الله ﷺ قال نعم! واذا قال أتشهد انى رسول الله؟ قال انا اصم ولا اسمع. فعل ذالک مراراً فقطعه مسيلمه عضواً عضواً ومات شهيدا**''

(الاستعاب معہ الاصابہ ج۱ص ۳۲۷، تحت حبیب بن زید، اسد الغابہ ج۱ص ۳۷۰، تحت حبیب بن زید)

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حبیب بن زید کو یمامہ میں مسیلمہ کی طرف روانہ فرمایا۔ (جب یہ مسیلمہ کے ہاں پہنچے) تو اس نے حبیب سے دریافت کیا کہ تو اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ تو حبیب نے جواب دیا ہاں! پھر مسیلمہ نے کہا کہ تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو حبیب نے کہا کہ میں بہرہ ہوں نہیں سنتا۔

مسیلمہ نے اس بات کا بار بار تکرار کیا۔ پھر مسیلمہ نے جناب حبیب کے ایک ایک بازو کو کاٹ ڈالا اور وہ اس حالت میں شہید ہو گئے۔ (اور مسئلہ ختم نبوت پر اپنی جان قربان کر دی) پھر جناب نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد قتال یمامہ پیش آیا۔ چنانچہ اس کا مختصر سا بیان آئندہ سطور میں ذکر کیا جاتا ہے۔

قتال یمامہ ۱۱ھ

جنگ یمامہ خلیفہ اوّل جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۱ھ میں پیش آئی۔ مورخین نے اس جنگ کے حالات بڑی تفصیلات کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔

ذیل میں صرف چند ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارنامے ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا کہ مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتنی مشقتیں اٹھائیں اور کس قدر جانی و مالی قربانیاں پیش کیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اس کردار سے امت پر واضح کر دیا کہ نبوت کا سلسلہ جناب نبی کریم ﷺ کے ''خاتم النّبیین'' ہونے پر ختم ہو چکا ہے اور آنجناب ﷺ کے بعد اگر کوئی شخصیت دعویٰ نبوت کرے تو اسے ختم کر دیا جائے تاکہ آئندہ کوئی فرد نبوت کا دعویٰ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

چنانچہ جناب نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کے ساتھ قتال کرنے کے لئے ۱۱ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یمامہ کی طرف روانہ فرمایا۔ ان دونوں حضرات نے مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنو حنیفہ پر حملہ نہیں کیا تھا۔ اس بناء پر کہ معلوم ہوا کہ ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر کم تعداد میں تھا۔

اس صورتحال کے پیش نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں مزید فوج بطور کمک روانہ فرمائی۔ جب مسیلمہ کو اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے قبائل میں بڑی زوردار تقریریں کیں اور انہیں قتال پر خوب آمادہ کیا۔

''قال مسیلمہ لقومہ الیوم الغیرۃ الیوم ان ھزمتم تستنکم النساء سبیات فقاتلوا عن احسابکم وامنعوا نساء کم''

(البدایہ ج ۶ ص ۳۲۴، طبع اوّل حصر تحت مقتل مسیلمہ کذاب)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ مسیلمہ اپنی قوم کو جوش دلاتے ہوئے کہنے لگا کہ آج غیرت کا دن ہے۔ آج کے دن اگر تم شکست کھا گئے تو تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنالیا جائے گا۔ تم اپنے حسب ونسب کے بچاؤ کی خاطر قتال کرو اور اپنی خواتین کی عزت کی حفاظت کرو۔

اس دور کے طریقۂ جنگ کے مطابق ہر قبیلہ کا الگ الگ علمبردار ہوتا تھا۔

اس قاعدہ کے مطابق مہاجرین کے علم بردار سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے۔

اور انصار کے علمبردار ثابت بن قیس بن شماس (خطیب النبی ﷺ تھے)

اہل سلام کے دیگر قبائل اپنے اپنے علم اٹھائے ہوئے قتال پر آمادہ تھے۔

اس روز معرکہ قتال شروع ہونے سے قبل مسیلمہ کے دو وزیر اور مشیر ایک محکم بن طفیل اور دوسرا رجال بن عنفوہ اپنی قوم کو جنگ کے متعلقات پر ہدایات دے رہے تھے اور داؤ اور گھات سمجھا رہے تھے۔

تو اس وقت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے محکم بن طفیل پر حملہ کر کے اسے ختم کر دیا۔ اسی طرح حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رجال بن عنفوہ کو اپنی شہادت سے قبل قتل کر ڈالا۔

(البدایہ ابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۵، طبع اوّل مصر تحت منہم ثابت بن قیس)

فریقین میں جنگ یمامہ شروع ہوئی اور معرکہ قتال نہایت شدت اختیار کر گیا تو اس وقت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے خوشبو لگالی اور کفن پہن لیا اور اپنے قدموں کو مضبوط رکھنے کے لئے زمین میں گڑھا کھود لیا اور ثابت قدمی سے قتال کرنے لگے۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں شہید ہو گئے۔

''صاحب الواء للانصار..... حضر لقدميه فی الارض الی انصاف ساقيه بعد ماتحنط وتكفن ولم يزل ثابتا حتٰی قتل هناک''

(البدایہ ج ۶ ص ۳۲۴، طبع اوّل مصر تحت مقتل مسیلمہ کذاب)

مورخین نے لکھا ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جب معرکہ یمامہ میں شہید ہو گئے تو انہوں نے اس حالت میں زرہ پہن رکھی تھی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد ایک شخص کو خواب میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے یہ بات ذکر کی کہ میں نے جو عمدہ زرہ پہنی ہوئی تھی۔ اس کو ایک آدمی نے اتار لیا ہے اور لشکر کے فلاں کونے پر وہ ڈیرہ لگائے ہوئے ہے اور اس کا گھوڑا خیمے کے پاس بندھا ہوا ہے۔ میری زرہ پر ہنڈیا رکھ کر چھپانے کے لئے اس پر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ میری طرف سے خالد بن ولید سے کہنا کہ میری زرہ اس شخص سے منگوا کر اپنے تحویل میں رکھ لے اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر کہیں کہ مجھ پر اتنا قرض ہے اور میرا فلاں مال موجود ہے اور فلاں غلام کو میں نے آزاد کر دیا ہے۔ فلہٰذا میری وصیت پوری کی جائے۔

''وایاک ان تقول هذا حلم فتضیعه ''یعنی اس بات سے بچنا کہ تم یہ کہنے لگو کہ یہ خواب ہے اور اسے تم ضائع کر دو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ تمام ماجرا ذکر کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی وصیت کو حسب ہدایت پورا کر دیا۔

علماء فرماتے ہیں: ''فلانعلم احداً جازت وصیته بعد موته الاثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ''یعنی ہم کسی ایک کے متعلق ہم نہیں جانتے کہ اس کی موت کے بعد کی گئی۔ وصیت کو پورا کیا گیا ہو سوائے ثابت بن قیس کی وصیت کے۔

(کتاب الروح لابن قیم ص ۱۷، البدایہ لابن کثیر ج ۶ ص ۳۳۵، طبع اوّل مصر تحت ثابت بن قیس)

مہاجرین کے علمبردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برادر زید بن خطاب تھے۔

اور شدت قتال کی حالت میں زید بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کا علم سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا اور آخر میں ثابت بن قیس بن شماس کے ساتھ ہی شہید ہو گئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انتہائی جوانمردی اور شجاعت سے یہ قتل کیا اور کمال استقلال سے ثابت قدم رہے۔ (البدایہ لابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۶، تحت منہم زید بن الخطاب طبع اوّل مصری)

یوم یمامہ میں جب جنگ شدت اختیار کر گئی تو مسیلمہ اپنے حامیوں اور فوجیوں کے ساتھ اپنے ایک باغ میں جا گھسا جسے بعد میں ''حدیقه الموت'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

''واغلقت بنو حنیفة الحدیقة علیهم واحاط بهم الصحابة وقال البراء بن مالک یا معشر المسلمین القونی علیهم فی الحدیقة فاحتملوه فوق الحجف ورفعوها بالرماح حتی القوه علیهم من سورها فلم یزل یقاتلهم دون بابها حتی فتحه ودخل المسلمون الحدیقة من حیطانها وابوابها یقتلون من فیها من مرتدة اهل الیمامة حتی خلصوا مسلیمة لعنه الله''

(البدایۃ لابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ج ۶ ص ۳۲۵، طبع اوّل مصر تحت مقتل مسیلمہ کذاب)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ بنو حنیفہ نے ''حدیقه الموت'' کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس قلعہ نما باغ کو گھیر لیا اور اس کا احاطہ کر لیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے

برادر براء بن مالک رضی اللہ عنہ جوش میں آ کر کہنے لگے اے مسلمانوں کی جماعت مجھے اٹھا کر اس باغ کے اندر ڈال دو۔ مسلمانوں نے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک ڈھال پر رکھ کر اور نیزوں کی مدد سے اٹھا کر آنموصوف کو باغ کی دیوار کے اندر گرا دیا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ شدید قتال کرتے ہوئے دروازہ تک پہنچے اور اسے اندر سے کھول دیا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دروازہ سے اور دیواریں پھاند کر باغ میں داخل ہو گئے اور اہل یمامہ کے مرتدین کو خوب قتل کیا۔ حتیٰ کہ مسیلمہ کذاب تک جا پہنچے۔

وہ ایک کونہ میں اونٹ کی طرح کھڑا ہوا تھا۔ جب اس پر شیطان کا غلبہ ہوتا تھا تو اس کے منہ سے جھاگ نکلتی تھی۔ اس صورتحال میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی بن حرب نے اقدام کر کے اس قدر قوت کے ساتھ مسیلمہ کذاب پر خنجر سے حملہ کیا کہ اس کے جسم سے پار نکل گیا۔

اس واقعہ کی بناء پر وحشی مذکور اسلام لانے کے بعد کہا کرتا تھا: ''یقول قتلت فی الکفر خیر المسلمین وقتلت فی الاسلام شر الکفار ''یعنی کفر کی حالت میں میں نے خیر المسلمین (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا اور اسلام کی حالت میں شر الکفار (مسیلمہ کذاب) کو قتل کیا۔ پھر دوسرے صحابی ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے جلدی کر کے مسیلمہ پر تلوار سے ضرب لگائی اور اس کو ختم کر دیا۔ (البدایہ لابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ج ۶ ص ۳۲۵، طبع اوّل مصر تحت مقتل مسیلمہ کذاب)

جنگ یمامہ کی اہمیت

گزشتہ سطور میں جنگ یمامہ کے چند احوال..... بالاختصار ذکر کئے گئے ہیں۔ یہاں مؤرخین کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے مثال صبر و استقلال کے ساتھ قتال کیا جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

اور اس مقام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی جرأت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی طرف اقدام کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب فرمائی۔

''وصبرت الصحابة فی هذا الموطن صبراً لم یعهد مثله ولم یزالوا یقتدمون الی نحور عدوهم حتیٰ فتح الله علیهم''

(البدایہ لابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ج ۶ ص ۳۲۵، طبع اوّل مصر تحت مقتل مسیلمہ الکذاب)

قتال یمامہ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسئلہ ختم نبوت کے لئے بڑی جانفشانی کے ساتھ مساعی کیں اور مالی جانی قربانیاں پیش کیں اور مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت پر بہترین کردار ادا کیا اور اس کا پورا پورا تحفظ کیا اور اجرائے نبوت کا باب مسدود

کر دیا۔ بقول مورخین اس جنگ میں کفار کے دس ہزار کے قریب افراد قتل ہوئے اور اہل اسلام میں سے چھ سو کے قریب مجاہدین شہید ہوئے۔ ان مجاہدین میں اکابر حضرات صحابہ شامل ہیں اور پندرہ سے زائد بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ بڑے بڑے حفاظ اور زہاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔

اس دور کے چند اہم واقعات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو ان کے دور خلافت میں کئی قسم کے اہم واقعات پیش آئے۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس دور میں کئی قبائل مرتد ہو گئے اور اسلام سے برگشتہ ہوئے اور بعض لوگ مثلاً مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی وغیرہ نے دعویٰ نبوت کیا اور مدعی نبوت ہوئے۔

سجاح بنت حارث تمیمی

انہی ایام میں ایک عورت سجاع بنت حارث تمیمی تھی۔ یہ نصاریٰ عرب میں سے تھی۔ اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا اور بنی تمیم کے لوگ اس کے تابع ہو گئے۔ پھر سجاح بنت حارث نے مسیلمہ کذاب سے صلح کر لی اور اس کے ساتھ نکاح کر لیا اور اس کی زوجیت میں آ گئی۔ پھر مسیلمہ کذاب کے قتل ہو جانے کے بعد اسلام کی طرف اس نے رجوع کیا اور دعویٰ نبوت سے دستبردار ہو گئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔

”التی ادعت النبوة فی الردة وتبعها قول ثم صالحت مسیلمة وتزوجته. ثم بعد قتله عادت الی الاسلام فاسلمت الی خلافة معاویة“

(الاصابہ ص ۲۴۰، معہ الاستیعاب طبع مصر)

الاسود العنسی

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کے متعلق: **”الی الخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من السماء اللیلة التی قتل فیها العنسی لیبشرنا. فقال قتل العنسی البارحة قتله رجل مبارک من اهل بیت المبارکین. قیل من؟ قال فیروز فیروز. وقد قیل ان مدة ملکه منذ ظهر الی ان قتل ثلاثة اشهر ویقول اربعة اشهر. فالله اعلم“**

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۶ ص ۳۱۰، طبع اوّل مصر، تحت خروج الاسود العنسی)

ترجمہ: حضور ﷺ کے پاس آسمان سے عنسی کے قتل کی رات میں خبر آئی۔ فرشتہ ہمیں خوشخبری دے رہا تھا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے ایک بابرکت گھرانہ کے بابرکت فرد نے قتل کیا ہے۔ پوچھا گیا وہ کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا فیروز۔ بعض نے کہا کہ اس کے دعویٰ نبوت کی کل مدت اس کے قتل ہونے تک تین ماہ ہے۔ بعض نے کہا چار ماہ ہے۔

اور الاسود العنسی کے احوال کے متعلق حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں وضاحت کی ہے کہ: ''عیهله بن کعب الاسود العنسی. خرج بصنعاء بلدة فی العین الدعی النبوة وغلب علی عامل الصنعاء المهاجرین امیته''

''دخل (فیروز دیلمی وغیرہ) علی الاسود العنسی لیلاً وقد سقته المرزبانة (زوجته) الخمر صرفاً حتی سکر وکان علی بابه الف حارس فنقب فیروز ومن معه الجدار حتی دخلوا فقتله واجتز رأسه واخرجوا المرأة وما اجیوا من المتاع وارسلوا الخبر الی المدینة فوافق بذالک عند وفات النبی ﷺ بیوم ولیلة فاتاه الوحی فاخبر اصحابه ثم جاء الخبر الی ابی بکر''

(کذا فی حاشیہ بخاری شریف ج۲ص۶۲۹، طبع قدیم)

ترجمہ: عیہلہ بن کعب الاسود العنسی یمن کے شہر صنعاء سے نکلا۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا۔ صنعاء کے عامل مہاجرین امیۃ پر غالب آ گیا۔ فیروز دیلمی وغیرہ اسود عنسی پر رات کے وقت داخل ہوئے۔ اسے اس کی بیوی مرزبانہ نے کافی شراب پلائی۔ حتیٰ کہ وہ نشہ میں ہو گیا۔ اس کے دروازہ پر ہزار چوکیدار تھے۔ فیروز اور اس کے ساتھیوں نے دیوار میں نقب لگائی۔ حتیٰ کہ داخل ہو گئے۔ پس اسے قتل کر دیا اور اس کا سر جدا کر دیا۔ اس کی بیوی کو گھر سے نکال لیا (اس لئے کہ وہ مسلمان تھی از مترجم) اور اس کا سامان نہ نکالا۔ انہوں نے شہر میں خبر کر دی۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کے قرب وصال میں ایک دن رات پہلے پیش آیا۔ پس آنحضرت ﷺ کے پاس وحی آئی تو آپ نے اپنے صحابہ کو خبر دی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اطلاع آئی اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ ہذا کی مزید تشریح بعبارت ذیل ذکر کی ہے۔ ناظرین کے فائدے کے لئے نقل کی جاتی ہے۔

''فلما کان اللیل نقبوا ذالک البیت فدخلوا فوجدوا فیه سراجاً تحت جفنة فتقدم الیه فیروز الدیلمی والاسود نائم علی فراشه من حریر.....

وھو سکران یغط المرأۃ جالسۃ عندہ..... فاخذ راسہ فدق عنقہ وضع رکبتیہ فی ظھرہ حتی قتلہ'' (البدایۃ لابن کثیر ج۶ ص۳۱۰، تحت طبع اوّل مصری جلد۶ خروج الاسود العنسی)

مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت انہوں نے گھر میں نقب لگائی اور داخل ہوئے۔ اسود عنسی اپنے ریشمی بستر پر سو رہا تھا اور وہ حالت نشہ میں خراٹے لے رہا تھا۔ اس کی بیوی اس کے پاس بیٹھی تھی۔ پس فیروز نے اس کا سر پکڑا اور گردن کو توڑا اس کے گھٹنے اس کی پیٹھ میں رکھ دیئے اور اسے قتل کر دیا۔

الاسود العنسی کے دور میں النعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر کا واقعہ شہادت

علمائے رجال نے واقعہ ہذا بعبارت ذیل تحریر کیا ہے کہ: ''النعمان کان یھودیاً من اھل سبا فقدم علی رسول اللہ ﷺ ثم رجع الی بلاد قومہ فبلغ الاسود بن کعب العنسی خبرہ فبعث الیہ فاخذہ فقطعہ عضواً عضواً''

(طبقات ابن سعد ج۵ ص۳۹۰، طبع لیڈن تحت تسمیۃ من نزل الیمن من اصحاب رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: نعمان اہل سبا میں سے ایک یہودی تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ پھر اپنی قوم کے علاقہ کی طرف لوٹ گیا۔ اسود بن کعب عنسی کو خبر ملی تو اس نے بلا بھیجا۔ اسے گرفتار کیا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح ختم نبوت کی خاطر نعمان نے جان کی قربانی پیش کر کے رتبہ شہادت حاصل کیا۔

العنسی کے دور کا ایک دیگر اہم واقعہ

''ابو مسلم خولانی (عبدبن ثوب) ببلاد الیمن دعاہ الاسود العنسی الی ان یشھد انہ رسول اللہ فقال لہ اتشھد انی رسول اللہ فقال لا اسمع. اشھد ان محمداً رسول اللہ ﷺ فاجج لہ ناراً والقاہ فیھا فلم تضرہ وانجاہ اللہ منھا فکان یشبہ بابراھیم الخلیل علیہ السلام ثم ھاجر فوجد رسول اللہ ﷺ قدمات فقدم علی الصدیق رضی اللہ عنہ فاجلسہ بینہ وبین عمر رضی اللہ عنہ وقال لہ عمر رضی اللہ عنہ الحمد للہ الذی لم یمتنی حتی اریٰ فی امۃ محمد ﷺ من فعل بہ کما فعل بابراھیم الخلیل علیہ السلام وقبلہ بین عینیہ. وکانت لہ احوال ومکاشفات واللہ سبحانہ اعلم'' (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۴۶، تحت سنہ ستین ۶۰ھ، طبع اوّل مصری تذکرہ ابی مسلم الخولانی)

ترجمہ: ابو مسلم خولانی (عبد بن ثوب) یمن کے رہنے والے تھے۔ اسود عنسی نے انہیں بلایا تھا کہ وہ اس کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیں۔ اس نے ان سے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ انہوں نے کہا مجھے سنائی نہیں دیتا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس ان کے لئے آگ بھڑکائی گئی اور انہیں اس میں ڈالا گیا تو آگ نے انہیں نقصان نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے نجات دی۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے ہجرت کی تو حضور ﷺ کا انتقال ہو چکا تھا۔ پس وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ابو مسلم کو اپنے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو مسلم خولانی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنی زندگی میں امت محمدیہ کے ایسے شخص کو دکھا دیا جس کے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا۔ پس انہوں نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور وہ صاحب احوال ومکاشفات تھے۔

طلیحہ بن خویلد اسدی

اس کے بعد طلیحہ اسدی کے حالات تحریر کئے جاتے ہیں جو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ میں ذکر کئے ہیں: ''**والتفت علی طلیحة الاسدی بنو اسد وطی وبشر کثیر وادعی النبوة ایضا کما ادعاها مسیلمة الکذاب**''

(البدایہ ج۶ ص۳۱۱، طبع مصر، طبع اوّل، فصل فی تصدیق الصدیق لقتال اہل الردۃ)

ترجمہ: طلیحہ اسدی کی طرف بنو اسد و بنو طی اور بہت سے افراد متوجہ ہوئے۔ طلیحہ نے بھی مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت کا دعویٰ کیا۔

''**وارتدت اسد وغطفان وعلیهم طلحة بن خویلد الاسدی الکاهن**''

(البدایہ ج۶ ص۳۱۲، طبع مصر طبع اوّل، فصل فی تصدیق الصدیق رضی اللہ عنہ لقتال اہل الردۃ)

ترجمہ: قبیلہ اسد وغطفان کے افراد مرتد ہو گئے۔ ان پر طلحہ بن خویلد اسدی سردار تھا جو کہ کاہن تھا۔

اس کے بعد ابن کثیر نے کہا ہے کہ: ''**قطع ابوبکر البعوث وعقد الالویة فعقد احد عشر لواءً. عقد لخالد بن الولید وامیره بطلیحه بن خویلد**''

(البدایہ ج۶ ص۳۱۵، مطبع مصر، تحت ذکر خروجہ الی ذی القصۃ)

یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کے دستے تجویز کئے اور گیارہ جھنڈے مقرر کئے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک پرچم دے کر امیر جیش مقرر کیا تا کہ طلیحہ اسدی کے ساتھ مقابلہ کریں۔

نیز طلیحہ اسدی کے حالات حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح ذکر کئے ہیں کہ: ''واما طلیحة فانه راجع الاسلام بعد ذالک ایضاً وذهب الی مکة معتمراً ایام الصدیق رضی اللہ عنہ واستحی ان یواجه مدة حیاته وقد رجع فشهد القتال مع خالد وکتب الصدیق الی خالد ان استشره فی الحرب ولاتومره''

(البدایۃ ج۶ ص۳۱۸، طبع اوّل مصرتحت احوال طلیحہ اسدی)

ترجمہ: طلیحہ نے اس کے بعد اسلام قبول کرلیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لئے آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے حیا کرتا تھا۔ پھر وہ لوٹا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگوں میں شریک ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کی طرف لکھا کہ لڑائی میں ان سے مشورہ لے سکتے ہو۔ لیکن انہیں حاکم نہ بنایا جائے۔

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ ایک نہایت قیمتی نصیحت ہے جو کہ ان کی ملی فراست پر حال ہے اور حکمرانی کے معاملہ میں دقیق رہنمائی ہے۔

اختتام بحث

سابق صفحات میں چند ایک احوال وہ تحریر کئے گئے ہیں جن میں مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جدوجہد اور مساعی کا ذکر ہے۔ ان حالات اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مسئلہ کے تحفظ کرنے کے لئے کس قدر کوشش فرمائی اور اپنے کردار سے ثابت کر دیا کہ آئندہ جو شخص بھی اجرائے نبوت کا قول کرے۔ وہ اسلام سے خارج ہے اور اجرائے نبوت کا عقیدہ اسلام میں کفر ہے۔ ایسا شخص اپنے اس عقیدہ کی بناء پر قابل قتال ہے اور کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے۔

گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اہل اسلام کو اپنے کردار اور عمل سے سبق دیا ہے کہ نبوت کے اجراء کا باب ہرگز مفتوح نہ ہونے دیا جائے۔ یہ ہمیشہ کے لئے مسدود ہو چکا ہے۔

قادیانی لاہوری مرزائی
دائرہ اسلام سے خارج کیوں ہیں

علمی جائزہ

مولانا فضل الرحمٰن صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

حکومت کے فیصلے	۱۶۳
اشکال	۱۶۳
نبوت	۱۶۴
نبوت کسبی نہیں وہبی ہے	۱۶۴
صحابہ رضی اللہ عنہم میں نبی کیوں نہیں ہوا؟	۱۶۵
سلسلۂ وحی کا انقطاع	۱۷۰
قادیانی نبوت	۱۷۱
منافقت	۱۷۳
نبوت ختم ہوگئی	۱۷۷
عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت	۱۷۸
دجالوں کذابوں کے بارے میں آگاہ کرنا	۱۸۱
مسیح موعود یا مجدد	۱۸۲
ربوہ والوں کا عقیدہ	۱۸۳
لاہوری گروپ کے دعویٰ کی حقیقت	۱۸۳
آخری فیصلہ	۱۸۵
غیر مسلم قرار دیئے جانے کی وجہ	۱۸۵
قادیانی جماعت کی تشکیل کا پس منظر	۱۸۶
مفسدہ ۱۸۵۷ء میں خدمات	۱۹۰
ایک مغالطہ	۱۹۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمًا'' ﴿نہیں ہے محمد (ﷺ) باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے ولیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا۔﴾

''الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النّبیین اما بعد''

حکومت کے فیصلے

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے اتفاق رائے کے ساتھ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء میں دفعہ ۲۹۸ ب کے ذریعے قادیانی یا لاہوری گروپ کو زبانی یا تحریری طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کو امیر المؤمنین یا صحابہ کہنے یا ان کے اہل خانہ کو ام المؤمنین یا ان کے افراد کو اہل بیت کے نام سے موسوم کرنے یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے اور اس میں اذان دینے سے قانوناً روک دیا گیا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے لئے تین سال قید اور جرمانے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ یہ سزا اس قادیانی شخص کو بھی دی جائے گی جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب قادیانیت کو اسلام کا نام دے کر تبلیغ و تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قادیانیت قبول کرنے کی دعوت دے یا مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے۔

اشکال

پہلی اور موجودہ حکومت کے فیصلوں سے بعض لوگوں کے ذہنوں میں شاید یہ سوال ابھرتا ہو کہ جو فرقہ یا گروہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین ماننے کا دعویٰ کرے، نماز پڑھے، روزے رکھے، زکوٰۃ دے اور انسانیت کی خدمت کرے۔ ایسے لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دینا کہاں کا انصاف ہے؟ جب کہ خود مسلمانوں کے اندر بھی کئی گروہ اور فرقے موجود ہیں۔

جس شخص کو اسلامی تعلیم سے پوری طرح واقفیت نہیں یا نبوت و رسالت کے بارے

میں لاعلم ہے اس کے لئے تو الجھاؤ پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن جو مقام نبوت اور منصب رسالت سے آگاہ ہے وہ کہے گا یہ تو بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا۔ مناسب ہے کہ اس نکتے کی وضاحت کر دی جائے۔ باقی مسئلہ ان شاء اللہ تعالیٰ خود بخود حل ہو جائے گا۔

نبوت

اسلامی تعلیم کے مطابق نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، رحمۃ للعالمین، خاتم المرسلین، امام المتقین، نبی التوبہ، نبی الرحمۃ، بشیر و نذیر، سراج منیر ﷺ پر ختم ہوا۔

نبوت کسبی نہیں وہبی ہے

جتنے بھی انبیاء و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوا جس نے کہا ہو کہ میں نے اپنے سے پہلے نبی یا نبیوں کی اطاعت کرتے ہوئے نبوت پائی ہے۔ بالفاظ دیگر نبوت کسبی نہیں، وہبی ہے۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس کو چاہا نبوت و رسالت سے نواز دیا۔ کوئی بھی شخص چاہے وہ کتنا ہی عبادت گزار، متقی اور پرہیز گار کیوں نہ ہو، کتنا ہی فنافی اللہ اور فنافی الرسول کیوں نہ ہو نبی نہیں بن سکتا۔

قرآن مجید میں اس کی اچھی طرح وضاحت کر دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

۱..... ''وکم ارسلنا من نبی فی الاولین (الزخرف:۶)'' ﴿کتنے ہی نبی ہم نے پہلوں میں بھیجے۔﴾

۲..... ''اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام:۱۲۴)'' ﴿اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے یعنی جس کو عطاء فرماتا ہے۔﴾

۳..... ''ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منھم من قصصنا علیک (غافر:۷۸)'' ﴿ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے ان میں سے چند کے واقعات آپ کو سنا دیئے۔﴾

۴..... ''فوھب لی ربی حکماً وجعلنی من المرسلین (الشعراء:۲۱)'' ﴿میرے رب نے مجھے حکم عطاء فرمایا اور مجھے رسولوں میں سے بنایا۔﴾

۵..... ’’ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھٰرون نبیاً (مریم:۵۳)‘‘ ﴿ہم نے اسے اپنی مہربانی سے اس کا بھائی ہارون نبی دیا۔﴾

مذکورہ بالا آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبوت ورسالت کسبی نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مہربانی تھی جس کو چاہا اس کو نواز دیا۔ سورۃ الشعراء اور سورۂ مریم میں ’’وھب‘‘ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو اس پر دال ہے کہ نبوت ورسالت وہبی تھی۔ قرآن پاک میں ایسی اور بھی آیات ہیں لیکن انہی پر اکتفاء کرتے ہوئے بات کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں نبی کیوں نہیں ہوا؟

اگر کچھ دیر کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نبوت حاصل کی جاسکتی ہے تو بہت بڑا اشکال یہ سامنے آتا ہے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے امت محمدیہ میں اللہ کا کوئی ایسا بندہ نہ تھا جو اپنے اعمال صالحہ اور زہد وتقویٰ کی بناء پر نبوت کے حصول میں کامیاب ہو سکتا؟

جن جلیل القدر ہستیوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور اسلام کی خاطر جان ومال اور اولاد ووطن کی قربانی دی۔ انہوں نے نہ اللہ کو دیکھا تھا اور نہ ہی فرشتوں سے میل ملاپ کیا تھا۔ نہ ہی جنت دوزخ کا تصور ان میں پایا جاتا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ قرآن پاک میں ہر دو رضاؤں کا اعلان کر دیا گیا۔

’’رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (البینہ:۸)‘‘ ﴿اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔﴾ ’’لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ (الفتح:۱۸)‘‘ ﴿جب مومنوں نے آپ سے درخت کے نیچے بیعت کی تو اللہ ان سے راضی ہو گیا۔﴾

بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنی پسندیدگی کا اظہار یوں فرمایا: ’’ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (الفتح)‘‘ ﴿بے شک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں درحقیقت وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں اور اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔﴾

پھر آپ کے ایسے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن کی زندگیوں میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ مثلاً عشرہ مبشرہ اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر کیا۔ دنیا اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''امرنا رسول اللہ ﷺ ان نتصدق ووافق ذٰلک عندی مالا فقال فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقته یومًا قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ ﷺ ما ابقیت لاھلک قلت مثله واتیٰ ابوبکر بکل ما عنده فقال یا ابابکر ما ابقیت لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسوله قلت لا اسبقه الیٰ شیٔ ابداً''

(جامع الترمذی ج۲ص۲۳۱، فتح الباری ج۳ص۲۹۵، ابوداؤد ص۲۳۶، دارمی ص۲۰۸)

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میرے پاس کافی مال اس وقت موجود تھا۔ لہٰذا میں نے کہا اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاسکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے۔ چنانچہ میں اپنا آدھا مال لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنا سارا مال لے کر پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے بھی دریافت فرمایا۔ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ اس موقعہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی بھی بات یا کام میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جاسکتا۔

ضبہ بن محصن العنبری سے مروی ہے کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: ''انت خیر من ابی بکر فبکیٰ وقال واللہ لیلة من ابی بکر ویوم خیر من عمر ھل لک ان احدثک بلیلته ویومه قال قلت نعم یا امیر المؤمنین قال اما لیلته فلما خرج رسول اللہ ﷺ ھارباً من اھل مکة خرج لیلاً فتبعه ابوبکر فجعل یمشیٰ مرة امامه ومرة خلفه ومرةً عن یمینه ما ھذا یا ابابکر ما اعرف ھذا من فعلک قال یا رسول اللہ اذکر الرصد فاکون امامک واذکر الطلب فاکون خلفک ومرة عن یمینک ومرة عن یسارک لا امن علیک قال فمشیٰ رسول اللہ ﷺ لیلته علیٰ

اطراف اصابعه حتی حفیت رجلاه فلما رآه ابوبکر انها قد حفیت حمله علیٰ کاهله وجحد یشد به حتیٰ اتی فم الغار فانزله ثم قال والذی بعثک بالحق لا تدخله فان کان فیه شئ نزل بی قبلک فدخل فلم یرشیئاً فحمله فادخله وکان فی الغار خرق فیه حیات وافاعی فخشی ابوبکر ان یخرج منهن شئ یوذی رسول اللہ ﷺ فالقمه قدمه فجعلن لیضربنه وتلسعه الافاعی والحیات وجعلت دموعه تتحدر ورسول اللہ ﷺ یقول یا ابابکر لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینة ای طمانیته لا بی بکر فهٰذه لیلة اما یومه فلما توفی رسول اللہ ﷺ وارتدت العرب فقال بعضهم نصلی ولا نزکی وقال بعضهم لا نصلی ولا نزکی فاتیته ولا الوه نصحًا فقلت یا خلیفة رسول اللہ تالف الناس وارفق بهم فقال اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام بماذا اتالفهم أبشعر مفتعل اوبشعر مفتری قبض رسول اللہ ﷺ وارتفع الوحی فواللہ لو منعونی عقا لا مما کانوا یعطون لرسول اللہ ﷺ لقاتلتهم علیه فقال فقاتلنا معه فکان واللہ رشید الامر فهٰذا یومه‘‘ (الدرالمنثور ج۳ص۳۴۱)

میں نے عمر سے کہا کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں۔ میری بات سن کر انہوں نے رونا شروع کر دیا اور کہا اللہ کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن عمر رضی اللہ عنہ کی ساری عمر سے بہتر ہے۔ کیا تمہیں ان کی رات اور دن کے بارے میں بتاؤں؟ میں نے کہا جی ہاں امیر المؤمنین! انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اہل مکہ سے خوفزدہ ہو کر نکلے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ نکلے۔ راستے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ ﷺ کے آگے، کبھی آپ کے پیچھے، کبھی آپ ﷺ کی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب ہو کر چلتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ اے ابوبکر کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا جب خیال آتا ہے کہ کوئی گھات میں نہ بیٹھا ہو تو آپ ﷺ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب سوچتا ہوں کہ پیچھے سے کوئی تعاقب نہ کر رہا ہو تو پیچھے ہو جاتا ہوں۔ اسی طرح دائیں اور بائیں بھی ہو جاتا ہوں۔ مجھے آپ کے بارے میں بے خوفی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ پنجوں کے بل چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاؤں کی انگلیاں زخمی ہو گئیں۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور تیز

چلتے رہے۔ یہاں تک کہ غار کے دہانے پر آ گئے۔ آپ ﷺ کو کندھوں سے اتارنے کے بعد عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ آپ اس غار میں داخل نہیں ہوں گے جب تک میں اندر نہ دیکھ لوں۔ اگر اس میں کوئی نقصان پہنچانے والی شئے ہے تو مجھ کو پہلے نقصان پہنچنا چاہئے۔ چنانچہ وہ پہلے داخل ہوتے ہیں۔ غار میں کچھ نہیں دیکھتے۔ رسول اللہ ﷺ کو اندر بلا لیتے ہیں۔ یہ غار ایسی تھی کہ جس میں ایک سوراخ تھا جس میں سانپ تھے۔ ابوبکر کو خطرہ ہوا کہیں ان میں کوئی رسول اللہ ﷺ کو نقصان نہ پہنچائے۔ لہٰذا انہوں نے اپنا ایک پاؤں اس میں رکھ دیا۔ جیسے ہی انہوں نے اپنا پاؤں رکھا ویسے ہی ان کو سانپوں نے ڈسنا شروع کر دیا۔ تکلیف کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سکینت نازل فرمائی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ان کی رات تھی۔ اب ان کے دن کی بات سنو۔ جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور بہت سے عرب مرتد ہو گئے بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے۔ لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے اور بعض نے کہا کہ ہم نہ نماز پڑھیں گے اور نہ ہی زکوٰۃ ادا کریں گے۔ میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آیا اور ان کے لئے خیر خواہی میں کوئی کمی نہ رکھی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! لوگوں سے محبت اور نرمی کا سلوک کریں۔ انہوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں تو تم بڑے سخت تھے۔ اب اسلام میں داخل ہو کر اتنے نرم ہو گئے؟ کس طرح ان سے محبت کا سلوک کروں؟ کیا ان کو عجیب وغریب یا جھوٹے اشعار سناؤں۔ رسول اللہ ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے۔ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پس اللہ کی قسم اونٹ کی نکیل کی رسی جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اگر انہوں نے وہ بھی روکی تو میں ان سے ضرور قتال کروں گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ مل کر مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کیا۔ اللہ کی قسم وہ معاملے کو صحیح سمجھنے والے تھے۔ پس یہ ان کا دن تھا۔

بخاری مسلم میں مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کی مزید وضاحت موجود ہے اور اسی طرح ہجرت کے بارے میں کتب سیر میں پوری تفصیل ملتی ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ لیکن صرف ایک اور حدیث ان کے بارے میں نقل کی جاتی ہے جس سے پتہ چلے گا کہ امت محمدیہ میں سب سے اونچا مقام ابوبکر کا ہے۔

’’عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بھا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر رضی اللہ عنہ‘‘ (جامع الترمذی ص۲۲۹)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اوپر جس کسی کا بھی احسان تھا ہم نے اس کو اس کا بدلہ دے دیا۔ مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایسا احسان ہے کہ قیامت کے روز اللہ ہی اس کو بدلہ دے گا۔ ہمیں کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا۔

جس کے احسان کا اقرار سید الانبیاء محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کریں اور فرمائیں کہ اللہ ہی قیامت کے روز اس کو جزا دیں گے۔ کیا ان سے زیادہ کوئی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والا ہوسکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہوگا۔ اگر نبوت کسبی ہوتی تو ان سے زیادہ نبوت کا حقدار کوئی اور نہ تھا۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں چند روایات نقل کی جاتی ہے تاکہ اندازہ ہوسکے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت حاصل کی جاسکتی تو وہ بھی کبھی اس سے محروم نہ رہتے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دعاء کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی عزت بڑھانے کے لئے چن لیا تھا۔

آپ دعا فرماتے ہیں: ’’اللھم اعز الاسلام باحب من ھذین الرجلین الیک بابی جھل اوعمر بن الخطاب قال کان حبھما الیہ عمر رضی اللہ عنہ‘‘

(جامع الترمذی ج۲ ص۲۳۱، زوائد ابن حباب ص۵۳۵)

اے اللہ ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے محبوب ہے اس سے اسلام کو عزت دے۔ راوی کا بیان ہے کہ دونوں میں سے عمر رضی اللہ عنہ اللہ کو زیادہ محبوب تھے۔

’’عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ جعل الحق علیٰ لسان عمر رضی اللہ عنہ‘‘

(جامع الترمذی ج۲ ص۲۳۱، ابوداؤد ص۴۱۱، ابن ماجہ ص۱۱، المستدرک ج۳ ص۸۷، زوائد ابن حبان ص۵۳۶)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری کیا ہے۔ یعنی زبان اور دل دونوں پر۔

''عن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب''

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے جو فرمایا کتنا واضح اور صاف ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر سلسلۂ نبوت جاری رہنے والا ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے بعد نبی ہوتے۔

سلسلۂ وحی کا انقطاع

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنتے ہیں تو وہ ایک خطاب فرماتے ہیں، جس کا بڑا اہم حصہ صحیح بخاری میں یوں منقول ہے۔

''ان ناسًا یؤخذون بالوحی فی عهد رسول اللہ ﷺ وان الوحی قد انقطع وانما ناخذکم الأن بما ظهر لنا من اعمالکم فمن اظهر لنا خیراً امناه وقربناه ولیس الینا من سریرته شیٔ اللہ محاسبه فی سریرته ومن اظهر لنا سوءً لم نامنه ولم نصدقه وان قال ابن سریرته حسنة'' (صحیح البخاری ص۳۶۰، ایضاً احمد ج۱ ص۴۱)

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ وحی کے ذریعے پکڑے جاتے تھے۔ بے شک وحی منقطع ہو چکی ہے۔ اب ہم تم سے تمہارے ظاہری عملوں کے مطابق معاملہ کریں گے۔ جس نے ظاہراً ہمارے لئے بھلائی کی ہم اسے امن دیں گے اور مقرب بنائیں گے۔ اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ اللہ ہی اس کا حساب لینے والا ہے، جس نے ہمارے ساتھ ظاہرہ برائی کی۔ وہ ہمارے پاس امن نہیں پائے گا اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے۔ اگرچہ وہ کہے اس کا باطن اچھا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر واضح کر دیا کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں سے ویسا ہی معاملہ کریں گے جو ظاہراً ہمارے سامنے ہوگا۔ اس سلسلہ میں ایک اور روایت نقل کی جاتی ہے۔

’’کان النبی ﷺ یدخل علیٰ ام ایمن فقربت الیه لبناً فاما کان صائماً او اما قال لا ارید فاقلبت تضاحکه فلما کان بعد وفات النبی ﷺ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ لعمر رضی اللہ عنہ انطلق بنا نزور ام ایمن رضی اللہ عنہا کما کان رسول اللہ ﷺ یزورها فلما دخلا علیها بکت فقالا ما یبکیک فما عند اللہ خیر لرسوله قالت ابکی ان وحی السماء انقطع فهیجتهما علیٰ البکاء فجعلت تبکی ویبکیان معها‘‘

(اسد الغابہ ج۷ص۳۰۳، مسلم ج۲ص۲۹۱)

نبی ﷺ ام ایمن کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ وہ آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا کرتی۔ کبھی آپ روزے سے ہوتے یا فرماتے۔ میں پینا نہیں چاہتا تو آپ ﷺ کو ہنسایا کرتی تھیں۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چلو ہم ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کریں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ جب دونوں ان کے پاس آتے ہیں تو وہ رونا شروع کر دیتی ہیں۔ دونوں کہتے ہیں کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ اللہ کے نبی کے لئے کیوں روتی ہیں؟ حالانکہ اللہ کے پاس ان کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ میں تو اس لئے رو رہی ہوں کہ بے شک آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا ہے۔ پس وہ ان دونوں کے سامنے خوب روئیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ روتے رہے۔

ان روایات سے عیاں ہوا کہ وحی کے ختم ہو جانے کے بارے میں صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کو ذرا سا بھی شک وشبہ نہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ وحی کا تعلق نبوت ورسالت سے تھا یا آپ سے پہلے اگر کسی غیر نبی پر بھی نزول ہوا۔ اب وہ قطعی اور حتمی طور پر منقطع ہو گیا ہے۔ کیونکہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ام ایمن کو پتہ ہوتا کہ وحی عارضی طور پر منقطع ہوئی ہے تو ان کو رونے کی ضرورت نہ تھی۔ خلیفہ بنتے ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کا اعلان نہ کرتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ سے نہ کہتے۔

قادیانی نبوت

اگر کہا جائے ٹھیک ہے رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے کہ اطاعت کی بناء پر نبی بننے یا بنائے جانے کے لائق تھے۔ لیکن اللہ کو ایسا منظور نہ تھا۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی نبی نہ بن پایا۔ رہی بات وحی کی تو واقعی رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

لیکن انیسویں صدی کے آخر میں اللہ ہندوستان کے ایک اطاعت گزار بندے پر مہربان ہوا اور اسے نبوت سے نواز دیا۔ آیئے! اس سوال کو حل کرنے کے لئے ہم پھر احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ نے ہمارے لئے کیا راہنمائی فرمائی ہے۔

جو کچھ آپ ﷺ نے ہمارے لئے فرمایا اس پر ایمان لانا ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم ایمان نہیں لائیں گے تو ہم مسلمان کہلوانے اور ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمادیا ہے۔

''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (نجم:۳)'' ﴿ہمارا پیارا اپنی مرضی سے بات نہیں کرتا۔ بلکہ وہی کہتا ہے جو اس کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔﴾

''وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (الحشر:۷)'' ﴿جو رسول اللہ ﷺ دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔﴾

''ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء:۸)'' ﴿جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔﴾

عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

''انا نجد صلوٰۃ الحضر وصلوٰۃ الخوف فی القرآن ولا نجد صلوٰۃ السفر فقال لہ عبداللہ ان اللہ بعث الینا محمداً ﷺ ولا نعلم شیئًا فانما نفعل کما رأینا محمداً ﷺ یفعل (ابن ماجہ)'' ﴿بے شک ہم حضر اور خوف کی نماز تو قرآن میں پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز نہیں پاتے تو انہوں نے جواب دیا۔ بے شک اللہ نے محمد ﷺ کو ہماری طرف مبعوث فرمایا۔ اس حال میں کہ ہم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ بے شک ہم اسی طرح کر رہے ہیں جیسے ہم نے محمد ﷺ کو کرتے دیکھا۔﴾

داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ قرآن میں حکم دیتے ہیں۔ ''ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ (صٓ:۲۶)'' ﴿نفس کی اتباع مت کرنا۔ اگر کرو گے تو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دے گا۔﴾

مسلمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ جو کچھ اسے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ثقہ احادیث کے ذریعے پہنچے اسے اپنا لے۔ اس پر عمل کرے۔ تاویلوں اور اتباع نفس سے بچے۔

جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ شریعت وہی ہے جو پہلے سے موجود رہی ہے کسی نئی شریعت کی بات نہیں کی جاتی تو پھر اس شریعت کو قبول کر لینا چاہئے۔ جس کے بعد کوئی اور نازل ہونے والی نہیں۔ اسی کے مطابق قول وفعل میں مطابقت وموافقت ہونی چاہئے۔ اگر تو شریعت محمدی میں کسی تشریعی یا غیر تشریعی نبی کی گنجائش ہے یا ایسی کوئی حدیث ہے جس سے ایسا ہونا ممکن ہے تو ہم اس کا انکار کیسے کر سکتے ہیں؟ بلکہ یہ تو کفر ہوا۔ بعینہٖ اس کے برعکس اگر شریعت محمدیہ میں کسی تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کی نفی ہے تو اس نفی کا انکار خود بخود کفر ہو جاتا ہے۔ چاہے انکار کرنے والا اپنے آپ کو کتنا ہی اچھا اور پکا مسلمان کیوں نہ سمجھے۔ درحقیقت نکتے کی بات ہی یہی ہے۔

ایک مسلمان اور مومن کے لئے ضروری ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ اس کا عقیدہ بھی درست ہو۔ ''لا الہ الا اللہ'' کے ساتھ ''محمد رسول اللہ'' کی رسالت پر ایمان رکھے۔ رسالت پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا اس کو حق اور سچ مانے۔ اس کے مطابق عمل کرے۔ یہ نہیں کہ ایک طرف تو رسالت کا اقرار ہو اور دوسری طرف آپ کے ارشادات کی مخالفت ہو۔

منافقت

ہمارے ہاں منافقت کا معنی یہ لیا جاتا ہے کہ انسان جو کچھ کہے اس پر عمل نہ کرے۔ یعنی اس کے قول وفعل میں تضاد ہو۔ درحقیقت یہ معنی درست نہیں۔ قول وفعل میں تضاد کو مداہنت یا مخادعت کہا جاتا ہے۔

منافقت وہ ہوتی ہے جب قول وفعل میں مطابقت ہو۔ لیکن نیت نیک نہ ہو۔ قول وفعل میں نہیں بلکہ ظاہر وباطن میں تضاد ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں منافقین آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ روزے رکھتے تھے اور جہاد پر جاتے تھے۔

علامہ حافظ ابن کثیر نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے: ''کان عبداللہ بن ابی سلول کما حدثنی ابن شہاب لہ مقام ویقومہ کل جمعۃ لا ینکر شرفاً لہ من نفسہ ومن قومہ وکان فیھم شریفًا اذا جلس النبی ﷺ الجمعۃ وھو یخطب الناس قام فقال ایھا الناس ھذا رسول اللہ ﷺ بین اظھرکم اکرمکم اللہ بہ

واعزکم به فانصروه وعزروه واسمعوا له واطیعوا ثم یجلس‘‘

(تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۳۶۹، ایضاً سیرت ابن ہشام ج۲ ص۱۰۵)

کہ عبداللہ بن ابی سلول اپنی قوم کا بڑا اور شریف شخص تھا جب نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھتے تو یہ کھڑا ہو جاتا اور کہتا۔ لوگو! یہ اللہ کے رسول تم میں موجود ہیں۔ ان کی وجہ سے اللہ نے تمہارا اکرام کیا۔ عزت دی۔ پس تم ان کی عزت وتکریم کرو اور ان کی مدد کرو۔ آپ ﷺ جو فرمائیں وہ سنو اور آپ ﷺ کی اطاعت کرو۔ پھر وہ بیٹھ جاتا تھا۔

رئیس المنافقین کا یہ معمول تھا۔ یہاں تک کہ اس کا نفاق جنگ احد کے موقعہ پر ظاہر ہوگیا۔ غور فرمایا جائے کہ منافق، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں انہوں نے جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن کا حصہ بنا دیا تا کہ قیامت تک امت محمدیہ کے افراد بھٹکنے اور گمراہ ہونے سے بچ جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے: ’’**اذا جاء ک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله** (المنافقون: ۱)‘‘ ﴿جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔﴾

اس آیت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ منافق بھی ظاہراً رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے تھے۔ دوسری آیت بھی سورۃ منافقون کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منافق آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے۔ ایک غزوہ سے واپسی کے دوران رئیس المنافقین اور اس کے ساتھیوں نے یہ بات کہی۔ ’’**یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل** (المنافقون: ۸)‘‘ ﴿منافق کہتے ہیں کہ اگر وہ مدینہ لوٹے تو عزت والے ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔﴾

سورۃ نساء میں ارشاد ہوتا ہے: ’’**ان المنافقین یخٰدعون الله وهو خادعهم واذا قاموا الی الصلوٰة قاموا کسالیٰ** (النساء: ۱۴۲)‘‘ ﴿بے شک منافق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور اللہ ان سے دھوکا کا معاملہ کرنے والا ہے اور جب وہ نماز کی طرف (یعنی نماز میں) کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔﴾

اس آیت مبارکہ میں منافقین کی نیتوں کی بات کی جارہی ہے کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو اس سے اللہ کو دھوکا دینا مقصود ہوتا ہے۔ ایک طرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور دوسری

طرف اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ یعنی جو حق ہے وہ حق ادا نہیں کرتے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے نمازی ہیں۔ وہ خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔ کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ وہ ان کی نیتوں سے بخوبی واقف ہے جو اللہ کو دھوکا دیتا ہے وہ درحقیقت خود اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔ اللہ اس کو اس کے اپنے دھوکے ہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہاں یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ منافقین نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے ایک مسجد بھی بنائی اور رسول اللہ ﷺ کو اس میں نماز پڑھنے کی دعوت بھی دی۔ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے خود اس کا ذکر فرمایا ہے:

”والذین اتخذوا مسجدًا ضراراً وکفرا وتفریقًا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد انھم لکٰذبون، لا تقم فیہ ابدًا (التوبہ:۱۰۷،۱۰۸)“ ﴿اور وہ لوگ جنہوں نے مومنوں میں تفریق ڈالنے، نقصان پہنچانے، کفر کرنے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پہلے لڑائی کرنے والوں کے لئے گھات میں رہنے کے لئے مسجد بنائی اور وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں۔﴾

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ منافقین نے مسجد قباء کے پاس ایک مسجد بنائی اور اس کو پختہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے غزوہ تبوک پر روانہ ہونے سے پہلے کام مکمل کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس درخواست لے کر آئے کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف لائیں اور ہماری مسجد میں نماز پڑھیں تاکہ اس بات کی سند ہو سکے کہ یہ مسجد اپنی جگہ قابل استقرار و اثبات ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے یہ بیان کیا کہ یہ مسجد ضعیفوں اور کمزوروں کے لئے ہے۔ سردی کی راتوں میں جو بیمار دور کی مسجد میں جا نہیں سکتے ان کی آسانی کی خاطر بنائی گئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مسجد میں نماز پڑھنے سے بچانا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تو سفر پر جانا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو واپسی پر دیکھا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف واپس ہوئے اور مدینہ سے مسافت ایک دن یا اس سے بھی کم رہ گئی تو جبرائیل علیہ السلام مسجد ضرار کے بارے میں خبر لے کر حاضر ہوئے اور منافقین کے راز کو ظاہر کر دیا۔ مسجد قبا کے پاس ایک اور مسجد کو بنانا۔ اس سے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ہی کافروں اور

منافقوں کا مقصود ہے۔ مسجد قبا وہ مسجد ہے جس کی بنیاد روز اوّل سے تقویٰ پر اٹھائی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر پاتے ہی مسجد ضرار کی طرف چند جانثاروں کو بھیجا کہ مسجد ضرار کو منہدم کر دیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۳۸۸)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے ارشاد فرمایا: ''ولو قدمنا ان شاء اللہ تعالیٰ لا تینکم فصلینا لکم فیه''

(تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۳۸۸، ایضاً سیرت ابن ہشام ج۲ ص۵۲۹)

﴿اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ہم واپس لوٹیں تو ہم ضرور تمہارے پاس آئیں گے اور تمہارے لئے اس میں نماز پڑھیں گے۔﴾

جب آپ کو اللہ کی طرف سے حکم ملا کہ اس مسجد میں نماز کی تو بہت دور کی بات ہے۔ آپ نے اس میں کھڑے ہی نہیں ہونا۔ آپ کے حکم سے جب اس مسجد کو گرایا گیا، جلایا گیا، بنانے والے قسمیں کھا رہے تھے کہ ہمارا ارادہ نیکی کرنے کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ جھوٹے ہیں۔ ''انهم لکٰذبون''

سورۂ منافقون میں ارشاد ہوتا ہے: ''واللہ یشهد ان المنافقین لکٰذبون'' ﴿اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔﴾

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اصلی نفاق یہ ہے کہ بظاہر قول وفعل میں مطابق وموافقت ہو۔ ایسے معلوم ہو کہ اہل نفاق بڑے ہی متقی اور پرہیز گار لوگ ہیں۔ کام ان کے بڑے اچھے ہیں۔ لیکن باطنی طور پر کیفیت کچھ اور ہی ہو۔ نیت میں فتور ہو۔

اس سے بڑھ کر فتور اور کیا ہوسکتا ہے کہ کہا جائے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں۔ لیکن نبوت ورسالت کے بارے میں جو آپ نے فرمایا اس کا رد کر دیا جائے۔ ان تمام احادیث کا انکار کر دیا جائے۔ جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو۔ خاتم کے معنی میں رنگا رنگ کی تاویل کی جائے۔ ایسی کتابوں اور ایسے لوگوں کے حوالے دیئے جائیں۔ جن کا ماننا اور تسلیم کرنا مسلمانوں کے لئے فرض نہ ہو۔ ہم نے نہ تو دیکھنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا فرمایا۔ انہوں نے جو فرمایا اس کو نہ ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ وہ جب تک توبہ نہ کرے۔ دوبارہ کلمۂ شہادت نہ پڑھے مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔

نبوت ختم ہوگئی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل بنٰی بنیاناً فاحسنه و اجمله فجعل الناس یطوفون به یقولون مارأینا بنیاناً احسن من هٰذا الا هٰذه اللبنة فکنت انا تلک اللبنة'' (صحیح مسلم ج۲ ص۲۴۸)

کہ میری اور انبیاء علیہم السلام کی مثال ایک شخص کی ہے جس نے ایک عمارت بنائی۔ جیسے اس نے بڑا خوبصورت اور اچھا بنایا۔ بس لوگوں نے اس کے گرد گھوم کر اسے دیکھنا شروع کیا اور انہوں نے کہا۔ ہم نے اس سے اچھی عمارت نہیں دیکھی۔ سوائے اس ایک اینٹ کی جگہ کے یعنی اس میں ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں۔ نبوت کی عمارت میں جو خالی جگہ رہ گئی تھی میرے آنے سے وہ پوری ہوگئی۔

دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: ''فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین'' (صحیح مسلم ج۲ ص۲۴۸)

پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''فانا موضع اللبنة فختمت الانبیاء علیهم السلام'' (صحیح مسلم ج۲ ص۲۴۸)

پس میں وہ اینٹ کی جگہ ہوں اور پس میں نے انبیاء علیہم السلام کے آنے کو ختم کر دیا۔ میں آیا ہی اسی لئے ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کے آنے کے سلسلہ کو ختم کر دوں۔ صحیح مسلم کی ایک اور روایت ہے: ''وانا العاقب الذی لیس بعده نبی'' (صحیح مسلم ج۱ ص۲۶۱)

میں ایسا عاقب ہوں کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

مسلم ہی کے الفاظ ہیں: ''وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون'' (صحیح مسلم ج۱ ص۱۹۹)

میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میرے ساتھ نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا۔

غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کرتے ہیں تو وہ عرض کرتے ہیں۔ ''اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضیٰ ان

تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لیس نبی بعدی‘‘

(بخاری ص ۶۳۳، مسلم ج ۲ ص ۲۷۸)

کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تم میرے بعد اس طرح ہو کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کا بھائی ہارون تھا۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفت قرآن پاک میں یوں بیان فرماتے ہیں: ’’انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصٰدقون (حجرات: ۱۵)‘‘ ﴿بے شک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی لوگ سچے ہیں۔﴾

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت

اگر کہا جائے کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمان سے نازل ہوں گے۔ شریعت محمدیہ کے تابع رہتے ہوئے حکومت کریں گے۔ پھر طبعی طور پر وفات پائیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے ساتھ چھوڑی گئی جگہ میں مدفون ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے۔ جب ان کا نزول ہوگا تو اس وقت بھی نبی ہوں گے۔ شریعت محمدیہ کے تابع رہنے کے باوجود ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا تو پھر نبوت کا سلسلہ کیسے منقطع ہوگیا؟ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو اس حدیث کی حیثیت کیا رہ گئی؟

بظاہر تو یہ اشکال نظر آتا ہے مگر بات بڑی سیدھی اور واضح ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اپنی جگہ بالکل حق اور سچ ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی نہ تھے بلکہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد ان کو نبی بنایا جاتا یا ان کو نبوت سے نوازا جاتا تو پھر واقعی اشکال پیدا ہوتا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے تقریباً چھ سو سال قبل نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ پہلے سے نبوت پانے والے نبی علیہ السلام کے قیامت سے پہلے نازل ہونے سے نبوت کا جاری رہنا ثابت نہیں ہوتا۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمیں کس نے بتایا؟ جس ہستی اقدس نے نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے کا حکم دیا۔ انہیں نے نبوت کے خاتمے کا اعلان فرمایا۔

صحیحین میں باب باندھے گئے ہیں: ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام'' (بخاری ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷، ایضاً ترمذی ج۲ ص۵۶، ابوداؤد طیالسی ج۳ ص۶)

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کا باب۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا:

''قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلاً مقسطاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب (الجزیۃ) ویفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احد حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ اقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھداً'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں ابن مریم ضرور نازل ہوں گے۔ اس حال میں کہ عدل کرنے والے ہوں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ لڑائی اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ مال اتنا ہوگا کہ اس کو کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ، دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہوگا۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر چاہو تو (قرآن میں سے) پڑھ لو۔ اہل کتاب میں ہر ایک ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہ ہوں گے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم'' (بخاری ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۷۸)

اس وقت تمہارا کیا ہوگا جب ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور امام تم ہی میں سے ہوگا۔

عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کہاں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں بھی کوئی ابہام نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ نے جائے نزول کو بھی متعین فرما دیا۔ ''فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرودتین واضعًا کفیہ علیٰ اجنحۃ ملکین''

(مسلم ص۴۰۱، ابوداؤد ص۵۹۳)

پس وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے نزدیک دو زعفرانی چادریں اوڑھے فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ دجال کو باب لد کے پاس قتل کریں گے۔ ان کے زمانے میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا اور انہیں کے سامنے ان کی ہلاکت ہوگی۔ (مسلم ص ۴۰۱، ابوداؤد ص ۵۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۴۹۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صلیب توڑنے کا معنی یہ ہے: ''ای یبطل دین النصرانیة وان یکسر الصلیب حقیقة'' (فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۱)

کہ دین نصرانیت کا ابطال کریں گے اور صلیب کو حقیقتاً توڑ دیں گے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی نقل کیا ہے: ''الحکمة فی نزول عیسیٰ علیه السلام دون غیرہ من الانبیاء الرد علی الیهود فی زعمهم انهم قتلوه یدعو الناس الی الاسلام ویهلک الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام وتقع الامنة فی الارض'' (فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳)

دوسرے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ صرف نزول عیسیٰ علیہ السلام میں حکمت یہ ہے کہ یہودیوں کی اس بات کا رد کیا جائے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گمان کے مطابق قتل کر دیا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے اور اسلام کے علاوہ سب قومیں اور مذاہب اللہ تعالیٰ ختم کر دے گا اور زمین میں امن وامان ہو جائے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا اختصاراً نقل کر دیا گیا ہے اور یہی ہر قسم کے شک وشبہ کو دور کرنے کے لئے کافی شافی ہے۔ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو اپنے زمانے ہی میں طبعی وفات پا چکے ہیں اور جس عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی احادیث میں بشارت ہے وہ میں ہوں تو یہ بات چل نہیں سکتی۔ کیونکہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس میں ایک بھی شرط اور صفت نہیں پائی جاتی جو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں منقول ہے۔

دجالوں کذابوں کے بارے میں آگاہ کرنا

رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں ہی آگاہ فرمایا تھا کہ میرے بعد لوگ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ لہٰذا تم ان سے بچے رہنا اور ان کی بات پر یقین نہ کرنا۔ ارشاد ہوتا ہے:

''انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' (ابوداؤد ص۵۸۴، ترمذی ج۲ ص۵۵)

میری امت میں عنقریب تیس جھوٹے ہوں گے ان میں ہر ایک خیال کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

''لاتقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون دجالاً کلھم یزعم انہ رسول اللہ تعالیٰ'' (ابوداؤد ص۵۹۶، ترمذی ج۲ ص۵۵)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس دجال نہ ظاہر ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔

''کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی سیکون خلفاء'' (بخاری ص۴۹۱)

بنواسرائیل کا معاملہ انبیاء علیہم السلام چلایا کرتے تھے جب بھی ایک نبی فوت ہو جاتے تو دوسرا ان کی جگہ لے لیتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب میرے خلفاء ہوں گے۔

''انکم حظّی من الامم وانا حظکم من النّبیین'' (ابن کثیر ج۲ ص۴۶۷)

امتوں میں تم میرا حصہ ہو اور نبیوں میں سے میں تمہارا حصہ ہوں۔

اس سے بڑھ کر نبوت کے ختم ہو جانے کی وضاحت کیا ہو سکتی ہے؟ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہندوستانی مسیح موعود سے پہلے بھی کئی دجالوں کذابوں نے نبوت کے دعوے کئے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے۔ لہٰذا اپنے دین کی حفاظت فرمائی اور عقیدہ نبوت کو مسخ ہونے سے محفوظ رکھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ اور طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے۔

''یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً'' (منثور ج۳ ص۲۴۰)

کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں کے ساتھ مدفون ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

جن کو حج اور عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جگہ محفوظ ہے۔ لہٰذا جس مسیح موعود کا ذکر احادیث میں پایا جاتا ہے۔ ابھی ان کا ظہور و نزول نہیں ہوا۔ چنانچہ قادیانی مسیح موعود کا شمار بھی انہی میں ہوتا ہے جن کو رسول اللہ ﷺ نے دجال کذاب فرمایا۔

سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جسے دجال کذاب کہیں ہم ان کو مسلمان کہنے کی جسارت کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ تو انگریزی حکومت کی سرپرستی اور ۱۹۷۴ء سے پہلی حکومتوں کی مہربانی تھی کہ قادیانی مسیح موعود کے پیروکاروں کو قانونی طور پر دائرہ اسلام سے خارج نہ کیا گیا۔

مسیح موعود یا مجدد

اگر کہا جائے کہ آپ نے ایسے ہی بحث کو اتنا طول دیا۔ ختم نبوت اور انقطاع وحی کو ثابت کرنے کے لئے اتنے حوالے دیئے۔ حالانکہ جن کو دائرہ اسلام سے خارج کیا گیا ہے۔ ان کا تو یہ عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی تھے۔ ان پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا جو کچھ قرآن و سنت میں ہے اسے وہ حق و سچ مانتے ہیں۔ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ وہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ اس نکتہ کی بھی وضاحت کی جائے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ بظاہر قادیانیوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک کا تعلق ربوہ (چناب نگر) سے ہے اور دوسرے اپنے آپ کو لاہوری کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں دونوں گروہوں میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کچھ کیا یا جس کا دعویٰ کیا ان سب نے اسے تسلیم کیا۔ مرزا قادیانی کے بعد ان کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کے بارے میں بھی سب متفق رہے۔ جھگڑا اس وقت شروع ہوا جب حکیم نورالدین کے بعد خلیفہ ثانی قادیانی کے انتخاب کا وقت آیا۔ لاہوری پارٹی کا خیال تھا کہ خلافت موروثی نہ بنائی جائے بلکہ اہلیت و قابلیت کی بناء پر جاری رہنی چاہئے۔ جیسا کہ حکیم نورالدین کے خلیفہ بنائے جانے کا معاملہ تھا۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے اہل خانہ غالب آئے اور خلافت مستقل طور پر ان کے خاندان میں منتقل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی لاہوری پارٹی نے اپنے نئے مؤقف کا اعلان کر دیا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مجدد مانتے ہیں۔

ماضی قریب میں ربوہ سے ایک کتابچہ ''اک حرف ناصحانہ'' شائع ہوا۔اسی کے حوالے سے ربوہ گروپ کے عقیدہ کی وضاحت ہوجاتی ہے۔

ربوہ والوں کا عقیدہ

''علیہ السلام'' کی اصطلاح کا ذکر کرتے ہوئے صاحب قلم نے لکھا ہے:

جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے ان کو تو بدرجۂ اولیٰ اس کے استعمال کا حق ہے۔کیونکہ وہ تو اپنے مطاع حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو غیر شرعی امتی نبی تسلیم کرتے ہیں۔

اس عبارت کے بعد کسی مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ربوہ والوں کے نزدیک مرزا قادیانی نبی تھے۔لہٰذا ان کا ختم نبوت پر ایمان نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے بار بار جو فرمایا:''لانبی بعدی ''یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کو جھٹلا دیا۔آپ ﷺ کے ارشاد کو جھٹلانے والا آپ کو ماننے والا کیسے ہوسکتا ہے؟ جو آپ کو ماننے والا نہیں وہ مسلمان کہلانے کا مستحق کیونکر ہوسکتا ہے؟

لاہوری گروپ کے دعویٰ کی حقیقت

رہی بات لاہوری مرزائیوں کی تو ان کے لئے ہمیں ان کے عقیدہ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ مرزا قادیانی کے دعوے کو دیکھنا ہے جس کے زمانے میں یہ اس کو اپنا امام وپیشوا تسلیم کرتے تھے۔اس کے کسی بھی الہام ووحی کو غلط اور جھوٹ تصور نہیں کرتے تھے۔اس گروپ کے لیڈر اس کی سچائی کی وکالت کرتے ہوئے تھکتے نہیں تھے۔

ایک مرتبہ پھر''اک حرف ناصحانہ'' ہی کا حوالہ دیا جاتا ہے۔اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک تقریر کا حصہ منقول ہے۔ان ہی کے الفاظ ہیں:

''میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسماعیل علیہ السلام سے اسحاق علیہ السلام سے اور یعقوب علیہ السلام سے اور یوسف علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہی کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور سب سے زیادہ پاک وحی نازل کی۔ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا ہے مگر یہ شرف محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت میں نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر

دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ ص۲۶، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ ان کو بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح اللہ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا۔ جس سے لازم آتا ہے کہ وحی منقطع نہیں ہوئی۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی صف میں واضح طور پر کھڑا کرلیا۔

مزید وضاحت کے لے مرزا قادیانی کے چند دعوے نقل کئے جاتے ہیں: ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔‘‘ (ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

’’میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا تھا۔‘‘

(فتاویٰ احمدیہ ج۱ ص۱۵۱)

خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ (نزول المسیح ص۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۶)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین اردو ص۵۳، تتمہ حقیقت الوحی ص۴۹، خزائن ج۲۲ ص۴۸۳)

’’جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفیٰ ﷺ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں جانا اور نہیں پہچانا۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

’’جو میری جماعت میں داخل ہوگیا وہ صحابہ میں داخل ہوگیا۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

’’خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبیوں پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

ان دعووں کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ مرزا قادیانی نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے مرزا قادیانی کی ایسی تقریریں یا عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے ان کے دعویٰ نبوت کی نفی ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ ایسی تمام تقریریں اور عبارتیں دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہیں یا لوگوں کو الجھانے کا ایک طریقہ تھا۔ جسے وقتاً فوقتاً اپنایا گیا تھا۔

آخری فیصلہ

آخر میں مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ نقل کیا جاتا ہے جو کہ انہوں نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے درمیان اللہ تعالیٰ سے چاہا۔ یہ آخری فیصلہ کا اشتہار مرزا متعدد احتساب کی جلدوں میں آ گیا ہے۔ یہاں سے خذف کر دیا ہے۔ مرتب!

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی کی خواہش کے مطابق ان کی دعا کو ۲۵؍مئی ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں شائع کر دیا۔ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے جس خلوص سے دعا مانگی وہ رنگ لایا۔ اللہ خیر الفاتحین نے فیصلہ حق صادر فرمایا۔ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں صادق کی زندگی میں مفتری اور کذاب کو دنیا سے اٹھا لیا گیا اور حضرت مولانا امرتسری مارچ ۱۹۴۸ء تک اللہ کے فضل و کرم سے باحیات رہے۔

آخری فیصلہ نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لاہوری پارٹی کی حقیقت سے آگاہی ہو جائے۔ جب آخری فیصلہ چاہنے والا خود اپنے آپ کو مسیح موعود اور مبعوث منجانب اللہ کہے تو ان کے مجدد کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ لاہوری اور ربوہ گروپ درحقیقت اندر سے ایک ہی ہیں۔ لیکن لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کی ایک تدبیر ہے۔ ایک غیر تشریعی، ظلی اور بروزی نبی کہتا رہے اور دوسرا مجدد کا لفظ کیا کسی مجدد نے اپنے ماننے والوں کو ایسے بھی کہا ہے؟

''کل مسلم یقبلنی ویصدقنی دعوتی الا ذریۃ البغایا''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸)

کنجریوں کی اولاد کے علاوہ ہر مسلمان نے مجھے مان لیا اور میری دعوت کی تصدیق کی۔

ان کے مجدد نے اپنے مخالفین کے بارے میں جو غلط زبان استعمال کی اس کا یہ محل نہیں ہے۔ یہ تو ایک علمی جائزہ ہے۔ مرزا قادیانی نے جو کچھ کہا، لکھا یا جس کا دعویٰ کیا۔ ہمارے سلف صالحین علماء کرام نے اس کا محاسبہ کیا کہ آخری فیصلے تک نوبت پہنچ گئی۔

غیر مسلم قرار دیئے جانے کی وجہ

بات تو صرف اتنی ہے کہ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو اس لئے غیر مسلم قرار دیا گیا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد نبی تھے۔ ان کو اللہ سے ہم کلام ہونے، اللہ سے وحی اور الہامات پانے کا شرف حاصل تھا۔ ظلی، بروزی اور غیر تشریعی کے الفاظ بڑھانے سے حقیقت

تبدیل نہیں ہوتی۔ اسلامی تعلیم کی رو سے سلسلہ نبوت اور وحی ختم ہو چکا ہے جو کوئی دعویٰ کرے گا کہ اس پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ وہ دجال، کذاب، مفتری ہوگا۔

امت محمدیہ اسے ہرگز مسلمان نہیں سمجھے گی۔ یہ امت محمدیہ کا اپنا خود ساختہ فیصلہ نہیں بلکہ شفیع امت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ رہی یہ بات کہ اگر آپ ان کو مسلمان ماننے کو تیار نہیں تو نہ مانیں۔ لیکن ان کی مساجد میں اذان بند کروانے، مسجد کا نام تبدیل کروانے اور دوسری اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے رکوانے والی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں منافقین کا جو انداز تھا وہ عرض کیا جا چکا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی مسجد کو برداشت نہ کیا۔ اپنے پیارے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ اس میں کھڑے بھی نہیں ہونا۔ ان کو اس کی اجازت نہ ملی جو بظاہر آپ کے نبی ہونے پر گواہی دیتے تھے۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور جہاد پر جاتے تھے تو ان کو کیسے اجازت دی جا سکتی ہے جو اپنی الگ جماعت بنائیں۔ جماعت کے امام کو نبی مانیں۔ نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہیں کسی مسلمان کے جنازے میں شریک نہ ہوں۔ اگر حقیقی طور پر قرآنی تعلیم پر عمل کیا جائے تو وہ مسجد بنا ہی نہیں سکتے۔

اگر اس پر عمل نہ کیا جائے تو ایک عام مسلمان کو کیسے تمیز ہوگی کہ یہ قادیانیوں کی عبادت گاہ ہے یا عام مسلمانوں کی مسجد۔ جب قانونی طور پر ان کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے تو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت دینا، اپنے اندر تضاد پیدا کرنا ہے۔ قولی طور پر غیر مسلم مگر عملی طور پر مسلمان۔ اللہ تعالیٰ اس تضاد سے ہمیں محفوظ رکھے۔

قادیانی جماعت کی تشکیل کا پس منظر

درحقیقت قادیانی جماعت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کا ایک پس منظر ہے۔ انگریز کو مسلمانوں کے جذبۂ جہاد سے بڑا خوف تھا۔ لہٰذا اس نے ایک ایسے شخص کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا جو ان کا بڑا ہی وفادار تھا۔ ایک اور بھی نمایاں پہلو اس کا یہ تھا کہ مسلمانوں کو آپس میں مصروف کر دیا جائے۔ ایسے الجھاؤ میں الجھایا جائے کہ انگریز کی طرف دیکھنے کی فرصت ہی نہ ملے۔ انگریزی حکومت کی پالیسی کو سمجھنے کے لئے ہمیں ایک تحریک کو بھی پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ جس کا آغاز ۱۸۲۰ء میں امریکہ میں ہوا۔

MORMONS

JOSEPH SMITHS TESTIMONY کے مطابق جب جوزف سمتھ پندرہ سال کا تھا تو وہ عبادت کے لئے اپنے گھر کے پاس ایک جنگل میں نکلا۔ وہاں اس کے پاس دو بزرگ ہستیاں (جن کی چمک دمک اور نورانی چہروں کی خوبصورتی بیان نہیں کی جاسکتی) آئیں۔ ان میں سے ایک نے اس سے گفتگو کی اور ساتھ ہی دوسرے سے کہا۔ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ یہ MATTHEW کی انجیل کے الفاظ ہیں جو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔

پھر جوزف سمتھ سے کہا گیا کہ انجیل کا نفاذ صحیح طور پر ہو نہیں رہا۔ لہٰذا اس کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ وہ صحیح معنوں میں اس پر عمل کروائے۔

چنانچہ نیویارک کے قریب SENEA کونٹی میں FAYETTE کے مقام پر RESTORED CHURCH کے نام پر ادارہ قائم کیا گیا جس کے ارکان کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی۔ لیکن اسی اعتبار سے ان کی مخالفت بھی ہونے لگی۔ جس کے نتیجہ میں ۱۸۴۴ء میں جوزف سمتھ کو مشتعل ہجوم نے ILLINOIS کے مقام پر قتل کر دیا۔

اس کے بارہ شاگردوں میں سے پہلا شاگرد BRIGHAM YOUNG اس کے پیروکاروں کو لے کر SALTLAKE CITY آ گیا۔

جوزف سمتھ نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے خاص شاگردوں کی تعداد بارہ ہی رکھی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اللہ کی طرف سے مامور تھے۔ آج کی موجودہ قیادت کا ڈھانچہ وہی ہے اور ان کے بارے میں بھی یہی ایمان ہے کہ وہ سب اللہ کی طرف سے حکم پاتے ہیں۔ اللہ ہی ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ منقطع نہیں ہوا۔

بارہ رسول ہی اپنا سربراہ منتخب کرتے ہیں۔ جب ایک فوت ہوتا ہے تو بارہ میں جگہ پانے والوں میں سے کسی ایک کا انتخاب ہو جاتا ہے۔ اس تحریک میں شامل ہونے والوں کو MORMONS کہا جاتا ہے۔ جب کہ ان کا صحیح نام THE LATTER DAY SAINT ہے۔

جب عام عیسائی ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تو

وہ عیسائیوں میں مقبول ترین عقیدہ کے مطابق جواب دیتے ہیں کہ اللہ باپ ہے۔عیسیٰ علیہ السلام اس کے بیٹے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام HOLYGHOST ہیں۔

(MORMONS) مورمنز باپ سے بیٹے کے حوالے سے دعا کرتے ہیں۔ان کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور دنیا میں حکومت کریں گے۔

بائبل ہی کو مقدس کتاب تسلیم کرتے ہیں۔لیکن اس کے ساتھ BOOK OF MORMONS پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

ان میں پہلے ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت تھی۔لیکن اب امریکن قانون کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں۔یعنی ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

ان کا یہ ایمان ہے کہ ہر انسان اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا۔اپنے عمل کے مطابق جزا و سزا پائے گا۔آدم علیہ السلام کی غلطی کی وجہ سے کسی کو کوئی سزا نہ ہوگی۔MORMONS صحت کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔اسی وجہ سے ان کے ہاں تمباکو نوشی، شراب کا پینا ممنوع ہے۔چائے اور کافی بھی نہیں پیتے۔ان کے ہاں تبلیغ کے لئے کوئی خاص گروہ نہیں ہوتا۔بلکہ ہر شخص جو منبر پر کھڑا ہونے کی اہلیت رکھتا ہو لوگوں سے خطاب کر سکتا ہے۔وہ اپنے بچوں کی دینی اور دنیوی تعلیم پر خاص توجہ دیتے ہیں۔بچوں کو تبلیغ میں ماہر بنانے کے لئے اپنے خرچے پر بیرون و اندرون ممالک بھیجتے ہیں۔دو سے تین سال یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ضبط تولید ان کی تعلیم میں شامل نہیں۔

چرچ کی خاطر اپنی کمائی کا دس فیصد ہر شخص نکالتا ہے۔ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہفتے میں کچھ نہ کچھ وقت چرچ کے لئے وقف کرے۔جوزف سمتھ کی تحریک کا ہندوستان میں چلائی گئی قادیانی تحریک سے موازنہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوگا کہ اصولی طور پر ان دونوں میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔

جوزف سمتھ نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لے کر آیا بلکہ انجیل ہی کو صحیح طور پر نافذ کرنا چاہتا ہے۔یہ ذمہ داری خدا نے خود اسے سونپی ہے۔عیسائیوں کا جو عام مقبول عقیدہ ہے اس نے عام لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے اسی کے مطابق بات کی۔اس وقت امریکہ میں چلائی گئی تمام تحریکوں میں وہی تحریک منظم اور کامیاب نظر آتی ہے اس لئے کہ اس تحریک سے وابستہ لوگ عام عیسائیوں سے بہت زیادہ مذہبی اور کردار کے اچھے دکھائی دیتے ہیں۔

SALT LAKE UTAH سٹیٹ میں ۷۲ فیصد ان کی آبادی ہے۔

CITY میں ان کی اپنی یونیورسٹی، اپنا ریڈیو سٹیشن اور اپنا ٹی.وی سٹیشن اور اپنا اخبار ہے۔ دنیوی تعلیم میں یہ لوگ پیش پیش نظر آتے ہیں۔ حکومتی سطح پر بھی اعلیٰ نوکریوں پر فائز ہیں۔ دنیا کے مختلف مقامات پر سات ہزار سے زیادہ ان کے اپنے چرچ ہیں اس وقت ان کی تعداد چالیس لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔

چونکہ امریکی حکومت لادین ہے۔ اس لئے ان کو وہاں پھیلنے پھولنے کے مواقع میسر ہیں۔ آغاز میں ان پر بڑی سختی کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں ان کو ترک وطن کرنا پڑا۔ بالآخر جوزف سمتھ کو قتل کر دیا گیا۔

اس وقت سالٹ لیک سٹی میں ان کا بہت بڑا مرکز ہے۔ جہاں سے تمام دنیا کے مختلف ملکوں میں ان کے نمائندے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ مسلمان ملکوں میں کام کرنے کا ان کا ایک منظم پروگرام ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ان کا ایمان ہے۔ اسی وجہ سے وہ مسلمانوں کو اپنے قریب پاتے ہیں اور ان کو قریب لانے کا پروگرام رکھتے ہیں۔

حال ہی میں سالٹ لیک سٹی سے ایک کتاب MORMONS AND MULSLIMS شائع ہوئی ہے۔

قادیانی تحریک کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہی بات وہاں نظر آتی ہے۔ مرزا غلام احمد نے کسی نئی شریعت لانے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اسلام کو صحیح طور پر نافذ کرنے، اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے، وحی اور الہامات وصول کرنے کا انہوں نے بار بار اعلان کیا۔ ان کے بھی ماننے والے دینی اور دنیوی تعلیم پر خاص توجہ دیتے ہیں۔ ان کے بچے اپنے مذہب کو خوب اچھی طرح سمجھ کر دوسروں کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے مذہب کی خاطر اپنا قیمتی وقت دیتے ہیں۔ اپنی کمائی کا مخصوص حصہ بیت المال میں جمع کرواتے ہیں۔ اپنے سکول اور یونیورسٹیاں بنانا اور اپنے گروہ کو ہر طرح سے منظم کرنا ''مورمنز'' ہی کی نقل ہے۔

گمان اغلب ہے کہ ہندوستان میں قادیانی تحریک ''مورمنز'' تحریک کو سامنے رکھتے ہوئے چلائی یا چلوائی گئی جو اب پاکستان میں دم توڑ چکی ہے۔ انگریزوں کا خیال تھا کہ قادیانیوں کو تعلیمی میدان میں آگے لا کر حکومت میں زیادہ سے زیادہ جگہ دی جائے تاکہ مسلمانوں کی طرف سے جہاد کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کی ممانعت کا فتویٰ یوں دیا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(درثمین اردو ص ۳۰، تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷، ۷۸)

یہاں مرزا قادیانی کے خاندان کی انگریزی سرکار سے دوستی اور وفاداری کو بھی پیش نظر رکھ لیا جائے تو معاملے کی تہ تک پہنچنے میں بڑی آسانی ہو جائے گی۔ الحکم کے ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی نے ''سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ'' میں مرزا قادیانی کے خاندان کی خدمات کا ذکر درج ذیل عنوان کے تحت کیا ہے۔

مفسدہ ۱۸۵۷ء میں خدمات

جب ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا اور ملک میں ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو گیا۔ اس وقت بعض لوگوں کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ وہ اپنی گمشدہ ریاستوں کو غدر کی آڑ میں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ مگر مرزا قادیانی نے اس حالت میں بھی سرکار انگریزی کے ساتھ سچی وفاداری اور دوستی کا پورا ثبوت دیا اور اس عہد دوستی کو ایسا نبھایا کہ وہ آج تک ایک قابل قدر خدمت سمجھی جاتی ہے۔ اس مفسدہ کے وقت بھرتی میں مدد دینے کے علاوہ پچاس گھوڑے مع ساز وسامان وسواران اپنے خرچ سے سرکار انگریزی کو دیئے اور آپ کا بڑا صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت لڑ رہا تھا جب کہ افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر نمبر ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہ تیغ کیا۔ جنرل نکلسن صاحب بہادر نے مرزا غلام قادر صاحب کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا تھا کہ: ''۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا ہے۔''

غرض حضرت مرزا غلام مرتضی صاحب اپنے زمانۂ حیات میں حکومت کے پورے فرمانبردار اور وفادار دوست تھے۔ گورنمنٹ نے ان کی خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا اور مرزا قادیانی موصوف گورنمنٹ کے حکام اور عہدہ داروں کی نظر میں ایک مؤقر اور معتمد دوست سمجھے جاتے

تھے۔ دربار گورنری میں انہیں کرسی دی جاتی اور ان کی تحریروں پر عزت کے ساتھ غور کیا جاتا تھا۔ حکام نے جو چٹھیات انہیں وقتاً فوقتاً لکھی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دلی جوش سے لکھی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیر خواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہیں ہو سکتی ہیں۔

(حیات النبی یعنی سیرت حضرت مسیح موعود ص ۳۳، مطبوعہ مورخہ ۷/اکتوبر ۱۹۱۵ء)

چنانچہ مرزا قادیانی کا جہاد کے خلاف فتویٰ دینا بھی انگریزی سرکار کو اپنی وفاداری ہی کا یقین دلانا تھا۔ اس سے بڑھ کر انگریزوں کو اور کیا چاہئے تھا؟ یہی وجہ تھی کہ انگریزوں نے مرزائیوں کی بھرپور سرپرستی کی۔ ان کو جتنی مراعات دی جاسکتی تھیں، دیں۔

اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن پاک میں حکم دیا: ''یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم (تحریم: ۹)'' ﴿اے نبی کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔﴾ لیکن ہندوستانی نبی نے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔

یہ مضمون اس لئے نہیں لکھا گیا کہ اس میں مرزائیت کے اعتقادات اور تعلیم کا احاطہ کیا جائے۔ ہمارے سلف صالحین نے مرزا قادیانی کے زمانے ہی میں ان کی تمام تحریروں اور تقریروں کا محاسبہ کیا۔ ان کی تمام کتب کے مناسب اور بروقت جواب دیئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں وہ تمام کتب شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔ بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اگرچہ اس کے ساتھ ظلی، بروزی اور غیر تشریعی کا موقعہ محل کی مناسبت سے اضافہ بھی ہوتا رہا۔ لیکن مسیح موعود تو واضح طور پر وہ اپنے آپ کو کہتے اور لکھتے رہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی نفی کر دی اور خود ان کی جگہ مسیح موعود بن بیٹھے۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے کشمیر میں فوت ہونے کی خبر بھی دے دی۔ یہ سب باتیں امت محمد یہ کے عقائد راسخہ سے ٹکراتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص کے دعویٰ کی بناء پر قرآن وسنت اور اجماع امت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے کے ساتھ جو سلوک ہونا چاہئے تھا وہ بہت دیر بعد ہوا۔

ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جو چاہے سوچے اور اپنی سوچ کے مطابق عمل کرے۔ لیکن کسی کو یہ حق نہیں کہ مقام نبوت ورسالت میں خلل اندازی کرے۔ نبوت کے بارے میں دنیا کے تمام مسلمانوں کا جو عقیدہ ہے۔ اس کو مسخ کرے۔ جب بھی کسی نے ایسی جرأت کی مسلمانوں نے فوراً اس کا سدباب کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ایک مغالطہ

ساری بحث کا جائزہ لینے کے بعد شاید یہ بات بھی ذہن میں آئے کہ مرزائیوں میں بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں جو دین و دنیا سمجھتے ہیں۔ قرآن وسنت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کیا ان کی سمجھ میں اتنی موٹی اور واضح بات نہ آئی کہ سلسلۂ وحی ونبوت ختم ہو گیا ہے؟ خاتم النّبیین ﷺ نے اپنے بعد کسی امتی کے اللہ سے ہم کلام اور مخاطب ہونے کے امکان کو ہی یوں ختم فرمادیا ہے۔

''قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر (بخاری ص ۵۲۱) ''﴿بے شک تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد تھے جن سے اللہ ہم کلام ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ نبی نہ ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا ہونے والا ہوتا تو عمر ہوتے۔﴾

دوسری روایت کے مطابق: **''لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر** (بخاری ص ۵۲۱) ''﴿بے شک تم سے پہلے جو امتیں ہوئیں ہیں ان میں ایسے لوگ تھے جن پر الہام ہوتا تھا۔ اگر میری امت میں کوئی ایسا ہونے والا ہوتا تو عمر ہوتے۔﴾

رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کے باوجود انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تصدیق کی۔ ان کی تعلیم کو اپنایا۔ امت مسلمہ کے متفق علیہ مسئلہ سے اختلاف کیا۔ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی، موجودہ حکومت کے فیصلوں اور اجماع امت کی پروانہ کی۔ اپنے عقائد پر ڈٹے رہے۔ صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا۔ لہٰذا اس کے پیچھے کچھ نہ کچھ صداقت تو ضرور ہوگی۔

اس کا جواب بڑا سیدھا سا یوں ہے کہ اس وقت دنیا میں اکثریت پڑھے لکھے لوگوں کی غیر مسلم ہے۔ بڑے بڑے دانشوروں نے اسلام کو قبول نہ کیا اور نہ ہی کرتے ہیں۔ کیا ان دانشوروں کی دانش کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے اسلام کے ٹھکرانے کے فیصلے کو صحیح قرار دیا جائے گا؟ ظاہر ہے جواب نفی میں ہوگا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر انسان کو ہدایت اپنانے یا ٹھکرانے کا اختیار دے رکھا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''**فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر** (الکھف: ۲۹) ''﴿جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔﴾

اللہ نے لوگوں کو ایمان لانے کا مکلّف نہیں بنایا بلکہ جزا وسزا کے بارے میں آگاہ فرمایا جو ایمان لائیں گے وہ جنت کے مالک بن جائیں گے اور جو کفر پر ڈٹے رہیں گے جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔

اس نے قانون بنادیا: ''یھدی الیہ من ینیب (الشوریٰ:۱۳)'' ﴿ہدایت اس کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔﴾

''ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیراً (النساء:۱۱۵)'' ﴿ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد جو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے اور مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلتا ہے تو ہم اسی طرف لگا دیتے ہیں۔ پھر اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔﴾

اللہ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ اور کتاب مبین کے ذریعے ساری دنیا کے لوگوں کو سیدھی راہ دکھادی۔ اب لوگوں کا کام ہے۔ چاہے اپنی دنیا سوار کر آخرت کو تباہ کرلیں یا آخرت کو سنوارنے کے لئے دنیاوی زندگی میں کوشاں ہوجائیں۔

شیطان ابلیس نے جن ہوتے ہوئے ''کان من الجن (الکھف:۵۰)'' اللہ کی بندگی عبادت کر کے ملائکہ میں مقام شرف حاصل کرلیا۔ لیکن جب اللہ کی طرف سے حکم ملتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو وہ لعین ومردود حکم کی تعمیل نہیں کرتا بلکہ اپنی فضیلت کا پرچار کرتا ہے۔

اللہ نے جو معاملہ اس کے ساتھ کیا اسے خود ہی قرآن حکیم میں بیان فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے: ''یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین. قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین. قال فاخرج منھا فانک رجیم. وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین. قال رب فانظرنی الیٰ یوم یبعثون. قال فانک من المنظرین. الیٰ یوم الوقت المعلوم. قال فبعزتک لا غوینھم اجمعین. الا عبادک منھم المخلصین (صٓ:۷۵)'' ﴿اے ابلیس جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو بلند مرتبہ والوں میں سے تھا۔ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس (آدم علیہ السلام) کی تخلیق مٹی سے کی۔ اللہ نے فرمایا نکل جا جنت سے پس تو راندہ ہوا ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہوگی۔ شیطان نے کہا اے رب مجھے اس دن تک مہلت دے دے جس دن (انسان) اٹھائے جائیں گے۔ اللہ نے فرمایا بے شک تجھے مہلت دے دی گئی جو وقت معلوم تک

ہوگی۔ شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم میں ان تمام کو ضرور گمراہ کردوں گا۔ سوائے تیرے مخلص بندوں کے جو ان میں ہوں گے۔﴾

ان آیات مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ نافرمانی کی وجہ اس کا تکبر تھا۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے آپ کو ارفع واعلیٰ سمجھا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نہ آئی کہ جس سجدے کا اسے حکم دیا گیا وہ سجدہ آدم علیہ السلام کو نہ تھا بلکہ یہ درحقیقت اللہ کے حکم کی بجاآوری تھی۔

جب جنت سے نکل جانے کا حکم ملتا ہے تو پھر بھی اپنی اصلاح نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے بجائے قیامت تک ڈھیل کا طلب گار ہو جاتا ہے۔ اپنی سوچ پر ڈٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب ڈھیل مل جاتی ہے تو قسم کھا کر آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو گمراہ کرنے کی تحریک کا اعلان کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اقرار کرتا ہے کہ تیرے مخلص بندوں پر میرا داؤ نہیں چلے گا۔

انسانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مخلص بندوں کی تعداد دنیا میں ہمیشہ ہی کم رہی ہے۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کی پیروی اور اطاعت کرنے والے تھوڑے ہی رہے ہیں۔ بڑے بڑے عقلمندوں نے ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور ان کا مذاق اڑایا۔ سیدھی راہ پر قائم رہنا اللہ کے فضل وکرم کے بغیر ممکن نہیں۔ اس شخص پر اللہ کی کمال مہربانی ہے جس کو اس نے بھٹکنے اور گمراہ ہونے سے بچایا۔ چنانچہ ہدایت کو اپنانا اور اس پر قائم رہنا۔ اس کا معیار انسانی عقل نہیں بلکہ نبوت اور قرآن وسنت ہے۔ کیونکہ جہاں دنیا کے تمام عقلمندوں کی عقلوں کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا۔

”ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ“ (موطاامام مالک، کتاب الجامع باب النہی عن القول بالقدر ص ۶۴۸، طبع مصر)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ہے۔

آخر میں ان حضرات سے درخواست ہے جو مقام نبوت سے ناواقفیت کی بناء پر گمراہ ہوئے یا بہکائے گئے کہ اپنے عقیدے کا ازسرنو جائزہ لیں۔ صدق دل سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مولا کریم ان کو صحیح راہ دکھا کر اس پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

”واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین“

پاکستانی شمسی توانائی کا نظام

تباہ کر دیا گیا

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام آباد (ضیاء اقبال شاہد خبر نگار خصوصی) حد درجہ ذمہ دار ذرائع نے پاکستان میں شمسی توانائی کے منصوبوں کو ناکام بنانے کی ایک سازش کا انکشاف کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس سازش میں کئی ملکی اور غیر ملکی عناصر شامل ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان سارے معاملات کا جائزہ لے رہی ہے اور عنقریب ہی سنسنی خیز انکشافات کی توقع ہے۔ ذرائع کے مطابق اس سازش میں مرکزی کردار ایک ہندو تاجر اور ایک خاتون سائنس دان نے ادا کیا ہے۔ پاکستان کے خلاف اس عالمی سازش کا ابتدائی انکشاف اسلام آباد میں پاکستان ایٹمی توانائی کمیشن کے سائنس دانوں کے ایک اجتماع میں اس وقت ہوا جب ایک وزیر مملکت کی موجودگی میں پاکستان کے ایک ممتاز سائنس دان نے اس سکینڈل کا ایک واضح اشارہ دیا۔

اسلام آباد میں وزیر مملکت سردار آصف احمد علی کی صدارت میں پاکستان نیوکلیئر سوسائٹی کا اجلاس جاری تھا کہ ممتاز سائنس دان ڈاکٹر عتیق مفتی اپنی نشست پر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا کہ ۸۴ کروڑ ڈالر کی اس سازش پر بھی غور کیا جائے جو سی.آئی.اے کے ایک لیٹر پر ایکفیک کمپنی کو توانائی کے شعبہ میں ایک ٹھیکہ دینے سے شروع ہوئی اور یہ سازش بھی ایک ہندو نے ترتیب دی تھی۔ وفاقی وزارت سائنس وٹیکنالوجی کے سب سے سینئر سائنس دان ڈاکٹر عتیق مفتی کے اس سوال پر اجلاس میں سناٹا چھا گیا۔ تاہم کسی نے ان کے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ بعدازاں نمائندہ جنگ نے اس اہم سائنس دان سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ اس معاملے پر میری زبان نہ کھلوایئے۔ میں نے ایک لفظ بھی آپ کو بتایا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ مجھے منظر سے ہٹانے کے لئے مجھ پر پہلے ہی دو حملے کئے جا چکے ہیں۔ مجھے ابھی خاموش رہنے دیجئے۔ ان الفاظ کے ساتھ سابق ڈائریکٹر جنرل نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی اور موجود ممبر پاکستان سائنس فاؤنڈیشن ڈاکٹر عتیق مفتی کی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے اور وہ اچانک کانفرنس ہال سے غائب ہو گئے۔ عالمی شہرت یافتہ سائنس دان اور حکومت پاکستان کے گریڈ ۲۱ کے یہ افسر پاکستان کے ساتھ ہونے والی اس واردات کی مزید تفصیلات بتانے سے انکاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بہت جلد صدر غلام اسحاق خان کو ایک

تفصیلی خط میں توانائی کے شعبہ میں پاکستان کے خلاف ہونے والی اس سازش سے پردہ اٹھاؤں گا۔اس اہم قومی معاملے پر جنگ کی آزادانہ تحقیق کے نتیجہ میں سنسنی خیز انکشافات ہوتے ہیں۔حد درجہ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی این۔آئی۔ایس۔ٹی کے ذریعہ پاکستان میں سولرسیلوں اور فوٹو وولٹک سیلوں میں تجارتی پیمانے پر تیاری کو روکنے کی جس سازش کا ڈراپ سین اب سامنے آیا ہے اس کا آغاز ایک عشرہ پہلے ایک عالمی اجارہ دار ملک کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اب ان عالمی اجارہ داروں کے مقاصد پورے ہوگئے ہیں۔ اب این۔آئی۔ایس۔ٹی کی تمام مشینیں اور سائنسی آلات تقریباً بے کار ہوگئے ہیں اور پاکستان شمسی توانائی کی ٹیکنالوجی سے محروم ہوگیا ہے۔

ذرائع نے بتایا ہے کہ ۱۹۹۳ء میں اقوام متحدہ کے فنڈز کے ذریعہ سلیکون ٹیکنالوجی کے لئے تعمیر ہونے والی ایک عظیم الشان بلڈنگ کا افتتاح اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے کرنا تھا۔مگر مبینہ طور پر وزارت سائنس کے اعلیٰ افسروں نے ڈیڑھ کروڑ روپے خورد برد کر لئے اور اس متعلقہ سائنس دان پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ نامکمل بلڈنگ کو مکمل قرار دینے کا سرٹیفکیٹ جاری کریں۔سائنس دان کے انکار پر اسے مختلف نوعیت کی انتظامیہ کی طرف سے اذیتیں پہنچائی گئیں۔تاہم پاکستانی سائنس دانوں نے سلیکون ٹیکنالوجی سے متعلق اقوام متحدہ کے مالی تعاون سے کام جاری رکھا اور سولرسیل بنانے کے پیچیدہ طریقہ کار کو دس سے بارہ گنا آسان بناتے ہوئے پاکستان میں عالمی منڈی کے مقابلے میں ۳۰ فیصدی کم اخراجات سے سولرسیل بنا کر دکھا دیئے۔ یہ سائنس دان نیشنل انسٹیٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی قائم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی امداد سے پہلے اپنے گھروں سے میز کرسیاں اٹھالائے اور مانگ تانگ کر لیبارٹری قائم کی۔مگر پاکستانی سائنس دانوں کی ان کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے سابق صدر ضیاء الحق کے دور کے آخری دنوں سے ملک کے اندر اور باہر سازشوں پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا جو اب بھی جاری ہے۔امریکہ میں مقیم ایک خاتون ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز نے اعلیٰ ترین پاکستانی حکام کے ساتھ رابطہ قائم کیا۔اس خاتون کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق قادیانی گروہ سے ہے۔امریکہ میں ورجینا پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کی سربراہ

اس خاتون نے پاکستانی حکام کے سامنے ایک اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا اور بتایا کہ وہ پاکستان میں سلیکون ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے کروڑوں ڈالر کی سرمایہ کاری لائے گی۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز کو پاکستان میں پہلی مرتبہ نتھیا گلی میں ہونے والی ایک پاکستان سائنس کانفرنس میں ممتاز سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام اور ایٹمی توانائی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد نے پاکستانی سائنس دانوں سے متعارف کرایا۔

ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز نے پاکستان آتے ہی سیاست دانوں اور اعلیٰ افسروں میں اپنے منصوبہ کا جال پھیلا دیا۔ یہ خاتون سلیکون ٹیکنالوجی کے ممتاز ماہر ڈاکٹر عتیق مفتی کے گھر بھی گئیں اور ان کی اہلیہ کو ایک لاکھ روپے ماہانہ کے عوض اپنے ادارے کے بورڈ آف گورنرز میں خدمات سرانجام دینے کی پیش کش کی۔ ذرائع نے بتایا کہ ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز اپنے ساتھ دو امریکی ماہرین کو بھی پاکستان لے آئی۔ یہ خاتون حکومت پاکستان کے ساتھ ۶۷ کروڑ روپے کے ایک ایسے منصوبے کو حتمی شکل دینے لگی جس پر عمل درآمد کے بعد حکومت پاکستان سلیکون ٹیکنالوجی یا دیگر متعلقہ شعبہ میں پاکستان میں ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز کے گروپ کے علاوہ کسی دوسرے کو کام نہیں کرنے دے گی۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ اس خاتون کے ایماء پر پاکستان میں بینکرز کنسوریشم قائم کر دیا گیا ہے۔ اس خاتون نے حکومت پاکستان کو یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ وہ پاکستان میں تجارتی پیمانے پر سولر سیل بنائے گی اور سرکاری سطح پر سولر سیل کی تیاری کا کام ختم کر دیا جائے۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ پاکستان کے تین اہم سائنس دانوں نے اس خاتون کے منصوبے کی مخالفت کی اور یہ مؤقف اختیار کیا کہ اس طرح پاکستان میں مقامی سطح پر سائنس وٹیکنالوجی کا عمل رک جائے گا۔ مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ جب اس خاتون نے پاکستان میں سائنس وٹیکنالوجی کے فروغ کا سرکاری عمل رکوا دیا تو امریکہ میں اس خاتون کو ایک فراڈ کے کیس میں گرفتار کر لیا گیا۔ تاہم اس وقت تک پاکستان کے سرکاری اداروں میں اس سلسلے میں سائنسی تحقیق کا عمل رک کر رہ گیا تھا۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ مقامی سطح پر سولر سلیکون کی تیاری کے منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے سلسلے میں ایک اہم کارروائی سابق وزیراعظم کے دور میں بھی ہوئی جب کہ کمار نامی ایک ہندو ایک عرب شہزادے کا منیجر بن کر

پاکستان آیا اور اس نے اعلیٰ ترین پاکستانی حکام کو سولر سیل کے سلسلے میں یہ تجویز پیش کی کہ وہ ۳۰۰ میگاواٹ کے سولر درآمد کر کے پاکستان لائے گا۔ اس مقصد کے لئے اینٹاک نامی ایک کمپنی کو متعارف کرایا گیا اور اس کمپنی نے بہت سے پاکستانی افسروں کے بیرون ملک دورے کرائے اور سولر سیل درآمد کرنے کے لئے الیٹر آف انٹینٹ کے حصول کے لئے راہ ہموار کر لی۔ یہ فرم پاکستان ایٹمی توانائی کمیشن کے ایک سابق ملازم کو بھی بطور معاون اپنے ساتھ لائی تھی۔ کمپنی نے حکومت پاکستان کے ساتھ کاغذوں پر یہ معاملہ کیا کہ چھ سال کے لئے ۸۴۰ ملین ڈالر کا قرضہ اس کمپنی کو عالمی ذرائع سے دلایا جائے گا۔ اس کمپنی نے پاکستان میں سولر سیل بنانے کی ایک فیکٹری قائم کرنے کا اردہ بھی ظاہر کیا۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ اس پیش کش کے بعد مقامی سطح پر سولر سیل بنانے کے لئے کوشش کرنے والے پاکستانی سائنس دانوں کے ساتھ زیادتیاں شروع ہو گئیں۔ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی کے اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر عتیق مفتی کو کھلے الفاظ میں کہا گیا کہ اگر آپ نے سولر سیل بنانے کی کوشش کی تو ہم آپ کو دنیا کے لئے عبرتناک مثال بنا دیں گے۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ کمار نامی ہندو سعودی شہزادے سلیکون کے منیجر کے طور پر حکومت پاکستان کے افسروں کو سولر سیل کی فیکٹری کے قیام کا جھانسہ دیتے رہے اور بعد ازاں جب اس کمپنی کو ۱۰ میگاواٹ کے سولر سیل بنانے کی فزی بلٹی رپورٹ پیش کرنے کو کہا گیا تو وہ کمپنی انکار کر کے واپس چلی گئی۔ ذرائع نے بتایا کہ عالمی اجارہ دار ایک ہندو کے ذریعہ پاکستان میں سولر سیل کے منصوبوں کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے۔ وہ اپنا کام سرانجام دے کر چلے گئے۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ پاکستان میں سلیکون ٹیکنالوجی کے ماہر ڈاکٹر عتیق مفتی ان دنوں اسلام آباد کی پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کے ایک گوشے میں بیٹھے ہیں۔ سائنس دانوں کی برادری میں انہیں شہید سائنس دان قرار دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو درجنوں عالمی فورموں میں شرکت کے دعوت نامے ملتے ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ انہیں عالمی کانفرنسوں میں شرکت سے روکنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں شمسی توانائی کے منصوبوں کو سبوتاژ کرنے کے سلسلے میں ہونے والی عالمی سازشوں سے متعلق مزید سنسنی خیز انکشافات کی توقع ہے۔

بشکریہ: روزنامہ جنگ لاہور

۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء

اسرائیل کے بانی بن گوریان کی تقریر

امریکہ اور دیگر سامراجیوں کی کوششوں سے عربوں کے قلب میں جو ناسور کاشت کیا گیا ہے یہ عالم اسلام کے لئے عموماً اور عربوں کے لئے خصوصاً المناک چیلنج ہے۔ پاکستان کی بنیاد ہی مذہب اسلام پر ہے اور یہی اس کی ترجیحات ہیں جو اسرائیل کے لئے سخت پریشانی کا باعث ہے۔ پیرس میں سار بون یونیورسٹی کی تقریر میں بانی اسرائیل ڈیورڈ بن گوریان نے کہا کہ:

''پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔ بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہئے۔ نہ ہی پاکستان کے خطرہ سے غفلت کرنی چاہئے۔ لہٰذا ہمیں پاکستان کے خلاف جلد سے جلد قدم اٹھانا چاہئے۔ پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لئے مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔ لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے۔ ہمیں اس نفرت وعناد سے فائدہ اٹھانا چاہئے جو ہندوستان پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ بڑی طاقتوں سے مدد لے کر ہندوستان کی مدد کرنا چاہئے۔ یہاں سے پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہئے۔'' (صیہونی تنظیموں کا آرگن ۱۹/اگست ۱۹۶۷ء)

اسرائیلی قادیانی گٹھ جوڑ

احمدیہ فارن مشن کی رپورٹ۔ اسرائیل حیفہ میں احمدیہ مشن کام کر رہا ہے۔ ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ایک ماہانہ عربی رسالہ ''البشریٰ'' نکلتا ہے۔ ہمارا مشن وہاں اچھا کامیاب ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگوں کی اپیل پر حیفہ کے میئر ہماری مشنری میں تشریف لائے۔ ہم نے انہیں استقبالیہ دیا اور سپاسنامہ پیش کیا۔ انہوں نے اپنے تأثرات ہمارے رجسٹر میں درج کئے۔ ایک (مزید) سکول کی اجازت دی۔ ہمارا مبلغ چوہدری محمد شریف پاکستان آنے سے پہلے صدر اسرائیل کو ملا۔ قرآن پاک کا تحفہ دیا جو صدر نے دلی خلوص سے قبول کیا۔ ہمارے مبلغ اور صدر اسرائیل کا انٹرویو ریڈیو اسرائیل پر نشر کیا گیا اور اخبارات نے جلی سرخیوں سے اسے شائع کیا۔

احمدیہ فارن مشن کی رپورٹ

مرتب حکیم عبدالرحمٰن آزاد، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈویژن گوجرانوالہ

قانون گستاخ رسول

تاریخ کے آئینہ میں

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلی فہرست

قانون گستاخ رسول پر مسلم عیسائی متفقہ ردعمل	۲۰۳
جناب روفن جولیس	۲۰۳
بشپ مشتاق کامران	۲۰۵
مشترکہ اجلاس	۲۰۵
توہین مسیح اور سزائے موت	۲۰۶
عیسائی ممالک	۲۰۶
قادیانیوں پر مقدمات	۲۰۸
عیسائیوں پر مقدمات	۲۰۸
رتہ دوہتڑ	۲۱۰
رحمت مسیح	۲۱۰
توہین آمیز پرچیاں	۲۱۰
امریکی سفارتخانہ متحرک ہوگیا	۲۱۱
امریکی نائب وزیر خارجہ	۲۱۱
منظور مسیح کی رپورٹ	۲۱۲
بے نظیر کا بیان	۲۱۲
توہین رسالت بل تاریخ کے آئینے میں	۲۱۳
کابینہ نے ترمیم منظور کرلی	۲۱۴
تحریک شاتم رسول	۲۱۴
اسلام، مسیحیت اور مرزائیت	۲۱۶
مرزا غلام احمد کی بدزبانی	۲۱۶
علماء اور تاجر	۲۱۹
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	۲۲۰
مسیح اسلام کی نظر میں	۲۲۰
آنحضرت ﷺ مسیح کی نظر میں	۲۲۱
تحریف بائبل کے باوجود، ختم نبوت	۲۲۱
مشترکہ اعلان	۲۲۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تحفظ ناموس رسالت قانون میں ترمیم کا مسئلہ۔ ملک کے خلاف ایک سازش، ملکی امن کی تباہی کا ایک منصوبہ، مسلمانوں کو بے غیرت بنانے کی ایک مسلمہ تحریک ہے۔

زندگی میں مذہب ایسے جذبات کا مجموعہ ہے۔ جس کا عقل انسانی احاطہ کر سکتی اور نہ ہی فکر و تدبر میں اس کا وزن کیا جا سکتا ہے۔ جنون شوق ہی البتہ اس کسک کو محسوس کرتا ہے۔ پھر نمرود کی آگ ہو یا دریائے نیل کی موجیں یا عشق رسول ﷺ میں پھانسی کا پھندا۔ وہ ان تمام خطرات کی دعوت پر لبیک کہتا اور حب رسول ﷺ کی خاطر۔ موت سے پیار کرتا ہوا پھانسی کو چوم لیتا ہے۔

قانون گستاخ رسول پر مسلم عیسائی متفقہ ردعمل

توہین رسالت کا قانون جس طرح مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کا حصہ ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کے ایمان وعقیدے کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نے قومی اسمبلی کے رکن روفن جولیس اور جے سالک کے بیانات اس قانون کی تنسیخ کے متعلق پڑھے کہ انہوں نے وزارت عظمیٰ کے ووٹ کو بھی اس سے نتھی کر دیا ہے کہ جو توہین رسالت کے قانون کو ختم کرے گا۔ اقلیتی نمائندے اسے ہی ووٹ دیں گے۔ مجھے تعجب ہوا کہ بائبل مقدس پر ایمان رکھنے اور تذاکیر انبیاء کا وظیفہ کرنے والے عصمت انبیاء کے قانون کی مخالفت پر کیسے اتر آئے۔ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ مجھے شر کی بو آنے لگی۔ میں نے مسیحی روحانی رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں کہ ضرور کوئی دشمن مسلمانوں کی آزمائشوں کے لئے عیسائیوں کو استعمال کر کے کسی خونی ڈرامے کی طرف دھکیل رہا ہے۔

جناب روفن جولیس

سب سے پہلے بندہ نے قومی اسمبلی کے رکن اور مسیحی اتحاد کے چیئرمین جناب روفن جولیس سے ان کی کوٹھی پر گوجرانوالہ میں ملاقات کی۔ میرے ہمراہ پادری بشیر فضل مسیح بھی تھے۔ میں نے مسلسل تین گھنٹے ان سے اسی موضوع پر تبادلہ خیال کیا۔ روفن جولیس کا ایک سوال تھا کہ رتہ دوہتڑ میں اس قانون کے تحت ہمارے عیسائی گرفتار ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ مجرم ہیں تو سزا ملنی چاہئے۔ آخر وہ ایسی حرکت پر کیوں اتر آئے۔ انہوں نے کہا وہ بے گناہ ہیں۔ میں نے کہا کہ

جب عدالت میں بے گناہی کا ثبوت پیش کر دیں گے تو عدالت انہیں ضرور بری کر دے گی۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص چوری یا قتل کے جرم میں گرفتار ہو جائے اور وہ بے گناہ ہو تو اپنی صفائی عدالت میں پیش کرے گا کہ میں بے گناہ ہوں یا یہ کہے گا کہ یہ قانون ہی ختم کر دیا جائے۔ اس کا یہ احتجاج اس کے گناہ کی صفائی ہوگا یا اقبال جرم۔ اس طرح تو کل گناہوں کے جرائم کے قانون ہی ختم ہو جائیں گے۔ اب ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ حضرت مسیح کے بارے میں قانون کیوں نہیں بنایا گیا۔ میں نے کہا کہ عیسائی ممالک میں توہین مسیح کے قانون بنائے گئے۔ آج بھی انگلستان میں توہین مسیح کا قانون کامن لا کے مجموعہ میں شامل ہے۔ وہاں مسلمانوں کو کبھی اعتراض پیدا ہوا نہ ہی مسلمانوں نے اس قانون کو ختم کرانے کے لئے کوششیں کیں۔ نہ کبھی توہین مسیح کے جرم کا ارتکاب کیا کہ ہم سبھی حضرت مسیح کا احترام کرتے ہیں اور یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ پاکستان میں توہین محمد ﷺ کا قانون بنایا جاتا جب بھی کسی مسیحی کو حضرت محمد ﷺ کے خلاف قدم نہیں اٹھانا چاہئے تھا۔ لیکن یہاں تو قانون توہین رسالت کا ہے جس میں حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ سمیت کل انبیاء کی عصمت کا قانون بنایا گیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے نزدیک تمام انبیاء پر ایمان لانا ان کے عقیدے اور ایمان سے متعلق ہے۔ اس کے بعد جناب روفن نے واضح طور پر اس قانون کی افادیت کا اقرار کیا اور انہوں نے کہا کہ بہتر ہے اس قانون کی میں ایک پریس کانفرنس میں وضاحت کروں۔ آپ ساتھ ہوں گے۔ چنانچہ ہم دونوں نے گوجرانوالہ کے بڑے ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ روفن کے بیانات کی اخباری سرخیاں ملاحظہ ہوں۔

۱..... میں گستاخ رسول قانون کے خلاف نہیں ہوں۔ مسیحی قوم پیغمبروں کی شان میں نازیبا الفاظ کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ روفن جولیس (مشرق، مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۹۳ء)

۲..... گستاخ رسول کا قانون غلط نہیں۔ غلط استعمال زیادتی کے مترادف ہوگا۔ روفن جولیس (نوائے وقت، مورخہ ۵ر نومبر)

۳..... تمام انبیاء کے احترام کے لئے قانون بنایا جائے۔ روفن جولیس (پاکستان، ۴ر نومبر)

۴..... کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزائے موت دی جائے۔ ہم گستاخ رسول کے قانون کے حق میں ہیں۔ روفن جولیس، اسلام کسی غیر مسلم سے زیادتی نہیں کرتا۔ یہ قانون قادیانیوں کی توہین آمیزیوں کے باعث بنایا گیا تھا اور اس کا حکم عام ہے۔ حکیم عبدالرحمٰن آزاد (خبریں، مورخہ ۴ر نومبر)

۵..... گستاخ رسول بل پاکستان مسیحی اتحاد اور مسلم علماء میں سمجھوتہ ہوگیا۔ (جنگ،۴/نومبر)

یہ وہی روفن جولیس صاحب ہیں جنہوں نے اس قانون کی تنسیخ کا اعلان کیا تھا۔اس طرح مزید پادریوں بشپ صاحبان سے مختلف اوقات میں ملاقاتیں ہوئیں۔

بشپ مشتاق کا مران

پاکستان ریفارمر چرچ کے روحانی پیشوا ۱۵/اپریل ۱۹۹۴ء کو بندہ کی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔ان کے ہمراہ پادری بشیر فضل مسیح بھی تھے۔مسلم مسیحی اتحاد کے بارے میں میری مساعی سے بات شروع کی کہ توہین رسالت کے بارے میں آپ کے بیانات پڑھے۔میں نے انہیں کہا۔آپ فرمائیں اس قانون سے مسیحیت کو کیا خطرہ ہے؟ یہ قانون تو کل انبیاء کی عصمت کا محافظ ہے۔اب بھی پاکستان میں ایسا گروہ موجود ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو قبول نہیں کرتا اور ان کے بارے میں بازاری قسم کی الزام تراشیاں کررہا ہے۔ہم دونوں سچے انبیاء کی امتیں ہیں۔ہمیں متحد ہوکر ان کا مقابلہ کرنا چاہئے یا ان کے اشارے پر آپس میں دست گریباں ہونا چاہئے؟ جناب مشتاق اور بشیر فضل مسیح نے میری تائید کی اور کہا کہ ہمیں مل کر مسلم مسیحی اتحاد کو اجاگر کرنا چاہئے تاکہ عوامی خدشات دور ہوسکیں۔ (خبریں،مورخہ ۸/اپریل ۱۹۹۴ء)

مشترکہ اجلاس

گوجرانوالہ ضلع کچہری کے قریب گرجا میں عیسائی رہنماؤں نے ایک اجلاس میں مجھے دعوت دی اور ۲۰/اپریل ۱۹۹۴ء کو پادری صاحبان آکر مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔وہاں تقریباً دس پندرہ بشپ پادری نہایت ذمہ دار موجود تھے۔ہر ایک نے اپنے اپنے نکتہ نظر کا اظہار کیا اور کچھ سوالات بھی اٹھائے گئے۔میں نے تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ کی اس مجلس میں ان کے سوالات وخدشات کا تسلی بخش جواب دیا اور ان سے پوچھا انبیاء کی عصمت کے تحفظ پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟ آپ کے پیغمبر کو مسلمان بھی اللہ کا سچا پیغمبر مانتے ہیں۔کیا مسلمان اور عیسائی دونوں الہامی مذہب ہیں یا نہیں؟ کیا ہم دونوں اہل کتاب ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں یا نہیں؟ پھر دونوں مذاہب میں کون تصادم کی لہر پیدا کررہا ہے؟ یہ مرزائیوں کا گروہ ہے جس کا مرزا غلام احمد جو حضرت عیسیٰ کی نبوت کا منکر اور اس کی قلم اور زبان سے حضرت مسیح کے بارے میں گندہ اور غلیظ لاوا ٹپکتا ہے۔اس نے مسیح کے کردار پر ایسے گھناؤنے حملے کئے جنہوں نے اسلامی دنیا میں بھی ارتعاش پیدا کردیا

ہے۔لیکن آپ ہیں جن کے بعض لیڈران کی زلف کے اسیر بن کر اپنی قوم کو اپنوں سے لڑا رہے ہیں۔یہ قانون عیسائیوں کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار نہیں بلکہ مرزائیوں پر تلوار گستاخ رسول ہونے کے باعث ضرور ہے۔لیکن اس تلوار کو مرزائیوں نے ۱۹۹۲ء میں اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر لٹکا دی جس کی وضاحت اسی تحریر میں ملاحظہ کریں گے کہ ۱۹۹۲ء تک اس قانون کے تحت مقدمات مرزائیوں پر بنتے رہے۔۱۹۹۲ء سے توہین رسالت کے مجرم مرزائیوں کی جگہ عیسائی بننے لگے اور اب عیسائیوں پر عتاب گرنے لگا۔اگر اس قانون کے تحت عیسائی مرزائیوں پر دعویٰ کر دیتے تو میں غلام احمد کی ان کتب کا عدالت میں ڈھیر لگا دیتا۔جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مسیح کو گالیاں دیں اور گستاخی کی۔ان کا انبار دیکھ کر عدالت بھی لرزہ براندام ہو جاتی۔

(روزنامہ تجارت تین کالمی سرخی، روزنامہ خبریں مورخہ ۲۳/اپریل ۱۹۹۴ء)

توہین مسیح اور سزائے موت

یہاں توہین رسالت کے قانون کے خلاف عیسائیوں کی تحریک توہین رسالت کے اقدامات بالکل بلاجواز ہیں۔عیسائی ممالک میں اگر توہین مسیح کا قانون چل سکتا ہے جہاں سوائے حضرت مسیح کے کسی نبی کی عزت محفوظ نہ ہو تو توہین رسالت جس میں کل انبیاء کی عصمت کا سرٹیفکیٹ ہو اس کی مخالفت کا کیا تک ہے کہ پاکستان میں اس کی مخالفت کی جائے؟

عیسائی ممالک

۱..... انگلستان میں توہین مسیح کا قانون اس وقت بھی موجود تھا جب انگریزوں نے برصغیر پر قبضہ کیا۔۱۸۶۰ء میں یہاں توہین رسالت کا قانون منسوخ کر دیا گیا تھا۔

۲..... اس وقت بھی توہین مسیح کا قانون انگلستان کے کامن لاء کے حصہ مجموعہ قوانین میں شامل ہے۔

۳..... انجیل کلیسائی قانون کے مطابق بھی یسوع مسیح کی اہانت کے جرم کی سزائے موت ہے۔

۴..... شریعت موسوی میں قبل مسیح توہین انبیاء کی سزا سنگسار تھی۔

۵..... شہنشاہ جسٹینین کے دور حکومت میں اہانت مسیح کے جرم میں موت کی سزا دی جاتی رہی۔

۶..... اسکاٹ لینڈ اور روس میں اٹھارویں صدی عیسوی تک توہین مسیح کے جرم کی سزا یہی دی جاتی تھی۔

۷..... روس میں کیمونزم آجانے کے بعد توہین مسیح کی جگہ حکومت سے اختلاف کرنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ اگرچہ وہ امریکہ میں کیوں نہ پہنچ جائے۔

۸..... اسٹالن کے اپنے مخالفین کو جس بے دردی سے اذیت ناک تکلیفوں سے موت کی سزا دی جاتی رہی اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

۹..... امریکہ میں متعدد ریاستیں ہیں جن میں اکثر سیکولر بھی ہیں، وہاں بھی توہین مسیح کا قانون رائج رہا۔

۱۰..... آخر میں امریکی سپریم کورٹ کا فیصلہ ہوس، جو سٹیٹ بنام موکس کا مشہور فیصلہ ہے۔ جس میں مذہب کا ذکر کرتے ہوئے عدالت نے لکھا کہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ دنیا میں تہذیب، تمدن کے آغاز ہی کی ملک کے دین و مذہب نے وہاں کی طرز حکومت کی تشکیل میں نہایت اہم کردار ادا کیا اور اس ملک کے استحکام و بقاء کا انحصار بڑی حد تک اس مذہب کے احترام و تکریم کے ساتھ وابستہ ہے جو وہاں کی غالب اکثریت کے دینی شعائر کا حصہ ہے۔

فاضل عدالت نے صدر امریکہ کی تقریب حلف وفاداری کانگریس اور مقننہ کی افتتاحی تقاریب عدالتوں کی کارروائی، شہادت کے حوالے سے مملکت کے تکون، عدلیہ، انتظامیہ، مقننہ، کا مذہب سے تعلق کا یہی نتیجہ اخذ کرتے ہوئے ریفرنس کے جواب میں حتمی طور پر یہ اقرار کیا ہے کہ آزادی مذہب اور آزادی پریس کے آئینی تحفظات توہین مذہب جس میں توہین مسیح شامل ہے کے جرم اور سزا کی قانون سازی میں فراہم ہیں۔

(جناب محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان)

مختلف عیسائی ممالک کے حوالہ جات کے بعد امریکی سپریم کورٹ کا فیصلہ ایسے ناقابل تردید دلائل اس بات کے غماز ہیں کہ علاقائی مذہبی افراد کی اکثریت حکومت پر اثر انداز اور دینی شعائر کا حصہ ہے۔ پاکستان کی تو بنیاد ہی کلمہ طیبہ کے مفہوم پر خالص اسلامی ہے جو کسی کی نہ جاگیر ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حاکم اعلیٰ ہے۔ یہ لکھوکھہا مسلمانوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ قرارداد مقاصد اس کی بنیاد کا خلاصہ، اس حکومت کا مذہب اسلام، یہاں کی پارلیمنٹ وغیرہ کو اسلامی احکام کے خلاف قانون سازی کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ نہ ہی کوئی عدالت کتاب وسنت کے خلاف فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ نہ انتظامیہ کو اسلامی احکام سے انحراف کا کوئی حق حاصل ہے۔

لیکن یہاں بدرجہ اولیٰ توہین رسالت کے قانون کی ضرورت ہے کہ ملک کے حقیقی مالک کے فرستادہ کی طرف کوئی میلی آنکھ اٹھے تو فوراً نکال دی جائے گی۔ یہاں تو صدر ہو یا وزیراعظم یہ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں جس طرح انہیں ملک کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔اسی طرح عظمت انبیاء کا تحفظ بھی ملک کی اساس ہے۔

قادیانیوں پر مقدمات

قادیانی گروہ سامراجیوں کے مفاد میں عالم اسلام کی جاسوسی کی بنیاد پر قائم ہے۔اس گروہ کو برطانیہ حکومت نے کاشت کیا۔اب اس کی پشت پناہی امریکہ سنبھالے ہوئے ہے۔اسی گروہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی نے ہر نبی کی توہین کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی چمپئن شپ حاصل کی ہے۔''۲۹۵-سی'' ایسے بے لگام بدکردار لوگوں کے خلاف بنائی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائیوں پر امتناع قادیانیت اور اس دفعہ کے تحت ۲۵ مقدمات دائر ہوئے۔جس میں ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۲ء تک ۱۰۶ مرزائی ماخوذ ہوئے۔ یہ مقدمات مرزا غلام احمد قادیانی کی بدکلامی، گندی اور غلیظ بازاری زبان کے استعمال اور ملک وملت کے خلاف کارروائیوں کے باعث بنے۔ ۱۹۸۷ء میں پانچ، ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۱ء تک دس اور ۱۹۹۲ء میں دس مقدمات درج ہوئے۔ امریکہ بہادر اب چونکہ مرزائیوں کی پشت پناہی کا اہم فریضہ ادا کر رہا ہے۔ تاکہ وہ مرزائیوں سے اسلامی ممالک خصوصاً پاکستان میں اپنی تخریبی کارروائیوں کو بروئے کار لا سکے۔ اس لئے مرزائیوں کی حمایت میں مرزائیوں کی جگہ اب عیسائیوں کو میدان میں لایا گیا ہے۔۱۹۹۲ء میں سب سے زیادہ مقدمات مرزائیوں پر بنے۔لیکن اس سال میں مرزائی پس منظر میں چلے گئے اور توہین رسالت کا جرم امریکی اشارے پر عیسائیوں نے سنبھال لیا۔

عیسائیوں پر مقدمات

۱۹۹۱ء سے ہی عیسائی تو اس میدان کے لئے تیار کر لئے گئے۔۱۹۹۲ء، ۱۹۹۳ء کا سال اب عیسائیوں کی قانون شکنی کے سال قرار پائے۔ قارئین بندہ اور عیسائی رہنماؤں کی ملاقاتوں کے نتائج پڑھ آئے ہیں کہ عیسائی قطعاً مذہباً اس جرم کے لئے نہ تیار ہیں نہ انہیں ان کا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے۔ یہ منصوبہ امریکی مرزائی سازشوں کا اور مالی معاونت سے پاکستان میں حکومت اور عوام میں تصادم کرانے کے لئے ہے۔

۱..... سرگودھا میں گل مسیح پر اسی الزام ''توہین رسالت'' کے تحت مقدمہ ہوا۔ سیشن جج نے جنوری ۱۹۹۳ء میں موت کی سزا دی۔ اس کے خلاف اپیل کی گئی جو عدالت میں زیر سماعت ہے۔

۲..... وسیم کو ۱۹۹۰ء میں توہین رسالت کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔ جب کہ جیل میں ہی اس کی اتفاقاً موت واقع ہوگئی۔

۳..... بوٹا مسیح جس کی عمر ۶۵ برس ہے۔ توہین رسالت کے الزام میں مئی ۱۹۹۱ء میں گرفتار ہوا۔ وہ تھانے میں ہی تھا کہ شکایت کنندہ شہزاد نے چاقو کے وار سے اسے زخمی کردیا جو ۲۱ روز ہسپتال میں رہ کر فوت ہوگیا۔

۴..... کراچی میں چاند برکت کے خلاف اکتوبر ۱۹۹۱ء کو پرچہ درج ہوا۔ ۲۴/جنوری کو اس الزام میں شک کا فائدہ دیتے ہوئے اسے بری کردیا گیا۔

۵..... سمندری ضلع فیصل آباد میں انور مسیح کے خلاف ۲/فروری ۱۹۹۳ء کو مقدمہ درج ہوا۔ وہ ابھی تک جیل میں ہے۔

۶..... گوجرانوالہ میں رحمت مسیح جس کی نگرانی میں منظور مسیح، سلامت مسیح نے توہین آنحضرت ﷺ کا ارتکاب کیا۔ وہ تینوں گرفتار ہوئے۔ امریکی دباؤ سے وہ ضمانت پر رہا ہوچکے تھے کہ ۵/اپریل ۱۹۹۴ء کو تاریخ بھگت کر آرہے تھے کہ نامعلوم کی فائرنگ سے منظور ہلاک ہوگیا۔ باقی دو زخمی ہوگئے۔

۷..... شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں حبیب مسیح عرف حبیبو خود کو پیر ظاہر کرکے امیدیں برلانے کے لئے قرآن پاک کی آیات پر مبنی تعویذ لکھ کر دیتا اور اسے گندے نالے میں پھنکوا دیتا۔ جس سے قرآن پاک کی توہین پر عوام میں ہنگامہ ہوا۔ تھانے کا محاصرہ کیا گیا۔ باہر کا کواڑ توڑ کر ہجوم تھانے کے اندر داخل ہوگیا۔ کمروں میں محصور ہوکر پولیس نے جان بچائی۔ اندر سے بذریعہ وائرلیس ضلعی پولیس کو اطلاع دی گئی، جو بھاری جمعیت لے کر موقعہ پر پہنچ گئی۔ لاٹھی چارج، آنسو گیس کا استعمال ہوا۔ جواباً پتھراؤ کیا گیا۔ فائرنگ بھی ہوئی۔ بڑی مشکل سے پولیس نے قابو پایا۔ ہجوم کا مطالبہ تھا کہ مجرم کو ہمارے سپرد کیا جائے۔ ہم اسے سنگسار کریں گے۔ یہ شخص ۲۴/نومبر ۱۹۹۳ء کو گرفتار ہوا۔ (خبریں مورخہ ۲۶/نومبر ۱۹۹۳ء)

۸..... ایک گمنام مسیحی ٹیچر نعمت کو جنوری ۱۹۹۲ء میں اس وجہ سے ہلاک کر دیا گیا کہ اس پر الزام تھا کہ اس نے ایک پوسٹر شائع کیا جس میں لکھا تھا کہ حضرت ﷺ بکریاں چروایا کرتے تھے۔ جب کہ عیسائی اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ چروایا کرتے لکھا تھا۔(اتنی سی بات پر کون کسی کو قتل کرتا ہے؟)

رتہ دوہتڑ

ان واقعات سے آپ تجزیہ کر چکے ہوں گے کہ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۲ء تک جو تلوار مرزائیوں کے سر پر لٹک رہی تھی اسے یکا یک عیسائیوں نے اٹھا کر اپنے گلے کیوں لگا لیا کہ توہین انبیاء کرام کی ذمہ داری قبول کر بیٹھے۔ جب کہ پاکستان میں عیسائی اقلیت کو حقوق سے زیادہ مراعات حاصل ہیں۔ یہ ان کے وہ لیڈر ہی بیان کر سکتے ہیں کہ اس کے عوض انہوں نے کیا کچھ حاصل کیا ہے۔ جہاں تک رتہ دوہتڑ کیس کا تعلق ہے چونکہ ضلع گوجرانوالہ تھانہ کوٹ لدھے کا واقعہ ہے اور یہ ہمارا علاقہ ہے۔

رحمت مسیح

ہم جانتے ہیں کہ نمبر ۶ کا رحمت مسیح جو امریکی مفادات کا سرگرم رکن اور اردو انگلش پر عبور رکھتا ہے پھوکر پور، رتہ دوہتڑ کے قریب ہی ایک گاؤں کا رہنے والا ہے۔ جن کے بارے میں مسلمانوں کو ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ اسے بہت سمجھایا اور ایک دفعہ تھانے میں پھر مجسٹریٹ محمد اسلم قاسمی نے بھی اس معاملے میں دخل دیا۔ رحمت مسیح وعدہ محتاط رہنے کا کرتا پھر اپنا کام جاری رکھتا۔ حتیٰ کہ علاقہ کے پادریوں نے تحریری ضمانت دی اور لاؤڈ سپیکر بند کر دینے اور ایسی حرکات سے رک جانے کا یقین دلایا تو معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

توہین آمیز پرچیاں

اب رتہ دوہتڑ کی مسجد میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ کی لکھی ہوئی پرچیاں دستیاب ہونے لگیں۔ لوگ اس بدبخت کی تلاش میں ہی تھے کہ ایک دن یہی رحمت مسیح، منظور مسیح اور سلامت مسیح دیوار پر ایسے ہی الفاظ لکھتے پکڑے گئے۔ اوّل الذکر فرار ہونے میں کامیاب ہو کر گوجرانوالہ میں ایک ایم. پی. اے کے گھر میں اس کی نگرانی میں رہا۔ عنقریب وہ امریکہ فرار ہونے والا تھا۔ شہر کے علماء کی انتظامیہ سے ملاقات ہوئی اور پولیس نے اسے گرفتار کر

لیا۔اس سے قبل یہ دونوں مجرم عوام کے سامنے اقرار کر چکے تھے کہ ہمیں اس کام پر رحمت مسیح نے ہی لگایا ہے۔رحمت مسیح وہ ہے جس کے متعلق آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ امریکی مفاد کا سرگرم رکن ہے اور عرصہ سے اس کا کام ہی پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں یاوہ گوئی کرنا ہے۔

امریکی سفارتخانہ متحرک ہوگیا

اب بیرونی لوگ رتہ دوہتڑ آ کر عوام پر دباؤ ڈالتے تاکہ صحیح شہادتیں نہ مل سکیں۔ عاصمہ جہانگیر جس کا شوہر مرزائی کہا جاتا ہے۔صحیح حالات کو بگاڑنے اور عدالت کو دھوکہ دینے میں مصروف تھی۔ان مجرموں کی ضمانت کی درخواستیں ۲۰/جون کو ہائی کورٹ نے اور ۱۰/جولائی کو ایڈیشنل سیشن جج گوجرانوالہ، پرویز چاولہ نے مسترد کر دیں تھیں۔ایک امریکی صحافی نے گوجرانوالہ سیشن جج سے ملاقات کر کے دباؤ ڈالا۔لیکن سیشن جج نے اسے انصاف میں مداخلت سمجھا اور ضمانت نہ لی۔کل منفی قوتیں بھی مخالفت پاکستان پراپیگنڈے کے لئے متحرک ہوگئیں کہ آل انڈیا ریڈیو، بی. بی. سی نے اپنی خبث باطنی کا ثبوت دیتے ہوئے۔۸/جولائی اور پھر ۱۳ کو اور اسی طرح ۲۹/جولائی کو پوری ڈھٹائی سے اعلانیہ بے بنیاد جھوٹا پراپیگنڈا کر کے پاکستان کو بدنام کرنے اور واضح حقیقی مجرموں کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی اور ماسٹر عنایت اللہ جس نے حقیقت میں عدالت وعوام کے سامنے مدلل واضح اور ناقابل تردید شہادتوں سے یہ کیس پیش کیا تھا۔اس کی کردار کشی کی گئی کہ اس نے حقائق کی نقاب کشائی کیوں کی۔

امریکی نائب وزیر خارجہ

روزنامہ ''مساوات'' کی اس خبر سے مسئلہ مزید کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ امریکہ کو رتہ دوہتڑ کیس سے کس قدر دلچسپی ہے کہ امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل پاکستان پہنچی اور اس نے وزیراعظم پاکستان بے نظیر سے ملاقات میں سلامت مسیح کی ضمانت پر رہائی کا مسئلہ پیش کیا تو سیکرٹری خارجہ نے بتایا کہ سلامت مسیح کو رہا کرنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(مساوات مورخہ ۸/نومبر ۱۹۹۳ء)

نوائے وقت نے اس پر لکھا کہ پاکستان کو بنیاد پرستی کا طعنہ دینے والی امریکی حکومت دنیا بھر کے عیسائیوں کا کس قدر خیال رکھتی ہے۔وہ نہ صرف ایٹمی پروگرام بلکہ عدالتوں میں بھی مداخلت کو اپنا حق سمجھتی ہے۔گوجرانوالہ میں توہین رسالت میں ماخوذ سلامت مسیح کی ضمانت پر

رہائی کے لئے ایک افسر نے اعلیٰ افسر کے خوف سے خود پچاس ہزار روپے کی ضمانت دے کر سلامت مسیح کو ضمانت پر رہا کرایا۔ (نوائے وقت مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۳ء)

منظور مسیح کی رپورٹ

پاکستان کے صدر فاروق احمد خان لغاری منظور کے قتل کے بعد جب اپنے بیٹے کے لئے امریکہ گئے تو توہین رسالت کے مجرم ''منظور مسیح قتل'' کی رپورٹ وزیراعظم کے حکم سے اپنے ہمراہ امریکہ لے گئے۔ ظاہر ہے یہ بھی امریکہ کی اطاعت کا حصہ ہوگا۔ میں نے انہی دنوں لکھا تھا کہ قتل کی رپورٹ کے ساتھ اہانت رسول کی کارروائی اور وہ پرچیاں جواب بھی عدالت میں موجود ہیں۔ جن میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازیبا الفاظ تحریر تھے۔ ان کی فوٹو اسٹیٹ بھی ہمراہ لے گئے تھے یا نہیں؟ ہمارے صدر چونکہ بنیاد پرست نہیں اور امریکہ دنیا میں سب سے بڑا بنیاد پرست ہے۔ لہٰذا اس سے عیسائیوں سے پاکستان کے حساس قانون کی شدت سے خلاف ورزیاں کرائیں کہ مسلمانوں میں عیسائیوں کے خلاف انتشار انگیزیاں جنم لیں۔ پھر ان ہی عیسائی مجرموں کی حمایت میں امریکہ کھل کر سامنے آ گیا۔ حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ تاکہ عوام اور حکومت میں سخت گیر تناؤ پیدا ہو جائے۔ عیسائیوں کا باشعور طبقہ مذہباً ''اصولاً'' توہین رسالت قانون کے حق میں اور اسے صحیح سمجھتا ہے مگر دوسرا طبقہ بیرونی اشارے پر یہ سمجھتا ہے کہ پاکستانی حکمران امریکی دباؤ اور حکم سے بے بس ہیں۔ ترمیم ضرور ہوگی۔ ہمارا رعب ہوگا کہ مسیحیوں نے مسلمانوں کے بنیادی قانون کا خاتمہ کرا دیا۔ بے نظیر کا بیان بھی ان کے لئے حوصلے کا باعث ہے۔

بے نظیر کا بیان

قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے ایک بیان میں کہا کہ ملک کے بارہ کروڑ عوام ناموس رسالت کی حفاظت خود کر سکتے ہیں۔ حکومت ناموس رسالت کے سلسلہ میں سزائے موت کا قانون پارلیمنٹ میں پیش کر کے ملک کو بنیاد پرستوں کی ریاست بنانے کی سازش کر رہی ہے۔ یہ قائداعظم کے نظریے کے خلاف ہے۔ عوامی حقوق سلب کرنے کے مترادف ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہے۔ گواہوں، شہادتوں کی بناء پر گستاخ رسول کو سزا دینا اس لئے معنی نہیں رکھتا کہ ہمارے ملک میں ارکان پارلیمنٹ کو خرید لیا جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کرایہ کے گواہوں میں انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ (روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۹۲ء)

محترمہ کا یہ بیان حضرت محمد ﷺ کی توہین اور گستاخی کرنے والوں کی کافی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور گستاخی کے عمل کو قوت بخشتا ہے۔ ان کے نزدیک قتل، ڈکیتی، چوری غرض یہ کہ ہر جرم پر کرائے کے گواہ نہیں ہوتے، صرف آنحضرت ﷺ کی توہین کرنے والے کی جو اطلاع دیتا ہے وہی جھوٹا ہوتا ہے۔

توہین رسالت بل تاریخ کے آئینے میں

جنرل ضیاء الحق شہید نے عوامی مطالبے کی روشنی میں اپریل ۱۹۸۴ء میں تعزیرات پاکستان میں ''۲۹۵-سی'' کا اضافہ کیا۔ جس کے ذریعہ توہین رسالت کے مجرم کو ''سزائے موت یا عمر قید مع جرمانہ'' کی سزا تجویز کی گئی تھی۔ اس کو کسی قانونی سقم کی بناء پر وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس جناب گل محمد صاحب نے قانونی سقم دور کرتے ہوئے لکھا کہ اس میں (یا عمر قید مع جرمانہ) کے الفاظ حذف کر کے توہین رسالت کی سزا صرف موت مقرر کی جائے۔ یہ فیصلہ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں دیتے ہوئے حکومت کو لکھا کہ ۳۰/اپریل ۱۹۹۱ء تک اس قانون میں ترمیم کر لینی چاہئے۔ بصورت دیگر تاریخ مذکورہ بالا کو (۳۰/اپریل ۱۹۹۱ء) عدالت عالیہ کے فیصلہ کے مطابق ''۲۹۵-سی'' میں (یا عمر قید مع جرمانہ) کے الفاظ خود بخود کالعدم قرار پائیں گے۔ صرف موت کی سزا باقی ہوگی۔

اس وقت حکومت بے نظیر کی تھی۔ انہیں توہین رسالت کے قانون سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ جیسا کہ آپ نے ان کا بیان پڑھ لیا ہے۔ لہٰذا اس کی حکومت نے توجہ ہی نہ دی۔ اب توہین رسالت کی سزا صرف موت ہوگی۔

۲/جون ۱۹۹۲ء کو قومی اسمبلی نے بعد از وقت ایک اجلاس بلایا جس میں قومی اسمبلی نے یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی کہ توہین رسالت کی سزا صرف موت ہی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۳/جون ۱۹۹۲ء)

اس طرح سینٹ نے بھی یہ ترمیمی بل متفقہ طور پر منظور کر لیا کہ شاتم رسول کی سزا موت ہوگی۔ (روزنامہ جنگ مورخہ ۹/جولائی ۱۹۹۲ء)

سینٹ کی منظوری کے بعد دوبارہ جب قومی اسمبلی میں یہ بل پیش ہوا تو پیپلز پارٹی کے سید نوید قمر نے بل کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی عزت و تکریم کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ لیکن ہم مذہبی انتہاء پسندی کے خلاف ہیں۔ اسی طرح موجودہ گورنر پنجاب

چوہدری الطاف حسین رکن پیپلز پارٹی نے بھی مخالفت کی کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی میں صرف چار پانچ شاتم رسول قتل کئے گئے تھے۔ اس لئے شاتم رسول کو سزائے موت دینے کا ریاست کو اختیار نہ ملنا چاہئے۔ (جنگ کراچی، مورخہ ۹/اگست ۱۹۹۲ء)

بے نظیر کا بیان بھی آپ گستاخ رسول کے حق میں پڑھ چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پارٹی کے نوید قمر اور چوہدری الطاف حسین کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کو تاج اقتدار پہناتے وقت اپنے مفاد میں امریکہ یہ بات باور کرا چکا ہے کہ مسلمانوں کا اپنے پیغمبر سے تعلق منقطع کرنے، بے حسی اور بے غیرتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ توہین رسالت کی سزا موت ختم کر دی جائے اور اپنے اقتدار میں یہ فریضہ ادا کرنے اور گستاخ کو کھل کر چھٹی دینے میں موجود حکومت امریکی وفاداری کا حق ادا کر سکے۔ اسی امید پر عیسائیوں نے توہین رسالت کی منسوخی کا مطالبہ کیا۔

کابینہ نے ترمیم منظور کر لی

توہین رسالت قانون میں ۵/اپریل ۱۹۹۴ء کو وزیر اعظم کی صدارت میں وفاقی کابینہ نے ترمیم کر کے فیصلہ کر لیا کہ توہین رسالت کی سزا دس برس ہوگی۔ وزارت قانون کو ہدایت کی گئی کہ اس کا مسودہ تیار کرے۔ وزیر قانون اقبال حیدر نے بیرونی دورہ ڈبلن میں بیان دیا کہ وفاقی کابینہ نے توہین رسالت میں ترمیم کر دی ہے۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے (گستاخ رسول کو) پولیس گرفتار کر سکتی ہے نہ جیل بھیجا جا سکتا ہے۔ اس فیصلہ نے حکومت اور عوام کو ایک کڑی آزمائش میں ڈال دیا۔ مسلمان حضرت محمد ﷺ کی ایک لمحہ گستاخی نہیں سن سکتے۔ یہ نہ انتہاء پسندی ہے، نہ مذہبی تنگ ظرفی، بلکہ یہ مسئلہ ایمان اور عشق کا ہے۔ کسی صورت مسلمان اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ اس طرف لاہور ہائیکورٹ کے فل بنچ نے نشاندہی کی ہے کہ اگر ''۲۹۵-سی'' کا قانون ختم ہو گیا اور (مجرم کو کم از کم فوری موت کی سزا نہ دی گئی) تو لوگ خود ہی موقع پر سزائیں دے دیں گے۔ یہ قانون ہی مجرم کی زندگی کا محافظ ہے اور اسے صفائی کا پورا حق دیتا ہے۔ اگر ختم کر دیا گیا تو دور قدیم لوٹ آئے گا۔ یعنی لوگ خود ہی سزائیں دینی شروع کر دیں گے اور مجرم کا خاتمہ کر دیں گے۔ تحقیق کا موقع بھی نہ دیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو دور قدیم۔

تحریک شاتم رسول

محترمہ بے نظیر اور ان کے رفقاء کم سنی، لاعلمی، ناتجربہ کاری کی بناء پر ایسے بیان دے کر

غلط فہمی کا شکار ہیں۔ یہ تجربہ فرنگی دور میں دہرایا گیا ہے۔ جلیانوالہ باغ کے حادثہ کے بعد فرنگی حکومت نے ہندو مسلم فسادات کا پروگرام بنایا۔ جس طرح آج کل امریکہ اور مرزائیوں نے مسلم عیسائی تصادم کے لئے عیسائیوں سے توہین آنحضرت ﷺ کی عملی کارروائیاں شروع کرائیں ہیں اور پاکستانی حکومت نے گستاخی کی حوصلہ افزائی کا اعلان کیا اسی طرح فرنگی حکومت نے ہندو مہاسبھا کو تیار کیا تو انہوں نے شدھی تحریک کے دوران ۱۹۲۷ء میں پیغمبر آخرالزمان کے خلاف توہین کا سلسلہ شروع کیا۔ مختصر چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

۱..... جس طرح رحمت مسیح وغیرہ نے آنحضرت ﷺ کے خلاف نازیبا الفاظ کی یہ پرچیاں رتہ دوہتڑ کی مسجد میں ڈالنی شروع کیں، اسی طرح ریاست جنید کی مساجد میں مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے سور کا گوشت ہندوؤں کی طرف سے پھینکا گیا۔

۲..... ۱۹۲۹ء لاہور میں راجپال ہندو نے ''رنگیلا رسول'' کے نام سے کتاب شائع کی جس میں آنحضرت ﷺ کی تحقیر پائی جاتی تھی۔ چونکہ توہین رسالت کا قانون انگریز نے آتے ہی ختم کر دیا تھا۔ لہٰذا غازی علم الدین نے راجپال بدبخت کو سورج کی روشنی اور بارونق بازار میں اس کی دوکان پر قتل کر دیا۔ گرفتار ہونے کے بعد وکلاء نے کہا، تو قتل کے فعل سے انکار کر دے۔ ہم تجھے پھانسی سے بچالیں گے۔ غازی علم دین نے کہا میں نے تو جرم نہیں کیا۔ گستاخ رسول کو قتل کرنا میرا ایمان ہے۔ میں نے پیغمبر ﷺ سے اپنے عشق کا ثبوت پیش کیا۔ میں نے قتل کیا ہے انکار نہیں کروں گا۔ چنانچہ اسے پھانسی دے دی گئی۔

۳..... قصور ضلع لاہور کے غازی محمد صدیق نے توہین رسالت کے مرتکب پالا رام کو ۸/ ستمبر ۱۹۳۴ء کو جب وہ مقدمے کی پیروی کے لئے عدالت میں موجود تھا۔ جج کے روبرو قتل کر کے اعلان کر دیا کہ میں نے گستاخ رسول کو قتل کر کے پیغمبر کی محبت کا حق ادا کر دیا ہے۔

۴..... حیدرآباد سندھ آریہ سماج کے سیکرٹری نتھورام نے ہسٹری آف اسلام لکھی جس میں پیغمبر آخرالزمان کی اہانت پائی جاتی تھی تو غازی عبدالقیوم ہزاروی نے عدالت میں سیشن جج کے سامنے قتل کر کے خدا کا شکر ادا کیا کہ پیغمبر کے دشمن ایک ''سور'' کو مار دیا ہے۔ گرفتاری کے بعد پھانسی کا فیصلہ ہوا کہ اسے ۶/ مارچ ۱۹۳۵ء کو پھانسی دی جائے گی۔ عوامی غیر معمولی اشتعال کے سبب عمل کو روکنا پڑا۔ بالآخر اسے ۲۰/ مارچ کو خفیہ

طور پر پھانسی دے کر جیل حکام نے خود ہی دفن کر دیا اس کا ردعمل حکومت کے لئے مصیبت بن گیا۔ جلوس پر ہجوم اور مشتعل تھا۔ فوج نے گولی چلائی جس سے ۳۵ مسلمان شہید اور ۹۸ زخمی ہوئے۔

۵..... رہتک ضلع حصار کے وٹرنری ہسپتال کے ڈاکٹر رام گوپال کا گستاخی رسول کے باعث تیہ پانچہ غازی مرید حسین نے کر دیا۔ اسے ۲۶/اپریل ۱۹۳۷ء کو پھانسی دی گئی۔

۶..... جہلم میں ایک سکھ نے جب آنحضرت ﷺ کی توہین کی تو غازی غلام محمد نے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم رسید کر دیا۔ اس کا فیصلہ سناتے ہوئے کیمبلپور کے سیشن جج مسٹر جی. ڈی کھوسلہ نے لکھا کہ کوئی مسلمان اپنے پیغمبر علیہ السلام کی شان میں نازیبا الفاظ سننا پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا دفعہ ۳۰۴ تعزیرات ہند کے تحت ملزم کو سات برس سخت کی سزا دی جاتی ہے۔ اس فیصلہ کو مسلم غیر مسلم دونوں نے سراہا۔

آج ۶۵ برس بعد ہندوؤں کی جگہ امریکہ بنیاد پرست نے مسلمانوں کی آزمائش کے لئے عیسائیوں کو قربانی کا بکرا بنا کر پاکستان میں تصادم کا آغاز کر دیا ہے۔ ملک کی وزیراعظم نے امریکی حمایت میں ۱۲ کروڑ مسلمانوں کو خود ہی گستاخ رسول کو سزا دینے کا اختیار دے دیا ہے۔

(جنگ کراچی مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۹۲ء)

اسلام، مسیحیت اور مرزائیت

اسلام میں حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت ختم ہے جو دعویٰ نبوت کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج کاذب و دجال کہلائے گا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سختی سے ایسے دجالوں سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جیسے آنحضرت ﷺ کی آمد کی پیش گوئی کی اور فرمایا کہ میں تو ان کے تسمہ کے بھی برابر نہیں۔ وہ اب تک (ہمیشہ) رہیں گے۔ اس طرح اپنے بعد ان جھوٹے کاذبوں سے بچنے کی بھی تلقین کی خبردار گمراہ نہ ہو جانا بہتیرے میرا نام (مسیح موعود) لے کر آئیں گے۔ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے اور کہیں گے کہ میں ہی وہ ہوں ملاحظہ ہو۔ ''انجیل''، ''لوقا''، ''متی''، ''مرقس''، وغیرہ۔

مرزا غلام احمد کی بدزبانی

غلام احمد نے آنحضرت ﷺ کی بہت تعریف کی اس لئے کہ وہ آپ کی جگہ لینا چاہتا تھا جو کسی کو نہیں مل سکتی۔ لہٰذا وہ دعویٰ نبوت سے مسلمانوں اور اسلام سے کٹ گیا۔ وہ

آنحضرت ﷺ سے بڑائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ جس سے وہ گستاخی کا مرتکب ہوا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گندی، بازاری، بے حیائی، گستاخی، توہین آمیز زبان جو غلام احمد نے استعمال کی ہے ملاحظہ ہو۔

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عقل موٹی تھی۔

۲..... آپ کو گالیاں دینے کی، بدزبانی کرنے کی اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔

۳..... معجزہ مانگنے والوں کو حرام کار بدکار کہتے۔

۴..... حق بات یہ ہے کہ ان سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

۵..... شریف لوگ آپ سے کنارہ کر گئے۔

۶..... آپ کی تین نانیاں، دادیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔

۷..... آپ کو کنجریوں سے میلان کی وجہ شاید یہی تھی۔

۸..... ہم ایسے ناپاک خیالی، متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے وغیرہ۔ نقل کفر، کفر نہ باشد!

(ضمیمہ انجام آتھم مصنف غلام احمد ص۵ تا۹، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹ تا۲۹۳)

''انبیاء تو تقویٰ میں نمونہ ہوتے ہیں۔ مگر آپ کے مسیح کی نسبت کیا کہیں۔ کیا لکھیں اور کہاں تک روئیں کہ ایک زانی عورت جوانی، اور حسن کی حالت میں ان سے مل کر بیٹھے اور ناز و نخرہ کرے۔ حرامکاری کا تیل اس کے سر پر ملے۔ یسوع پاک ہوتا تو کیسے ایسی عورت کو نزدیک آنے دیتا۔ مگر ایسے لوگوں کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزا آتا ہے۔ ایک بزرگ نے انہیں نصیحت کرنا چاہی تو مسیح نے اس کے چہرے سے بھانپ لیا کہ یہ غیرت مند میری حرکت سے بیزار ہے تو اسے باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری ایسی ہے اور یہ اخلاص مند ہے کہ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا جاتا۔ ایک خوبصورت کنجری ایسی قریب بیٹھی ہے۔ گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبے کر کے سر پر عطر مل رہی ہے۔ کبھی پیروں کو پکڑتی اور کوشمنا سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی ہوگی۔ یسوع صاحب وجد میں بیٹھے معترض کو جھڑک دیتے اور طرفہ یہ کہ شراب پینے کی عادت۔ عمر جوان پھر آپ مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم سے جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے۔ یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس یسوع کو یہ بھی میسر نہ تھا کہ فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کمبخت زانیہ کے چھونے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی

جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ یسوع کے منہ سے تو یہ بھی نہیں نکلا کہ اے حرام کار مجھ سے دور رہ۔''

(نور القرآن نمبر۲ ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۹ ص ۴۴۸، ۴۴۹)

''غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیش گوئیوں پر یہود کو سخت اعتراض ہیں جو وہ کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔''

(اعجاز احمدی ص ۱۳، ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰، ۱۲۱)

یہ اور دیگر جس قدر یہودیوں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض والزام لگائے۔ اسلام نے سب کی مدلل طور پر تردید کی قرآن وحدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکمل طور پر بری قرار دیتا ہے۔

بطور نمونہ مرزائیوں کی بدزبانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلام احمد کی زبانی سن چکے ہیں۔ بہت کچھ پیش کیا جا سکتا ہے مگر عیسائیوں کا بھی ہاضمہ تیز اور حوصلہ بلند ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح پر بے شمار الزام لگائے بقول ان کے انہوں نے مسیح کو سولی دے دیا۔ لیکن عیسائیوں نے یہودیوں کا جواب بھی نہ دیا۔ بلکہ نبی سولی چڑھوا کر اپنی بے بسی کو یوں چھپایا کہ مسیح ہمارے گناہوں کو لے کر سولی چڑھ گئے۔ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا اور سولی دینے والوں سے کچھ تعارض نہ کیا۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی ان کے نبی کی اس طرح بے عزتی کرے جو مندرجہ بالا سماعت فرما چکے ہیں تو نقدی تجوریاں بھر کر ان کے کہنے پر ہمارے نبی کی توہین کے لئے میدان میں اتریں اور انہیں کچھ نہ کہیں۔ یاد رہے مسلمان کا مذہب کمرشل نہیں جو بھی ہمارے پیغمبر کی گستاخی کرے گا۔ ''۲۹۵-سی'' تو بقول ہائیکورٹ فل بنچ مجرم کو فائدہ دیتی ہے کہ پولیس فوراً اپنی حفاظت میں لے کر اسے محفوظ کر لے اور مجرم کو صفائی کا کھلا موقعہ مل سکے۔ ورنہ بقول بے نظیر مسلمان سزا دے لیں گے۔ فرنگی دور میں یہ تجربہ کافی ہو چکا ہے اور دوبارہ بھی ملاحظہ کر لیں۔

۱۹۹۲ء سے ربتہ دوہتڑ مقدمہ میں ماسٹر عنایت اللہ کی بے لاگ جدوجہد قابل ستائش

ہے جس نے مقدمہ رجسٹرڈ کروا کر مجرموں کو بھی جانی تحفظ بخشا اور ان کی حقیقی غیر قانونی حرکات کو صحیح صحیح عدالت میں پیش کیا اور امریکہ بنیاد پرستی کا بھی پردہ چاک ہوگیا کہ پاکستان میں مسلم عیسائی تصادم کے لئے عیسائیوں کو میدان میں اتارا۔ ان سے توہین رسالت ''۲۹۵-سی'' کی خلاف ورزی کرائی۔ پھر ان ہی مجرموں کی ضمانت میں پاکستان حکومت پر ناجائز دباؤ ڈالا جس سے امریکہ حکومت کا بنیاد پرست ہونا دنیا پر واضح ہوگیا اور پاکستان کو غیر قانونی حرکات کے لئے امریکہ مجبور کرتا چلا آرہا ہے۔ حتیٰ کہ کابینہ نے توہین رسالت کی بالکل گھٹیا سزا موت کو ختم کروا کے دس سال سزا مقرر کر کے عوام اور حکومت میں کشیدگی اور بداعتمادی کو جنم دیا ہے اور جب اس کی منظوری کے لئے اسمبلی میں لایا جائے گا تو اسے متفقہ طور پر پائے استحقار سے ٹھکرا دیا جائے گا۔

علماء اور تاجر

اس قانون میں ترمیم کے خلاف قوم متفقہ مظاہرے کر چکی ہے۔ آئندہ کے لئے گوجرانوالہ میں علماء اور تاجروں کا ایک مشترکہ اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ہڑتالیں بار بار کرنے سے بہت معاشی نقصان ہوتا ہے۔ ایسے ضروری مواقع پر جب بھی ہڑتال کی ضرورت ہو تو تاجر حاضر ہیں۔ لیکن یہ فیصلہ علماء اور تاجروں کا متفقہ ہوگا۔ چنانچہ تاجروں نے اس قانونی ترمیم کے خلاف مکمل ہڑتال کر کے آنحضرت ﷺ سے عقیدت کا ثبوت دیا۔

جو وکلا معاون چلے آرہے ہیں۔

۱..... محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان۔

۲..... رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان۔

۳..... محمد خان وینہو ال ایڈووکیٹ، لاہور۔

۴..... محمد رفیق چوہدری ایڈووکیٹ، لاہور۔

۵..... نوید انور نوید ایڈووکیٹ، گوجرانوالہ۔

۶..... چوہدری محمد یوسف ایڈووکیٹ، گوجرانوالہ۔

۷..... عنایت اللہ ہاشمی ایڈووکیٹ، گوجرانوالہ۔

۸..... شیخ امان اللہ ایڈووکیٹ، گوجرانوالہ۔

علماء بورڈ میں شامل تاجروں کی خدمت

۱..... شیخ محمد اسلم، صدر چیمبر آف کامرس۔

۲..... حاجی محمد یوسف احرار، صدر کلاتھ بورڈ مارکیٹ۔
۳..... حاجی ریاض محمود راٹھور، مرکزی صدر انجمن تاجران گوجرانوالہ سٹی۔
۴..... ڈاکٹر محمود احمد، صدر انجمن تاجران بازار حاجی پورہ۔
۵..... محمد اکبر ناز، صدر ٹرسٹ پلازہ جی ٹی روڈ۔
۶..... محمد اشرف، صدر انجمن تاجران صرافہ بازار۔
۷..... حکیم سجاد احمد، صدر انجمن بازار بھاہڑیاں۔
۸..... رانا مشتاق احمد، صدر انجمن بازار چوڑیگراں۔
۹..... محمد اقبال، صدر انجمن بازار سیدنگری۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ناموس رسالت کے تحفظ اور ملک کے حقیقی اور بنیادی قانون کی بالادستی کے لئے دامے درمے قدمے سخنے خدمت میں مسلسل برسرپیکار ہے اور اب تک مقدمات کی پیروی میں مشغول ہے۔ امیر مجلس مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد کے تعمیل ارشاد پر مقدمات کی پیروی کی جارہی ہے۔

مسیح اسلام کی نظر میں

قرآن پاک میں ہے حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کے رسول اور ان کی والدہ صدیقہ ہے جو اہل کتاب حضرت مسیح پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتا وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا اور مسیح پر ایمان نہ لانے کے باعث اس پر اللہ کی لعنت پڑی۔ (ملخصاً المائدہ)

عیسیٰ علیہ السلام تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیں۔ جب میں نے روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) سے تمہاری مدد کی۔ (۳) ماں کی گود میں قوت گویائی دی۔ (۴) کتاب وحکمت عطاء کی۔ (۵) تورات کا بھی انجیل کے ساتھ علم دیا۔ (۶) تو مٹی کے جانور بنا کر پھونکتا ہم حقیقی پرندہ بنادیتے۔ (۷) مادرزاد اندھوں کو بینا۔ (۸) برص والوں کو صحت یاب کردیتا ہے۔ (۹) مردوں کو زندہ کرتا۔ (۱۰) دوسری جگہ یہ بھی ہے کہ گھر سے جو شخص کچھ کھا کر آئے تو اسے بتادیتا۔ یہ کل معجزات آپ کو دیئے۔ (۱۱) میں نے تجھے بنی اسرائیل

یہودیوں کے ہاتھوں محفوظ رکھا۔(ملخصاً المائدہ) (۱۲) یہودی بڑھکیں مارتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ یہ جھوٹ ہے۔ ہم نے مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا اور کسی کو ان کی شبیہ بنا دیا جسے سولی دی گئی۔ نہ مسیح قتل ہوئے نہ سولی دیئے گئے۔ یہودیوں کو نامراد و ناکام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ نے ہی حضرت مسیح اور ان کی والدہ پر لگائے گئے الزامات دور کئے۔

آنحضرت ﷺ مسیح کی نظر میں

حضرت مسیح کی زبانی ہی اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کی آمد کی پیش گوئی بیان کی۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی کہلوایا کہ میرے بعد صرف ایک ہی رسول آئے گا۔ جس کا نام آسمان پر احمد (اور دنیا میں محمد ﷺ) ہوگا۔ (ملخصاً سورۃ الصف:۶)

اسی طرح انجیل مقدس میں بھی حضرت مسیح نے حضرت ﷺ کی بہت جگہ پیش گوئی فرمائی کہ وہ آئیں گے۔

تحریف بائبل کے باوجود، ختم نبوت

۱..... میں ''باپ'' سے درخواست کروں گا تو وہ تجھے دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک (آخر تک) تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی سچائی کی روح جسے دنیا حاصل نہ کر سکتی ہے۔

(انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت:۱۶،۱۷)

۲..... اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہوں اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ (ایضاً باب آیت:۷،۸)

۳..... حضرت مسیح فرماتے ہیں میں تو تجھ کو پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا وہ مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں۔ وہ تجھے روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ (متی کی انجیل باب:۳، آیت:۱۲،۱۳)

۴..... انجیل مرقس میں باب:۱ آیت:۷،۸ میں یہی عبارت ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں اور جو میرے بعد آتا ہے وہ روح القدس سے تمہیں بپتسمہ دے گا۔

مشترکہ اعلان

آپ واضح حوالہ جات سے پڑھ آئے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بہت سی بشارتیں بیان کیں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جو آخری رسول ﷺ (خاتم النبیین) ہوگا۔ مسیح علیہ السلام کی اس بشارت کی قرآن پاک نے بھی بشارت دی اور انجیل نے بھی کثرت سے آنحضرت کی آمد کا ذکر کیا۔ جس کے چند حوالہ جات آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اسی طرح خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے ارشادات مقدسہ میں مسیح ابن مریم کی قیامت کے قریب آمد کا تذکرہ فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے فرشتوں کی معیت میں زمین پر اتریں گے۔ ان کو سولی دینے کے وقت آسمان پر اٹھالیا گیا تھا۔ وہ وہاں زندہ موجود ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اس کے ساتھ ہی ساتھ دونوں سچے پیغمبروں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ نے ان کاذب اور دجالوں کا ذکر فرمایا جو آنحضرت ﷺ کے بعد جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے اور مسیح موعود ہونے کا اعلان کریں گے۔ غلام احمد قادیانی انہیں جھوٹوں، کاذبوں، دجالوں میں ایک ہے جس نے نبوت اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت مسیح اور محمد ﷺ اس شخص کے بارے میں اپنی امتوں کو منع کر گئے ہیں کہ خبردار ان کی بات نہ ماننا یہ تم کو گمراہ کر دیں گے۔ اس حکم کے باوجود آج کل جن میں کچھ عیسائیوں نے مرزائیوں کے اشاروں اور امریکہ کے حکم پر دولت کے لالچ میں پاکستان کے امن کو تباہ کرنے حکومت اور عوام میں نفرت کی خلیج وسیع کرنے کے لئے مسیح کے دشمنوں سے مل کر دو سچے پیغمبروں کے متفقہ فیصلہ کے خلاف پیغمبر آخرالزمان کے بارے میں قلم وزبان دراز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ سن لیں مسلمان کسی قانون کی پرواہ کئے بغیر اپنے پیغمبر علیہ السلام کے خلاف ادنیٰ گستاخی بھی نہیں سن سکیں گے۔ اس لئے کہ اس کا عہد ہے کہ ہمارا مال۔ اولاد، جان اپنے نبی پر قربان ہوگی۔ اسی طرح لاہور ہائیکورٹ کے جج بھی توجہ دلا چکے ہیں اور شاتم رسول تحریک میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ جب اسلام اور مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول سمجھتے ہیں اور ان کا احترام اپنے ایمان کا حصہ سمجھیں تو عیسائیوں کو آنحضرت ﷺ کی توہین کی کس نے اجازت دی۔ ۲۹۵-سی میں ترامیم نامنظور اس کی سزا موت صرف موت ہے۔ اس سے کم سزا ملک میں امن کی دشمن کا باعث ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور ڈویژن کے

کارہائے نمایاں

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ''

تعارف

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ایک غیر سیاسی دینی جماعت ہے جو فرقہ ہائے باطلہ خصوصاً مرزائیت کے خلاف اندرون وبیرون ملک علم بلند کئے ہوئے ہے۔ پورے ملک میں یہ ہی ایک پلیٹ فارم ہے جس پر ہر مکتب فکر کے اکابر جمع ہوتے اور چمنستان محمدی پر کسی قزاق کا سیاہ ماٹو لگنے نہیں دیتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو جب انگریز نے اپنے مفاد کے لئے نبوت کی نعمت عطاء کی تو علماء وقت نے قرآن وحدیث کی رو سے اسے دجال اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا لیکن عرصہ تک یہ بحث دینی مسائل کے گرد گھومتی رہی۔ مجلس احرار اسلام نے جب اس طائفہ کی تاریخ کو کھنگالا تو جوں جوں اس کی گرہیں کھلتی گئیں مذہب سے کہیں زیادہ سیاسی غداری کے عنوان اس کی پیشانی پر دکھائی دینے لگے۔ بالآخر یہ بات واضح ہوگئی کہ مذہب کے نام پر عالم اسلام کی اجماعی قوت کو پارہ پارہ کرنے اور ان سے عسکری سپرٹ ختم کرنے کے لئے یہ نبوت معرض وجود میں آئی ہے۔ مسئلہ مذہب سے زیادہ سیاسی ہے۔ اسی لئے اس سے اسلامی حکومتوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ چنانچہ ان کے شر سے برصغیر اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو بچانے کے لئے مستقل مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھ دی گئی

پاکستان کے بعد

پاکستان بن جانے کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کو ایک آزاد ادارہ کی حیثیت سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں دے دیا گیا۔ جیسے ہی مرزائی پاکستان میں سازشوں کے جال بنتے گئے۔ مجلس ان ایک ایک کڑی کاٹتی اور حکومت وعوام کو اس سے باخبر کرتی رہی۔ مجلس نے پورے اخلاص سے حقائق وشواہد کی روشنی میں مرزائیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کی ہمیشہ نشاندہی کی۔ لیکن بدبختی کا یہ عالم کہ عتاب بھی انہی فقیروں پر گرتا رہا اور مرزائی حکومتوں کے دامن شفقت میں پھلتے پھولتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی اینٹی قادیانی تحریک میں مسلمانان پاکستان نے عظیم قربانی دی۔ گوجرانوالہ میں مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد تحریک کے ڈکٹیٹر تھے۔ آپ نے تیرہ یوم تک گوجرانوالہ سے کراچی تک تحریک چلائی۔ آپ کی قیادت میں آپ کے

رفقاء نے پوری گرم جوشی سے کام کیا۔ بلکہ کراچی میں آپ کے بھیجے ہوئے کارکن کئی ماہ تک تحریک چلاتے رہے۔ خصوصاً لاہور کی گلی کوچوں کو اپنے خون سے لالہ زار کر کے مسلمانوں نے مرزائیوں کے خوفناک منصوبوں سے ملک کو بچالیا۔ گو اس وقت بظاہر تحریک دب گئی۔ لیکن ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس کا نتیجہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی شکل میں نمودار ہوا۔

مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں پورے ملک میں سرگرم عمل ہیں جس طرح ملک بھر میں ہر صوبہ اور شہروں میں دفاتر کام کر رہے ہیں اس طرح بیرون ملک مثلاً:

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ہڈرسفیلڈ (انگلینڈ)
// // // (ابوظہبی)
// // // (بحرین)
// // // (فیجی آئی لینڈ)
// // // (انڈونیشیا)

مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ جماعت کا ایک ہفت روزہ آرگن ''لولاک'' فیصل آباد سے نکلتا ہے۔ جس کے ایڈیٹر مولانا تاج محمود مجلس کے مرکزی رکن اور سرگودھا ڈویژن کے امیر ہیں جو اپنے ڈویژن میں پوری سرگرمی سے ساعی عمل ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

گوجرانوالہ ہمیشہ سیاسی و دینی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے۔ جی۔ٹی روڈ کے قریب ہی سیالکوٹی گیٹ کے اندر بارونق چوک میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا اپنا زرخرید دفتر بالائی منزل پر دور سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ دفتر قبل از تقسیم بیشتر تحریکوں کا مرکز رہا۔ ۱۹۶۲ء سے بلاشرکت غیرے مجلس تحفظ ختم نبوت اس کی مالک اور اس پر قابض چلی آرہی ہے۔ آج کل یہ دفتر لاہور ڈویژن کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ایک فعال جماعت ہے۔ اس کے امیر مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد جو عرصہ دراز تک موجودہ پاکستان مجلس احرار اسلام پاکستان کے صدر رہے ہیں جب کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے صدر شیخ حسام الدین تھے۔ آج کل مولانا عبدالرحمٰن آزاد لاہور ڈویژن مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور مرکزی ورکنگ کمیٹی کے رکن ہیں۔ مجلس کی مختصر روئیداد حسب ذیل ہے۔

محکمہ تعلیم

ملک میں محکمہ تعلیم ریڑھ کی ہڈی ہوا کرتا ہے۔ جہاں سے کامیاب ہونے والوں نے ملک کی قیادت سنبھالنی ہوتی ہے۔ اگر اس کے ہی فکر وعمل، ذہن وشعور میں اسلام کے خلاف اعتراضات کی بھرمار اور غیر فطری نظریات کی حمایت میں غیر اسلامی تصورات عقیدہ کی شکل اختیار کر جائیں تو اسلامی نظام کے نفاذ کی امیدیں اور اسے اپنانے کی جدوجہد بیکار بن کر رہ جائے گی۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رکن اور لاہور ڈویژن کے امیر مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے بڑی محنت وکاوش سے، تیس ایسے مرزائیوں کا مکمل کھوج لگایا جو محکمہ تعلیم پر اپنی اجارہ داری قائم کئے ہوئے تھے۔

آئینی جدوجہد

مولانا نے اس سلسلہ میں ایک آئینی تحریک شروع کی، مراسلات، ٹیلی گراموں، اخباری بیانات سے حکومت کو باور کرایا کہ محکمہ تعلیم، مرزائیوں، کیمونسٹوں کے ہدف کی زد میں ہے۔ ملکی استحکام کے لئے ان کی اجارہ داری ختم کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ہفت روزہ چٹان، زندگی، المنبر، لولاک، الرشید، بادبان، آذان نے صدر مملکت کے نام مولانا کے خطوط، بیانات اور مرزائی افسران کی فہرستیں شائع کر کے مولانا کے اس مشن کو تقویت بخشی۔ اس کے نتیجہ میں اس وقت کے گورنر جناب سوار خاں نے کچھ تبدیلیاں کیں۔ جن کے باعث پنجاب میں بطور ڈی. پی. آئی ڈاکٹر عبدالرؤف کو مقرر کر دیا گیا۔

ڈاکٹر عبدالرؤف

مولانا نے بطریق سابق ڈاکٹر صاحب سے بھی رابطہ پیدا کیا۔ تعلیم کی حالت زار کا ذکر کرتے ہوئے عرض کی کہ آپ ایک مجاہد باپ کے خلف الرشید ہیں۔ جنہوں نے اس ملک کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ یہ ملک تیس برس کے بعد جناب جنرل محمد ضیاء الحق کی مساعی جمیلہ سے اسلام کی طرف رخ پھیر چکا ہے۔ لیکن محکمہ تعلیم پر چھپائے ہوئے غیر اسلامی نظریات کے حاملین اسے ناکام بنانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ کیا آپ اسلام اور ملک کی آبرو اور صدر مملکت کی تمناؤں کو پورا کرنے کے لئے محکمہ سے ایسے غلاظت کے ڈھیر دور کر کے پاکیزہ ماحول پیدا کرنے کی سعی فرمائیں گے؟ ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ مجھ پر یہ ذمہ داری اللہ کی طرف سے عائد ہوتی ہے کہ میں ملک وملت کی خدمت کا صحیح صحیح حق ادا کروں۔ میں نے اپنی حکومت کو بھی

جواب دینا ہے اور خدا کو بھی، میں صدر مملکت کی دینی خواہشات کو پروان چڑھانا فرض عین خیال کرتا ہوں۔ حالات نے اس کی تصدیق کر دی۔ ان کا عمل شاہد ہے کہ وہ فکری، عملی طور پر پختہ مسلمان، ان کے دل و دماغ میں ملک وملت کی خدمت اور اسلامی معاشرے کا صحیح تصور عقیدہ کی طرح راسخ ہے۔ آپ اگر علم وفضل میں مسلمہ حیثیت رکھتے ہیں تو دیانت وکردار میں بھی اعلیٰ نمونہ ہیں۔ آپ نے اس فکر سے غیر اسلامی نظریات کی کافی حد تک اجارہ داری کو ختم کیا۔ ڈائریکٹریٹ میں مسجد تعمیر کرائی۔ باقاعدہ نماز باجماعت کا انتظام کیا۔ جمعرات کو خود درس قرآن دینا شروع کیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ صوبائی حکومت ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ تعلیم پر چھائے ہوئے ندامت کے بادل دور کرنا چاہتی ہے۔

نیک دل افسروں کی مشکلات

ہمارا معاشرہ معصیت کی شدت میں اس قدر گھر چکا ہے کہ دیانت وامانت، عدل وانصاف اس دور میں معتوب اور جو انہیں اختیار کرے اسے کوہ ابتلاء سے گزرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالرؤف کو بھی حق کی حمایت اور باطل کے خلاف جہاد کرنے کی پاداش میں جان تک کا خطرہ مول لینا پڑا۔ اس موقع پر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ نے مولانا کی ایک اپیل بعنوان ''قاتلانہ حملہ، جناب جنرل محمد ضیاء الحق صدر مملکت کے نام'' پمفلٹ کی شکل میں شائع کی۔

غیر اسلامی نظریات کی یلغار

مجلس تحفظ ختم نبوت کی شبانہ روز جدوجہد سے محکمہ سے پچاس کے قریب غیر اسلامی نظریات کے حاملین مرزائی اور کیمونسٹوں کو اپنی جگہ بدلنی پڑی۔ جس سے ان کی منصوبہ بندی اور عزائم کی رفتار سرد پڑ گئی۔ اب ان کے جادہ شر کی تکمیل میں سب سے گراں پتھر ڈاکٹر عبدالرؤف ہی دکھائی دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے انہیں راستہ سے ہٹانے کے لئے نیا مرکز قائم کیا جہاں ان کے خلاف سازشوں، فرضی ناموں سے اشتہار، بیانات ومراسلات تحریر ہونے لگے۔ ادھر مرزا ناصر احمد قادیانی نے اس مقصد کے لئے اسلام آباد کو کچھ وقت کے لئے اپنا مستقر بنالیا۔ اس سلسلہ میں سابقہ سیکرٹری ایجوکیشن جناب اکرام امین جن کی بیوی مرزائی تھی، ان کا مکان ان کارروائیوں کا مرکز بن گیا۔

ہماری مدافعانہ کارروائی

ایک اسلامی اسٹیٹ میں ملکی آئین ونظریات کے دشمن اگر یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ زلیخا

کی طرح کسی پاکباز کو اپنے مقصد کے لئے بدنام کرنے کا غیر اخلاقی طریق کار اپنائیں تو پھر ملک کے بہی خواہ کو بدرجہ اولیٰ یہ حق پہنچتا ہے کہ سچائی وحقیقت کو قائم رکھنے کے لئے آئینی طریق کار اختیار کرے تاکہ کسی غلط کار کا جادو منصف مزاج فیصلہ کرنے والوں پر نہ چل سکے۔ چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی باطل اور افتراء پردازیوں کے خلاف سچائی وحقائق کا علم بلند رکھا اور حکومت کو شرپسندانہ کارروائیوں سے باقاعدہ آگاہ رکھا۔ مولانا نے جس طرح مرزائیوں کی فہرست ایک دوورقی میں شائع کی، پھر ''محکمہ تعلیم اور مرزائی'' کے نام پر ایک پمفلٹ شائع کیا۔ اسی طرح ایک اور پمفلٹ بعنوان ''سیکرٹری تعلیم پنجاب کو بلاتاخیر فارغ کر دیا جائے'' شائع کیا۔ الحمدللہ! حکومت کو جلد ہی عیاں ہوگیا کہ حقیقت کیا تھی۔

اس سلسلہ میں مولانا آزاد سے مسلسل سلسلہ استفسار جاری رہا۔ دیگر افسران اور متعلقہ اصحاب کے علاوہ بریگیڈیئر عطاء محمد صاحب مشیر صحت کی دعوت پر ڈی سی گوجرانوالہ کی وساطت سے ۲۰ منٹ تک افہام وتفہیم کی مجلس قائم رہی۔ جس کا ذکر ملکی اخبارات نے بھی کیا۔ بعدازاں بذریعہ ڈی سی گوجرانوالہ گورنر کے خاص مشیر جناب بریگیڈیئر مظفر حسین کی ملاقات کا ان کے پیغام پر اسمبلی ہال میں وقت مقرر ہوا۔ تاریخ ووقت کے مطابق جماعتی رفقاء کے ہمراہ وہ اسمبلی ہال لاہور پہنچے، جہاں ان سے تقریباً ۲۵ منٹ تک سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ گفتگو اچھے ماحول میں ہوتی رہی۔ مولانا نے مجلس تحفظ ختم نبوت کا بہترین انداز میں تعارف کرایا اور اس کی پوزیشن واضح کی کہ مجلس کی یہ کل کارروائی خالص دینی اور حکومت کو صحیح صورتحال پر مطلع کرنے پر مبنی ہے۔ مجلس اس سے کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنا چاہتی ہے نہ ان کے منشور کا یہ حصہ ہے۔ یہ مسلمانوں کے عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے کہ وہ کسی مرزائی اور کمیونسٹ یا غیر مسلم کو یہ حق نہ دے کہ وہ اسلامی مملکت کو کوئی نقصان پہنچا سکے یا کسی کے ذہن کو اسلام کے خلاف لے جانے کی سعی کرے۔ بعدازاں جناب گورنر موصوف سے بھی ملاقات کے دوران یہی مسئلہ زیر بحث آیا۔

حکمرانوں کی ان ملاقاتوں کے بعد مولانا نے فرمایا کہ باوجود اختلاف رائے کے میں ان اصحاب کے اخلاق وانداز گفتگو سے بے حد متاثر ہوا ہوں جو میرے اور ان کے درمیان ہوتی رہی۔

سابقہ سیکرٹری ایجوکیشن

ہماری دشمنی اور دوستی کی بنیاد صرف اسلام ہے۔ جو شخص اسلام کی سربلندی اور ملک کا خیرخواہ ہے وہ ہمیں جان سے زیادہ عزیز ہے۔ جو اسلام اور ملک کا دشمن ہے ہم اس کے مخالف ہیں۔ سابقہ سیکرٹری ایجوکیشن جناب اکرام امین (فوت ہو چکے ہیں) مرزائیت نوازی کے باعث

(جن کے لئے وہ مجبور بھی تھے) مسلمانوں میں اپنی عظمت کھو چکے تھے۔ مولانا نے براہ راست ان کی طرف ازراہ ہمدردی ایک مراسلہ بھی تحریر کیا جس میں ان کی کمزوریاں اور ناقابل تلافی جرائم کا ذکر تھا کہ خدارا آپ جس اہم ذمہ داری پر فائز ہیں آپ کو زیب دیتا نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ لہٰذا آپ اسے ترک کر دیں۔ خدا سے معافی مانگ لیں۔ ہم آپ کے ممد و معاون ہوں گے۔ ہمیں آپ سے کوئی مخالفت نہیں اس خط کے چند روز بعد وہ بہاولپور میں فوت ہو گئے۔ بہتر ہوگا اگر خدا کے حضور معافی مانگ لی ہو۔

گورنر کے اجلاس میں امیر مجلس کی تقریر

موجودہ گورنر لیفٹیننٹ جنرل جناب غلام جیلانی سے مولانا کی دو خصوصی اور ایک عمومی ملاقات ہوئی۔ ایک ملاقات کے دوران مولانا نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ بات نہایت ہی خوش آئند ہے کہ حکومت جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت پر بھی زور دے رہی ہے۔ لیکن اسے اگر عملی جامہ پہنانا ہے تو سرکاری دفاتر کا محاسبہ عین ضروری ہے۔ جہاں مرزائیت نوازی یا کمیونسٹ پروری جیسے غیر اسلامی نظریات کا قبضہ ہے جو اسلامی نظریۂ حیات کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کرتے۔ وہ اسے پروان چڑھنے نہیں دیں گے۔ وہ تو اپنے اعمال و کردار سے حکومت کے اعتماد کو عوام میں بری طرح مجروح کر رہے ہیں۔ ان کی یہ گہری سازش حکومت کی مخلصانہ اسلامی نظام کی مساعی کو عملاً ناکام بنا رہی ہے۔

تقرری کے موقع پر ذہنی جائزہ لینا ضروری ہے

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولانا نے کہا کہ میں گورنر موصوف کی وساطت سے وفاقی حکومت خصوصاً جناب جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان سے درخواست کروں گا کہ ایک ایسا آرڈیننس جاری کیا جائے کہ کسی افسر کی تقرری کے موقع پر۔ اس کی قابلیت اور علمی استعداد کے ساتھ ساتھ ذہنی توازن کا بھی جائزہ لیا جائے کہ آیا اس کا ذہن اسلام اور اصول اسلام سے کہاں تک ہم آہنگ ہے اور کیا یہ کمیونسٹ اور مرزائی تو نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسے کسی ذمہ داری کا عہدہ نہ سونپا جائے۔ اس تجویز کو بہت پسند کیا گیا۔

وزیر محنت سے مجلس کے وفد کی ملاقات

گوجرانوالہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے مولانا صاحب کی قیادت میں وزیر

محنت وافرادی قوت، جناب خان دستگیر خاں سے ملاقات کے دوران آپ کو اس منصب پر فائز ہونے پر مبارک باد پیش کی قائد وفد نے کہا کہ اسلام نے آجر اور اجیر کے رشتہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا ہے۔ جب کہ سوشلسٹ نظام ان کے مابین جنگ وجدل کی شاہراہیں کھولتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ ان لوگوں میں یہ فکر پیدا کریں کہ وہ اپنے مسائل اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق حل کریں۔ جہاں فریقین میں ایک دوسرے سے ہمدردی واعتماد کی باہمی فضا پیدا ہوتی اور محبت واخوت کی گرہیں مضبوط ہوتی ہیں۔

گورنمنٹ نارمل اسکول گجرات

۲۰/اپریل ۱۹۸۱ء کو گوجرانوالہ دفتر میں اطلاع موصول ہوئی کہ گجرات کے ایسے اسکول میں جہاں اساتذہ کو تربیت دی جاتی ہے۔ مرزائیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع ہے۔ وہاں کا ہیڈ ماسٹر نثار احمد اختر اور اس کا ہمزلف رفیق احمد او۔ٹی جو خاندانی مرزائی ہیں اور بعد الذکر اس فرقہ کا مبلغ بھی ہے۔ یہ اطلاع جب مولانا عبدالرحمٰن کو پہنچی تو آپ نے اس کی تصدیق کے لئے چوہدری محمد خلیل احمد سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات سے رابطہ پیدا کیا۔ انہوں نے جب اس کی تصدیق کر دی تو مولانا نے اس کے تدارک کا پروگرام بنایا اور ہدایات جاری کر دیں۔

مطالبات

گجرات کی مساجد میں ان کے خلاف قراردادیں ہوئیں۔ علماء نے ۲۴/اپریل اور یکم/مئی ۱۹۸۱ء کے خطبات میں اس مسئلہ پر بھرپور تقاریر کیں۔ معززین شہر نے بیانات دینے شروع کئے۔ یہ مسئلہ شہر میں کافی اہمیت اختیار کر گیا۔

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد امیر ڈویژن لاہور نے صوبائی وفاقی حکومتوں اور محکمہ تعلیم کے بالائی افسران کو حقائق وحالات سے مطلع کیا اور ان لوگوں کی حرکات سے پیدا ہونے والے نتائج سے بھی باخبر کیا۔

مولانا کا دورہ گجرات

ہیڈ ماسٹر نثار احمد اور اس کے ساتھی کے خلاف گجرات میں فضا مکدر ہو رہی تھی اور یہ لوگ اپنی حرکات پر مصر تھے جس سے شہر میں بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ مولانا کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ نے حالات پر کنٹرول کرنے اور اس مسئلہ کو آئینی حدود تک پابند رکھنے کے لئے

گجرات کے دورے کا پروگرام بنایا۔ وقت مقررہ پر آپ مولانا عبدالرؤف مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کی معیت میں گجرات دفتر ختم نبوت میں پہنچے۔ معززین اور علماء نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے مختصر خطاب میں پرامن رہنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ مرزائی اور کمیونسٹ ملک میں اشتعال انگیزی کو ہوا دے کر اسلامی نظام میں رکاوٹ پیدا کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ آپ قطعاً اشتعال میں نہ آئیں۔ ان شاء اللہ العزیز! آئینی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ آپ حالات سے مجھے باخبر رکھتے رہیں۔

مجلس کا وفد ڈی سی آفس میں

اسی مجلس سے ایک وفد مولانا کی قیادت میں ڈی سی آفس پہنچا، اے ڈی سی جی گجرات سے ملاقات ہوئی۔ قائد وفد نے صورت حالات سے آگاہ کیا اور وضاحت کی مرزائیوں اور ان کی سرگرمیوں کے بارے مسلمانوں کے جذبات بڑے نازک ہیں۔ آپ اس میں دلچسپی لیں تاکہ معاملہ غلط راستہ اختیار نہ کرے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اشتعال انگیزی کے سخت خلاف ہے۔ لہٰذا ہم ہر طرح کنٹرول کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ہم انصاف کے تقاضوں کو ضائع ہونے نہیں دیں گے۔

محکمہ تعلیم کی دور اندیشی

مولانا کو مختلف قسم کی اطلاعات موصول ہوتیں رہیں اور آپ اس سلسلہ میں بھی سرگرم عمل رہے۔ اس اثناء میں مجلس کو جن خاردار وادیوں اور مشکل گزار گھاٹیوں سے گزرنا پڑا اور ہمیں بیم ورضا کی جن طغیانیوں کو عبور کرنا پڑا۔ یہ طویل داستان ہے۔ تاہم محکمہ کے بالائی افسران کی مدبرانہ فکر نے اس مسئلہ کو حل کر کے مسلمانان گجرات کو آزمائش سے بچالیا اور مولانا کو یہ مراسلہ موصول ہوگیا کہ ان دونوں کے تبادلے کر دیئے گئے ہیں۔ مجلس ان افسران کی شکر گزار ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ نثار احمد نے اس سلسلہ میں عدالت میں کوئی استغاثہ کر رکھا ہے۔ بہرحال وہ کام اب عدالت کا ہے۔

ڈی سی گجرات

مجلس تحفظ ختم نبوت ڈی سی اور اے۔ ڈی سی جی گجرات کی اسلامی صلاحیتوں کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ انہوں نے اس سلسلہ میں پوری ذمہ داری کا ثبوت دے کر شہر کی فضاء کو مکدر

ہونے سے بچالیا۔ مجلس ان کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ مولانا نے اس سلسلہ میں محکمہ تعلیم وانتظامیہ کے متعلقہ حضرات کو شکریے کے پیغام ارسال کئے ہیں۔

سیکرٹری گجرات

چوہدری محمد خلیل سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات نے بھی شبانہ روز سمع اطاعت کے مخلصانہ جذبہ کے تحت امیر لاہور ڈویژن کی کماحقہ مدد، کی مولانا کو حالات سے باخبر رکھا جو ہدایات انہیں دی گئیں اسے مکمل طور پر پہنچایا۔

مردم شماری

حالیہ مردم شماری میں مرزا ناصر کے حکم پر ہر مرزائی نے خود کو مسلمان اندراج کرایا ہے۔ یہ صریحاً فریب دہی اور غلط بیانی ہے جو عوام اور سنٹرل گورنمنٹ سے کی گئی ہے۔ مجلس کے دفتر گوجرانوالہ نے حکومت کو اس سلسلہ میں بھی باخبر کیا۔ بعد اندراج کندگان کا بیان ہے کہ ہم اس جھوٹ پر حیران رہ گئے کہ جو لوگ ہمارے درمیان رہتے اور ہم انہیں جانتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں مرزائی ہیں۔ جب انہوں نے خود کو مسلمان لکھوایا تو ہم نے اے۔ سی گوجرانوالہ سے یہ شکایت کی وہاں سے جواب ملا کہ ہمیں ہدایت ہے جو لکھواتے ہیں، لکھ لو۔ بلاشبہ کسی اسکول ماسٹر یا کلرک کو کسی کے مسلمان یا غیر مسلم ہونے کا فیصلہ تو نہیں کرنا۔ لیکن ازاں بعد حکومت کو تو اعلان کرنا چاہئے تھا کہ اس موقع پر اگر کسی نے غلط بیانی یا فریب دینے کی کوشش کی ہے تو اس کے خلاف چارہ جوئی کی جاسکتی ہے۔ جب کہ پولیس میں غلط بیانی پر دفعہ ۸۲ کا نفاذ ہوسکتا ہے تو سینٹرل حکومت سے غلط بیانی کیوں معاف ہے؟

مرزا بشیر الدین کا غلط ترجمہ ضبط

امت مرزائیہ کے خلیفہ ثانی نے جو قرآن پاک کا ترجمہ کیا اس کی حیثیت بھی مرزا غلام احمد کی نبوت کی سی ہے۔ جیسے یہ نبوت اسلام کے خلاف ایک شاخسانہ ہے۔ اس طرح مرزا بشیر کا خودساختہ ترجمہ بھی اسلامی روح کے خلاف مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ کرنے کے لئے ہے۔ حکومت پنجاب نے اور پھر حکومت بلوچستان نے اسے ضبط کر کے یہ ثابت کر دیا کہ صوبائی حکومتیں اب اسلام اور اسلامی حدود کی محافظت پر توجہ دے رہی ہے۔ مولانا نے مجلس کی طرف سے ہر دو صوبوں کے گورنر صاحبان کو مبارک باد کے پیغام ارسال کئے ہیں اور انہیں توجہ دلائی ہے کہ یہ

درخواست خالی از وجوہ نہ ہوگی کہ مرزائی اس ترجمہ کو پھر واگزار کروانے اور اس آرڈیننس کو منسوخ کرانے کی گہری جدوجہد کریں گے۔ قبل ازیں ایک غلطی کے ازالہ کے آرڈیننس منسوخ کرا چکے ہیں۔ اس لئے خطرہ ہے کہ آپ کے اس پاکیزہ اقدام کو جس پر پوری قوم آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتی ہے۔ کہیں مجروح نہ کر دیا جائے۔

مرزائی مذبحہ کا بائیکاٹ

اطلاع موصول ہوئی کہ ضلع سیالکوٹ قلعہ کالر میں مرزائی بڑا گوشت کرتے مسلمان ان سے خرید کر کھاتے ہیں جب کہ مرزائیوں کا مذبحہ مسلمانوں کے لئے حرام قطعی ہے۔ مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے مولانا عبدالرؤف مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کو باقاعدہ ہدایات دے کر قلعہ کالر بھیج دیا۔ مبلغ مجلس نے وہاں تقاریر کیں۔ مرزائیت اور ان کے مذبحہ کی حقیقت واضح کی بالآخر لوگوں نے سابقہ جرم کی معافی مانگی اور آئندہ کے لئے عہد کیا کہ ہم ان کے مذبحہ کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ کئی ایک لوگوں نے پکا ہوا گوشت انڈیل دیا۔ گاؤں کے لوگوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا۔

مرزا ناصر کی ٹیپ ریکارڈ

غوطہ فتح گڑھ ضلع سیالکوٹ سے اطلاع ملی کہ وہاں مڈل سکول کا ایک مرزائی ٹیچر خورشید احمد جو مرزائیت کی تبلیغ کرتا اور مرزا ناصر کی ٹیپ کی ہوئی تقریر لوگوں کو سناتا ہے۔ اس شخص کے پاس گاؤں کا ڈاکخانہ بھی ہے۔ وہاں بھی مولانا نے مبلغ مجلس کو ہدایت دے کر بھیجا۔ مبلغ نے وہاں تقاریر کیں اور وہاں کی پوری رپورٹ مولانا عبدالرحمٰن کو تحریری طور پر پیش کی۔ مولانا نے اس سلسلہ میں اصلاحی طریقہ اختیار کیا۔

چھوکر ضلع گجرات

چھوکر خورد کے مولانا غلام محمد مولانا عبدالرحمٰن امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہاں آئے اور آپ نے ذکر کیا کہ ہمارے گاؤں کا پٹواری فیض رسول اعلانیہ مرزائیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ اگر اسے نہ روکا گیا تو گاؤں کے لوگ ارتداد کی طرف جھک جائیں گے۔ مولانا عبدالرحمٰن نے مولانا عبدالرؤف کو حکم کیا کہ آپ وہاں پہنچیں اور لوگوں کے ایمان کو بچائیں۔ مولانا عبدالرؤف نے وہاں جمعہ میں تقریر کی تو رات کی تقریر کے لئے مرزائیوں نے روکا۔ لیکن گاؤں کے لوگ حالات

سے مطلع ہونا چاہتے تھے۔ لہٰذا ان دو تقریروں کا بے حد اثر ہوا۔ چند حوالوں کے بارہ میں مرزائیوں نے اعتراض کئے جو دکھا دیئے گئے۔ جس سے گاؤں کے لوگ خوب متاثر ہوئے۔ مبلغ کی واپسی پر وہ خدا کا شکر کر رہے تھے کہ ان لوگوں نے ہمارا ایمان بچالیا۔

وہ مولانا عبدالرحمٰن آزاد کی ان مساعی پر انہیں مبارک باد کے پیغام ارسال کر رہے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ مجھے افسوس ہے ہم مرزائیوں کو اقلیت کی وہ کل سہولتیں دینا چاہتے ہیں جو اسلام جائز قرار دیتا ہے۔ لیکن ان کی معاندانہ، اسلام دشمن سرگرمیاں ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ ہم مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کریں۔

اسی طرح کنجاہ سے بھی گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹرس کے خلاف اور دیگر کئی ایک مقامات سے ایسی درخواستیں دفتر کو موصول ہو رہی ہیں۔ جن کا ابتدائی طور پر جائزہ لیا جا رہا ہے کہ وہ کہاں تک درست ہے۔ اس لئے کہ امیر مجلس اس وقت تک کارروائی مناسب نہیں سمجھتے۔ جب تک اس کی صحت کا مکمل یقین نہ ہو جائے۔

مرزائیت عدالتی فیصلوں کی روشنی میں

توبہ نامہ

مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی حکومت کا خود کاشتہ پودا بن جانے کے بعد اپنے مخالفین کو کثرت سے گالی گلوچ اور توہین آمیز الہامات سے مرعوب کرنے لگے تو مولانا محمد حسین بٹالوی نے ان کے خلاف ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں درخواست کی۔ عدالت نے مرزا قادیانی کو طلب کیا۔ مرزا نے اقبال جرم کے بعد توبہ نامہ تحریر کر دیا کہ آئندہ میں ایسی حرکات نہ کروں گا۔

۱..... میں آئندہ ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس سے کسی کی ذات کا پہلو نکلتا ہو۔

۲..... میں اللہ تعالیٰ سے ایسی درخواست کرنے سے بھی اجتناب کروں گا۔ جس سے کسی کی رسوائی ہوتی ہو اور ایسے نشان ظاہر کرنے سے جس سے مورد عتاب الٰہی ہو اور مذہبی مباحثہ میں کسی کو سچا جھوٹا کہنے سے بھی باز رہوں گا۔

۳..... میں کس چیز کو الہام بنا کر شائع کرنے سے ہمیشہ باز رہوں گا جو کسی کے خلاف ہو۔

۴..... میں مولانا محمد حسین بٹالوی یا ان کے کسی دوست یا پیروکار سے مباحثہ کرتے وقت کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال نہیں کروں گا نہ ہی ایسی تحریر اور تصویر شائع

کروں گا جس سے انہیں اذیت پہنچے۔

۵..... میں اقرار کرتا ہوں کہ مولانا محمد حسین یا ان کے تعلق دار کی نسبت کوئی لفظ دجال، کافر، کاذب، بطالوی نہیں لکھوں گا۔

۶..... جہاں تک میرے احاطۂ طاقت میں ہے میں اپنے زیر اثر لوگوں کو بھی ان سب امور کی جن کا وعدہ کیا ہے ترغیب دوں گا۔

دستخط گواہ دستخط

مرزا غلام احمد، بقلم خود خواجہ کمال الدین، ایم۔اے مسٹر جے۔ایم ڈوئی، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، ایل۔ایل۔بی

ضلع گورداسپور، مورخہ ۲۴/فروری ۱۸۹۹ء

ماریشس سپریم کورٹ کا فیصلہ

روبل کی مسجد جہاں مسلمان نمازیں پڑھتے تھے۔ مرزائی وہاں اسلام کے بڑے خدمت گار کی حیثیت سے اثر انداز ہوئے۔ مسجد کا متولی ان کے ساتھ مل گیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں اور یہ اپنا امام رکھنے پر مصر ہیں۔ سپریم کورٹ میں ۲۶/فروری ۱۹۱۹ء کو مقدمہ دائر ہوا۔ ۱۹/نومبر ۱۹۲۰ء کو حسب ذیل فیصلہ سنایا۔

''عدالت عالیہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مرزائی روبل کی مسجد میں اپنے پسند کا امام نہیں رکھ سکتے۔ یہ مسجد مسلمانوں کی ہے۔ لہٰذا یہاں مسلمان ہی نماز ادا کر سکیں گے۔''

عالم اسلام کے فیصلے

۱..... مرزائیوں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر سب سے پہلے رجب ۱۳۳۶ھ میں برصغیر کے اہم مقامات کے ہر مکتب فکر نے تکفیر کا فتویٰ دیا جسے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے شائع کیا۔

۲..... اس طرح ایک اہم فتویٰ فسخ نکاح مرزائیاں کے نام سے ۱۹۲۵ء میں دفتر اہل حدیث امرتسر کی طرف سے شائع ہوا جس میں برصغیر کے علاوہ بلاد عربیہ کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔

۳..... ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے کل مسلمانوں نے متفقہ طور پر ایک ایسی تحریک چلائی جس نے ثابت کر دیا کہ مسلمان مرزائیوں کے خلاف متفقہ عقیدہ رکھتے ہیں۔

۴..... مفتی اعظم شام نے ۱۵/اکتوبر ۱۹۵۷ء کو مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کا فتویٰ دیا جس پر دمشق حکومت نے ۲۰/مارچ ۱۹۵۸ء کو ایک آرڈیننس جاری کر دیا کہ مرزائیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی اور ان کی جائیداد بحق سرکار ضبط اور دفتر سربمہر کر دیئے گئے۔

۵..... اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ معظمہ میں عالم اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں ۱۶۶ تنظیموں نے حصہ لیا۔ متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا کہ مرزائی غیر مسلم ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، لہٰذا اس اجلاس میں مسلمان حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور ملازمتوں میں انہیں جگہ نہ دی جائے۔

۶..... ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی اسمبلی نے مرزائیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۷..... موجودہ حکومت نے عبوری آئین میں از سر نو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۸..... ۲۸/اپریل ۱۹۸۱ء لاہور ہائیکورٹ کے راولپنڈی بنچ کے مسٹر جسٹس محمد افضل نے ایک فیصلہ میں کہا ہے۔ مرزائی چونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی جائیداد کے وارث نہیں بن سکتے۔

مرزائیوں کے مہینے مسلمانوں کے مہینوں سے بھی مختلف ہیں

اسلامی تقویم: محرم، صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاوّل، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ، ذوالحجہ۔

مرزائی تقویم: صلح، تبلیغ، امان، شہادت، ہجرت، احسان، وفا، ظہور، تبوک، اخا، نبوت، فتح۔

شکریہ: آخر میں ہم اس پوری جدوجہد محنت وکاوش اور اس کے پر کامیاب نتائج پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس کی مدد شامل حال رہی اور پیر طریقت امیر مرکزیہ جناب مولانا خان محمد صاحب کی پرخلوص دعاؤں کی برکت اور ان کی توجہ کا نتیجہ ہے۔

اس کے بعد مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد کی شبانہ روز دیوانہ وار مساعی اور ان کے رفقاء کار کے اس تعاون کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہا جاسکتا جو پراعتماد ٹیم کی حیثیت سے امیر مجلس کے معاون رہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد (امیر)، مولانا ثاقب (ناظم اعلیٰ)، حافظ ارشاد احمد (ناظم مالیات)، غلام نبی (مشیر خاص)، مولانا عبدالرؤف (مبلغ)

مرزائی عزائم
اور
ایک درخواست

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

مرزائی عزائم	۲۳۹
پاکستان بن جانے کے بعد	۲۴۰
محکموں پر قبضہ	۲۴۱
مرزائی عالم اسلام میں بدنام ہیں	۲۴۲
مطالبات	۲۴۲
مرزائی ردعمل	۲۴۳
ترمیم کی تنسیخ الہام سے	۲۴۴
اسرائیل اور مرزائی	۲۴۷
مرزائیوں کے یہودیوں سے مشترکہ مقاصد	۲۴۸
مزید مطالبات	۲۴۸

اسلامی مملکت کے سربراہ جناب صدر مملکت ضیاء الحق اور
ان کے وزراء وفاقی مشاورتی کونسل کے ارکان خلوص دل سے توجہ فرمائیں

مرزائی عزائم

اس بات میں اب کوئی ابہام نہیں کہ مرزائی مذہب کے نام پر ایک سیاسی جماعت ہے جو سامراجیوں نے اپنے مقاصد کے لئے تیار کی ہے۔ انگریز نے اس کا پودا لگایا اور مرزائیوں نے سامراجیوں کے مقاصد میں عالم اسلام کو عظیم نقصان پہنچایا اور اب بھی پہنچا رہے ہیں۔ مرزائی اپنی حکومت کے خواب بھی عرصہ سے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود ایک بیان میں کہتا ہے:

۱..... ''نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کا چارج سنبھال سکیں۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۷/فروری، ۲۹/مارچ ۱۹۲۴ء)

۲..... ''ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۴/فروری ۱۹۲۲ء)

۳..... ''اس وقت تک کہ ہماری بادشاہت قائم نہیں ہو جاتی۔ تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۸/جولائی ۱۹۳۵ء)

۴..... ''جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو قائم رکھا جائے۔''

(الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۳ ص ۲ کالم ۲، مورخہ ۳/جنوری ۱۹۴۵ء)

جسٹس منیر ان حوالہ جات کی روشنی میں لکھتے ہیں:

۵..... ''۴۵ تا ۱۹۴۷ء احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کے جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔'' (تحقیقاتی رپورٹ اردو ص ۲۰۹)

۶..... ''اللہ تعالیٰ ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے..... ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور دونوں قومیں جدا جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

''اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے.....ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۶/مئی ۱۹۴۷ء)

ان حوالہ جات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔مرزائی پاکستان کے خلاف تھے اور بن جانے کے بعد پھر اسے متحد کر کے پاکستان کو ختم کرنا اور ہندوؤں سے شیر وشکر رہنے کا پرخلوص عزم رکھتے اور اسے خدا کی مشیت تسلیم کرتے ہیں۔اس کی تصدیق جسٹس منیر نے بھی کی ہے۔ (تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ص ۲۰۹)

پاکستان بن جانے کے بعد

ہندوستان میں ان کی حکومت نہ بن سکی اور وہ الہامات وپیش گوئیاں وعدہ فردا کی حیثیت اختیار کر گئیں تو پاکستان میں چوہدری ظفر اللہ وزیر خارجہ (مرزائی) اور مسلمان حکمرانوں کی طرف سے توقع سے زیادہ انہیں معاونت حاصل ہوئی تو یہاں متوازی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔چنانچہ مرزا محمود خلیفہ ربوہ کے بیانات حاضر ہیں۔

کوئٹہ میں تقریر کرتے ہوئے اپنی جماعت سے خلیفہ ربوہ نے اپیل کی کہ:''بلوچستان میں اپنے پراپیگنڈا کو تیز تر کر دیں تا کہ یہ صوبہ آئندہ سرگرمیوں کا مرکز بن جائے۔''

(الفضل لاہور ج ۲ نمبر ۱۸۹ ص ۴، مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۴۸ء، بحوالہ تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۱۳)

مرزا محمود نے اپنے پیروؤں سے پرجوش اپیل کی کہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو تیز کر دیں تا کہ جو لوگ اب تک منکر رہے ہیں۔۱۹۵۲ء کے آخر تک احمدیت کے آغوش میں آجائیں۔

(تحقیقاتی عدالت ص ۲۱۳)

''۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس کرے کہ احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی۔'' (الفضل قادیانی مورخہ ۱۶/جنوری ۱۹۵۲ء)

''بلوچستان ایک چھوٹا صوبہ ہے۔اسے احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔یہاں احمدیت کی بیس مضبوط کر لو اور ہم اس سارے صوبے کو احمدی بنالیں۔کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں۔'' (الفضل لاہور ج ۲ نمبر ۱۸۹ ص ۴ کالم ۱، مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۴۸ء)

محکموں پر قبضہ

پاکستان کو ہر گوشے کو اپنا محتاج بنانے اور عملاً قبضہ کرنے کے لئے مرزا محمود نے اپنے ماننے والوں کو حکم کیا کہ: ''جب تک پورے ملک کے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں۔ ان سے پوری طرح کام نہیں لے سکتے۔ فوج، پولیس، ایڈمنسٹریشن، ریلوے، فائنس، کسٹمز، انجینئرنگ میں شامل ہو جائیں۔ ان کے ذریعے ہم اپنے حقوق محفوظ کرا سکتے ہیں۔ ہمارے نوجوان فوج میں بے تحاشا جا چکے ہیں۔ باقی محکموں میں ملازمتیں کریں۔ اس طرح آپ پیسے بھی کمائیں گے اور ہر جگہ ہمارے آدمی بھی موجود ہوں گے۔'' (الفضل لاہور ج ۶ نمبر ۱۰ ص ۴ کالم ۳، مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء)

جسٹس منیر بھی اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ مرزا محمود نے کہا: ''ملک کی تمام کلیدی مناصب (فوج اور سویلین) پر قبضہ کیا جائے۔ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ہر مرزائی ملازم سرکاری محکموں میں خلیفہ کی اطاعت کو پاکستانی حکمرانوں سے زیادہ اہمیت دیتا اور انہی محکموں کے کل راز خلیفہ کے ہاں پہنچاتے جاتے ہیں۔''

چوہدری ظفر اللہ پاکستان کا سابقہ وزیر خارجہ ہے۔ لیکن بڑے زور سے کہتا ہے کہ میں چین جاؤں یا امریکہ۔ ہر جگہ مرزائیت کی تبلیغ کروں گا اور اپنے خلیفہ کو مطاع مطلق سمجھتا ہوں۔ احمدیت خدا کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اگر مرزا غلام احمد کے وجود کو نکال دیا جائے تو اس کا زندہ مذہب ہونا ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس کا اظہار ہر جگہ کیا جاتا اور سرکاری ملازمت میں اس کی برملا تبلیغ کرتا۔ اس نے بہت سے لوگوں کو مرتد بنا دیا۔ (جب کہ ہمارے مسلمان ملازم اپنے اسلام کی تبلیغ کرنے کی جرأت نہیں کرتے) (الفضل لاہور ج ۶ نمبر ۱۳۰ ص ۵، مورخہ ۳۱ر مئی ۱۹۵۲ء)

چنانچہ چوہدری ظفر اللہ نے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے منع کرنے کے باوجود ۱۸ر مئی ۱۹۵۲ء کو کراچی جہانگیر پارک میں مرزائیوں کے جلسہ میں تقریر کی۔ احمدی افسر عام جلسوں کی کھلم کھلا صدارت کرتے اور تحریک احمدیت کی حمایت میں تقریریں کرتے اور لوگوں کو احمدی بناتے ہیں۔ (منیر رپورٹ ص ۲۱۲)

حکمرانوں کی غفلت سے ہر محکمے پر مرزائی کیمونسٹ قابض ہیں۔ وہ ایک منصوبے کے تحت کام کر رہے ہیں اور حکمران انہیں محاسبہ سے مستثنیٰ قرار دے کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے چلے آتے ہیں۔

مرزائی عالم اسلام میں بدنام ہیں

عالم اسلام کے خلاف مرزائیوں کی مسلسل خوفناک سازشیں اب منظر عام پر آچکی ہیں۔ چنانچہ ۶ تا ۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء کو مکہ معظمہ میں رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے ایک اجتماع ہوا۔ جس میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی ۱۴۴ تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر سب نے مرزائیوں کی خطرناک سازشوں کی مذمت کی اور متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ یہ عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے۔ متفقہ قرارداد کے ذریعے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور کل مسلمان حکومتوں سے اپیل کی کہ ہر حکومت اس تخریبی فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

مذہبی طور پر مرزائی امت سے جو اسلام کو نقصان پہنچا۔ قرآنی آیات واحادیث کی اعلانیہ تکذیب، جہاد جیسے اہم فریضہ کی تنسیخ، انبیاء کرام، صحابہ عظام، صلحاء امت کی توہین جو اسلام کے خلاف کسی بڑی طاقت کو بھی یہ جرأت نہ ہوسکی۔ لیکن اس گروہ نے بڑی دلیری سے اسے ادا کیا۔ اس کے ساتھ ہی اسلام دشمن طاقتوں کے اشارے پر عالم اسلام کے خلاف جو گھناؤنی سازشیں اس گروہ نے کیں، اس سے ممالک اسلامی بلبلا اٹھے۔ جس کی وجہ سے رابطہ عالم اسلامی کو یہ قرارداد منظور کرنا پڑی۔

مگر پاکستان جس میں مرزائیوں کی سازشوں کی تاریخ بڑی طویل اور خطرناک ہے۔ یہاں ان کا کسی حکمران نے کوئی محاسبہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کے بنے ہوئے جالوں میں خود جکڑے رہے اور پھر بھی ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

مطالبات

قادیانی نبوت کے خالق فرنگی حکمرانوں سے ۱۹۲۲ء تا ۱۹۴۷ء ۲۵ برس مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ہوتا رہا۔ یہی مطالبہ پاکستان بن جانے کے بعد مسلمان حکمرانوں سے ۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۴ء ۲۷ برس تک قائم رہا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ انگریز اپنے خود کاشتہ پودا کی حمایت میں مسلمانوں پر ظلم کرتا ہوا ڈرتا تھا۔ لیکن پاکستانی حکمرانوں نے مرزائیوں کی حمایت میں دس ہزار مسلمان شہید کئے اور ایک لاکھ کو جیلوں میں بند کردیا گیا۔ اس کے مقابل ملک وملت کے دشمن گروہ کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی۔ اتنے بڑے تشدد کے بعد بھی جب پوری قوم اس مطالبے سے دست بردار نہ ہوئی اور مرزائیوں نے جب یہ سمجھتے ہوئے کہ وزیر اعظم ہمارا احسان مند ہے۔

ربوہ سٹیشن پر طلباء پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے جذبات مرزائیت کے بارے میں بے حد نازک ہیں۔ پورے ملک میں اس کا ردعمل شروع ہوا تو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یہ فیصلہ نہ ہنگامی تھا نہ اجلت سے ہوا۔ بلکہ اسمبلی کی مسلسل تین ماہ تک سوچ بچار جس میں مرزا ناصر کو اپنے مؤقف کی وضاحت کا پورا حق دیا گیا۔ گیارہ روز تک اسمبلی میں مرزا ناصر پر بحث ہوتی رہی۔ مرزا ناصر نے دو سو صفحات کا ایک بیان اسمبلی میں دیا۔ بارہ ضمیمے جو تین سو صفحات پر مشتمل تھے اور ایک اضافی بیان بھی پیش کیا۔ عدالتی طور پر صدانی ٹریبونل ایک ماہ ۲۵ دن تک مرزائیوں کا جائزہ لیتا رہا اور یہ مسئلہ اس طرح قانونی اور تحقیقی دوائر میں زیر بحث رہا۔ نصف صدی کے مسلسل مطالبات، قوم کی عظیم جانی مالی قربانیوں، مرزائیوں کی پاکستان میں خصوصاً اور عالم اسلام میں عموماً خطرناک تخریبی سرگرمیوں، اس پر عدالتی تحقیقات، اور پوری قوم کے مطالبات پر اسمبلی کے متفقہ سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ جب کہ رابطہ عالم اسلامی یہ فیصلہ کر چکی تھی۔

مرزائی ردعمل

مرزا ناصر نے پہلے تو اس پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ جب بھٹو ناصر ملاقات میں مسٹر بھٹو نے اس فیصلہ کے خلاف ناصر کو ضمانت کا یقین دلایا تو اس نے حسب ذیل بیان دینے شروع کر دیئے۔

۱..... ہم پہلے کی طرح اب بھی مسلمان ہیں۔ مرزا ناصر

۲..... سب مرزائی، شناختی اور راشن کارڈوں میں اور سکول فارموں میں خود کو مسلمان لکھوائیں۔

۳..... انتخابی فہرستوں میں غیر مسلم کی حیثیت سے اپنا ووٹ درج نہ کرایا جائے۔

۴..... مردم شماری میں مرزا ناصر کے حکم پر ملکی دستور کی مخالفت کرتے ہوئے مرزائیوں نے خود کو مسلمان لکھوایا۔ اس طرح ملکی دستور کی دھجیاں بکھرتی رہیں۔ لیکن ملکی قانون دستور کے تحفظ کے لئے غیر متحرک رہا۔ جس ملک کا حکمران ہی باغیوں کی پشت پناہی کرتا رہا ہو، وہاں قانون و دستور کی مٹی نہ اڑے تو اور کیا ہو۔

مرزا ناصر نے اپنے پیروؤں کو انہی اعتماد میں جو حکمرانوں سے اسے حاصل رہا کہنا شروع کیا۔

۱..... خواہ کتنی طاقتور حکومتیں تمہیں مٹانا چاہیں وہ کامیاب نہیں ہوسکتی اور تم جو آج اس قدر کمزور سمجھے جاتے ہو دنیا کے روحانی بادشاہ ہوگے۔

(الفضل ربوہ ج ۲۸ نمبر ۱۹۳ ص ۶، مورخہ ۲۲/اگست ۱۹۷۴ء)

۲..... غلبہ اسلام کے دن مجھے افق پر نظر آرہے ہیں۔ یہ سورج ان شاء اللہ طلوع ہوگا اور نصف النہار تک پہنچے گا اور بہت جلد پہنچے گا۔

(الفضل ربوہ ج ۲۸ نمبر ۱۹۳ ص ۶، مورخہ ۲۲/اگست ۱۹۷۴ء)

مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام نے حقیقی اسلام کا از سر نو احیاء فرمایا ہے..... دنیا کی کوئی طاقت اسے کالعدم نہیں کرسکتی۔ خدا نے اسے غالب کرنے اور ہمیشہ غالب رکھنے کے لئے ہی بھیجا ہے۔ (الفضل ربوہ ج ۲۸ نمبر ۱۹۵ ص ۱ کالم ۲، مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۷۴ء)

جب عبدالسلام مرزائی کو یہودیوں کے پروگرام سے نوبل پرائز ملا تو مسلمانوں کو چرکا لگانے کے لئے مرزائی اخبار نے اسے غیر قانونی طور پر مسلمان مسلمان کہنا شروع کیا۔ لیکن ان کا محاسبہ نہ کیا گیا۔ ملاحظہ ہو دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے دلی مسرت کا سبب بنی کہ ایک مسلمان بھائی کو نوبل انعام ملا۔

(الفضل ربوہ ج ۳۳ نمبر ۲۵۴ ص ۱ کالم ۱، مورخہ ۸/نومبر ۱۹۷۹ء)

سعودی عرب کے شہزادہ محمد بن فیصل (اور دیگر اصحاب نے) ایک مسلمان کی حیثیت سے عبدالسلام کو مبارک باد دی ہے کہ یہ اعزاز دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ہے۔

(الفضل ربوہ ج ۳۳ نمبر ۲۵۲ ص ۱ کالم ۱، مورخہ ۶/نومبر ۱۹۷۹ء، بحوالہ جنگ)

ڈاکٹر عبدالسلام کو صدر پاکستان کی طرف سے نشان امتیاز کے اعزاز کا اعلان، احمدیت کے قابل فخر سپوت وغیرہ وغیرہ۔ (الفضل ربوہ ج ۳۳ نمبر ۲۸۵ ص ۱ کالم ۱، مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۷۹ء)

ان بیانات میں مرزا ناصر ایک کافر عبدالسلام کو بار بار اور خود کو اپنے پیروؤں کو جو غیر مسلم ہیں۔ مسلمان کہہ کر ایک طرف دستور کی توہین کرتا اور دوسری طرف مسلمانوں کو مشتعل کرتا ہے تاکہ حکومت اور عوام میں باہمی کشمکش بڑھے اور ملک افراتفری کا شکار ہوجائے۔

ترمیم کی تنسیخ الہام سے

مرزا ناصر یہ سمجھتا تھا کہ وزیراعظم بھٹو نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں

بھٹو ترمیم کے ان الفاظ کو بدل دے گا اور ہم پھر مسلمانوں کی پوزیشن میں آ جائیں گے۔ وہ اعلان کرتا رہا کہ ہم پہلے کی طرح مسلمان ہیں۔ جب بھٹو نہ رہا تو صدر ضیاء الحق تشریف لائے اور انہوں نے اسلام کے نظام کو نافذ کرنے کا اعلان کیا تو مرزائی گھبرا اٹھے کہ اسلامی نظام میں ہمارے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن انڈر گراؤنڈ کوششوں کو تیز تر کر دیا۔ جب عبدالسلام کو جو غیر مسلم قرار پانے کے بعد کسی منصوبہ کے تحت باہر جا چکا تھا ادھر صدر مملکت ایٹمی پلان کے سلسلہ میں اپنی خودداری قائم رکھے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے بڑی بڑی طاقتیں الرجک تھیں۔ جب جنرل ضیاء نے عبدالسلام کے نوبل پرائز لے کر ملک آنے پر نشان امتیاز دیا اور اسے بہت نوازا تو صدر کی اس وسعت ظرفی کو مرزائیوں نے اپنی بھرپور حمایت کا تاثر دے کر پیش کیا اور کوششوں کو مزید تیز تر کر دیا کہ عوام میں صدر کی مرزائیت نوازی نمایاں ہونے لگے گی اور ہم دستوری ترمیم میں بھی کوئی گڑبڑ کرانے میں کامیاب ہو جائیں۔ آپ مرزا محمود کے بیانات سے سمجھ چکے ہیں کہ ہر محکمہ میں مرزائی اس لئے پہنچیں کہ وہ اپنا کام کریں اور پیسے کمائیں۔ لہٰذا مرزا ناصر کو جب یہ محسوس ہو گیا کہ تیر نشانے پر بیٹھنے والا ہے تو اس نے حسب ذیل الہام شائع کر دیا۔

''لندن ایئرپورٹ پر اخباری نمائندوں کو مرزا ناصر نے بتایا کہ ۱۹۷۴ء کو دستوری ترمیم جس کے ذریعہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دی ہے۔ نمائندوں کے اس سوال پر کہ کیا آپ اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ مرزا ناصر نے کہا یہ عبوری ترمیم تھی۔ مجھے علم ہے کہ منسوخ ہو جائے گی۔'' (روزنامہ جنگ لندن مورخہ ۱۵/اگست ۱۹۸۰ء)

اپنے اس الہام سے مرزا ناصر نے مسلم قوم کو چوکنا کر دیا۔ مرزائیوں کے الہام کی روایت ہے کہ اس کی پشت پر ہمیشہ کوئی سازش ضرور ہوتی ہے۔ حکومت نے بھی مرزا ناصر سے کوئی باز پرس نہیں کی کہ ایسی دستوری ترمیم جو دس ہزار مسلمانوں کے خون سے مرتب ہوئی اور مسلمانوں کے عقیدہ سے وابستہ ہے۔ تجھے کیا حق ہے کہ اس کی منسوخی کی پیش گوئی کر کے عوام میں اشتعال پیدا کرے یا دستوری مسائل میں دخل دے۔ اس کے برعکس مسلمانوں نے اسلامی دستوری کی خاطر پورے صبر و تحمل کا ثبوت دیا۔ اس بیان کو ابھی ایک برس بھی نہیں ہوا تھا کہ جولائی ۱۹۸۱ء کو آرڈیننس نمبر ۲۷ کے تحت کسی طرح مرزائیوں کے بارے میں دستوری ترمیم منسوخ ہو گئی۔ لہٰذا

عزت مآب صدر مملکت جناب ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

سے اسلام کے نام پر دردمندانہ درخواست

السلام علیکم!

جناب عالی

آج سفینۂ پاک جس گرداب میں ہے تھوڑی سی کوتاہی عظیم تباہی کا باعث اور آئندہ نسلوں کے لئے تاریخ میں عبرتناک باب کا اضافہ کرسکتی ہے۔ داخلی، خارجی، تخریب کاریاں نقطہ عروج پر خطرہ الارم دے رہی ہیں۔ تخریب کار، دشمنی وانتقام کی رو میں، سیاست دان اقتدار کی ہوس میں گٹھ جوڑ کررہے ہیں۔ مختلف اداروں میں ہڑتالیں، خواتین کے جلوس، قرآن پاک کی بے حرمتی کے مسلسل واقعات، ملک کی اہم شخصیتوں کا قتل وغیرہ وغیرہ! کسی خوفناک منزل کی نشان دہی کررہے ہیں۔ انہی دنوں میں مرزائیوں کی غیر مسلم اقلیت قرار دینے والے دستوری ترمیم کی منسوخی کا بھی ذکر آنے لگا۔ ہم نے اسے سیاسی شوشیہ ہی خیال کیا۔ لیکن جب جستجو شروع ہوئی تو قانون دانوں کی معرفت دستور، آرڈیننسوں، پی.ایل.ڈی کی چھان پھٹک کی گئی تو شکوک کو حقیقت کا درجہ حاصل ہوا۔ دانشوروں کی کثیر تعداد نے اسے منسوخ کہا۔ چند محتاط وکلاء نے کہا کہ دستوری ترمیم بہرحال یقین کے درجہ سے گرچکی ہے جو کسی وقت بھی قومی آزمائش کا موجب بن سکتی ہے۔ اسی اثناء میں لاہور ہائیکورٹ بار کے وکلاء نے ۲۳/مارچ کے روزنامہ جنگ میں ایک اشتہار کے ذریعہ اس ترمیم کو بحال کرنے کی درخواست بھی کی۔ جسے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے آپ کو درخواست کی شکل میں ارسال کردیا۔

عالی جاہ! شیڈول اوّل میں سیریل نمبر۲۷ پر آئینی ترمیم نمبر۲ مجریہ ستمبر۱۹۷۴ء کا منسوخ ہونا درج ہے اور وہ آرڈیننس جو بلدیاتی انتخاب کے موقع پر ۱۹۷۹ء میں جناب نے ہی جاری کیا تھا جس کے ذریعے مرزائی غیر مسلم ہی کی حیثیت سے غیر مسلموں کے ووٹروں سے الیکشن لڑسکتے تھے۔ اس پر پوری قوم آپ کی شکر گزار تھی۔ یہ آرڈیننس بھی منسوخ ہوچکا ہے۔

سیریل نمبر۳۱۳ (آرڈیننس، عوامی نمائندگی کا ترمیمی آرڈیننس) مجریہ ستمبر۱۹۷۹ء کا منسوخ ہونا بھی ضروری ہے۔

جناب عالی! جب ہم آپ کی نیک خواہشات، اسلامی نظام کے لئے مخلصانہ جدوجہد روزمرہ کی زندگی میں اسلامی ارکان کی ادائیگی کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ کارروائی بھی مرزائی سازشوں کا روایتی کارنامہ دکھائی دیتا ہے تاکہ حکومت سے اس کے حلیفوں کا اعتماد مجروح ہو اور سیاستدانوں کو حکومت کے خلاف ایک مؤثر نعرہ دستیاب ہو، تاکہ حکومت اور عوام میں ٹکراؤ پیدا کیا جائے۔

جس سے اسلامی نظام کے پروگرام کو سبوتاژ کیا جاسکے۔اس خوفناک سازش کا وہ قبل ازیں، خدائی الہام کے نام سے اظہار کر چکے ہیں تاکہ وقت گزارنے کے بعد اپنے مذہب کی صداقت کے لئے اس منسوخی کو بطور دلیل پیش کر سکیں۔

عالی مرتبت! ہم حالات کی سنگینی اور مسئلہ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم نہ تو کسی محاذ آرائی کو پسند کرتے اور نہ ہی اس خاص دینی مسئلے کو کسی سیاست کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں۔اسے آپ ہی شیڈول کے سیریل نمبر ۲۷۲، ۳۱۳ کو حذف کر دینے کا حکم صادر فرما کر آنحضرت ﷺ کی ختم المرسلینی کا تحفظ فرمائیں۔ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔خدا کی رحمتیں نازل ہوں گی اور نصرت الٰہی آپ کی معاونت کرے گی۔ والسلام!

وما علینا الا البلاغ المبین

قبل ازیں درخواست صدر مملکت ارسال کر دی گئی تھی۔یہ پمفلٹ پریس میں چھپ رہا تھا تو اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ صدر نے ایک حکم کے ذریعہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کو بحال کر دیا ہے۔ہم ان کے بے حد مشکور ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ مرزائیوں کے متعلق دیگر مطالبات بھی منظور فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

اسرائیل اور مرزائی

انگریزی سامراج کے ساتھ صیہونی استعمار بھی اسلام کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔وہ عالم اسلام سے عموماً اور عربوں کے لئے خصوصاً المناک چیلنج بنا ہوا ہے۔لیکن پاکستان کے بارے وہ اپنی مخالفت کا واضح اعلان کر چکا ہے۔

پیرس کی سارابون یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے بانی اسرائیل ڈیوڈ بن گوریان نے اگست ۱۹۶۷ء میں کہا کہ پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہئے۔نہ ہی پاکستان کے خطرہ سے غفلت کرنی چاہئے۔لہٰذا ہمیں پاکستان کے خلاف جلد سے جلد قدم اٹھانا چاہئے۔پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لئے سخت مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے۔ہمیں اس نفرت وعناد سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔جو ہندوستان، پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔بڑی طاقتوں سے مدد لے کر ہندوستان کی مدد کرنا چاہئے۔یہاں سے پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہئے۔ (یروشلم پوسٹ مورخہ ۱۹/اگست ۱۹۶۷ء)

پاکستان کا فکری سرمایہ پاکستانی فوج ہے جو اپنے رسول محمد ﷺ سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے۔ یہی بنیاد ہے جس نے پاکستان اور عربوں کو ایک رشتہ میں مستحکم کر رکھا ہے۔ عالمی یہودیت کے لئے یہ شدید خطرہ رکھتی ہے۔ لہٰذا پاکستانیوں کے دل سے حب رسول کس طرح نکالی جائے۔ یہ کام یہودی، مرزائیوں سے لے رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بالمقابل نیا نبی بنالیا گیا اور اسرائیل میں مرزائی مشن یہی کام کر رہا ہے۔ (صیہونی تنظیموں کا آرگن مورخہ ۱۹/اگست ۱۹۶۷ء)

مرزائیوں کے یہودیوں سے مشترکہ مقاصد

اسلام دشمنی کے فکری تقاضوں کے ہم آہنگ ہیں۔ چنانچہ مرزائیوں کی شائع کردہ احمدیہ فارن مشن ربوہ کا مختصر اقتباس پیش کیا جارہا ہے۔ ''اسرائیل حیفہ میں احمدیہ مشن ہے۔ ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور سکول موجود ہے۔ ایک ماہانہ البشریٰ رسالہ عربی زبان میں نکلتا ہے۔ ہمارا مشن وہاں اچھا کامیاب ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگوں کی اپیل پر حیفہ کے میئر ہماری مشنری میں تشریف لائے۔ انہیں استقبالیہ دیا۔ سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے اپنے تاثرات ہمارے رجسٹر میں لکھے۔ ایک سکول کی اجازت دی۔ ہمارا مبلغ چوہدری محمد شریف پاکستان آنے سے پہلے صدر اسرائیل کو ملا۔ قرآن پاک کا تحفہ دیا جو صدر نے دلی خلوص سے قبول کیا۔ ہمارے مبلغ اور صدر اسرائیل کا انٹرویو ریڈیو اسرائیل پر نشر کیا گیا اور اخبارات نے جلی سرخیوں سے اسے شائع کیا۔''

اسرائیل کے پاکستان کے خلاف عزائم اور مرزائیوں کے اس سے اتنے گہرے تعلقات اور جب کہ اسرائیلی فوج میں پاکستانی مرزائی بھی کافی تعداد میں شامل ہوں تو یہ ان خفیہ رازوں اور سازشوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

مزید مطالبات

- ..... مرزائیوں کے متعلق فیصلے کی قانون سازی کی جائے۔
- ..... مرزائیوں کو کلیدآسامیوں سے جلد برطرف کیا جائے۔
- ..... مرزائیوں پر اسلام اور پاکستان دشمنی کے الزام میں مقدمات چلائے جائیں۔
- ..... مرزائیوں کو اسلامی اصطلاحات مثلاً مسجد، اذان، نبی، رسول، امیر المؤمنین، امہات المؤمنین، صحابی، خلیفہ، مسجد کی ہیت استعمال کرنے سے قانوناً روک دیا جائے۔

اسلام، ملت، وطن اور تعلیم کے مفاد میں

سیکرٹری تعلیم پنجاب

کو برطرف کر دیا جائے

مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''الحمد للہ و کفٰی و صلوٰۃ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی''

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے اب کسی کا پھر کسی کو امتحاں مقصود ہے

پاکستان کی بدنصیبی

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کی تخلیق ہی اسلامی نظریات پر ہوئی۔ یہاں جس قدر نظریاتی محاذ مضبوط ہوگا۔ سرحدی محاذ بھی توانائی حاصل کرے گا۔ نظریاتی محاذ میں عدم توانائی سرحدی محاذوں کو کھوکھلا کرنے کا باعث تو ہوسکتی ہے۔ ملک کے استحکام نشوونما کی ضامن نہیں بن سکتی۔ پاکستان کی سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ اس کی قیادت پر مرزائیت اور لادینی عناصر کا غلبہ رہا۔ جنہوں نے نظریاتی محاذوں کے پرخچے اڑادیئے اور ملک کو ہزار ہا ناقابل حل مسائل میں جکڑ کر رکھ دیا۔ جس سے سرحدی محاذ یہاں تک تباہ ہوئے کہ مشرقی پاکستان مرزائیوں اور کیمونسٹوں کی منصوبہ بندی کے تحت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکستان سے کٹ گیا۔

محکمہ تعلیم مرزائیوں کے نرغے میں

پچھلے دنوں بندہ نے محکمہ تعلیم کا سراغ نکالا تو اسی فیصد مرزائی کیمونسٹوں کو مارآستیں کی طرح روح اسلامی کو چاٹتے اور مسلمانوں کے جذبۂ حریت کو اپنی نیش زنی کا ہدف بناتے پایا۔ میں نے یقین کرلیا کہ ملک کی تباہی و بربادی کا باعث یہی لوگ ہیں جو کل کو قیادت کا روپ دھارنے والے لوگوں کی تعلیم و تربیت میں اسلام و ملک دوستی کا جذبہ نازل سرنج کی شیریں رفتار سے کھینچ کر غداری و قوم دشمنی کے سمی جراثیم داخل کردیتے ہیں جو فراغت کے بعد کبھی بھی ملک و ملت کے لئے مفید نہیں ہوسکتے۔ میں نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اخبارات و احباب کے تعاون سے محکمہ تعلیم کو مرزائی اور مرزائی نواز لوگوں سے پاک کرنے کا تہیہ کر لیا تو اخباری بیانات مراسلات اور ٹیلی گراموں سے حکومت و عوام کو باخبر کیا تو مبارک باد کی مستحق ہے موجودہ حکومت، کہ اس نے فوری طور پر اہم تبدیلیاں کیں اور ڈاکٹر عبدالرؤف جیسے ملک و ملت کے عظیم بہی خواہ اور اسلام کے سپوت کو ڈی. پی. آو پنجاب مقرر کر کے پاکستانی قوم پر بہت بڑا احسان کیا۔

سیکرٹری تعلیم کی خبث باطنی

ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب نے کمال دیانت سے اپنے فرائض وذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے غلط کار لوگوں کو ان کے عہدوں سے تبدیل کیا۔ جہاں وہ سالہا سال سے اسلام ومسلمانوں کے خلاف تخریب کاریوں میں مصروف رہے۔ جب مرزائیوں کو اپنا ساحرانہ طلسم ٹوٹتا دکھائی دیا تو ڈاکٹر صاحب کے خلاف بالائی سطح پر انتقامی محاذ کھول دیا۔ ربوہ کے قصر خلافت میں زلزلہ آیا۔ مفاد پرست مرزائی نوازوں کو استعمال کیا گیا۔ خلیفہ ربوہ مرزا ناصر اسلام آباد جا کر بیٹھ گیا۔ وہاں اپنا اثر رسوخ استعمال کرنے لگا۔ صوبائی سیکرٹری محکمہ تعلیم پنجاب بریگیڈیر اکرام امین جن کی بیوی کٹر اور متعصب مرزائی ہے۔ اس کا گھر مرزائی اور مرزائی نوازوں کی منصوبہ بندیوں کا مرکز ہے۔ بالآخر ایک بدنام اور خطرناک مشہور مرزائی لیڈر ایم۔اے خان کو افیسر آن سپیشل ڈیوٹی (انکوائری) پنجاب مقرر کرانے میں کامیاب ہوگئے جس کا ردعمل پہلے سے کہیں زیادہ عوام میں پیدا ہونا لازمی تھا۔ عوام اب کبھی بھی محکمہ تعلیم کو مرزائیوں کا اڈہ بننے نہیں دیں گے۔

۳۱ مئی ۱۹۷۹ء کے ہفت روزہ زندگی لاہور نے چہرے سے نقاب سرکاتے ہوئے سیکرٹری مذکور کے ہونٹوں پر چھٹی ہوئی ام الخبائث کی عفونت کا ملاحظہ کرایا ہے کہ وہ اسلامی دستور کے اعلان اور شراب کی بندش کے بعد بھی ہر روز اس نجاست کا شوق فرماتے رہتے ہیں۔ انہیں اسلامی اصولوں کا پاس ہے نہ ملکی قانون کا احترام۔ اس طرح فرضی کتابوں کے نام پر ٹیکسٹ بک بورڈ کے ناشرین کے نام پر لاکھوں روپے کی ادائیگی کے سیکنڈل میں بھی ان کا ذکر نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کالجوں اور سکولوں میں اس کے خلاف نفرت کے جذبات نہایت تیزی سے شدت اختیار کر رہے ہیں۔ غرضیکہ مرزائیت کی نحوست کے باعث جرائم کے مجموعے کا نام سیکرٹری تعلیم قرار دیا گیا ہے۔

سیکرٹری تعلیم پنجاب صوبائی محکمہ تعلیم سے جو مذموم تخریبی ڈرامہ کھیل رہے ہیں۔ مرزائیل اور اسرائیل کے ناپاک منصوبوں کی ایک سوچی سمجھی کڑی ہے۔ جس سے ہر وقت بچنا اور بچانا حکومت اور ہر محبّ وطن شہری کا اوّلین فریضہ ہے۔ امید ہے کہ ہماری ان مخلصانہ گزارشات پر ملکی تباہی اور بربادی سے پہلے ہی عمل کیا جائے گا۔

حکومت توجہ فرمائے

کیا تعلیم جیسے بنیادی ادارہ میں ایسے بدکردار غیر مسلم شخص کا تقرر محکمہ تعلیم کے لئے باعث ندامت نہیں؟ جو شخص اسلام کی حرام کردہ اشیاء کا اعلانیہ استعمال کرے اور ایک کافرہ (مرزائی) عورت سے شادی کرتا ہے۔اس کے پاس مسلمان ہونے کا کیا جواز باقی ہے؟ اور پھر یہ شخص ملکی خزانے کا لاکھوں روپیہ فریب دہی سے ہضم کرتا چلا آ رہا ہے۔کیا یہ ملک وملت کا بہی خواہ ہوسکتا ہے؟

کیا اسلامی حکومت کو یہ زیب دیتا ہے کہ ایک مسلمان دیانتدار افیسر کی انکوائری کے لئے ایک غیر مسلم ایم.اے خان (مرزائی) کافر کو مقرر کرے؟ جو شخص خدا اور اس کے رسول کا باغی ہے۔اس پر اعتماد کرنے والا کیا خود اپنے ایمان کی نفی نہیں کرتا؟

اپیل

میں ان حالات کی روشنی میں حکومت سے اپیل کروں گا کہ سیکرٹری محکمہ تعلیم پنجاب بریگیڈیر اکرام امین کو فی الفور محکمہ تعلیم سے فارغ کر دیا جائے اور کسی محکمے میں بھی ایسے شخص کو جگہ نہ دی جائے۔

نیز یہ قانون بنا دیا جائے کہ ملازمت کے لئے درخواست دہندہ کی علمی وفنی استطاعت پر جس طرح غور کیا جاتا ہے اس طرح اس کے ذہنی توازن کا بھی جائزہ لیا جائے کہ اسلامی نظریات کا حامل ہے یا اسلام کے خلاف مرزائیت اور کمیونسٹ نظریات سے تعلق رکھتا ہے۔اگر اس کا تعلق آخر الذکر نظریات سے ہے تو ایسے کافرانہ ذہن کو کبھی اہم عہدہ پر فائز نہ کیا جائے۔

میں یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ ایم.اے خان بدنام مرزائی کو پہلی فرصت میں محکمہ تعلیم سے فارغ کر کے ربوہ کے بہشتی مقبرہ کی حفاظت کا موقع دیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی انکوائری کرائی جائے کہ ایک کافر مرزائی کو مسلمان افیسر کی انکوائری کے لئے مقرر کرانے والے کون سے خفیہ ہاتھ ہیں اور کس شخص نے یہ اعلانیہ جرأت کی ہے۔اس کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔

یہ بات ہمارے زیر غور ہے کہ کیوں نہ عدالت عالیہ کی طرف رجوع کیا جائے کہ اسلامی حکومت میں کسی شخص کو یہ حق ہے کہ ایک دیانت دار مسلمان افیسر سے ناطہ اعتماد توڑ کر ایک ملک وملت کے غدار کافر پر اعتماد کرے اور اسے مسلمانوں کی انکوائریوں کا حق کلی یا جزوی سونپ دے۔ اپیل کنندہ: (مولانا) حکیم عبدالرحمٰن آزاد، مرکزی رہنما مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

قادیانیت کا اصلی چہرہ

جناب حافظ محمد ثاقب صاحب مرحوم

قادیانیوں کے کفریہ عقائد

۱..... تمام انسانوں کے لئے نبی اور رسول: قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی کے تمام انسانوں کے لئے نبی اور رسول مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔(نعوذ باللہ)

(تذکرہ ص۳۶۰)

۲..... مرزا سید الاوّلین وآخرین ہے: مرزائی اخبار الفضل مورخہ ۱۹، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ وہ مرزا وہی ختم المرسلین تھا۔ وہ ہی فخر الاولین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمت اللعالمین بن کر آیا تھا۔(نعوذ باللہ)

(قادیانی مذہب ص۲۶۴)

۳..... مرزا قادیانی باعث تخلیق کائنات ہے: قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان وزمین اور تمام کائنات کو صرف اور صرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیا گیا۔(نعوذ باللہ)

(حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

۴..... مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھی: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔(نعوذ باللہ)

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۷، خزائن ج۱۶ ص۲۶۶)

۵..... مرزا قادیانی کے معجزے آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہیں: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۶۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) اور مرزا قادیانی کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔(نعوذ باللہ)

(حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

۶..... آنحضرت ﷺ مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ تشریف لائے ہیں: قادیانی عقیدہ ہے کہ ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان ج ۲ شمارہ ۴۳ ص ۱۴، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۷..... آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں: قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں بلکہ صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے نجات ہوگی۔ (نعوذ باللہ) (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

۸..... ہر انسان محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے: قادیانی عقیدہ ہے کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷/جولائی ۱۹۲۲ء)

قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟

قادیانی ختم نبوت کے منکر، مرتد، زندیق اور توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہیں۔ پوری ملت اسلامیہ انہیں کافر قرار دے چکی ہے۔ لیکن کمال ڈھٹائی کی بات یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو راسخ العقیدہ اور سچا مسلمان کہتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مسلمان صرف وہ ہے جو مرزا قادیانی پر ایمان لاتا ہے اور اسے اللہ کا سچا نبی اور رسول مانتا ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں قادیانیوں کے جو مذہبی عقائد ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔

۱..... رنڈیوں کی اولاد: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷)

۲..... مرد سور، عورتیں کتیاں: میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

۳..... حرام زادے: جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

۴..... پوری ملت اسلامیہ کافر: (۱) ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵)

(۲) ''ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۲۸، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

مرتب: حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ

پنجابی نبی کے کارنامے

جناب حافظ محمد ثاقب صاحب مرحوم

الٹ گرگابی

''ایک دفعہ کوئی شخص آپ (مرزا قادیانی) کے لئے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی مگر الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی اور آپ تنگ ہو کر فرماتے کہ ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں۔ والدہ صاحبہ نے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ الٹا سیدھا پاؤں پہن لیتے۔ آخر اسے اتار دیا۔'' (سیرت المہدی ج ا ص ۶۷)

بھانوں کے ہاتھ مرزا کی ٹانگیں

''روایت ہے کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بانو تھی وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی۔ اس لئے پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں، بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانوں کہنے لگی۔ تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانوں ہویاں ہویاں ایں۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۰)

مرید لڑکی پسند کر لو

''عبداللہ سنوری روایت کرتا ہے کہ میاں ظفر احمد کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی۔

اسے دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو حضور نے اسے کہا کہ ہمارے گھر میں دولڑکیاں رہتی ہیں۔ میں انہیں لاتا ہوں۔ آپ دیکھ لو پھران سے آپ کو جو پسند ہواس سے شادی کردی جائے گی۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے ان دولڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کردیا۔ پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں۔ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد نے انہیں دیکھ لیا۔ آپ نے انہیں رخصت کردیا۔ اس کے بعد حضرت نے پوچھا آپ کو کون سی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری (عبداللہ سنوری کی) رائے لی۔ میں نے عرض کی حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے جس کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد بدنما ہوجاتا ہے۔ لیکن گول چہرے کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۹)

غیر محرموں کا پہرہ دینا

''مائی رسول بی بی۔ بیوہ حافظ حامد علی بیان کرتی ہیں کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں آپ کی زبان سے کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ (پھر کیا ہوا)

ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر میں اور مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ تھیں۔''

(سیرت المہدی ج۳ص۲۱۳)

براہین احمدیہ کے پہلے صفحات مرزا کی سیرت میں لکھے گئے ہیں۔ اس میں سے مرزا قادیانی کے عقل وشعور پر دو واقعات حاضر خدمت ہیں۔

جیب میں اینٹ

''مرزا قادیانی کی جیب میں مرزا محمود نے اینٹ ڈال دی جو کئی دن تک چھپتی رہی۔ مرزا قادیانی درد محسوس کرتے رہے۔ لیکن بڑی اینٹ کا پتہ نہ لگا۔ آخر خادم کو کہا کہ میری پسلی میں درد ہو رہا ہے۔ جب اس نے دیکھا تو عرض کی جناب کی جیب میں بڑی اینٹ ہے۔ اس نے نکال دی۔'' (حالات مسیح موعود از معراج الدین عمر قادیانی ملحقہ براہین احمدیہ حصہ اوّل ص۶۳)

مٹی کے ڈھیلے

''دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو شیرینی سے بہت پیار تھا اور عرصہ سے بول کی بھی شکایت تھی۔ (استنجا کے لئے) مٹی کے ڈھیلے اور (کھانے کے لئے) گڑ کے ڈھیلے بھی ایک ہی جیب میں رکھتے تھے۔'' (مسیح موعود کے حالات از معراج الدین عمر تتمہ براہین احمدیہ حصہ اوّل ص۶۷)

واہ! اے مرزا قادیانی کیا مٹی کے ڈھیلے کھانے اور گڑ کے ڈھیلوں سے کئی بار استنجاہ تو ضرور کیا ہوگا۔ کیسی ہے مرزا کی طیب خوراک۔

تازیانہ نقشبندیہ

بر فرقہ

غلمدیہ

مولانا حکیم عبدالرسول بکھروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تازیانہ نقشبندی ربانی بتردید حملہ قادیانی

نحمد اللہ العلام ونصلی علیٰ رسولہ سید الانام وعلیٰ آلہ واصحابہ البررۃ الکرام. اما بعد ! اخبارالحکم قادیان مطبوعہ ۱۰ رمئی ۱۹۰۶ء میں ایک مضمون بعنوان (نقشبندیوں پر اتمام حجت) لکھا گیا ہے۔ جس شخص کا نام مضمون کے نیچے لکھا گیا ہے اس کو اس قدر استعداد نہیں ہے کہ وہ مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اچھی طرح سمجھ سکے اوران سے مضامین مقصودہ کے دلائل پیش کر سکے۔ بہر حال وہ مضمون یا خود مرزا نے لکھا ہے یا اس کی کمیٹی نے جو اس کام کے لئے مقرر ہے مل کر تحریر کیا ہے۔ مضمون کو غور کے ساتھ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بے چاروں نے اس مضمون کو سوچنے میں بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے اور مدت دراز اس میں صرف کر کے اپنے وقت کا ستیاناس کیا ہے۔ تعجب انگیز یہ بات ہے کہ بیس پچیس برس کے بعد ان کو نقشبندیوں کے عیوب نظر آئے ہیں۔ پہلے ان کا کبھی خیال تک نہیں کیا تھا۔ مرزا قادیانی نے اس مضمون میں ایک دانائی ضرور کی ہے کہ ایسے ہفوات اور خرافات کو جن سے انسان میں ایمان کی بو مطلق نہیں رہتی ایک اور شخص کی طرف منسوب کر دیا۔ مضمون مذکور ایک عجیب حیرت انگیز مضمون ہے کہ جس میں مضمون نگار نے سلب ایمان اور خلاف ورزی قرآن کی کچھ پروا نہیں کی اور نہ یہ خیال کیا ہے کہ پہلے میں نے کیا لکھا ہے اور پیچھے کیا لکھ رہا ہوں۔ (دروغگو را حافظہ نہ باشد)

خلاصہ مضمون کا یہ ہے کہ نقشبندی ایک فرقہ ہے جو متبع سنت ہونے کا مدعی ہے اور چونکہ وہ وصول الی اللہ کے لئے اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کو اپنے دل پر جماتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کبھی اللہ کا نام لینے کے لئے نہیں کہا تھا۔ اس لئے وہ متبع سنت نہیں ہیں اور جو انہوں نے قلب روح وغیرہ لطائف ذکر کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں وہ قرآن میں نہیں ہیں یا اس طرح ذکر کرنا رسول کریم نے نہیں فرمایا اور صرف نماز ہی انسان کو مدارج کمال پر پہنچا دیتی ہے۔ نماز کے بعد اللہ کا نام لینے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ قلب کے ساتھ اللہ کا نام لینا ناجائز ہے۔ (واہ رے مسلمانی) اور ''واذکر اسم ربک'' سے قیام اللیل مراد ہے اور ''اذکروا اللہ ذکراً کثیراً'' سے مراد اقوال وافعال کو حکم خدا وسنت نبوی کے موافق کرنا ہے اور زبان سے اللہ اللہ کا وظیفہ پڑھنا ذکر کثیر نہیں ہے اور نبض وجگر سے بولنے کا کام لینا خلاف فطرت ہے اور لوگ زبان سے ''لا الہ الا اللہ'' کرنے کو نجات ابدی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جب تک دل

سے مسلمان نہ ہوں اسلام ٹھیک نہیں ہوتا۔

عجب متضاد باتیں ہیں کہ پہلے دل سے ذکر کرنا ناجائز کہا گیا اور یہاں صرف زبان سے ذکر ''لا الہ الا اللہ'' کہنا تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ دل سے ہونا چاہئے اور جو لذت ذکر اللہ سے نقشبندیوں کو ہوتی ہے وہ مسمریزم والوں کی طرح محض خیال سے ہے۔ اللہ کا ذکر کرنا بالکل لغو اور بے سود ہے اور ایک نیا مرسل (یعنی غلام احمد قادیانی) پورا نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے والا ہے۔ کیونکہ اس نے کوئی طریقہ وصول الی اللہ کا نہیں نکالا۔ (یعنی اس کو وصول اللہ کی کوئی غرض نہیں) وہ صرف نماز پڑھتا ہے اور اس کو اس میں لذت آتی ہے۔ (یہ صرف زبانی دعویٰ ہے) اور جس کو نماز میں لذت آوے وہ کئی گھنٹہ نماز میں لگا دیتا ہے۔ مرزا قادیانی کے دیکھنے والوں کو بخوبی معلوم ہے کہ وہ بالکل معمولی آدمیوں کے برابر نماز میں دیر لگاتا ہے اور جماعت کا ہرگز پابند نہیں بلکہ بسا اوقات تارک الجماعۃ ہے اور جو منازل تصوف طے کر چکے ہیں ان میں غصہ باقی ہے اور ان کے اخلاق میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ (مرزا قادیانی کے اخلاق میں تو خوب تبدیلی ہوگئی ہے اور شاید غصہ بھی نہیں رہا۔ مگر عدالتوں میں ذرا سی بات کے لئے دعویٰ فوجداری کر دیتے ہیں اور ذلت اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی کرم الدین صاحب پر مقدمات کرنے سے بخوبی ظاہر ہے) اور یہ لوگ یعنی نقشبندی وغیرہ ہر وقت نماز نہیں پڑھتے اور نہ نماز کو دل منور کرنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ بلکہ اوراد و وظائف میں باقی وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ (بے شک صوفی لوگ بقول آپ کے اللہ اللہ اور دیگر وظائف میں اوقات ضائع کر دیتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کی طرح لغو تحریرات اور اخبار نویسی اور خلق اللہ کی عیب جوئی اور چندہ مانگنے اور منارۃ المسیح وغیرہ عمارات کے خبط اور بے فائدہ چھیڑ چھاڑ اور گالی گلوچ میں وقت کا ستیاناس نہیں کرتے) اور ذکر تنہا بے رابطہ یعنی تصویر بت پرستی ہے اور برہمنوں کی بت پرستی سے کچھ کم نہیں۔ (لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین) اور مرزا قادیانی کے فلاں فلاں دعاوی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فلاں فلاں قول کے مطابق ہیں۔

بعد ازاں تحریر کو لغو طول دے کر مرزا قادیانی کے مجدد ہونے کے چند دلائل پیش کئے گئے ہیں جو مضمون نگار نے اپنے خیال کے مطابق گھڑے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ آپ جو کرامت دکھاتے ہیں اور پیش گوئی کرتے ہیں اس کو قبل از وقت شائع کرتے ہیں اور للکار کر کہتے ہیں کہ اگر کسی سے ہو سکتا ہے تو اس کو روک لو۔ (ہاں! بے شک پیش گوئیاں کرتے تو ہیں مگر پوری ایک بھی نہیں ہوتی ہے۔ ہم ان شاء اللہ تفصیلاً بیان کریں گے اور تازہ پیش گوئیوں سے تو جو

زلزلوں کی نسبت کی گئی تھیں۔ ہر ایک شخص آگاہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مرید بیچارے ساری ساری رات معہ اسباب شہروں سے باہر رہ کر سردی سے ہلاک ہوتے رہے اور کوئی زلزلہ نہ آیا۔ حالانکہ مضمون نگار پہلے امام ربانی صاحب کے اقوال سے ثابت کر چکا ہے کہ بزرگ کو کرامت نہیں دکھانی چاہئے) اور مرزا قادیانی نے کوئی طریقہ وظیفہ یا طریقہ ذکر اللہ نہیں وضع کیا۔ (بے شک چندہ مانگنے اور مال جمع کرنے اور مریدوں کو لوٹنے اور اخبارات اور رسائل مصنفہ خود کی دو چند سہ چند قیمتیں لگا کر روپیہ جمع کرنے کے طریقے خوب وضع کئے ہیں) کتنے ہیں (مرزا قادیانی کے مرید) جو الہامات وکشوفات سے مشرف ہیں (سبحان اللہ! پہلے تو صرف مرزا قادیانی کو الہام ہوتا تھا۔ اب مریدوں کو بھی ہونے لگا۔ مرزا قادیانی کی کشف تو کبھی کوئی صحیح نہیں نکلی۔ شاید کسی مرید کی نکل پڑے)

بے شک مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بدعات کا قلع قمع کر دیا جو سلسلہ فقراء میں تھیں یا کم از کم اپنی جماعت کو ان سے بچا لیا اور مجدد صاحب پر آفتاب نبوت کا پرتو اتنا پڑا جتنا دسویں کے چاند پر پڑتا ہے اور ہمارے مرزا پر چودھویں کے چاند کے برابر پرتو پڑا (دروغگو را حافظہ نباشد) پہلے تو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وظائف وغیرہ کو بدعت سیئہ اور امورات ناجائز قرار دیا اور تصور شیخ کو بت پرستی کے برابر کہا اور اب مان لیا ہے کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر آفتاب نبوت کا پرتو دسویں کے چاند کے برابر پڑا تھا۔ **انتھی ملخصاً!**

یہ خلاصہ جو میں نے لکھا ہے محض اس واسطے ہے کہ شاید ناظرین میں سے بعض کے پاس وہ مضمون نہ پہنچا ہو اور وہ اس تردید کے پڑھنے میں متردد رہیں۔ اب ہم قبل اس کے کہ مضمون مذکور کی پورے طور پر تردید کریں۔ مرزا قادیانی کی نبوت کا ذبہ کا ایک مختصر نمونہ دکھلاتے ہیں۔ اگرچہ اس کی نبوت کی قلعی اہل حق نے اچھی طرح کھول دی ہے اور اس کے حالات سے عام آدمی بخوبی واقف ہو گئے ہیں۔ مگر ہماری یہ تحریر خالی از فوائد نہ ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ؎

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نسبت مختلف دعاوی قائم کرتے کرتے آخر اپنے نبی، مرسل ہونے تک نوبت پہنچائی اور اب بھی ایک بات پر استقلال نہیں۔ ہندوؤں کے لئے مثیل کرشن بن جاتے ہیں۔ سکھوں کے لئے مثیل نانک عیسائیوں کے لئے مثیل مسیح۔ یہودیوں کے لئے مثیل موسیٰ۔ مسلمانوں کے لئے مثیل محمد بلکہ خود بخود اپنا محمد ہونا بیان کیا ہے اور مسلمانوں کے متعدد فرقوں کے لئے ان کے پیشواؤں کے القاب

بھی اپنے ساتھ لگا دیئے ہیں۔ مثلاً مجدد، مہدی، امام وغیرہ اور غرض یہ ہے کہ جس فرقہ کو جس ڈھنگ سے شامل کیا جاسکتا ہے وہی ڈھنگ اختیار کرلیا جائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی سب کچھ بنے اور سب رنگ اختیار کئے اور نبوت اور رسالت تک اپنی نوبت پہنچائی اور عرصہ دراز اس کوشش میں صرف کیا۔ ہر قوم کے پیشواؤں کی عیب چینیاں کیں۔ ہر قوم کے پیشواؤں پر اپنی فضیلت ثابت کی۔ ہر قوم کو جھوٹا قرار دیا۔ آخر نتیجہ کیا نکلا اور کام کیا کیا۔ اسلام کو جس کی حمایت کا دعویٰ ہے کیا فائدہ پہنچایا۔ اپنا مطلب کہاں تک سنوارا۔ جہاں تک غور کیا جاتا ہے مدت دراز کی تکلیف اور محنت سے مرزا قادیانی نے بجز اس امر کے کہ اپنی ایک کمیٹی قائم کی۔ چند آدمی اپنے مرید بنائے۔ اپنے مکان وغیرہ خوب بنائے۔ کتابیں بنا بنا کر دو چند سہ چند قیمتیں لگا کر اپنا روپیہ جمع کیا اور کچھ نہیں کیا۔ دقیق نظر سے دیکھا جائے تو ان کی غرض بھی یہی معلوم ہوتی ہے اور بے چارے ساری تکلیف بھی اسی واسطے اٹھا رہے ہیں۔ اسلام کو تو ان کی کارروائی سے نقصان ہی پہنچا ہے۔ بلکہ جس قدر اسلام کو انہوں نے بدنام کیا ہے اس قدر کسی مرتد نے بھی بدنام نہیں کیا تھا جو کچھ انہوں نے کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ محض حطام دنیوی کے واسطے ہے۔ حمایت اسلام کا تو صرف نام ہی نام ہے۔ جب اپنے مذہب کے لئے آسمانی تائید بیان کی جاتی ہے اور بڑے بڑے لمبے چوڑے دعوے کئے جاتے ہیں تو ان کا کوئی اثر دکھانا چاہئے تھا۔ بڑا زور اسی پر دیا جاتا ہے کہ آج فلاں شخص کو مرزا قادیانی نے اپنا مرید کرلیا۔ آج فلاں شخص کو مرزا قادیانی نے اپنا مرید کرلیا۔ آج فلاں شخص کو اپنا ہم خیال بنالیا۔ فرض کرو کہ بنا ہی لیا، تو ہوا کیا اور قومیں بھی غیر مذاہب کے آدمیوں کو اپنے ساتھ شامل کرتی جاتی ہیں اور مرزا قادیانی نے اگر مرید بنائے ہیں تو بے پیندے چند بھولے بھالے مسلمان ہی بنائے ہیں اور وہ بھی ایسے جن میں سے اکثر پہلے ہی غیر مقلد بنے ہوئے تھے اور پہلے سے ہی ان کے خیالات مشتت تھے اور بعض ایسے جو بیچارے انگریزی پڑھ کر پہلے ہی بدخیال ہو چکے تھے اور ان کو اصول اسلام سے کچھ واقفیت ہی نہ تھی اور اب بھی اگر مرید ہو رہے ہیں تو ایسے لوگ ہی ہو رہے ہیں۔ ہم نے کوئی پورا دانا اور عالم متبحر اس کے مذہب میں داخل ہونے والا نہیں دیکھا جن لوگوں کو اچھی عقل تھی اور کسی دھوکہ سے اس کے جال میں پھنس گئے تھے۔ وہ بھی اب مرزائی عقائد سے توبہ کر رہے ہیں۔

چنانچہ حال میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ساکن پٹیالہ کی توبہ اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ اگر مرزا قادیانی مسلمانوں کے سوائے اور مذہب کے لوگوں کو مثلاً ہندو یا سکھوں یا عیسائیوں کو بھی مسلمانوں کے برابر یا نصف یا ربع ہی سہی اپنی مذہب میں داخل کر لیتے تو خیال ہوسکتا تھا کہ

تائید آسمانی ہے یا کسی روحی طاقت سے کام لیا جاتا ہے۔ کیا تائید آسمانی یا طاقت روحی ہوتی تو کچھ مشکل تھا کہ جتنے مسلمان مرزائی بنے تھے اتنے ہی سکھ یا ہندو یا عیسائی بھی مرزائی بن جاتے۔ تائید آسمانی کا ثبوت دیا جاتا ہے تو یہ کہ طاعون بھی میرے نہ ماننے کے لئے ہوا ہے۔ زلزلے بھی میرے نہ ماننے کے واسطے آتے ہیں۔ خواہ کسی ملک میں آویں جن کو مرزا قادیانی کے نام کی بھی واقفی نہیں ہے۔ خدا کو ایسا ظالم بنا دیا ہے کہ بچوں اور وحشی جانوروں کو بھی مرزا قادیانی کے انکار کی سزا دے رہا ہے اور ایسے ملکوں میں جہاں مرزے کی خبر تک نہیں پہنچی مرزا قادیانی کے واسطے لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ عقلمند آدمی ایسی باتوں کو کبھی تائید آسمانی تسلیم نہیں کر سکتے۔ اقوام مذکورہ سے اگر مسلمانوں کے نصف بھی مرزائی بن جاتے تو ضرور ہم تائید آسمانی خیال کر لیتے۔

مرزا قادیانی کے سکھوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اور بابا نانک کے حق میں کتاب لکھنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ انہوں نے سیدنا محمد ﷺ کو بت پرست ہونے کا الزام لگا دیا اور عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ انہوں نے امہات المؤمنین جیسی واہیات کتاب چھپوا دی۔ آریوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ انہوں نے برملا آنحضرت ﷺ کو گالی گلوچ دینا شروع کر دیا اور نہایت ہی فتنہ انگیز کتابیں مسلمانوں کے مقابلہ میں لکھیں اور لکھ رہے ہیں۔ کیا یہی تائید آسمانی ہے اور یہی حمایت اسلام ہے جو مرزا قادیانی کی طرف سے ظہور میں آئی ہے۔ مرزا قادیانی کا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ سلوک دیکھو کہ پہلے پہلے اسلام کے تیرہ سو سال کے مسلمہ اصول میں دست اندازی شروع کر دی اور ہر فرقہ اسلام سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور اپنے مریدوں کو مسلمانوں کے ساتھ اختلاط سے مطلق منع کر دیا۔ بلکہ کروڑہا مسلمانوں کو جو اسے اس کے دعاوی بے دلائل میں صادق نہیں سمجھتے خارج از دائرہ اسلام ہونے کا الزام لگا دیا۔ بڑے بڑے بزرگوں اور علمائے اسلام کو جن کا ہر ایک قول و فعل قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق ہے اور جو ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ قائم اللیل اور صائم الدہر ہیں۔ ایسے ایسے الزام لگائے کہ سن سن کر جگر شق ہو جاتا ہے۔

از زبان اوخرافاتے کہ ظاہر گشتہ اند ناروا دانم کہ آرم ذکر جملہ برزباں
ظاہراً گوید کہ من حامئے دین احمدم بیخ کن بدخواہ دین اوست لیکن درنہاں

ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ دیندار مسلمان جب خدا کو بھی مانتے ہیں اور اس کے رسول ﷺ کو بھی برحق جانتے ہیں اور صحابہ کرام اور ائمہ دین پر بھی پورا اعتماد رکھتے ہیں اور منہیات سے اجتناب بھی کرتے ہیں تم ان کو اپنا مرید بنا کر ان سے کیا کرانا چاہتے ہو۔ جس قدر غور

کیا جاتا ہے۔ بجز اس بات کے کہ ان سے چندے وصول کئے جائیں اور اپنی دوکانداری بڑھائی جاوے اور مقبرہ بہشتی کی شرکت سے ان کی آمدنیوں کے عشر وصول کئے جاویں اور دیگر ایسے ایسے دھوکوں سے ان کا مال لوٹا جاوے۔ آپ کی اور کوئی غرض نظر نہیں آتی۔

مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ جب تم عام لوگوں کے بہکانے اور ان کے خیالات فاسد کرنے کے واسطے بزرگان دین کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے ہو اور ان کے افعال واقوال کو کفار کے ساتھ تشبیہ دیتے ہو تو تمہارا ایمان باقی رہتا ہے۔ یہ یقین سمجھ لو کہ تمہارا ایمان ہرگز نہیں رہتا۔ مگر تمہیں ایمان سے غرض ہی کیا ہے۔ تمہارا تو یہ مطلب ہے کہ لغویات اور خرافات سے اخباروں اور رسائل کے کالم سیاہ کئے جاویں۔ تاکہ ٹکے بھی وصول ہوتے رہیں اور مرید بھی خوش خوش ہوتے رہیں کہ ہمارا جدید پیغمبر دوسری قوموں کی خوب عیب چینیاں کرتا ہے اور شاید کوئی سادہ لوح بزرگان دین کی طرف سے بے اعتقاد ہو کر مرید بھی بن جاوے۔ بزرگان دین کے اوراد وظائف کو اس واسطے ناجائز قرار دیا ہے اور اس کو تضیع اوقات سے تعبیر کیا ہے کہ اگر ہمارا وقت بھی ذکر الٰہی میں صرف ہو گیا تو ہمیں ایسے مضامین لکھنے اور سوچنے اور لغو اخبارات کو پورا کرنے اور لاطائل رسائل تصنیف کر کے روپیہ جمع کرنے کا موقع ہی نہ ملے گا اور جو اس شغل شب وروز سے عام بداعتقادی پھیل سکتی ہے۔ یہ کہ لوگ ذکر الٰہی نہیں کرتے اور ایسے واہیات شواغل میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور دعویٰ پیغمبری اور بزرگی کا ہے تو اس کا سرے سے انکار ہی کر دینا اچھا ہے کہ بجز نماز کے زیادہ ذکر الٰہی کرنا اور ورد اور وظائف پڑھنے جائز ہی نہیں ہیں اور بزرگان دین کی جو ایسے پاک شواغل میں مشغول ہیں اور جنہوں نے زہد اور تجرد اور وصول الی اللہ کو اختیار کیا ہوا ہے۔ تشنیع اور تحقیر کو ہمیشہ اپنا شیوہ بنا لیا جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک!

سبحان اللہ! یہ عجب فرقہ ہے جس میں خدا کا نام لینا ہی ناجائز قرار دیا گیا ہے اور عجب پیغمبری ہے جس کے اصول مذہب ہی ایسے ہذیانات ہیں بھلا کیوں نہ ہو۔ جس پیغمبری کے ثبوت ہی ایسے ہیں کہ آج فلاں آدمی جو فلانے فرقہ کا مر گیا ہے۔ چونکہ وہ فرقہ ہمارا مخالف ہے اور وہ شخص بھی ہماری مخالفت کرتا تھا۔ اس لئے مر گیا ہے۔ ہم نے فلاں آدمی کے واسطے پہلے کہا ہوا تھا کہ مر جائے گا۔ (کیا مرزا قادیانی! تم نہیں مرو گے تم نے خدا سے اپنی زندگی کا ٹھیکہ لے لیا ہے) فلاں مصیبت مثل طاعون، زلزلہ وغیرہ جو فلاں ملک میں آئے ہیں وہ ہمارے انکار کی وجہ سے ہے۔ کیا تمہارا خدا تمہارے کہنے پر مخلوقات کو بے وجہ ہلاک ہی کر رہا ہے۔ تمہارا یہ کہنا نہیں مانتا کہ لوگوں کو تمہارا متبع بنا دیوے جو تمہاری دعا سے مر گئے ہیں۔ ان کے بیٹے یا پوتے تو تمہارے مرید

بنادیوے۔انبیاء علیہم السلام پر جولوگ خود ایمان نہ لائے تھے ان کے بیٹے پوتے آخر ضرور ان کے تابعدار ہوگئے تھے اور یہ اعلیٰ ترین معجزات سے شمار کیا جاتا تھا اور انبیاء علیہم السلام تو اگر بددعا کرتے تھے تو نہایت تنگی میں آکر اور لوگ ان سے خواہ مخواہ عذاب طلب کرتے تھے۔ ورنہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے تو کبھی کسی کے لئے بددعا کی ہی نہیں تھی۔آپ یہی فرماتے تھے کہ:

''اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ''تم تو ہر ایک آدمی کے لئے بمنزلہ طاعون[1] بن گئے ہو کہ جو آدمی خصوصاً مقتدائے قوم فوت ہوجاتا ہے۔تم فوراً کہہ دیتے ہو کہ یہ میری بددعا سے مرگیا ہے۔خدا ایسے پیغمبر سے پناہ دیوے۔اب ناظرین نے مرزا قادیانی کی پیغمبری کا نمونہ اچھی طرح ملاحظہ فرمالیا ہے۔اب مرزائیوں کی اس تحریر کی پوری تردید کی جاتی ہے جو برخلاف متبعان طریقہ عالیہ نقشبندیہ جو ہر قسم کی بدعات اور عیوب سے پاک ہے۔لکھی گئی ہے اور بقول سعدی علیہ الرحمۃ۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

نقشبندیوں کے پاک افعال کو عیوب کا لباس پہنا کر ظاہر کیا گیا ہے اور طرفہ یہ کہ پھر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے ہی مرزا قادیانی کے دعاوی ثابت کئے گئے ہیں اور اسی سے ان کے دلائل پیش کئے گئے ہیں اور مرزا قادیانی کی مجددیت کو ان کی مجددیت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

قولہ..... نقشبندی مجددی احمدی ایک اسلامی فرقہ ہے جس کو تمام خاندانوں سے بڑھ کر متبع سنت ہونے کا دعویٰ ہے۔اگرچہ اس ادّعا کی قلعی صرف اس طریقہ سے کھل جاتی ہے جو انہوں نے وصول الی اللہ کے لئے قرار دیا ہے۔کیونکہ ہم کہیں نہیں دیکھتے کہ رسول کریم ﷺ نے کبھی کسی صحابی کو یہ تعلیم دی ہو کہ وہ اللہ کا ذکر اور اسے دل پر نقش کرنے کی کوشش کرے اور انسان کو دس لطیفوں قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور ان پانچوں کے اصل سے مرکب قرار دے اور پھر ان کے مقام مقرر کر کے ان میں ذکر جاری کرانے کے لئے توجہ پیر کا محتاج بنے۔

میں کہتا ہوں..... یہ تو تم نے مان لیا کہ وہ اسلامی فرقہ ہے۔مگر ان کے متبع ہونے میں جو ان کا دعویٰ ہے تمہیں کلام ہے۔گویا تم ان کو متبع سنت نہیں سمجھتے اور دلیل اس کی تمہارے پاس یہ ہے کہ وہ اسم ذات یعنی اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اسے دل پر نقش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حالانکہ تمہیں معلوم نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے کسی صحابی کو اللہ کا ذکر کرنے کی تعلیم دی ہو۔اچھا اگر تمہیں

---

[1] مرزائے قادیان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ وہ رحمۃ للعالمین ہے۔(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸) مگر ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ تھا کہ زلزلے طاعون وغیرہ میری وجہ سے آئے ہیں۔(مدیر)

کم علمی اور علم حدیث سے بے بہرہ ہونے کے سبب سے یہ دریافت نہیں ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کو اللہ کا ذکر کرنے کی تعلیم دی ہو تو کیا تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن کریم میں کسی جگہ پر پروردگار جل شانہ نے اپنے نام کا ذکر کرنے کی رسول کریم ﷺ اور ان کی تمام امت کو تعلیم دی ہے اور اس کو دل پر جمانے کی تاکید کی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو جب کہ خداوند کریم نے خود صریحاً بارہا اس امر کی تاکید فرمادی تھی اور وہ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ نے خود ہی صحابہ کرام کو سنایا تھا۔ علیحدہ طور پر صراحۃً تعلیم دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کی تعلیم کافی نہ تھی۔ اگر حسد نے تمہارے دل کی آنکھیں بند کردی ہیں اور تمہیں خدا کی یہ تعلیم قرآن پاک میں نظر نہیں آتی تو میں چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''**واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً**'' اے نبی اللہ کے نام کا ذکر کر اور منقطع ہو علائق دنیا سے طرف اس کی منقطع ہونا۔ اسی آیت کے موافق حضرات نقشبندیہ بوقت توجہ وحلقہ تمام حواس اور تمام جسم کے تعلقات کو منقطع کر کے اسم ذات کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ آیت جو میں نے لکھی ہے سورۂ مزمل کی آیت ہے اور اس سورۂ مبارک میں قیام اللیل کے لئے علیحدہ حکم ہے اور مطلق نماز کے لئے علیحدہ ارشاد ہوا ہے۔ اس آیت میں محض اسم ذات کے ذکر کرنے کا حکم ہے۔ فافہم!

طالب حق پر بخوشی روشن ہے کہ ذکر وہی مقبول ہے جو قلب کے ساتھ کیا جاوے۔ صرف زبانی ذکر طوطی کی طرح اور منافقوں کی مثل ہرگز منظور نہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: ''**یقولون بالسنتھم مالیس فی قلوبھم**'' اور جو لوگ کہ دل کے ساتھ ذکر کرتے، ان کی نسبت اس طرح پر ارشاد ہے کہ: ''**الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**'' لطیفہ قلب اور اس کے ساتھ ذکر کرنے کا اسی آیت میں نہایت لطیف اشارہ ہے۔ مگر جس کے دل کی آنکھیں حسد نے بند کردی ہوں۔ اس کو کب سمجھ آتی ہے۔ ذکر خفی جیسا کہ حضرات نقشبندیہ کرتے ہیں اور اس امر کے واسطے صبح وشام کا وقت مقرر کیا ہے۔ اس کی نسبت ایک اور آیت پیش کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرمایئے: ''**واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والاصال**'' اس آیت مبارک میں لطیفہ نفس کی طرف بھی اشارہ ہے اور بہت سی آیات طیبہ میں اس طرح کا حکم ہے۔ اگر بالاستقصا لکھی جائیں تو کلام بہت طویل ہو جاتی ہے۔ لطیفہ سر اور اخفی کی طرف ''**اللہ یعلم السروا خفی**'' میں اشارہ ہے۔ سب لطائف جن کے ساتھ ذکر کرنے کے لئے حضرات نقشبندیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ حق جل شانہ نے قرآن پاک میں بیان فرمادیئے ہیں۔ میں نے پہلے لکھ دیا ہے کہ جب قرآن کریم میں صریحاً ذکر

اللہ کی تعلیم دی گئی ہے تو نبی کریم ﷺ کو صرف ذکر کا وقت مقرر فرمانا اور اس کے ثواب سے اطلاع دینا ضروری تھا اور یہی حضور ﷺ کی تاکیدی تعلیم بھی تھی۔ اس بارہ میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے چند ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ ''وفی الحدیث الا انبئکم بما ھو خیر لکم وافضل من ان تلقوا عدوکم فتضربوا رقابھم ویضربوا رقابکم ذکر اللہ'' (تفسیر روح البیان ج۱ ص۸۱۷)

''قال علیہ السلام ان ھذہ القلوب لتصدأ کما یصدأ الحدید قیل یا رسول اللہ فما جلاء ھا قال تلاوۃ کتاب اللہ وکثرۃ ذکرہ فیکثرۃ الذکر یترقی السالک من مرتبۃ اللسان الیٰ مافوقھا من المراتب العالیۃ ویصقل مرأۃ القلب من ظلماتھا واکدارھا'' (روح البیان ج۳ ص۱۳۵)

''وفی الحدیث من صلی الفجر فی جماعۃ ثم قعد بذکر اللہ تعالیٰ حتیٰ تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ تامۃ تامۃ تامۃ'' (روح البیان ج۳ ص۱۳۶)

پس اس حدیث کے مطابق حضرات نقشبندیہ نے ذکر کا وقت بعد نماز صبح مقرر کیا ہے۔

''وروی ان النبی علیہ السلام بعث بعثاقبل نجد فغنموا ورجعوا فقال رجل مارأینا بعثا افضل غنیمۃ واسرع رجعۃ من ھذا لبعث فقال علیہ السلام الا ادلکم علیٰ قوم افضل غنیمۃ واسرع رجعۃ قوم شھدوا صلوٰۃ الصبح ثم جلسوا یذکرون اللہ حتی طلعت الشمس'' (روح البیان ج۳ ص۲۴۳)

''عن انس ان رسول اللہ ﷺ قال لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ. اللہ وفی روایۃ لاتقوم الساعۃ علیٰ احد یقول اللہ''

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح باب قرب الساعۃ)

اہل خبرت اور بصیرت آیات اور احادیث مذکورہ کے دیکھنے سے انصاف کر سکتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ ہم کہیں نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابی کو یہ تعلیم دی ہو کہ وہ اللہ کا ذکر کرے اور اسے دل پر جمانے کی کوشش کرے۔ وہ شخص کسی قدر قرآن وحدیث سے ناواقف ہے اور حقائق دین سے بے بہرہ اور برکات اسلام سے خالی ہے۔ اگر ایسا شخص بے چارہ کسی نئے بے اصل اور غیر مدلل مذہب میں داخل ہو جاوے تو کیا تعجب ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پھر اس کو ہدایت کرے۔

قولہ..... وہاں تو ہم صرف یہی دیکھتے ہیں کہ نماز تمام مدارج کمالیت کو پہنچانے کے لئے کافی ہے اور یہی نماز ہے جو ''قاب قوسین او ادنیٰ'' تک سیر کراتی ہے اور ولایت محمدی میں لے جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومنین۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ کسی فرقہ نے بھی محض نماز سے یہ نعمت عظمیٰ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ معلوم ہوتا ہے ان بزرگوں کو یقین نہیں آیا کہ نماز من کل الوجوہ باطنی کمالات کے لئے کافی ہے۔ ورنہ کبھی ''اکملت لکم دینکم'' کے برخلاف ایسے ایسے طریقے وضع کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ جن سے شریعت محمدی کا نقص لازم آئے۔

میں کہتا ہوں..... یہ جو تم لوگ جملہ وسائل تقرب کے ترک کرانے کی کوشش کر رہے ہو اور صرف نماز کے سوا ایک دفعہ اللہ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا اور استغفار پڑھنا بھی تمہارے نزدیک تمہاری اس تقریر سے ناجائز معلوم ہوتا ہے۔ یہ تمہاری ساری کوشش محض اس لئے ہے کہ نماز کے سوا اور کچھ نہ کرنا پڑے تاکہ مرزا قادیانی کی دکانداری چلانے میں اخبار نویسی اور لغو تحریرات اور دیگر انتظامات کے لئے جن سے ظاہراً و باطناً خلق اللہ کو گمراہ کر کے ان کا مال لوٹا جاتا ہے۔ وسیع وقت مل جاوے اور نماز کا جواز بھی اس واسطے ہے کہ قدیم سے جو اپنے آپ کو اسلامی فرقہ ظاہر کیا گیا ہے۔ (اگرچہ اب تو آپ کو اس بات کا بھی تردد ہوگا کہ مرزا قادیانی کو مستقل پیغمبر بنالیا ہے) اب اگر نماز کا انکار بھی کر دیویں تو اس دعویٰ کی بالکل تکذیب نہ ہو جاوے۔ مگر یہ آپ کا مطلب ہرگز پورا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نماز اگر تمام مدارج کمال تک پہنچانے کے لئے کافی ہوتی تو اسلام میں دوسرے ارکان ہرگز فرض نہ کئے جاتے۔ آپ کی تقریر سے اسلام کے دوسرے ارکان مثل صوم، زکوٰۃ، حج سب کے سب لغو اور بے سود بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر نماز ہی تمام مدارج کمال تک پہنچانے کے لئے کافی تھی تو باقی ارکان اسلام کیوں فرض کئے گئے۔ علیٰ ہذا القیاس! مسنونات مثل تلاوۃ قرآن وغیرہ و مستحبات اسلام گویا سب آپ کے نزدیک بے فائدہ ٹھہرے۔ نیز اگر نماز سے تم صرف فرائض مراد رکھتے ہو تو نوافل لغو ہو جاتے ہیں اور اگر فرائض و نوافل دونوں مراد ہیں تو فرمایئے کہ فرائض تمام مدارج کمال تک پہنچانے کے لئے کافی تھی تو دیگر ادعیہ و اذکار و تسابیح و استغفار و درود وغیرہ جن کے پڑھنے کا سرور کائنات مہبط وحی مقدس نے ارشاد فرمایا ہے اور آپ بھی پڑھا کرتے تھے۔ کیا وہ سب لغو ہیں؟ ''عن عائشة انه كان عليه السلام يكثر قبل موته سبحانك اللهم وبحمدك واستغفرك واتوب اليك وعنه عليه السلام اني لاستغفر الله في اليوم والليلة تاتيه مرة'' (روح البیان ج۴ ص۱۳۷)

’’واخرج ابن ابی شیبة ومسلم وابن جریر وابن المنذر وابن مردویة عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ یکثر من قول سبحان اللہ وبحمدہ واستغفراللہ واتوب الیہ‘‘ (تفسیر درالمنثور ج۶ ص۳۰۸)

’’قال رسول اللہ ﷺ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ متفق علیہ‘‘ (مشکوٰۃ المصلح)

علاوہ ان کے درود شریف پڑھنے کی عموماً اور خصوصاً پڑھنے کی بروز جمعہ صدہا احادیث ہیں۔علاوہ فرائض کے کثرت ذکر الٰہی کے لئے کئی احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔مگر جو شخص دیدہ دانستہ اغراض دنیوی کے واسطے سب کا انکار کردے تو اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے۔’’واخرج احمد وابویعلی وابن حبان والحاکم وصححہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا انکم مجنون واخرج الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذکروا اللہ حتیٰ یقول المنافقون انکم مراؤن واخرج احمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ فیما یذکر عن ربہ تبارک وتعالیٰ اذکرنی بعد الفجر وبعد العصر ساعة اکفک ما بینہما. واخرج احمد عن ابی امامة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لان اقعد اذکر اللہ واکبرہ واحمدہ واسبحہ واھللہ حتی تطلع الشمس احب الیٰ من ان اعتق رقبتین اواکثر من ولد اسمعیل ومن بعد العصر حتی تغرب الشمس احب الیٰ من ان اعتق اربع رقاب من ولد اسمعیل. (کلھا من الدرالمنثور ج۵ ص۲۰۵)‘‘

احادیث مذکورہ بالا سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صوفیا کرام نے جو اوقات اوراد وظائف کے بعد الفجر یا بعد العصر خصوصاً حضرات نقشبندیہ نے جو یہی حلقہ اور ذکر اللہ کے وقت مقرر کئے ہیں بالکل تعلیم نبوی کے مطابق ہیں۔اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان لوگوں نے نماز سے یہ نعمت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی اور یہ طریقے ’’اکملت لکم دینکم‘‘ کے برخلاف وضع کئے ہیں تو وہ شخص یا تو دریائے تعصب میں غرق ہے۔اس کو ایمان کے ضائع ہونے کی کوئی پرواہ نہیں یا وہ جاہل اور نادان ہے۔علم حدیث اور شریعت غرا سے ایسا خالی ہے جیسے ہتھیلی بالوں سے اور گدھا سینگ سے جس شخص کو دینیات میں کچھ بھی دخل ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ کتب احادیث میں ذکر اللہ کے علیحدہ باب باندھے ہوئے ہیں۔جن میں طرح طرح کے اذکار رسول کریم ﷺ نے

ارشاد فرمائے ہیں اور ان کے ثواب اور اجر سے اطلاع فرمائی ہے۔ آج تک کسی دشمن اسلام عیسائی، آریہ، یہودی نے بھی اہل اسلام کا یہ نقص نہیں پکڑا کہ لوگ جو کثرت ذکر الٰہی میں مشغول ہیں اور اپنی اوقات اللہ اللہ یا سبحان اللہ کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ یہ لوگ ''اکملت لکم دینکم'' کے برخلاف کرتے ہیں اور شریعت محمدی کو ناقص ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ آج ایک فرقہ نکلا ہے جو مسلمان ہونے کا مدعی ہے۔ اگرچہ لفظ مسلمان کے مقابلہ مرزائی کے لفظ کو اچھا سمجھتے ہیں اور اس کو ترجیح دیتے ہیں۔ مگر پھر اسلام کے مدعی ہیں۔ وہ کہتا ہے جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ وقت ضائع کرتے ہیں اور شریعت محمدی پر نقص کا الزام لگاتے ہیں حالانکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس قدر ذکر الٰہی کرو کہ مخالف لوگ تمہیں مجنوں سمجھیں۔ پس یقیناً سمجھنا چاہئے کہ اس فرقہ کا صرف یہی مطلب ہے کہ ہمیں اللہ کا ذکر نہ کرنا پڑے اور جو اوقات اس میں صرف کئے جاتے ہیں وہ مرزا قادیانی کی دکانداری چلانے میں صرف کئے جائیں۔ میں مرزا قادیانی کے مضمون نگار کے اقوال لایعنی کی تردید میں اس قدر وسیع معلومات رکھتا ہوں کہ اگر تمام تحریر کروں تو ایک دفتر بن جائے۔ ان شاء اللہ! بڑا ہی مفید ہو مگر یہ لوگ طالب حق تو ہیں نہیں انہوں نے تو یہ اپنا پیشہ بنالیا ہے کہ اپنے اخباروں کے کالم سیاہ کرنے کے واسطے چند ڈھکوسلے وضع کر لئے اور مرزا قادیانی کے مریدوں کو خوش کرنے کے واسطے کسی نہ کسی فرقہ کی توہین شروع کر دی جب اس فرقہ کی طرف سے دانت کھٹے ہوئے تو کسی اور کو چھیڑ دیا۔ اسی طریقہ سے گزران چلتی رہی اور غرض پوری ہوتی رہی۔ بے عزتی اور ذلت اور جہالت کی کچھ پرواہ نہیں۔ اسی واسطے بزرگ اہل حق کے ساتھ میدان مناظرہ میں نہیں آتے اور تحریری ڈھکوسلوں سے اپنی ہٹ دھرمی پر جمے ہوئے ہیں۔

قولہ..... واذکر اللہ کثیراً سے تو یہ مراد ہے کہ تم ہر قول و فعل حرکت سکون خورد و نوش میں یہ خیال رکھو کہ آیا حکم خدا و سنت نبوی کے موافق ہے یا نہیں اور خدا کو حاضر ناظر جانو نہ یہ کہ زبان سے یا لسان قلب سے اللہ اللہ رٹا کرو۔ پھر یہ کہنا ذکر کثیر ہے۔ ہرگز نہیں اور ذکر کثیر نماز کے سوا کہیں ممکن ہی نہیں۔

میں کہتا ہوں..... یہ ترجمہ جو تم نے کیا ہے یہ تمہارے اپنے مطلب کے واسطے من گھڑت اور زبانی باتیں ہیں۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جو شخص ایسا ذات الٰہی میں محو ہو جاوے کہ ہر قول و فعل حرکت و سکون میں حکم الٰہی و سنت نبوی کو مدنظر رکھے اور خدا کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھے۔ بے شک اس کا ذکر کثیر یہی ہے۔ مگر عام لوگوں کی یہ حالت نہیں جب تک آدمی کسی کامل کا دامنگیر ہو کر اللہ اللہ کا ذکر زبان اور قلب سے نہ کرے گا اور محبت الٰہی اس کے رگ و پٹھے میں سرایت نہ کر جائے گی

اس کی یہ حالت ہونی نہایت دشوار ہے۔تمہارا اسم الٰہی کو زبان اور قلب کے ساتھ پڑھنے سے انکار کرنا اور اس کو ذکر کثیر نہ کہنا اور اللہ اللہ کے وظیفے کو تمسخر آمیز کلمات سے تعبیر کرنا تمہارے ایمان کا خوب نمونہ دکھلا رہا ہے۔تم نے ایک اپنا من گھڑت معنی ذکر کثیر کا بیان تو کر دیا۔مگر یہ خیال نہ کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ذکر کثیر کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

ہاں! تمہیں رسول کریم ﷺ کے فرمانے کی کیا پرواہ ہے۔تمہارے مرزا قادیانی نے خداوند کریم کے فرمانے کی پرواہ نہیں کی اور صدہا آیات قرآنیہ کے معنی من گھڑت اپنے مطلب کے موافق بنائے ہیں۔بھلا تم پر کیا افسوس ہے۔''اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ اذکر واللہ ذکراً کثیراً یقول لا یفرض علیٰ عبادہ فریضۃ الاجعل لھا حدًا معلومًا ثم عذر اھلھا فی حال عذر غیر الذکر فان اللہ توالی لم یجعل لہ حدا فیتھیٰ الیہ ولم یعذر احدًا فی ترکہ الا مغلوبًا علیٰ عقلہ فقال اذکروا اللہ قیاماً وقعودا وعلیٰ جنوبکم باللیل والنھار فی البر والبحر فی السفر والحضر فی الغنی والفقر والصحۃ والسقم والسر والعلانیۃ وعلیٰ کل حال وقد سبحوہ بکرۃ واصیلاً فاذا فعلتم ذلک صلی علیکم ھو وملئکۃ قال اللہ تعالیٰ ھوالذی یصلی علیکم وملئکۃ واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل فی قولہ اذکروا اللہ ذکراً کثیراً قال باللسان بالتسبیح والتکبیر والتھلیل والتحمید واذکروہ علی کل حال وسبحوہ بکرۃ واصیلاً یقول صلوا اللہ بکرۃ لغداۃ واصیلاً بالعشی'' (درمنثورج۵ص۲۰۵)

ناظرین! خیال کریں کہ پہلی حدیث میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ فرائض کے اوقات محدود ہیں اور ذکر اللہ غیر محدود ہے اور کثیر اسی پر بولا جاتا ہے۔جس کی حد مقرر نہ ہو نماز بھی منجملہ فرائض کے ایک فریضہ ہے اور اس کی حد بھی مقرر ہے۔بس اس میں ذکر کثیر کس طرح ہوسکتا ہے۔ حالانکہ مضمون نگار لکھتا ہے کہ ذکر کثیر نماز کے سوا کہیں ممکن ہی نہیں۔(عجب عقل ہے) اور دوسری حدیث میں باللسان کا لفظ صریحاً کھڑا ہے اور مضمون نگار برخلاف اس کے ذکر لسانی اور قلبی کی نسبت لکھتا ہے کہ یہ ہرگز ذکر کثیر نہیں۔اب منصف انصاف کر سکتے ہیں کہ ایسا لکھنے والا یا ایمان سے بے بہرہ ہے یا علم سے خالی ہے۔نیز اس کی کلام ایسی متضاد ہے کہ پہلے تو کہتا ہے کہ ذکر کثیر قول وفعل حرکت سکون خورد ونوش کو حکم خدا وسنت نبوی کے مطابق کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ ذکر کثیر نماز کے سوا کہیں ممکن ہی نہیں۔شاید مرزائی لوگ خورد ونوش بھی نماز میں ہی کرتے ہوں گے۔

قولہ..... دیکھو نماز کو ہی ذکر اللہ فرمایا گیا ہے۔ ''فاسمعوا الیٰ ذکر اللہ''

میں کہتا ہوں..... کم علمی بھی ایسی چیز ہے جو ہرگز چھپ نہیں سکتی۔ ضرور ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ اب مضمون نامہ نگار کا یہ مطلب ہے کہ نماز پر ہی ذکر اللہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ سوائے نماز کے اور کسی قسم کے ذکر پر ذکر اللہ کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مضمون نامہ نگار کو نہ ہی قرآن کی پوری واقفیت ہے اور نہ ہی اصطلاحات اور قرائن سے کچھ مس ہے اور نہ ہی علم لغت جانتا ہے۔ اگر یہی سورۂ جمعہ کا دوسرا رکوع اس کو پورا یاد ہوتا تو ہرگز اس لفظ کو مختص نہ سمجھتا۔ آگے پروردگار جل شانہ فرماتا ہے: ''فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض واتبغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون'' کتاب تنویر المقیاس تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ: ''واذکروا اللہ القلب واللسان کثیراً علیٰ کل حالٍ'' اور تفسیر البیان میں ہے: ''واذکروا اللہ بالجنان واللسان جمیعًا کثیرا ای ذکر کیثرا او زمانا کثیرا ولا تخصوا ذکرہ تعالیٰ بالصلوٰۃ'' اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حق جل شانہ فرماتے ہیں کہ ذکر کو نماز کے ساتھ مختص ہرگز ہرگز نہ سمجھو اور ایسا نہ کرو کہ نماز پڑھ کر باقی تمام وقت لغویات میں گزارو۔ بلکہ نماز کے پورا کرنے کے بعد بھی ذکر کرو اور بہت کرو۔ اسی حکم کے مطابق حضرات صوفیا کرام نے صلوٰۃ مفروضہ کے بعد اوراد وظائف احادیث نبویہ سے مستنبط کر کے مقرر فرمائے ہیں۔ جن کے روکنے کے لئے آج ایک قسم پیدا ہوگئی ہے جو دلائل رکیکہ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نماز کے سوا بالکل کسی وقت اللہ کا نام ہی نہ لیا جاوے۔ اس آیت مبارک سے مضمون نگار کے پچھلے قول کی بھی بخوبی تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں نماز کے لئے صرف ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے اور نماز کے بعد جس ذکر کا حکم دیا گیا ہے اس کے لئے کثیرا کے ساتھ تاکید کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ذکر کثیر ہو ہی نہیں سکتا۔ وہی محدود ذکر ہوگا جو شریعت میں مقرر ہے۔ مضمون نامہ نگار کا یہ جملہ کہ ذکر کثیر نماز کے سوا کہیں ممکن ہی نہیں۔ بالکل لغو ہے۔ بہتر تھا کہ مرزائی لوگ ایسی لغو تقریریں اپنے اہل مجلس کو ہی سنا کر خوش کرتے رہتے تاکہ نہ علمی لیاقت کی قلعی کھلتی اور نہ عوام بدظن ہوتے۔ مگر وہ بے چارے کیا کریں۔ جب ان کے خیالات بزرگان دین کی نسبت بد ہوگئے ہیں تو خدا تعالیٰ ان سے ایسے ہی کلمات صادر کر رہا ہے جن سے وہ خود بخود رسوا ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

پارہ:۱۸،سورہ نور میں ایک اور آیت ہے:''یسبح لہ فیھا بالغدوا والآصال رجال لا تلھیھم تجارہ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ''اس میں یہی ذکراللہ نماز کے علاوہ ارشادفرمایا گیا ہے جس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ ذکراللہ نماز کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں تجارت وبیع کے اقوال وافعال کوحکم خداوسنت نبوی کے مطابق کرنا ہی ذکر اللہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تجارت وبیع کے اقوال وافعال مخصوصہ عین تجارت ہیں اور لفظ عن غیریت مابعد پر دلالت کرتا ہے۔جیسا کہ''اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ'' کی غیریت ظاہر ہے۔جب''اقام الصلوٰۃ''اور''ایتاء الزکوٰۃ''غیرتجارت ہیں تو ان کا عطف ذکراللہ پر صاف بتارہا ہے کہ وہ بھی غیرتجارت وبیع ہے اور معطوف علیہ ومعطوف کی مغائرۃ تو ایک مشہور بلکہ بدیہی بات ہے۔پس مضمون نگار نے جو ذکراللہ کے دو معنے کئے تھے ان میں سے ایک بھی یہاں نہیں ہوسکتا۔یہاں رجال سے مراد کامل بندگان خدا ہیں۔یعنی صوفیا کرام اور ذکراللہ سے مراد وہی اللہ اللہ کرنا ہے۔دوسرے اوراد وظائف جوانہوں نے بالکل حکم الٰہی وسنت نبوی کے مطابق اوقات مخصوصہ میں مقرر فرمائے ہوئے ہیں یہاں ہم نے اور بہت کچھ لکھنا تھا۔مگر چونکہ طوالت موجب ملالت ہے۔اس لئے اس پر اکتفاء کرتے ہیں۔

قولہ..... حرکت نبضی یا جگر وغیرہ سے بولنے کا کام لینا خلاف فطرت ہے اور''فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا''کے برخلاف یہی غلط فہمی ہے جس سے لوگ صرف زبان سے لاالہ الااللہ کہنے کو ابدی نجات کا موجب سمجھتے ہیں۔حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ زبان سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔مگر دل کو بھی مسلمان کرنا چاہئے اور پھر ہاتھ پاؤں کو بھی جن کی شہادت ایمانی کا ثبوت نماز ہے یہی وجہ ہے کہ ہم قرآن شریف میں''ان الذین اٰمنوا''کے ساتھ''وعملوا الصالحات''لازمی طور سے دیکھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں..... یہ عجب قسم کی بے ربط عبارت ہے جس کو نہ ماقبل کے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ مابعد کے ساتھ کوئی ربط بلکہ مضمون نگار کے پچھلے قول کی تردید کررہی ہے اور یہ ساتھ ہی عبارت من حیث المجموع ایسی بے ربط ہے کہ نہ ہی مضمون اچھی طرح ملتا ہے اور نہ ہی ترکیب ظاہری کی رو سے کچھ ربط کھاتی ہے اور نہ ہی جن بزرگوں کی تردید میں لکھی گئی ہے ان کے مقاصد کا کسی طرح مقابلہ کرسکتی ہے۔دانا آدمی اس کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مہمل عبارتیں محض مضمون کو طویل کرنے اور اپنا نامہ سیاہ کرنے یعنی اوراق اخبار پر کرنے کے واسطے لکھی گئی ہیں۔حرکت نبضی اور جگر کو مضمون سابق سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ان کا ذکر کہیں سابقہ عبارت میں آیا ہے اور نہ ہی

کوئی صوفی ان سے بولنے کا کام لیتا ہے اور نہ لینا چاہتا ہے۔ حرکت نبض شریانوں میں ہوتی ہے اور جگر سے ایک عضو مخصوص ہے جس کے متعلق خون بناتا ہے۔ نہ معلوم کہ مضمون نگار کو ان کا خیال کہاں سے آ گیا اور خدا جانے وہ کس بات کو خلاف فطرت سمجھتا ہے اور خلاف فطرت کے معنے اس نے اپنے ذہن میں کیا سمجھے ہوئے ہیں؟ یہ کلام اس کی مثنوی غنیمت کے مصرعہ کا مصداق ہے۔

کلامے معنیش دو طن قائل

اگر مضمون نگار سے بالمواجہہ آیہ کریمہ: ''فطرة الله التی فطر الناس علیها'' کے مفصل معنے پوچھے جائیں اور آگے لاتبدیل لخلق الله بھی دکھایا جاوے اور ''ذلک الدین القیم'' کی حقیقت دریافت کی جائے اور ساتھ ہی یہ بھی استفسار کیا جائے کہ قیامت کے دن ''وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم'' خلاف فطرت ہوگا تو غالب امید ہے کہ سوائے بغلیں جھانکنے کے اور کچھ کر ہی نہ سکے گا۔ پس پشت جس کی جو مرضی ہو کہہ دیتا ہے۔

قولہ..... باقی رہی یہ بات کہ پھر فائدہ کیوں ہوتا ہے۔ لذت کیوں حاصل ہوتی ہے ہم اس لذت کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر بخدا یہ لذت خاصہ اسلام نہیں۔ آپ مسمریزم کرنے والے اور جوگیوں کو بھی اس لذت سے خالی نہ پائیں گے۔ اس ذکر کی تہ میں قلب کی یکسوئی کا راز مخفی ہے اور یہ یکسوئی ہی ایسی چیز ہے جس سے بلا تمیز ملت و مذہب مکاشفات کا سلسلہ کھل جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں..... اسم ذات کی لذت اور وصول الی اللہ کی لذت کو مسمریزم والوں کی مشق کی لذت اور جوگیوں سے استدراج کی لذت کے ساتھ تشبیہ دینا زندقہ اور الحاد نہیں تو اور کیا ہے؟ جو لوگ حسب ارشاد ''مایزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببته فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده الذی یبطش بها ورجله الذی یمشی بها'' مجاہدہ کر کے تقرب الٰہی حاصل کرتے ہیں اور واصل باللہ ہو جاتے ہیں۔ کیا ان کی لذت کے ساتھ مسمریزم والوں کی لذت مشابہ ہو سکتی ہے اور کیا جوگیوں کا استدراج ان کے کمال کے برابر تصور کیا جا سکتا ہے۔ کلا وحاشا ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تشبیہ ایسی ہے جیسی معجزہ کو سحر کے ساتھ تشبیہ دی گئی تھی اور جو لوگ واصلان حق کو مسمریزم والوں اور جوگیوں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ انہی لوگوں کی طرح ہیں جو فرستادگان خدا کو هذا ساحر کذاب کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ اس ذکر یعنی ذکر الٰہی کی تہ میں قلب کی یکسوئی کا راز مخفی ہے۔ مگر یہ وہ یکسوئی نہیں کہ ایک نقطہ یا کسی ستارہ یا کسی روشن چیز پر آنکھ کی مشق کی جائے اور اس میں کسی قدر صفائی آ جائے اور قوت مقناطیسی پیدا ہو جائے۔ علیٰ ہذا القیاس روشن ضمیری وغیرہ کے واسطے

خاص طریقوں سے مشق کر کے اعضائے مخصوصہ کی طاقت بڑھائی جاوے۔ یہ تو جزوی امورات ہیں جو ہر شخص کو بلاتمیز مذہب وملت حاصل ہو سکتے ہیں۔ تقرب الٰہی اور وصول الی اللہ کی لذت اور یکسوئی اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جو صاحب مذہب حق ہو اور جس میں نور اسلام ہو۔ ''فمن شرح اللہ صدرہ لاالاسلام فھو علی نور من ربہ ''اور وہ دو قسم پر ہے۔ ایک وہ جو بلا مجاہدہ وریاضت محض فضل الٰہی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ ''اللہ یجتبیٰ الیہ من یشاء ''اور دوسری وہ جو مجاہدہ اور ریاضت اور ذکر الٰہی اور تقرب بالنوافل کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ ''ویھدی الیہ من ینیب ''اس یکسوئی کو مسمریزم والوں کی یکسوئی کے ساتھ تشبیہ دینا دیو کو ملائک کے ساتھ تشبیہ دینا ہے۔ یہ وہ یکسوئی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حاصل کی تھی اور فرمایا تھا: ''انی وجھت وجھی للذی فطرت السموٰت والاض حنیفاً وما انا من المشرکین ''نیز جملہ انبیاء علیہم السلام کو بھی یکسوئی حاصل تھی۔ یہ وہی یکسوئی ہے جو ہمارے ہادی برحق محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی اور آپ کو ارشاد ہوتا تھا۔ ''قل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ''اور تعلیم دی جاتی تھی کہ ''وتوکل علیٰ العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین ''نیز حکم ہوتا تھا کہ ''واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلاً طویلاً ''یہ وہی یکسوئی ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے نماز سکھائی گئی ہے۔ کیا نماز میں قلب کی یکسوئی کا راز پوشیدہ نہیں ہے؟ نماز میں تب ہی لذت حاصل ہوتی ہے جب قلب میں یکسوئی پیدا ہو جائے۔ بزرگ لوگ اسی واسطے قلب کے ساتھ کثرت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ تاکہ نماز میں وہ یکسوئی قائم رہے۔ مضمون نگار کا لذت ذکر الٰہی اور وصول الی اللہ کی یکسوئی کو مسمریزم والوں اور جوگیوں کی لذت اور استدراج کے ساتھ قسم کھا کر اور بخدا کہہ کر تشبیہ دینا نہایت تعجب خیز امر ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ جب اس کی یہ بات ہی غیر مدلل اور کوتہ اندیشی پر مبنی تھی۔ اس لئے قسم اٹھا دی کہ شاید کوئی مان ہی جائے۔ مگر ایسی واہیات باتوں کو ایک معتصف اور کجرو آدمی سے جو خدا کا نام لینے کو بھی ناجائز اور تضیع اوقات سمجھتا ہے۔ ایک باہوش آدمی جس میں کچھ بھی عقل ہو ایک سیکنڈ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ ہزار قسم اٹھاوے۔ اب مضمون نگار نے اپنا ایک خیالی سوال کہ اہل اللہ کو لذت کیوں ہوتی ہے۔ ایک لاطائل جواب سے حل تو کر دیا کہ یہ مسمریزم والوں کی طرح ہے اور اسمیں قلب کی یکسوئی کا راز مخفی ہے۔ مگر ہم اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ واصلان حق جو عموماً گوشہ گزین رہنا پسند کرتے ہیں اور کوئی طریقہ اپنی مشہوری کا ایجاد نہیں کرتے تو کیوں مخلوق الٰہی ان

کے قدموں پر گرتی ہے اور ہزار ہا لوگ دور دراز سے بلا کسی ظاہری کشش کے اور بلا بہکانے اور بلانے کے ان کے آستان عالی پر حاضر ہوتے رہتے ہیں اور سینکڑوں ان میں سے نیک بخت اور پاک سیرت بن جاتے ہیں۔ بے نماز لوگ ان کے پاس آ کر ان کے اثر صحبت سے نمازی ہو جاتے ہیں۔ چور چوری چھوڑ دیتے ہیں۔ زنا کار زنا کاری چھوڑ دیتے ہیں۔ کئی کافر دل مسلمان ہو جاتے ہیں۔ بے شمار مخلوقات اپنا مال و جان ان پر فدا کرنے لگ جاتی ہے۔ حالانکہ نہ کسی کو بلاتے ہیں نہ کسی سے چندہ مانگتے ہیں، نہ اشتہار دیتے ہیں، نہ اخباریں نکالتے ہیں نہ اپنے کمالات کے رسالے چھپواتے ہیں، نہ مریدوں کی فہرستیں بنوا کر لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ آج ہمارے اس قدر مرید بن گئے ہیں۔ نہ کوئی بہشتی مقبرہ بنواتے ہیں نہ لوگوں کو رشوت دے کر اپنی تعریفیں لکھ کر چھپواتے ہیں۔ نہ یہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی ہمارے نہ ماننے سے مر گیا ہے۔ بلکہ ہر وقت خوف الٰہی اور حیرانی ان کی طبائع پر غالب رہتی ہے۔ ذکر فکر ذوق شوق خدا میں اپنی اوقات بسر کرتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے مزارات پر بھی خلقت کا ہجوم رہتا ہے اور تبرکاً لوگ ان کے مزارات پر آنے کو سعادت ابدی سمجھتے ہیں۔ کیا یہ تاثیر ذکر الٰہی نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا کوئی مسمریزم والا بھی ایسا ہے جس کے پاس کوئی آدمی سوائے مطلب دنیاوی کے یا تماشہ بینی کے جاوے۔ کیا کوئی جوگی ایسا ہے جس کی تاثیر صحبت سے آدمی پورا مومن ہو جاوے۔ گنہگار گنہگاری چھوڑ دیوے۔ بے نماز، نمازی ہو جاوے۔ چور چوری چھوڑ دیوے، زنا کار زنا کاری سے توبہ کرے۔ سینکڑوں جوگی اور مسمریزم والے مر گئے ہیں۔ کیا کوئی جانتا ہے کہ ان کی قبریں کہاں ہیں۔ مضمون نگار کو ان امورات کا مفصل جواب دینا چاہئے اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت ان کی ساری کمیٹی سے یہ جواب نہ دیا جاوے گا۔

قولہ..... اب سوال تو یہ ہے کیا یہ عبادت مقبول بارگاہ رب العالمین ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو اس سوال کا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو طرز عبادت تھا۔ کیا وہ حکم خدا نہیں، کیا وہ موجب برکات دینی دنیوی نہیں۔ ضروری ہے مگر واللہ باللہ مقبول نہیں۔ کیوں اب محمدی دور ہے۔ موسوی دور نہیں۔ پس ہمارے بزرگ نقشبندی بھائی خدا کے لئے ایک انصاف طلب خدا ترس دل لے کر سوچیں کہ وہ اپنا سلسلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاتے ہیں۔ مگر کیا ان کے افعال واقوال سے یہ ذکر اللہ و نفی اثبات بایں ہیئت موجودہ ثابت ہے۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار کی غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ جو عبادت اور ذکر الٰہی نقشبندی کرتے ہیں اگرچہ وہ حکم خدا ہے اور موجب برکات دینی و دنیوی ہے۔ مگر مکرر قسم ہے کہ وہ

مقبول نہیں۔ کیونکہ موسوی طرز عبادت بھی اگرچہ حکم خدا تھا۔ مگر اب وہ بھی مقبول نہیں۔ اب اس سے صاف معلوم ہوا کہ مضمون نگار یہ تو مانتا ہے کہ جو عبادت اور ذکر الٰہی نقشبندی کرتے ہیں وہ حکم الٰہی تو ضرور ہے اور موجب برکات دینی ودنیوی بھی ہے۔ مگر مقبول نہیں۔ اچھا ہم پوچھتے ہیں کہ اگر حکم الٰہی ہے تو کس کے ذریعہ انہیں پہنچا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے تو انہیں پہنچا نہیں۔ کیونکہ تم اس کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہو اور مشبہ اور مشبہ بہ ایک ہو نہیں سکتا اور نہ کسی اور نبی کے ذریعہ سے ان کو پہنچا ہے۔ کیونکہ اگر کسی اور کے ذریعہ سے ان کو پہنچا ہوتا تو ہم ظاہر کر دیتے اور نبوت کے مدعی بھی وہ نہیں ہیں اور نہ خود بخود بلا واسطہ وہ حکم اپنے آپ کو پہنچ جانا بیان کرتے ہیں۔ (جیسا کہ مرزا قادیانی ڈھکوسلے مارتا ہے کہ فلاں حکم مجھے بلا واسطہ پہنچ گیا ہے) پس وہ حکم ضرور انہیں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ پہنچا ہوگا۔ کیونکہ وہ مسلمان بھی ہیں اور فرائض اسلام بھی پورے طور پر ادا کرتے ہیں اور تم نے بھی ان کو اسلامی فرقہ مان لیا ہے اور ہم نے ان کی عبادت اور اذکار کا مطابق حکم خدا وسنت رسول ہونا پورے طور پر ثابت بھی کر دیا ہے اور وہ اپنا سلسلہ بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاتے ہیں تو جو کچھ وہ کرتے ہیں گویا حکم خدا اور سنت نبوی کے مطابق کرتے ہیں۔ اب جو شخص قسم کھا کر یہ کہتا ہے کہ یہ عبادت بالکل مقبول نہیں وہ گویا حکم خدا کے مطابق جو بذریعہ محمد رسول اللہ ﷺ کے پہنچا ہے اور موجب برکات دینی ودنیوی بھی ہے۔ عبادت کرنے کو نامقبول سمجھتا ہے اور لوگوں کو روکنا چاہتا ہے کہ ایسی عبادت اور ایسا ذکر الٰہی ہرگز نہ کیا جاوے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ''ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ'' اور قیامت کے دن وہ اس زمرہ میں ہوگا جن کو حق تعالیٰ خطاب باعتاب سے پکارے گا۔ ''قال اخسئوا فیھا ولا تکلمون انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا اٰمنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الغافرین فاتخذتموھم سخریا حتی نسوکم ذکری وکنتم منھم تضحکون'' اور مضمون نگار کا یہ قول کہ نقشبندی جو اپنا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاتے ہیں وہ سوچیں کہ کیا یہ ذکر اللہ یا نفی اثبات ان کے اقوال وافعال سے بایں ہیئت موجودہ ثابت ہے۔ ایک نہایت تعجب انگیز مقولہ ہے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی ذکر اللہ یا نفی اثبات نہیں کیا تھا۔ نفی اثبات تو کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' سے مراد ہے اور اس کے سوائے آدمی مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر کس طرح کہا جاوے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نفی اثبات کبھی نہیں پڑھا تھا اور ذکر اللہ تو ہر وقت ان کا شیوہ ہی تھا۔ باقی رہی یہ بات کہ بایں ہیئت مجموعی ثابت ہے یا نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تصوف کی کتابوں میں یہ بات

مفصل مرقوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ذکر الٰہی وذکر نفی اثبات خاص طریقہ سے سکھلایا اور انہوں نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کو۔ اسی طرح تمام سلسلہ میں یہی تلقین مروج چلی آئی اور چلی آتی ہے۔ اگر کسی بزرگ نے اس کو حسب ارشاد سید الانبیاء علیہ السلام ''من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الحدیث'' اس بات پر نظر کر کے کہ بسبب بعد زمانہ نبوت لوگوں کی استعداد سلف کرام کی طرح نہیں رہی۔ ذکر کو بڑھا دیا ہو تو اس میں کیا ہرج ہے۔ کیا یہ ضرور ہے کہ جو اسلامی کام زمانہ نبوت میں کئے گئے تھے ان میں کسی طرح بھی فرق نہ آوے اور پیچھے جو کام کیا جاوے وہ بالکل ان کے مطابق ہو۔ اگر ایسا ہو تو بتایئے جو مسجدیں عظیم الشان شہروں میں بنائی گئی ہیں کیا وہ بہیئت موجودہ مسجد نبوی کے مطابق ہیں۔ کیا جواب مسجد نبوی مدینہ طیبہ میں ہے۔ وہ بالکل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی مسجد کے مطابق ہے۔ کیا جو عبادت گاہ مرزا قادیانی کی قادیان میں ہے وہ بہیئت موجودہ مسجد نبوی کے مطابق ہے۔ کیا ان مساجد سے نقص دین محمدی لازم آتا ہے۔ کیا یہ ''اکملت لکم دینکم'' کے برخلاف ہیں۔ چونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہر وقت صحبت نبوی حاصل تھی۔ اگر آپ بالکل بہیئات موجودہ اذکار نقشبندیہ کے مطابق عمل نہ فرماتے ہوں اور پیچھے آپ نے اپنے مریدوں کو ارشاد فرما دیا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو تراویح کی نماز بہیئت موجودہ لوگوں سے ہمیشہ پڑھائی اور خود پڑھی کیا سرور کائنات نے ہمیشہ اس طرح پڑھی تھی؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے نقص دین محمدی لازم آتا ہے؟ کیا یہ نماز ''اکملت لکم دینکم'' کے برخلاف ہے؟ علیٰ ہذا القیاس! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن کریم کو بہیئات موجودہ جمع کرنا اور جمعہ کے دن دوسری اذان کا مقرر فرمانا ''اکملت لکم دینکم'' کے برخلاف تھا اور اس سے (معاذ اللہ) نقص دین محمدی لازم آتا ہے۔ اس قسم کی اور ہزار ہا نظیریں ہیں۔ مگر آدمی بے سمجھوں کو کیا سمجھاوے۔ ہم مضمون نگار سے ایک اور بات پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو طریقے چندے مانگنے اور لغو تحریرات میں وقت ضائع کرنے اور بذریعہ اخبارات اپنے طریقہ کی اشاعت کرنے اور منارہ بنانے اور اپنی تصویر بنوا کر مریدوں کے پاس رکھوانے اور مقبرہ بہشتی بنوا کر اس میں داخل ہونے والوں کی آمدنیوں کے عشر وصول کرنے کے ایجاد کئے ہیں۔ کیا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے ثابت ہیں۔ اس بات کا مدلل جواب ملنا چاہئے۔

قولہ..... پھر خدا کے لئے سوچیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی عزت خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مثیل مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دل میں ہے یا ان کے غیر کے دلوں میں۔ بھائیو! وہی شخص

جسے تم کہتے ہو علیحدہ دین نکال بیٹھا ہے۔ اس کے دل میں تو حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اس درجہ پر ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں ایک طریقہ بھی نیا وصول الی اللہ کے لئے نہیں نکالتا۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار اب یہ کہتا ہے کہ نقشبندی لوگ سوچیں کہ نبی کریم ﷺ کے قول وفعل کی عزت کسی اور کے دل میں ہے یا مضمون نگار کے مانے گئے اور مقرر کئے ہوئے برگزیدہ مرسل یعنی مرزا قادیانی کے دل میں اور آگے اس عزت کا ثبوت یہ دیا ہے کہ وہ کوئی طریقہ وصول الی اللہ کا نہیں نکالتا۔ یہ عجب قسم کا دعویٰ ہے اور عجب قسم کی دلیل ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عزت مرزا قادیانی کے دل میں ہے اور کسی کے دل میں نہیں اور دلیل یہ ہے کہ وہ کوئی طریقہ وصول الی اللہ کا نہیں نکالتا۔ اگر یہی دلیل ہے تو ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو کوئی طریقہ وصول الی اللہ کا نہیں نکالتے۔ تو پس ان سب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی عزت مرزا قادیانی کے برابر ہوئی۔ حالانکہ دعویٰ تھا کہ مرزا قادیانی کے سوا اور کسی کے دل میں ہے نہیں۔ مضمون نگار کا یہ کہنا کہ اس بات کو سوچو۔ محض اس واسطے ہے کہ چونکہ اس بات کی کوئی پختہ دلیل تو ہے نہیں۔ شاید سوچنے سے کسی کم فہم آدمی کو کچھ مغالطہ پڑ جائے اور وہ اس بات کو تسلیم کر سکے۔ اس طرح بلا دلیل مضمون نگار نے مرزا قادیانی کو برگزیدہ مرسل بنا دیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات)

اور پھر آگے خود ہی اپنی بات کی تکذیب کر رہا ہے۔ کیونکہ سرور کائنات ﷺ کو خاتم النبیین کے نام سے یاد کیا ہے۔ پس جب حضور ﷺ اس کے نزدیک خاتم النبیین ٹھہرے تو مرزا قادیانی کس طرح رسول بن گیا؟ جب نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے تو رسالت بطریق اولیٰ ختم ہوگئی۔ کیونکہ رسالت کا مرتبہ نبوت سے زیادہ ہے۔ ہر مرسل نبی ہوتا ہے نہ عکس اب یا تو مرزا مرسل نہیں ہے یا سرور کائنات ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں۔ مگر حضرت کا خاتم النبیین ہونا تو نص قطعی سے ثابت ہے اور اجماع امت بھی تیرہ سو برس سے اسی پر ہے اور مضمون نگار کی قلم سے بھی خدا نے یہی لفظ لکھوا دیا ہے۔ پس مرزا قادیانی ہرگز مرسل نہیں اور یہ دعویٰ اس کا مسیلمہ کذاب سے کچھ کم نہیں۔ چونکہ مضمون نگار نے ہمیں سوچنے کے لئے کہا ہے۔ اگرچہ پہلے بھی ہم نے اچھی طرح سوچا ہوا ہے۔ مگر اب مکرر سوچنے سے جو کچھ ہمارے خیال میں آیا ہے۔ ہم ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دل میں نبی کریم ﷺ کی کچھ عزت اور محبت نہیں ہے اور اس کے ہمارے پاس چند دلائل ہیں۔

۱..... اگر اس کے دل میں حضور ﷺ کی عزت ہوتی تو وہ نبی اور مرسل ہونے کا دعویٰ نہ

کرتا۔جس سے حضرت کا خاتم النّبیین ہونا (معاذ اللہ) باطل ہو جاتا ہے۔

۲..... کرشن اور نانک کی نبوت ثابت کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ جس سے بداہتہً حضرت ﷺ کے لئے کسر شان ہے۔

۳..... غیر قوموں کے پیشواؤں کو گالیاں دے کر نبی کریم ﷺ اور آپ کے حرموں کو گالیاں نہ نکلواتا۔حق تعالیٰ فرماتا ہے:''ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوًا بغیر علم ''اگر راہ ہدایت کی طرف بلانا مقصود تھا تو لطائف الحیل سے کام نکالنا تھا۔''ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن''

۴..... اجماع امت کے برخلاف نئے عقائد نہ نکالتا اور تیرہ سو سال کے مسلمہ عقائد میں جن پر تمام علمائے امت بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اتفاق تھا۔دست اندازی نہ کرتا۔حالانکہ حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ''لا یجتمع امتی علی الضلالة''

۵..... علمائے امت جن کے حق میں''کانبیاء بنی اسرائیل ''حضور نے فرمایا ہے۔ حقارت آمیز کلمات سے یاد نہ کرتا اور ان کو دابۃ الارض وغیرہ سے تشبیہ نہ دیتا۔

۶..... اپنے شرذمہ قلیلہ کو منع نہ کرتا کہ مسلمانوں کے پیچھے جن میں ہزارہا کامل مکمل عالم فاضل واصل حق ہیں۔نماز نہ پڑھا کرو۔

۷..... حامی حرمین شریفین خادم روضہ سید الثقلین سلطان عبدالحمید خان غازی کی بدتعریفی نہ کرتا اور اس کے مقابلہ میں غیر مسلمان بادشاہوں کی تعریف کرنا پسند نہ کرتا۔

۸..... سرور عالم کے عظیم الشان معجزہ معراج بجسدہ العنصری کا انکار نہ کرتا۔

یہ معجزہ تو ایسا تھا کہ اس سے حضور ﷺ کو دوسرے انبیاء پر فوقیت تھی۔اس کا استبعاد کرنا اور اس کو ناممکن سمجھنا اور یہ کہنا کہ کوئی آدمی بجسدہ العنصری فلاں طبقہ سے اوپر نہیں جاسکتا۔ حضرت ﷺ کی شان کو بالکل گھٹاتا ہے اور حضرت ﷺ کو معاذ اللہ معمولی آدمیوں کی طرح سمجھتا ہے اور اس عقیدہ سے اعجاز کی بالکل بیخ کنی ہو جاتی ہے۔خدا تعالیٰ ایسے عقائد باطلہ سے پناہ دیوے۔اب فرمایئے کہ جس شخص کے یہ عقیدے ہیں کیا اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی کچھ بھی عزت ہے؟ ہرگز کچھ نہیں۔

قولہ..... اور ایک وہ ہیں کہ وہ نماز کو ان امور کے لئے ناکافی سمجھ کر اور طریقہ کی ایجاد پر مجبور ہیں۔خدا کے لئے سوچو اور خوب سوچو کہ نبوت تشریعی کا دعویٰ کس کو ہے۔

میں کہتا ہوں..... اس بات کا جواب مفصل طور پر ہم لکھ چکے ہیں۔ اگر نماز ہی ہر امر کے لئے کافی ہوتی تو دوسرے ارکان اسلام مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور نہ نوافل واذکار علاوہ نماز کے بڑھانے کی کوئی وجہ تھی جو شخص ذکر الٰہی کرے اور وصول الی اللہ کی کوشش کرے۔ اس کی نسبت بجز ایسے آدمی کے جو دریائے تعصب میں غرق ہے اور جس کی بصیرت پر حسد نے پردہ ڈال دیا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس کو نبوت تشریعی کا دعویٰ ہے۔ افسوس جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اسلام میں ایک عظیم تفرقہ ڈال دیا اور لوگوں کو لوٹنے اور گمراہ کرنے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اس کی نسبت تو عقیدہ صاف ہے اور واصلان حق پر بدظنی۔

قولہ..... کیا ایک نقشبندی خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ شہادت دے سکتا ہے کہ اس کو نماز پڑھتے خود نماز کے الفاظ وافعال سے بھی ویسی ہی لذت آتی ہے جیسے ذکر نفی اثبات اور اسم ذات سے ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہو تو وہ نماز کے علاوہ کسی اور شئے کا طالب ہی کیوں ہوتا۔

میں کہتا ہوں..... نقشبندیوں کو اپنی نماز کی لذت بیان کرنے اور اس کے لئے قسم اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں تو اس بات کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ کوئی ہماری نماز کی لذت کو تسلیم کرے اور ہمیں اچھا سمجھے۔ یہ تو نفسانی آدمیوں کا کام ہے۔ ایسی باتوں کی ضرورت اگر ہے تو مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کو ہے۔ جنہوں نے ایسی جھوٹی قسمیں اٹھا کر لوگوں کو اپنے پھندے میں پھنسانے کے طریقے ایجاد کرنے شروع کئے ہوئے ہیں۔ نقشبندی تو لذت ذکر الٰہی میں ایسے محو ہیں کہ ان کو ذات الٰہی کے سوا اور کسی کی طلب ہی نہیں۔ اسی واسطے وہ بعد از نماز بھی اللہ اللہ شروع کر دیتے ہیں۔ چونکہ ان کو محبت الٰہی غالب ہے۔ کثرت ذکر کو انہوں نے اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ ''من احب شیئاً فقد اکثر ذکرہ'' مضمون نگار اس بات کو تو مانتا ہے کہ ان کو اسم ذات ونفی اثبات سے لذت آتی ہے اور ان کی نماز کی لذت کا سخت انکار کرتا ہے۔ معلوم نہیں ایسی کوتہ اندیشی جو عقل سلیم کے بالکل برخلاف ہے اسے کیوں لاحق ہوگئی۔ کیا نماز اسم ذات اور نفی اثبات اور صفات اللہ اور مایتعلق بہا کا مجموعہ نہیں ہے۔ پس نماز کے باہر جب کہ پوری یکسوئی بھی نہیں ہوتی۔ ان کو اس سے لذت آتی ہے تو نماز میں باوصف پوری یکرخی ویکسوئی کے کس طرح نہ آتی ہوگی۔ بلکہ اضعافاً مضاعفہ آتی ہوگی اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے۔ بعید از قیاس تو یہ ہے کہ نماز سے باہر خدا کا نام لینا اور اسم ذات کا ورد کرنا برا مانا جاوے اور اس کو ناجائز قرار دیا جاوے اور اس کے پڑھنے والوں کو مخالف سنت کہا جاوے اور دعویٰ یہ ہو کہ ہمیں نماز میں لذت آتی ہے۔ جب نماز سے باہر خدا کا نام لینا برا معلوم ہو تو نماز میں کس طرح اچھا لگتا ہوگا اور اسے کس طرح لذت

آتی ہوگی؟ طرفہ یہ کہ مضمون نگار آگے اپنے اسی مضمون میں نقشبندیوں کے ایک پیشوا حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ (جن کی پیروی پر اب کے نقشبندی قدم بقدم چل رہے ہیں) کی نماز کی لذت کو مانتا ہے۔ بلکہ اسی سے مرزائیوں کے مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے لئے دلیل پیش کرتا ہے۔ اس جگہ انکار لذت کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ اگر اس کو لذت آتی تو کسی اور شئے کا طالب ہی کیوں ہوتا۔ اب یہاں شئے کا نام لینے میں شرم آ گئی اور دل سے مراد وہی خدا کا نام اور نفی اثبات یعنی ''لا الـــہ الا اللہ'' ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر اس کو نماز میں لذت آتی تو نماز کے پیچھے ہرگز خدا کا نام نہ لیتا اور نہ کلمہ پڑھتا۔ افسوس کیا جس شخص کو کسی چیز میں لذت آوے وہ خاص وقت کے سوا اس کا طالب نہیں ہوتا۔ وہ تو ضرور ہوتا ہے بلکہ اس کو چھوڑنا ہی نہیں چاہتا۔ نماز میں لذت آنے کی تو دلیل یہی ہے کہ چونکہ نماز میں اسم ذات اور صفات اور نفی غیر اللہ اور اثبات ذات اللہ اور انہی کے متعلقات ہیں اور مقصود بالذات، صرف اسم ذات اور نفی اثبات ہے۔ نماز پڑھتے وقت ان سے ایسی لذت پیدا ہو کہ بعد از فراغت بھی انہی کا شغل شروع کر دیا جاوے اور وقت عزیز کثرت کے ساتھ اس میں صرف کیا جاوے جو شخص بعد از نماز اسم ذات و نفی اثبات کا طالب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے نفرت کرتا ہے اور اس میں شاغل رہنے والوں کی تشنیع کرتا ہے۔ اس کی یہ بے التفاتی اور بدفعلی صاف بتا رہی ہے کہ اس کو ہرگز نماز میں لذت نہیں آتی۔

قولہ..... اور پھر جسے نماز میں لذت آوے وہ مجبور ہوتا ہے کہ کئی گھنٹے نماز میں لگا دے۔ مگر ہم تو ایسے ایسے خلیفوں سے جو تمام منازل سلوک ختم کر چکے ہیں، اچھی طرح واقف ہیں کہ بس دس بارہ منٹ میں ظہر کی نماز ختم ہو جاتی ہے۔ ہاں! مراقبہ میں پہر دن بیٹھے رہیں گے۔ یہ کیوں صرف اس لئے کہ جو کچھ وہ مراقبوں میں دیکھتے ہیں وہ نماز میں نہیں دیکھتے۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار کا پہلا جملہ قابل غور ہے۔ کہتا ہے کہ جس کو نماز میں لذت آوے وہ مجبوراً کئی گھنٹے نماز میں لگا دیتا ہے۔ کئی کا لفظ جمع غیر متناہی کے لئے آتا ہے۔ یہاں ہم ادنیٰ درجہ جمع کا لیتے ہیں جو تین ہے۔ پس بقول مضمون نگار جس کو نماز میں لذت آوے اس کو کم از کم تین گھنٹے ضرور نماز میں لگانے چاہئیں۔ حالانکہ بعض نمازیں ایسی ہیں جن کا تمام وقت ڈیڑھ گھنٹہ اور بعض کے نزدیک اڑھائی گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ مثلاً عصر موسم شتا اور ہر وقت مایجوز فیہ الصلوٰۃ تین طرح پر ہوتا ہے۔ مباح، مستحب، مکروہ۔ یعنی وقت جائز کا وہ حصہ جس میں نماز مباح ہو اور وہ حصہ جس میں مستحب ہو اور وہ حصہ جس میں مکروہ ہو۔ اگر وقت مکروہ کو اس سے نکالا جاوے تو اس سے بھی تھوڑا وقت ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص ایسے وقتوں کی نماز میں بھی کئی گھنٹے لگاتا

ہے گویا اس نے ناجائز وقت میں نماز پڑھی جو شریعت میں بالکل جائز ہی نہیں۔ بعض نمازیں جناب رسالت مآب ﷺ نے تھوڑے وقت میں پڑھی تھیں۔ کیا حضور ﷺ کو لذت نہیں آتی تھی۔ ضرور آتی تھی اور لذت کئی گھنٹے لگانے کے لئے ہرگز مجبور نہیں کرتی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزائیوں کی نماز مضمون نگار کے اس کلیہ کے مطابق ہے یا نہیں۔ چونکہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ ان کو تمام مسلمانوں سے زیادہ نماز میں لذت آتی ہے تو وہ ضرور معمولی لذت والے سے دو چند دیر نماز میں لگاتے ہوں گے۔ جس کا تخمینہ ۶ گھنٹے ہونا چاہئے اور نمازیں پانچ ہیں۔ اس حساب سے انہیں تیس گھنٹہ وقت چاہئے۔ حالانکہ شب و روز کل چوبیس گھنٹہ کا ہوتا ہے اور اس میں اگر کوئی کام نہ کیا جائے تو سونے اور خورد و نوش کے لئے تو آٹھ دس گھنٹے بے شک چاہئیں۔ یہ تو مرزائی ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ ہم کھاتے پیتے نہیں یا سوتے نہیں۔ باقی وقت کو پانچ پر جو نمازوں کی تعداد ہے تقسیم کرنے سے تین گھنٹے جو ادنیٰ درجہ جمع کا ہے ہرگز کسی نماز کے حصے میں نہیں آتا۔ پھر اسی بقیہ وقت میں مرزائی لوگ اخباریں بھی لکھتے ہیں اور مدرسوں میں انگریزی زبان بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ طبابت بھی کرتے ہیں۔ مکابرے اور مجادلے بھی کرتے ہیں۔ رسالے بھی تصنیف کرتے ہیں۔ کتب فروشی کا کام بھی کرتے ہیں۔ ہر قوم کے خطوں کے جواب بھی دیتے ہیں۔ دیگر ایسے ایسے کام جن کو ظاہر کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا کرتے ہیں۔ بھلا ایسے بیچارے دوکانداروں کو دس بارہ گھنٹے میں نماز کے لئے کیا وقت ملتا ہوگا۔ اگر ملتا ہوگا تو بھی چند منٹ پھر وہ دوسروں کو یہ کہنے کے کب مستحق ہیں کہ فلاں آدمی چند منٹ نماز میں لگاتا ہے۔ جن خلیفوں کی نماز کی حالت مضمون نگار نے بیان کی ہے اگرچہ یہ اندازہ اس کا تخمینی ہے اور بسبب بداعتقادی اور بداندیشی کے نہایت ہی کم بیان کیا ہے۔ مگر یہ ہم مانتے ہیں کہ وہ نماز میں غیر متناہی گھنٹے نہیں لگاتے اور معمولی وقت میں نماز ادا کرتے ہیں۔ باعث اس کا یہ ہے کہ اگر نماز کو بہت لمبا کیا جاوے اور اتنا وقت اس میں صرف کیا جاوے جتنا کہ مضمون نگار بیان کرتا ہے تو اوّل تو نماز شریعت محمدیہ کے بالکل برخلاف ہو جاتی ہے۔ دوسرا اس میں ریا کا شائبہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ مضمون نگار نے آگے شیخ سعدی کے قول کی ایک مثال دی ہے۔ اس لئے ہم یہاں انہی کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔

کلید در دوزخ است آں نماز کہ در روئے مردم گذاری دراز

تیسرا کتب شریعت سے ہرگز ثابت نہیں کہ کسی خاص لذت کے واسطے نماز کو بے انتہاء لمبا کیا جاوے۔ نیز بزرگان دین علیہم الرحمۃ کو جماعت کی پابندی ضروری ہوتی ہے اور اکثر وہی امام اور مقتدایان قوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جماعت کی پابندی نہ کریں۔ (جیسا کہ مرزا قادیانی نہیں

کرتے) تو وعید ترک جماعت سے ڈرتے ہیں اور اگر کریں تو ضروری ہے کہ مقتدیوں کی رعایت کی جاوے۔ مقتدی سب کے سب ایسے فارغ نہیں ہوتے کہ انہیں نماز میں بے انتہاء وقت لگانے کا موقع ملے۔ پس بلا ریب جو نماز شریعت محمدیہ کے مطابق ادا کی جائے گی اور جس میں جماعت کی پابندی ہوگی وہ معمولی وقت میں ہی ادا کی جائے گی۔ ہم مضمون نگار سے یہ پوچھتے ہیں کہ جو رسول کریم ﷺ کی نمازیں حدیث مبارک میں مروی ہیں کہ آپ نے ایک رکعت میں ''قل یا ایھا الکافرون'' اور دوسری میں ''قل ھو اللہ احد'' اور رکوع سجود میں صرف تین تسبیح پڑھیں۔ کیا وہ نمازیں معمولی وقت میں ادا نہیں ہوئیں؟ کیا رسول کریم ﷺ کو ان میں لذت نہیں آئی؟ کیا آپ کو لذت نے ان کے لمبا کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا؟ علاوہ ازیں یہ کہنا کہ وہ مراقبوں میں اس واسطے دیر لگاتے ہیں کہ انہیں وہاں لذت آتی ہے اور نماز میں نہیں آتی، بالکل لغو اور غیر مدلل ہے۔ نماز میں تو انہیں ایسی لذت آتی ہے کہ خارج از نماز ایسی آ سکتی ہی نہیں۔ کیونکہ وہ لذت ذکر اللہ سے مخصوص ہے اور قطع علائق سے اس میں تکمیل ہوتی ہے۔ جب نماز میں ذکر اللہ بھی ہے اور انقطاع بھی ایسا ہے کہ باہر ایسا ہو ہی نہیں سکتا تو نماز کی لذت کے برابر انہیں کسی اور حالت میں لذت کا حاصل ہونا کب متصور ہو سکتا ہے۔

ہاں! جب وہ جانتے ہیں کہ نماز کو موافق سنت ادا کرنا ضروری ہے اور اس میں پابندی جماعت اور رعایت قوم لابدی امر ہیں اور نماز کو ایسی شکل سے بھی پاک رکھنا ضروری ہے جس میں شائبہ ریا ہو۔ تو مجبوراً وہ نماز کو مسنون وقت میں ادا کرتے ہیں اور اپنی خاص لذت کے واسطے نماز کو خلاف شریعت ادا کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور بعد ازاں چونکہ ذکر اللہ ہو سکتا ہے اور اس کے لئے ''فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم'' کے ارشاد سے وسعت دی گئی ہے۔ اپنا عزیز وقت اسی میں صرف کرتے ہیں اور کسی دنیاوی کام کی پروا نہیں کرتے اور بہت بہت دیر تک لذت ذکر الٰہی میں محو رہتے ہیں۔ قبل ازیں ہم نے عقلی دلیل سے ثابت کر دیا ہے کہ مرزائی لوگ ایسی نماز جس میں غیر متناہی گھنٹے لگائے جائیں ہرگز نہیں پڑھ سکتے اور تخمیناً دو تین سال کا عرصہ ہوا ہم قادیان (مرزا قادیانی کی کمیٹی اور کارروائی دیکھنے کے واسطے) گئے بھی تھے۔ اس وقت وہ لوگ نماز میں بالکل معمولی دیر لگاتے تھے۔ اب شاید حسب قول مضمون نگار ان کے نئے پیغمبر نے کوئی ایسی نئی نماز ایجاد کی ہو جس میں کئی گھنٹے لگتے ہوں اور اس میں ان کو خاص لذت آتی ہو۔ جس سے ان کو مکاشفات اور الہامات کا دروازہ کھل جاتا ہو تو عجب نہیں۔ مگر ایسی نماز شریعت محمدیہ کے برخلاف ہے۔ نیز مضمون نگار پہلے بیان کر چکا ہے کہ لذت کے واسطے یکسوئی ضروری ہے اور اس

میں قلب کی یکسوئی کا راز مخفی ہے اور مسمریزم والوں کو بھی اسی واسطے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اسی تقریر کے موافق جس شخص کو کسی حالت میں لذت پیدا ہوگی وہ یکسوئی سے ہوگی اور یہ مسمریزم کے مشابہ ہے۔ بلکہ عین مسمریزم ہے۔ پس مرزائی لوگ جب نماز سے ہی یہ بات حاصل کرتے ہیں اور خاص اس امر کے واسطے کسی خاص طریقے پر کئی گھنٹے نماز میں لگاتے ہیں تو گویا وہ نماز کو تختہ مشق مسمریزم بناتے ہیں نہ عبادت الٰہی، ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ مسلمانوں کو ایسی نماز سے جو شریعت محمدیہ کے بھی برخلاف ہو اور عبادت الٰہی بھی نہ ہو، بچاوے۔ آمین!

قولہ..... مگر کیا نماز میں وہ باتیں ہیں۔ ضرور ہیں پر افسوس کہ کوئی مجاہدہ نہیں کرتا۔

میں کہتا ہوں..... اس جگہ کلام کو بالکل مہمل کر دیا گیا ہے اور کوئی خاص طریقہ مجاہدہ کا جو نماز کے اندر ہی کیا جاوے جس سے سب منازل باطنی طے ہو جاویں بیان نہیں کیا۔ اس بات کا ظاہر کرنا ضروری تھا کہ وہ کس قسم کا مجاہدہ ہے جو نماز میں کیا جاوے اور کیا وہ خاص مجاہدے والی نماز شریعت محمدی کے مطابق ہے یا نہیں۔

قولہ..... ہاں! ایک مرد خدا ہے جو آواز بلند کہہ رہا ہے کہ یہ تمام جہان کی لذتیں، تمام جہان کے فیوض، ساری خدائی کی نسبتیں صرف اسی نماز میں حاصل ہوتی ہیں۔ کوئی ہے جو اس کی سنے۔

میں کہتا ہوں..... یہ بات ایک منٹ بھی باور کرنے کے قابل نہیں کہ مرزا قادیانی کی ایجاد مذہب جدید سے یہی غرض ہے اور وہ آواز بلند نماز کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ بلکہ نماز کے لئے تو اس نے کبھی کوئی تحریر خصوصیت کے ساتھ جس میں کوئی اور خود غرضی کی بات نہ ہو آج تک شائع کی ہی نہیں۔ ہم تو ان کی جو تحریر دیکھتے ہیں یا تو عیسیٰ علیہ السلام کی ممات ثابت کرنے کے لئے ہے جس سے غرض یہ ہے کہ میرا مسیح موعود ہونا ثابت ہو جائے یا اس بات کے لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے پدر پیدا نہیں ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام (معاذ اللہ) یوسف نجار کے ساتھ اختلاط رکھتی تھیں اور مطلب یہ کہ میری مثیلیت ثابت ہو جائے۔ کیونکہ میں بے پدر نہیں ہوں یا اس امر کے لئے کہ عیسیٰ آسمان پر نہیں گیا اور نہ کوئی جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ بھی لکھ دیا کہ سیدنا محمد ﷺ معراج پر بھی نہیں گئے اور نہ جا سکتے تھے اور مدعا یہ کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ عیسیٰ نے تو آسمان سے آنا تھا اور یہ آسمان سے نہیں آیا، یا اس کی تحریریں چندے مانگنے کے لئے ہیں۔ چنانچہ منارۃ المسیح بنانے کے پھندے سے سینکڑوں روپے جمع کئے گئے ہیں جس سے غرض یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو مسیح کا منارہ پر اترنا آیا ہے اس کا کچھ نہ کچھ نمونہ بنا کر بھولے بھالے لوگوں کو دکھایا جائے اور اس حیلہ سے روپیہ بھی بہت سا جمع ہو جائے گا یا اس کی تحریریں مقبرہ بہشتی مصنوعی میں جگہ خریدنے کی تحریک میں ہیں

یا غیر اقوام کے عیوب ظاہر کرنے میں یا لوگوں کو پیشوایان اسلام سے بداعتقاد کرنے کے واسطے ہیں۔ غرضیکہ کوئی تحریر اس کی خود غرضی اور نفسانیت سے خالی نہیں اور ہر ایک سے رعونت اور تکبر اور خودستائی کی بو آ رہی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو باجمعہم برا اور گمراہ بنایا اور آپ کو اچھا سمجھنا اس سے بڑھ کر کیا تکبر ہوتا ہے۔ اس کی بیسیوں تحریریں ہم نے دیکھی ہیں۔ کسی ایک میں یہ نہیں دیکھا کہ نماز کے واسطے خاص ہدایات لکھے گئے ہوں یا نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہو۔

قولہ..... پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ خیالی منزلیں جو ہر روز طے کی جاتی ہیں ان کا عملی طور سے بھی کچھ اثر پایا جاتا ہے۔ اگر انسان مراقبہ معیت، ولایت علیا، کمالات نبوت، کمالات رسالت، کمالات اولوالعزم سے گزرتا ہوا حقیقت احمدی کو طے کرتا ہوا حسب صرفہ دائرہ لاتعین تک بھی پہنچ جائے اور اخلاق میں کچھ تبدیلی نہ ہو۔ اگر اس کی طبیعت میں غصہ ہے تو وہ اسی طرح ہے۔ دنیوی طمع ہے تو اسی طرح غالب تو فرمایئے ان منازل کو طے کرنے سے کیا فائدہ۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار نے اب یہ حکم لگایا ہے کہ جو بزرگ منازل مخصوصہ تصوف طے کر چکتے ہیں۔ ان کے اخلاق میں تبدیلی نہیں ہوتی اور پھر منجملہ اخلاق کے دو باتوں کو ظاہر کیا ہے کہ ان کی طبیعت میں غصہ بھی اسی طرح ہے اور دنیوی طمع بھی غالب ہوتا ہے۔ یہ کلیہ مضمون نگار کا ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ اس نے تمام دنیا کے اس درجہ والے بزرگوں کو دیکھا تو ہے ہی نہیں اور نہ اس کا دیکھ سکنا ممکن ہے اور بعض کے حالات بخیال خود دیکھ کر کل پر حکم لگا دینا صریح ضلالت اور بہتان عظیم ہے جن بعض کے حالات وہ بیان کرتا ہے ممکن ہے کہ ان کو کمالات مذکورہ کی تکمیل ہی نہ ہو اور صرف زبان سے دعویٰ کرتے ہوں۔ مضمون نگار اندر کی حقیقت کس طرح معلوم کر سکتا ہے۔ اگر اس نے مرزا قادیانی سے الہام سیکھ کر معلوم کی ہے تو وہ ہرگز قابل اعتبار ہی نہیں جب خود مرزا قادیانی کے الہام سراسر جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں تو اس سے سیکھنے والوں کے کس طرح قابل اعتماد ہو سکیں گے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مضمون نگار نے ان بزرگوں کو بدظنی کی نظر سے دیکھا ہو ؎

وعین الرضا عن کل عیب کلیة کما ان عین السخط تبدیٰ اساویا

اور یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ مضمون نگار نے تعصب سے لوگوں کو بدظن کرنے کے واسطے خلاف واقعہ یہ لکھ دیا ہو۔ جیسا کہ اس کی تمام تحریر اس بات کو ظاہر کر رہی ہے اور مرزائیوں کا یہ عام شیوہ ہو رہا ہے۔ اگر مضمون نگار حق طلب ہوتا اور اس کے نزدیک یہی عیوب آدمی کے کمالیت اور غیر کمالیت کے معیار ہوتے تو وہ ایک منٹ بھی مرزا قادیانی کی مریدی اختیار نہ کرتا۔ اس سے بڑھ کر غصہ کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی کرم الدین صاحب پر

فوجداری مقدمے کئے اور بذات خود ان کی پیروی کی اور عدالتوں میں حاضر ہوتا رہا۔ ان پر جرح کی اور ہر طرح کی بھڑاس نکالی۔ کیا مضمون نگار کسی ایسے بزرگ کا نام بتا سکتا ہے جس نے بعد طے منازل سلوک وتصوف کے کسی پر فوجداری مقدمہ کیا ہو اور مرزا قادیانی کی طرح بذات خود اس کی پیروی کی ہو۔ دنیا طلبی کا حال دیکھئے کہ ادنیٰ ادنیٰ کام مثلاً خطوں اور کارڈوں کے خرچ کے واسطے بھی مرزا قادیانی نے چندے مانگے۔ اپنی کتابوں کو ایسی گراں قیمت پر بیچا کہ ایک بڑا بھاراحریص تاجر بھی اتنی گرانی پر نہیں بیچتا۔ مریدوں کی آمدنیوں کے حصے طوعاً وکرہاً اپنے لئے کافی کرائے۔ غرض دنیا طلبی کے ایسے ایسے ڈھنگ نکالے کہ ابوزید کو خواب میں بھی نہیں سوجھے تھے۔ کیا مضمون نگار بتلا سکتا ہے کہ کسی بزرگ نے بعد طے منازل سلوک وتصوف کے کوئی دنیا طلبی کا ڈھنگ نکالا ہو یا کسی سے کچھ چندہ وغیرہ مانگا ہو۔ اگر لوگوں نے خود بخود اپنی محبت سے ان کی خدمت کی ہو یا فضل الٰہی سے ان کا کارخانہ ظاہری اچھا ہو گیا ہو تو یہ جدا بات ہے۔ یہ دنیا طلبی نہیں ہے۔ انصاف کرنے والا آدمی اگر دیکھے تو بزرگوں کا مال سب اللہ کی راہ میں ہی خرچ ہوتا رہتا ہے۔ نہ ایسی کارروائیوں پر جن سے آمدنی کی صورت پیدا ہو۔ مثلاً اپنے مطابع کھولنا یا اپنے مدرسے بنانا، یا کتب فروشی کرنا یا اخبارات ورسائل نکالنا۔ جن سے سینکڑوں روپے جمع ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کر رہے ہیں۔ اب انصاف کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کی طبیعت میں دنیا کا طمع ہے یا دوسرے بزرگوں کے باطن میں۔ خدا کے لئے انصاف کرو اور اپنی زبانی جھوٹے نہ بنو۔

قولہ..... ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر شہادت دیتے ہیں کہ ایک بزرگ کئی لوگوں کو اپنی توجہ سے حقیقت ابراہیمی تک پہنچا چکے ہیں۔ مگر ایمانی ابتلاء میں بالکل ثابت قدم نہ نکلے اور صرف مخلوق کے ڈر سے امر حق کے اظہار سے پس وپیش کر رہے ہیں۔ اب فرمایئے جو اللہ معی کا سبق پڑھ چکا ہے اور بیسیوں کو پڑھا چکا ہے اور جو فنافی اللہ ہو چکا ہے۔ کیا اس کا یہی طریقہ ہونا چاہئے۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار بیچارا بار بار قسم اٹھاتا ہے اور کوئی ثبوت پیش نہیں کرتا۔ مگر سچ ہے جھوٹا آدمی جب مدلل بات بیان کرنے سے عاجز ہو جھوٹی قسموں پر خوب زور دیتا ہے۔ مضمون نگار کی یہ کلام ایسی بدیہی البطلان ہے کہ اہل بصیرت کو اس کے امکان کا وہم بھی نہیں گزر سکتا۔ کیا جو شخص حقیقت ابراہیمی تک اوروں کو بھی پہنچا چکا ہو اور فنافی اللہ بھی ہو چکا ہو۔ اس کی نسبت ایسا کہنا کہ ایمانی ابتلاء میں ثابت قدم نہیں۔ کسی عقلمند کا کام ہے؟ یا تو یہ کہنا چاہئے کہ یہ باتیں حقیقتاً اس میں نہیں بلکہ زبانی دعویٰ ہیں تو ہاں! یہ جدا بات ہے۔ ایسے شخصوں کی عیب گیری کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ جب ان کے دعاوی ہی جھوٹے ہیں تو وہ ایمانی ابتلاء میں کیونکر ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ مگر

جولوگ حقیقتاً فنافی اللہ ہو چکے ہیں اور اللہ معی کا سبق پڑھ چکے ہیں۔ان کی نسبت بجز ایسے شخص کے جو ضالین کے زمرہ میں داخل ہے اور کون بدظنی کرسکتا ہے۔

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

جس شخص (مرزا قادیانی ہے) کے ایسے حالات سے تقریباً تمام دنیا واقف ہے کہ اس نے اسلام کے تیرہ سو سال کے مسلمہ عقائد کو توڑ پھوڑ کرنا چاہا ہے اور حتی الوسع کر رہا ہے اور پھر علمائے کرام کے روبرو حق کے تصفیہ کے لئے ہرگز نہیں آتا۔ باوجودیکہ وعدہ کرتا ہے اور پھر تاروں کے ذریعے کئی بار بلایا بھی جاتا ہے اور علماء کرام اس کے مقرر کردہ مقامات پر بتواریخ مقررہ حاضر بھی ہوتے ہیں۔ کیا وہ شخص امر حق کے اظہار اور احقاق حق میں پس وپیش نہیں کرتا اور دوسرے لوگ کرتے ہیں۔

قولہ..... بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ خیر القرون کے لئے صرف نماز کافی تھی۔مگر اب ہم زمانہ نبوت سے بہت دور ہو گئے ہیں۔اس لئے ہمیں دیگر مجاہدات کی بھی صفائی قلب کے لئے ضرورت ہے۔حضرات! تو گویا آپ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ صرف انہی لوگوں کے لئے موجب ہدایت وخیروبرکت ہوسکتا ہے جو زمانہ نبوت سے دور نہ ہوں۔ دوسروں کے لئے نہیں گویا زیادہ تاریک دلوں کے منور کرنے کے لئے نماز کافی نہیں۔افسوس ہے اس عقیدہ پر ہائے افسوس۔ یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے۔جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔ ورنہ کیوں ایسا کریں اور کیوں دوسرے طریقے نکالیں۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار نے یہ مقولہ اپنے مضمون کی تائید کے واسطے خود ہی گھڑ لیا ہے اور خود ہی اس کا جواب دے دیا ہے اور مضمون کو طول دینے کے واسطے بے فائدہ اور مکرر باتیں کرتا چلا گیا ہے۔ میں ہرگز باور نہیں کرتا کہ کوئی پورا دانا آدمی ایسا کہے کہ خیر القرون کے لئے صرف نماز ہی کافی تھی اور کسی ذکر وغیرہ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیا ایسا کہنے والا آدمی ایسا لایعلم ہے کہ اس نے حدیث کی کتابوں میں باب الذکر بعد الصلوٰۃ اور باب ذکر اللہ عزوجل دیکھا ہی نہیں اور کیا وہ آدمی دوسرے ارکان اسلام کا جو خیر القرون میں ہی مقرر ہوئے تھے۔ واقف نہیں ہے۔ مجھے مضمون نگار کے اقوال پڑھ کر اس کی کم علمی پر نہایت ہی افسوس آتا ہے اور حیرانی یہ لاحق ہوتی ہے کہ ایسے آدمی جن کو قرآن اور حدیث سے مس ہی نہیں ایسے مضامین لکھنے شروع کر دیتے ہیں اور ایسے قطعی حکم لگاتے ہیں کہ گویا قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں اور حالانکہ قرآن اور حدیث کے بالکل برخلاف ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہم ان اقوال کا مدلل جواب لکھ چکے ہیں۔ مگر پھر بھی نماز کے بعد

بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے اور دعائیں مانگنے کے ثبوت میں ایک اور آیت اور چند احادیث تحریر کرتے ہیں: ''قال اللہ تعالیٰ فاذا فرغت فانصب (الایۃ) اخرج عبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طرق عن ابن عباس فی قولہ فاذا فرغت فانصب (الآیۃ) قال اذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب فی الدعاء واسال اللہ وارغب الیہ واخرج القریابی وعبد ابن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن مجاھد فاذا فرغت فانصب قال اذا جلست فاجتھد فی الدعا والمسألۃ (الدر المنثور ج۶ ص۳۶۵)''

قولہ..... اگر قرآن مجید کے تمام برکات پر حاوی ہونے کا یقین ہو تو کیوں دعائے حزب البحر اور ختم خواجگان حل مشکلات کے لئے پڑھیں۔

میں کہتا ہوں..... ختم خواجگان جو قرآن کریم کی سورۂ مخصوصہ اور درود شریف کا مجموعہ ہے اور دعائے حزب البحر جس میں آیات قرآنیہ واسماء حسنیٰ الٰہی وادعیہ ماثورہ جمع ہیں۔ان کے پڑھنے والوں کو یہ کہنا کہ ان کو قرآن کے تمام برکات پر حاوی ہونے کا یقین نہیں۔عجب طوفان بے تمیزی ہے۔ان کے پڑھنے والوں کے لئے تو قرآن کے برکات پر کامل الیقین ہونے کا بڑا بھارا ثبوت ہے۔اگر ان کو قرآن کریم کی برکات کا یقین نہ ہوتا تو وہ کیوں ایسے ختم اور ایسی دعا کو پڑھتے۔جس میں اکثر آیات قرآنیہ ہیں اور درود شریف ہے جس کے پڑھنے کا قرآن کریم حکم دیتا ہے۔''ان اللہ والملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً'' اور اسماء حسنیٰ ہیں جن کے پڑھنے کے لئے یہ ارشاد ہے کہ:''وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا'' اور''ادعیہ ماثورہ'' ہیں جو سرور کائنات نے (جن کے حق میں''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی'' وارد ہے) سکھائے ہیں۔افسوس کہ مضمون نگار نے عیب چینی تو شروع کر دی۔مگر کسی بات میں عقل اور انصاف سے کام نہ لیا۔اگر یہ کہا جائے کہ قرآن کریم کی مخصوص سورتوں اور آیتوں کو کیا ترجیح ہے اور صرف وہی کیوں پڑھی جاتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض آیات اور سورتوں کو بعض پر ترجیح خود حدیث مبارک میں آ چکی ہے اور بعض سورتوں اور آیات کے اوقات مخصوصہ میں پڑھنے کے لئے بھی صدہا احادیث میں ارشاد ہو چکا ہے۔سورۂ اخلاص مبارک جو ختم خواجگان کا رکن اعظم ہے اور جو ہزار بار ختم میں پڑھا جاتا ہے۔اس کا ثبوت اور شان ذیل کی حدیثوں میں ملاحظہ فرمایئے اور انصاف کیجئے۔''اخرج محمد بن نضر والطبرانی بسند جید عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ ﷺ قل ھو اللہ احد تعدل بثلث

القرآن (الدرالمنثور ج۶ ص۴۱۴) واخرج الحافظ ابو محمد الحسن بن احمد السمرقندی عن انس قال قال اللہ ﷺ من قرء قل ھو اللہ احد مرۃ بورک علیہ ومن قرھا مرتین بورک علیہ وعلی اھل بیتہ ومن قرھا ثلث مرات بورک علیہ وعلی اھل بیتہ..... ومن قرء ھا عشرین مرۃ کان مع النبیین ھکذا وضم الوسطی والتی تلیھا لابھام ومن قرء ھا مائۃ مرۃ غفراللہ لہ ذنوب خمس وعشرین سنۃ الا الدین والدم ومن قرھا مائتی مرۃ غفرت لہ ذنوب خمسین سنۃ ومن قرء ھا اربعمائۃ مرۃ کان لہ اجراربعمائۃ شھید کل عقر جوادہ واھریق ومہ ومن قرٔ ھا الف مرۃ لم یمت حتی یری مقعدہ من الجنۃ اویری لہ (الدرالمنثور ج۶ ص۴۱۳)'' سرورعالم کے اسی ارشاد کے مطابق حضرات نقشبندیہ نے ختم خواجگان میں ہزار بار قل شریف کا پڑھنا مقرر فرمایا ہے۔

قولہ..... اور کیوں شغل رابطہ کی قید لگائیں جس کے معنے یہ ہیں کہ پیر کی صورت اپنی مدرکہ اور دل کے اندر تصور کرے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر تنہا بے رابطہ (یعنی تصویر پیر) و بے فنافی الشیخ موصل نہیں ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ بت پرستی کے کیا معنی ہیں۔ کسی فلسفی برہمن سے پوچھئے وہ ہرگز تسلیم نہ کرے تا کہ ہم بالاستقلال ان پتھروں سے حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ بلکہ کہے گا کہ یہ بطور قبلہ ہیں اوران کے ذریعہ یاان کے فیض صحبت سے ہم خدا کے مقرب بننا چاہتے ہیں۔ تصور کا بھی تو یہی مطلب ہے۔

میں کہتا ہوں..... قبل اس کے کہ مضمون نگار کی اس بدگوئی کے لواحق پر بحث کی جاوے۔ ہم شغل رابطہ کا تحقیقی جواب لکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ نہایت باریک ہے اور مضمون نگار نے اسی کی بناء پر ایک بڑی بھاری جماعت اور مقبول الٰہی فرقہ کو جن کی حقانیت کا ڈنکا تمام عالم میں بج رہا ہے اور جس میں دنیائے اسلام کا اکثر حصہ داخل ہے۔ بت پرست ہونے کا الزام لگایا ہے۔ اگر اس سے اور اس کے مضل سے قیامت کے دن صرف اسی بات کا حساب بھی لیا گیا تو ان شاء اللہ ان کو بجز اسفل السافلین کے اور کوئی جگہ نہ ملے گی جو کچھ کہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ذکر تنہا بے رابطہ و بے فنافی الشیخ موصل نہیں۔ وہ بالکل صحیح ہے جو اعتراض اوپر کیا گیا ہے۔ رابطہ کے مفہوم نہ سمجھنے سے کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ شیخ کی صورت خیالی تکلف سے حاضر کرنے کا نام رابطہ نہیں ہے۔ بلکہ رابطہ شیخ کامل مکمل کے ساتھ محبت راسخہ ہونے کا نام ہے اور یہ بدیہی ہے کہ جب کسی کے ساتھ محبت کامل ہوگی تو محبوب کا خیال من حیث انہ محبوب لازم ہوگا اور ذکر الٰہی کرنے کے وقت شیخ

کے فیوضات کا خیال مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔اس لئے اصل مقصود بالذات سالک کا یہی محبت الٰہی کا غالب ہوتا ہے جس کا نام جذبہ ہے اور چونکہ سالک کی نظر مرئیات اور محسوسات پر ابتداءً منحصر ہوتی ہے اور ذات باری عزاسمہ سے بعد ہوتا ہے۔اس لئے پہلے محبت شیخ سے پیدا ہوتی ہے۔من حیث انہ مظہر بفیوضانہ سبحانہ محسوس بالحواس الظاھرۃ واللہ سبحانہ غیر محسوس پس جب اس کے دل میں نور اور بینائی پیدا ہوتی ہے تو اس کی محبت منتقل ہو کر ذات باری عزاسمہ سے مربوط ہو جاتی ہے اور تمام تصورات وتخیلات سے جو پہلے اس کو تھے اب پاک صاف ہو جاتا ہے اور شیخ کی صورت بتکلف ذکر کے وقت حاضر کرنے کی تعلیم دینی ناقص شیخوں کا کام ہے جو دلوں میں تصرف کرنے کا منصب نہیں رکھتے اور نہ ان کو حقیقت حال تصوف وسلوک معلوم ہے۔ایسے لوگ اعتبار سے ساقط ہیں۔شیخ کامل وہ ہوتا ہے جس کے تصرف سے دلوں میں محبت اس کی مرکوز ہو جاوے۔اگر سالک تکلف سے اس کو دور کرنا چاہے تو نہ ہو سکے۔اسی محبت سے شیخ کے کمالات سالک کے دل میں منجذب ہوتے ہیں۔غرض ایسی محبت راسخہ کا نام رابطہ ہے اور تصور شیخ بلا محبت شیخ سلوک میں کچھ فائدہ بخش نہیں۔یہی رابطہ تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رائج تھا۔محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب تھی اسی محبت کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل وجان سے شیدا تھے اور منافق باوجود حصول صحبت فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم تھے۔وجہ محرومی یہی ہے کہ ان میں رابطہ یعنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفقود تھی۔جناب الٰہی نے جو کلام الٰہی میں فرمایا ہے:''یاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ''رابطوا سے رابطہ مراد ہے اس لئے کہ بجز رابطہ کے تکمیل مشکل ہے اور فنافی الشیخ کا معنی اتباع شیخ ہے۔ظاہراً وباطناً،اخلاقاً واقوالاً واطواراً جیسا کہ جناب باری عزاسمہ فرماتے ہیں۔''ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ''فاتبعونی کی فاتضریعیہ ہے۔یعنی اگر محبت الٰہی تمہارے دل میں جاگزیں ہوگئی ہے تو میرے نبی کی اتباع کرو۔بجز محبت کاملہ کے اتباع نہیں ہو سکتی اور محبت شیخ ابتداءً عین محبت الٰہی ہے۔کیونکہ شیخ کے ساتھ اس واسطے محبت پیدا ہوتی ہے کہ وہ ذریعہ وصول الی اللہ اور مظہر فیوضات الٰہیہ ہے نہ''من حیث ان وجھہ حسن او کلامہ حسن اور جو اہل باطل بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں''مانعبدھم الا یقربونا الی اللہ زلفٰی ''نہ محبت بتوں سے ہے۔بلکہ وہ ان میں اوصاف الوہیت سمجھتے ہیں اور سمجھتے تھے جیسا کہ آیات شریفہ میں تصریح موجود ہے اور شیخ کو قائم مقام پیغمبر سمجھا جاتا ہے نہ معبود۔تو ثابت ہوا کہ شیخ سے رابطہ اور چیز ہے اور کفار کا بتوں کی پرستش کرنا اور چیز۔اس تحقیق سے ناظرین حق بین سمجھ

سکتے ہیں کہ شغل رابطہ ایک نہایت حق اور واجب امر ہے اور منشاء اعتراض محض غلط فہمی ہے۔ افسوس مضمون نگار نے مرزا قادیانی کی اپنی تصویر چھپوا کر مریدوں کے پاس رکھوانے کو تو بت پرستی نہ کہا جو عین بت پرستی ہے جس میں کسی قسم کی تاویل بھی نہیں ہوسکتی اور شغل رابطہ کی نسبت ایک غلط فہمی ظاہر کردی اور تشبیہ جو برہمن فلسفی کے من گھڑت قول کے ساتھ دی گئی ہے۔ وہ بالکل قیاس مع الفارق ہے۔ اوّل تو بت اور انسان کامل کو مشابہ بنانا سراسر ضلالت ہے۔ دوسرا پتھروں سے حاجتیں طلب کرنے کو بالاستقلال ہوں یا نہ۔ محبت شیخ پیدا کر کے ذکر الٰہی کرنے کے ساتھ مشابہ سمجھنا نہایت ہی کجروی اور ظلم عظیم ہے۔ مضمون نگار کو اگر عقل رہبر ہوتا تو برہمن کی اس کلام کو قبلہ پر اعتراض خیال کرتا۔ جیسا کہ وہ لوگ مدہوش ہو کر رہے ہیں اور اگر ایمان اور حمایت اسلام کی کچھ ضرورت ہوتی تو اس کی جوابدہی میں کوشش کرتا۔ سخت افسوس ہے کہ ایک امر حق کو الٹا سمجھ کر ایسی تشبیہ دی کہ جس سے بیچارے کو اپنے ایمان کے ضائع ہونے کی خبر بھی نہ ہوئی۔

قولہ..... کاش وہ سمجھیں کہ اصل میں یہ ''کونوا مع الصادقین'' کی تڑپ ہے جو کہ مختلف اشکال میں جلوہ گر ہو رہی ہے اور اس تڑپ کے پورا کرنے کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد پیدا ہو کر مزکی نفوس ہوتے ہیں۔

اس کا ثبوت ہم نقشبندیوں کے پیشوا امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام فیض التیام سے دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں، مکتوب چہارم جلد ثانی میں۔ لہٰذا بر سر ہر مائیۃ از علماء ایں امت مجددے تعیین مے نمایند کہ احیائے شریعت فرمایند علی الخصوص بعد از الف کہ در ام سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولوالعزم است و بر پیغمبری در آں وقت اکتفا نمودہ اند۔ دریں وقت عالمے عارفے تام المعرفۃ ازیں امت درکار است کہ قائم مقام اولوالعزم انبیاء باشد ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرمایند دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

اس عبارت سے تین باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔

۱..... ہر صدی کے سر پر ضرور مجدد مبعوث ہوتا ہے۔

۲..... خصوصاً ہزار سال گزرنے کے بعد اور وہ قائم مقام اولوالعزم انبیاء ہوتا ہے۔

۳..... فیض روح القدس کی مدد ہو تو جو کچھ مسیح نے کیا اور بھی کر سکتے ہیں۔

یعنی مثیل مسیح کا ہونا ناممکن نہیں بلکہ عادت اللہ اس طرح جاری ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ چودھویں صدی نہیں کیا چودھویں صدی سے تیئیس برس نہیں گزر گئے تو پھر کیا کوئی مجدد ہے۔ اگر ہے تو اس کا نام لیجئے۔ ورنہ امام ربانی کا کلام جھوٹ ثابت ہوگا جو کہ محال ہے۔ قطع نظر

اس سے کہ احادیث رسول مقبول ﷺ وقرآن مجید سے بھی ہر صدی کے سر پر ظل النبی کی بعثت ثابت ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار کی غرض اس استدلال سے مرزا قادیانی کی مجددیت ثابت کرنے کی ہے۔ مگر جب مرزا مجددیت سے آگے بڑھ کر نبوت اور رسالت کا مدعی ہے اور مضمون نگار نے بھی اس کو سابقاً اسی مضمون میں نبی مرسل کے لقب سے پکارا ہے تو مجددیت کے ثبوت میں کوشش کرنا اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رضی اللہ عنہ کی کلام کو نقل کر کے اس سے استدلال کرنا بالکل بے سود اور غیر نافع ہے۔ ہاں! منجملہ ان القاب کے جو مرزا قادیانی اپنے ساتھ مختلف اوقات میں لگاتے رہے ہیں۔ ایک مجدد کا لقب بھی ہے اور شاید اب بھی کسی ضرورت کے وقت اس کے ساتھ لگانے کی حاجت ہوتی ہوگی۔ اس واسطے اس کا ثبوت پیش کرنے میں تکلیف اٹھانی پڑی۔ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ مضمون نگار بیچارا ایک بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کلام سے استدلال کرتا ہے اس کو یہ پتہ نہیں لگتا کہ اس سے میری دوسری بات کی تردید ہو رہی ہے۔ اسی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کلام فیض التیام سے ثابت ہو رہا ہے کہ جو شخص سو سال یا ہزار سال کے بعد احیائے شریعت کے لئے مقرر کیا جاتا ہے وہ پیغمبر نہیں ہوتا۔ بلکہ علمائے امت سے ایک عالم عارف تام المعرفۃ ہوتا ہے اور نائب پیغمبر ہوتا ہے۔ پس چونکہ حضرت امام ربانی کا یہ ارشاد بالکل صحیح اور مطابق قرآن وحدیث ہے اور مضمون نگار خود بھی اقرار کرتا ہے کہ امام ربانی کی کلام کا جھوٹ ہونا محال ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ورسالت بالکل جھوٹا ہوا اور جو شخص اس کو نبی مرسل کے لقب سے پکارے وہ بھی دیدہ دانستہ جھوٹ کو صحیح ماننے والا اور اس کی تائید کرنے والا ٹھہرا۔ اب جو شخص ایک ایسا بھارا جھوٹا دعویٰ کرے اس کی کسی بات کو بھی تسلیم کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا مجددیت کا دعویٰ بھی ویسا ہی جھوٹا ٹھہرا۔ نیز مجدد صاحب کی کلام سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شخص خواہ مخواہ مجددیت کا دعویٰ کرے گا۔ بلکہ اس سے بھی مستفاد ہے کہ اس شخص سے احیائے شریعت کے آثار نمایاں ہوں گے اور لوگ اس سے ہدایت پائیں گے۔ مضمون نگار کا دوسرا استدلال اس بات پر کہ مثیل مسیح کا ہونا ناممکن نہیں۔ یہ عوام کو دھوکہ دہی ہے جو کچھ کہ شعر سے مستفاد ہوتا ہے وہ تو یہ ہے کہ روح القدس کی فیض کی اگر مدد کی جائے تو اور آدمی بھی ایسے خوارق دکھا سکتے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام نے دکھائے تھے اور اس بات کے ماننے میں کسی کو تامل بھی نہیں۔ یہ ہرگز پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا کہ ایک شخص مثیل مسیح ہونے کا پھندا بنا کر اور یہ ایک معمولی لفظ لوگوں سے منوا کر نبوت کا دعویٰ کر دیوے اور عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت طرح طرح کی بدگوئیاں

شروع کر دیوے اور جو آیات قرآنی کی شان میں ہیں۔ان کی باطل تاویلیں بنا بنا کر نالے سیاہ کرے اور رفع اور حیات (جس کا قرآن بھی شاہد ہے اور جس کو آج تک اہل حق مانتے چلے آئے ہیں) کا بھی انکار کر دیوے اور ان پر اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر ایسے ایسے بہتان لگاوے جو یہودی پلید لگاتے تھے اور برملا کہہ دیوے کہ میں عیسیٰ سے بہت ہی بہتر ہوں۔نعوذ باللہ من ذالک!

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ نصاریٰ پادری سرور عالم سیدنا محمد ﷺ کو اچھا نہیں سمجھتے اور ان پر بہتان لگاتے ہیں۔لہٰذا ان کو زک دینے کے واسطے مرزا قادیانی بھی ایسا کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں..... یہ کیا دانائی ہے کہ ہمسایہ دشمن کا گھر جلانے کے واسطے اپنے گھر کو بھی آگ لگا دی جاوے۔اگر اس طرح پادریوں کو زک آتی ہے تو اپنے ایمان کا بھی تو ستیاناس ہوتا ہے۔ بہادری تو یہ تھی کہ اپنے عقائد بھی صاف رہتے اور پادریوں کو بھی زک آجاتی اور یہ کوئی مشکل نہیں۔علماء کرام اس کام کو باحسن الوجوہ سرانجام کر رہے ہیں۔اب باقی رہا مضمون نگار کا یہ سوال کہ چونکہ یہ چودھویں صدی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ اس کا کوئی مجدد ہو۔اگر مرزا قادیانی کے سوا کوئی اور ہے تو اس کا نام بتایا جاوے۔اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ ہر صدی کا مجدد ایسا ضروری ہوتا ہے کہ وہ مجدد دین کا دعویٰ کرے اور ہر ایک آدمی اس کی مجددیت سے واقف ہو۔حضرت کی کلام فیض التیام سے تو صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ جناب الٰہی میں علمائے امت سے ایک مجدد معین کیا جاتا ہے جس سے کہ احیائے شریعت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔خواہ وہ دعویٰ کرے یا نہ کرے اور عام آدمی اس کے اس خاص خداداد رتبہ سے واقف ہوں یا نہ ہوں۔ہاں! اس کی کمالیت اور تقویٰ اور پرہیزگاری اور رہنمائی اظہر من الشمس ہوتی ہے۔کوئی اور شخص جس میں یہ باتیں نہ ہوں بلکہ اس کے ہر ایک قول وفعل میں دنیا طلبی مرکوز ہو۔اگر ایسا بڑا دعویٰ کر دیوے اور دلیل اس کی یہ بیان کرے کہ اگر میں مجدد نہیں ہوں تو بتاؤ اور کون ہے۔یہ دلیل اس کی ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ہم مضمون نگار سے یہ کہتے ہیں کہ تم گزشتہ بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتاؤ ہم تمہیں اس صدی کے مجدد کا نام بتا دیتے ہیں۔مرزا قادیانی کے مجدد نہ ہونے کی ہمارے پاس ایک قوی دلیل یہ ہے کہ اس صدی کے مجدد کے لئے ضروری ہے کہ عقائد اس کے اسلام میں گزشتہ مجددوں کے مطابق ہوں۔حالانکہ جو اعتقادات مرزا کے ہیں وہ آج تک کسی عامل اہل اسلام کے بھی نہیں ہوئے۔قطع نظر مجدد کے۔ پس جس شخص کے عقائد تیرہ گزشتہ مجددوں کے بالکل برخلاف ہوں۔وہ کس طرح مجدد ہونے

کے لائق ہے اور اس سے احیائے شریعت کب متصور ہوسکتا ہے۔ بعض مرزا کے محبّ اس کی صداقت کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس کی کلام الہامی اور معجز ہے۔ تحریر میں اس کو اعجاز کا رتبہ دیا گیا ہے۔ اگر اس کے معجز ہونے کی دلیل پوچھی جائے تو کہتے ہیں کہ ایسی عبارت اردو، عربی، فارسی، نثر، نظم کوئی نہیں بنا سکتا اور اتنی کتابیں جتنی کہ مرزا قادیانی نے بنائی ہیں کسی نے نہیں بنائیں۔

افسوس ہے ایسی عقلوں پر یہ سب عوام کی کم علمی کا نتیجہ ہے۔ ہم نے مرزا قادیانی کی ہر طرح کی کتابیں اچھی طرح ملاحظہ کیں۔ عبارت بالکل معمولی ہوتی ہے۔ ہاں! جو شخص کسی کام میں اچھا مشاق ہو جائے وہ اس کام کو اچھا ہی کر لیتا ہے۔ ایڈیٹران اخبارات کی عبارتیں دیکھو۔ بعض ایسا لکھنے والے ہیں کہ مرزا قادیانی کی عبارت کو ان سے ذرہ اور آفتاب کی نسبت ہے۔ اردو شعر مرزا ارشد اور مرزا غالب اور ابراہیم ذوق کا دیکھو۔ مرزا قادیانی ایک قصیدہ ان کے برابر نہیں لکھ سکتا۔ فارسی عبارت کا یہی حال ہے۔ عربی عبارت کا اندازہ مرزا قادیانی کی ایک کتاب تحفہ بغداد کے دیکھنے سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ جو ضمیمہ سید محمد سعید طرابلسی سے لکھوا کر لگایا۔ سید مذکور کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی عبارت ایسی ہے جیسی ایک طفل کے مکتب کی عبارت ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اہل لسان تھا تو میں کہتا ہوں ہزار اہل لسان ہو۔ اعجاز کے آگے سب ہیچ ہے۔ اگر اہل لسان کی عبارت معجز عبارت سے بڑھ گئی تو اعجاز خاک میں مل گیا۔ کثرت تصنیف کا حال دیکھو۔ حضرت محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ سو کتاب صحیح تصنیف شدہ ہیں۔ مرزا قادیانی کے چھوٹے موٹے رسالے اگر جمع کئے جائیں تو شاید سب کی تعداد ایک سو تک بھی نہ پہنچے۔ مرزا قادیانی کی بڑی سے بڑی تصنیف بھی ان کی ایک معمولی تصنیف کے برابر نہیں۔ یہ جو مرزا قادیانی کی بعض کتابوں پر لکھا ہوا دیکھا جاتا ہے۔ اگر اتنی میعاد کے اندر اسی کتاب کے برابر کوئی بنا دیوے تو اس کو اتنا انعام دیا جاوے گا۔ یہ محض چال بازی اور عوام کی فریب دہی ہے۔ اگر کلام معجز ہے تو میعاد مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ قرآن پاک کا دعویٰ: ''قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً'' کسی میعاد مقرر تک نہیں ہے۔ میعاد کے مقرر کرنے میں یہ رمز ہوتی ہے کہ جو اہل علم ایسا لکھ سکنے کے لائق ہیں۔ ان کے ملاحظہ سے گزرنے تک اور پھر لکھنے اور چھپوانے تک میعاد مقررہ گزر جائے گی اور مریدوں کے آگے خوب فخر ظاہر کیا جائے گا اور قہقہہ اڑایا جائے گا کہ کوئی نہیں بنا سکا۔ نیز ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اہل علم جو اچھی تحریریں لکھنے والے ہیں کسی نہ کسی روزگار میں ہیں ان کو فرصت بھی کم ملتی ہے اور مرزا قادیانی نے روزگار ہی یہی بنا لیا ہے اور اپنے مطابع بھی

کھول دیئے ہیں اور رات دن اس کو شغل بھی یہی ہے۔ اس سے روزی کمار ہا ہے۔ بھلا کوئی تھوڑی میعاد کے اندر اس کا یہ خاص مقابلہ کس طرح کرسکتا ہے۔ یہ ہمارا مضمون بھی اگرچہ انہیں ایام میں لکھا گیا تھا۔ جب کہ الحکم ہمیں پہنچا تھا۔ مگر چھپوانے کے انتظام میں تین چار مہینے گزر ہی گئے۔

قولہ..... پھر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ ساتواں ہزار نہیں جو الدنیا سبعۃ آلاف کے مطابق دنیا کا آخری ہزار ہے۔ کیا اس کے سر پر اولوالعزم نبی کا قائم مقام ضروری نہیں۔ کیا وجہ ہے کہ مجدد الف آخر مبعوث نہ ہوا اور الف ثانی بھی ایک اعتبار سے کیونکہ تین صدیاں تو خیر القرون کی گزریں۔ اس کے بعد ہزار سال پورا تیرھویں صدی کے اختتام تک ہوتا ہے نہ کہ دسویں کے اختتام پر۔

میں کہتا ہوں مضمون نگار مضمون لکھتے وقت شاید ورطۂ خود بینی میں ایسا غرق تھا کہ متضاد باتیں لکھتا چلا گیا ہے اور یہ نہیں سمجھا کہ ایسی باتیں جن سے معمولی آدمی بھی ہنسنے لگے میں اپنی عقل میں کون سی نظر کے ساتھ قابل وثوق خیال کر رہا ہوں۔ دیکھئے آگے اپنے اسی مضمون میں حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مجدد الف ثانی ہونے کو مانتا ہے۔ اس جگہ کی عبارت یہ ہے کہ چودھویں صدی کے مسیح یعنی مجدد الف آخر کی سب مجددوں پر فضیلت یہ فضیلت اسی دلیل سے ثابت ہے جسے مجدد الف ثانی کی فضیلت دیگر مجددان ماسبق پر۔ اس عبارت میں تو ظاہر کیا ہے کہ الف ثانی کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی ہیں اور ان کو دوسرے مجددوں پر فضیلت ہے اور یہاں لکھتا ہے کہ ایک اعتبار سے مرزا بھی مجدد الف ثانی ہے اور دیکھئے یہاں مرزا قادیانی کو مجدد الف آخر بتانے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ساتواں ہزار الدنیا سبعۃ آلاف کے مطابق دنیا کا آخری ہزار ہے۔ اس کے سر پر اولوالعزم نبی کا قائم مقام ہونا ضروری ہے اور پیچھے لکھا ہے کہ یہ چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ نیز الف کے مجدد کا اس کے سر پر ہونا تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ اس الف سے تین سو برس کا گزر جانا اظہر من الشمس ہے اور خود بھی مان چکا ہے۔ بھلا جس ہزار سے تین سو برس گزر چکے ہوں کون اہل خرد کہہ سکتا ہے کہ ابھی اس ہزار کا ابتداء ہے۔ بعد ازاں لکھا ہے کہ چونکہ تین سو برس خیر القرون میں گزر گیا تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے الف ثانی گویا اب شروع ہوا ہے۔ سبحان اللہ! عجب تاویلیں ہیں اس تین سو برس کا تو شمار ہی نہیں اور شاید الدنیا سبعۃ آلاف سے بھی وہ تین سو برس خارج ہوں گے۔ مضمون نگار نے یہاں خوب ہی زور لیاقت دکھایا ہے۔ البتہ یہ بات رہ گئی ہے کہ خیر القرون والے تین سو برس دنیا کے سات ہزار سے کیوں خارج کئے گئے۔ صرف مرزا قادیانی کی مجددیت تراشنے کے واسطے یا کوئی اور وجہ بھی ہے؟ اب مرزائیوں کو چاہئے کہ اس صدی کو چودھویں صدی نہ کہا کریں۔ بلکہ دسویں

صدی کہیں۔ گویا مرزا دسویں صدی کا مجدد ہوا۔ پیچھے جو خود لکھا ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ وہ بلا تأمل مان لیں کہ ہم نے جھوٹ لکھا ہے۔ (دروغگو را حافظہ نباشد)

قولہ..... حضرت اقدس کا دعویٰ کہ مجھ سے خدا کلام کرتا ہے۔ دیکھئے مکتوب ۵۱ جلد ثانی: ''ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذلک الافراد من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون لبعض المکمل من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ''

(مکتوبات امام ربانی ج۲ ص۹۹، مکتوب نمبر۵۱)

یعنی اللہ تعالیٰ مشافہۃً کلام فرماتا ہے۔ ایسے لوگ نبی ہوتے ہیں اور یہی کلام بعض مکمل متبعین پر بھی بوجہ متبعیت نازل ہوتا ہے۔ اس سے آگے فرمایا: ''واللہ یختص برحمۃ من یشاء'' جس سے حضور کی مراد یہ ہے کہ وہ خود کلام الٰہی سے مشرف ہیں۔ کیوں جناب آپ کو یقین آیا کہ نہیں۔ مکالمہ الٰہی کا سلسلہ بند نہیں ہوگیا۔ بلکہ متبعین رسول مقبول میں قیامت تک جاری رہے گا۔

میں کہتا ہوں..... اس استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار مرزا قادیانی کو نبی نہیں سمجھتا۔ ورنہ اس استدلال کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ نبی کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا کلام فرمایا۔ ایک مسلم امر ہے اس کے لئے اس قسم کے استدلال کی چنداں حاجت بھی نہیں۔ مضمون نگار کا یقین دلانا کہ مکالمہ الٰہی کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ متبعین رسول ﷺ میں قیامت تک جاری رہے گا۔ اس بات پر روشنی ڈال رہا ہے کہ اب اس نے مرزا قادیانی کو محض متبع رسول سمجھا ہے اور اس کے خدا کے ساتھ کلام کرنے میں جو لوگ کلام کرتے ہیں اور منکر ہیں ان کے لئے یہ استدلال پیش کیا ہے۔ مضمون نگار کا جولان طبیعت قابل آفرین ہے۔ بات تو نئی نکالتا ہے۔ مگر شاید نسیان غالب ہے کہ سابقہ بات بھول جاتا ہے۔ پہلے مرزا قادیانی کو برگزیدہ پیغمبر بنایا تھا اور نبی مرسل کا لقب بھی عطاء فرمایا تھا اور اب صرف متبع رسول مقرر کیا ہے ؎

آفریں بردست بر بازوے

تو نیز حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ کلام سے اگر ثابت ہوتا ہے تو صرف یہی کہ غیر نبی پر کلام بوجہ تبعیت نبی نازل ہوسکتا ہے۔ یہ کہاں سے ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی پر نازل ہوتا ہے۔ حالانکہ وجہ نزول یعنی اتباع نبی اس میں بالکل مفقود ہے۔ وہ تو خود بخود نبی بن بیٹھا ہے۔ اس کو کسی کی تبعیت کی کیا احتیاج ہے۔

قولہ..... حضرت اقدس کا دعویٰ کہ کمالات انبیاء سے مشرف ہوئے۔ مکتوب ۳۹ جلد ثانی میں فرماتے ہیں۔ ''سابقان بالاصالت انبیاء اند وتبعیت ہر کرا بایں دولت مشرف سازند'' یعنی تابعان رسول مقبول بھی ظنی نبی ہو سکتے ہیں۔ پھر فرمایا: ''ایں شخص نیز از زمرہ اصحاب است وملحق بکمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والبرکات پھر لایدریٰ ولہم خیرام'' آخر ہم لکھ کر یہ اشارہ کیا کہ ثلثہ من الآخرین کے اصحاب ان اصحاب سابقین پر فضیلت رکھ سکتے ہیں۔ اس کی تشریح حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہیچ از کمالے غیر از نبوت بالاصالت ختم نہ گردیدہ یعنی مستقل نبوت کا کمال ختم ہو گیا۔ مگر ظنی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ جس میں شرعی احکام تبدیل نہیں ہوتے پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بیٹے ابراہیم کے حق میں ''لوعاش لکان نبیاً'' فرمانا اس بات پر دال ہے کہ صرف نبی تشریعی کا آنا بند ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں..... کسی آدمی میں کسی مرتبہ کے کمالات کا آجانا اور بات ہے اور اس مرتبہ کا حاصل ہو جانا اور بات ہے۔ مثلاً ایک شخص کو وہ کمالات حاصل ہو گئے جو وزیر اعظم میں ہوا کرتے ہیں اور جو علوم کہ اس کو ضروری میں ان کا اکتساب اس نے علیٰ وجہ الکمال کر لیا۔ لیکن اس کو رتبہ وزارت نہیں ملا۔ پس اس کو ہرگز وزیر اعظم نہ کہا جاوے گا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کا جس سے مضمون نگار مرزا قادیانی کی نبوت کاذبہ پر استدلال کرتا ہے۔ یہی مطلب ہے کہ نبی کی کامل متبعین سے جس کو جناب الٰہی چاہیں نبی کے کمالات سے مشرف کر دیتے ہیں۔ یہ جائز نہیں کہ اس کو نبی کہا جائے۔ کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اگر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کلام سے یہی مطلب ہوتا جو مضمون نگار نے اپنے مرزے کو پیغمبر بنانے اور اس کو خوش کرنے کے واسطے بیان کیا ہے تو حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح تعبیر فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ مختصر الفاظ میں یہی فرما سکتے تھے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد نبی ظنی ہو سکتے ہیں اور یہی مطلب حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کا ہے جس کو مضمون نگار اپنے مطلب کے استدلال میں پیش کر رہا ہے۔ جب کہ لنگوٹے لوگ صرف ''لاتقربوا الصلوٰۃ'' کو اپنے مطلب کے لئے دلیل ٹھہراتے ہیں۔ باقی رہی حدیث ''لوعاش لکان نبیاً'' اگرچہ اس کی صحت میں اختلاف ہے۔ نووی نے کہا ہے کہ: ''ھذا الحدیث باطل'' اور ابن الربیع نے کہا ہے کہ: ''فی سندہ ابو شیبۃ ابراھیم بن عثمان الواسطی وھو ضعیف'' لیکن پھر بھی اس سے ہرگز مرزائیوں کا مدعا پورا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ان کو مضر ہے۔ یہ تو حضور علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کے انتقال فرمانے کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے۔ یعنی اگر یہ لڑکا زندہ رہتا تو اس کو نبوت ملنی

ضروری تھی۔ اگر نہ ملتی تو اس میں حضرت کا کسر شان تھا اور حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اس واسطے اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیما'' اگر حدیث مذکور کا صریح معنی بھی لیا جاوے تو بھی وہ اپنے مورد کے لئے ہے اور مشروط بالشرط فاذا مات الشرط فات المشروط ختم نبوت کے ثبوت میں علاوہ نص قرآن کے جس کا منکر کافر ہے اور بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ مرزائی لوگ ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔ خود غرضی اور دنیاوی طمع نے حق بین آنکھ پر کیوں پردہ ڈال دیا ہے۔ حضرت سرور کائنات ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں ''لو کان نبیاً من بعدی لکان عمر'' ارشاد کرنا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی'' فرمانا مشہور حدیثیں ہیں۔ مرزا قادیانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا زیادتی ہے کہ ان کو نبی نہ بنایا گیا اور مرزے کو بنایا گیا۔ کیا ان سے علم میں زیادہ ہے۔ عقل میں زیادہ ہے۔ نور باطن میں زیادہ ہے۔ حمایت اسلام میں زیادہ ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ وہ کون سی بات ہے جس نے مرزا قادیانی کو نبوت کا مستحق بنا دیا۔ علاوہ ازیں جو احادیث متواترہ اس بات میں واقع ہوئی ہیں ان میں سے چند ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ ''واخرج البخاری ومسلم والترمذی وابن ابی حاتم وابن مردویه عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل ابتنی دارًا فاکملها واحسنها الاموضع للبنة فکان من دخلها فنظر الیها قال ما احسنها الاموضع اللبنة فانا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء واخرج ابن مردویه عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (الدرالمنثور ج۵ ص۲۰۴)''

مضمون نگار کا یہ قول کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ احادیث مذکور سے باطل اور لغو ثابت ہوا۔ ہاں! دوسری حدیث سے یہ ضرور ثابت ہوا ہے کہ نبوت کاذبہ کا سلسلہ جاری رہے گا اور تیس جھوٹے نبی حضرت کی امت سے ہوں گے۔ جو نبوت کاذبہ کا دعویٰ کریں گے۔ مرزا قادیانی بھی اسی سلسلہ میں ہیں اور ظنی نبی وغیرہ نرم الفاظ جو اس قول میں استعمال کئے گئے ہیں یہ محض دھوکہ دہی اور فریب بازی ہے۔ پہلے تو اس کے لئے برگزیدہ پیغمبر اور نبی مرسل کے الفاظ استعمال کئے گئے اور رسول وہ ہوتا ہے جس کے پاس مستقل نبوت ہو اور مستقل کتاب خدا کی طرف سے لاوے اور یہاں ثبوت پیش کرنے کے وقت نرم نرم لفظوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ طالبان حق

پر واضح رہے کہ ایسے دھوکوں میں آ کر ہرگز صراط مستقیم سے قدم باہر نہ رکھیں۔ حضرت سرور کائنات ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ بالکل منقطع ہو چکا ہے۔ نبوت تشریعی ہو یا غیر تشریعی البتہ نبوت لغوی باقی ہے جس کے معنی حق سبحانہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات سے خبر دینا اور اسرار ملکوت اور جبروت اور عجائب غیب کے حالات بتانا ہے اور اس کو ولایت کہتے ہیں اور یہ قیامت تک جاری رہیں گے۔ نبی کے لفظ کا اطلاق بعد از سرور کائنات کسی پر جائز نہیں۔ نبوت ظلی مراد ہو یا غیر ظلی تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ ''وفی الفصوص وشرحه للجامی لا نبی بعده مشرعا'' اور ''مشرعا لا والاول هو الاتی بالاحکام الشرعة من غیر متابعته للنبی اٰخر قبله کموسی وعیسیٰ ومحمد علیهم السلام والثانی هو المتبع لماشرعه له النبی المقدم کانبیاء بنی اسرائیل وکلهم کانوا داعین الی شریعته موسیٰ فالنبوة والرسالة منقطعتان عن هذا الموطن بانقطاع الرسول الخاتم (روح البیان)''

مرزا قادیانی نے نانک اور کرشن کو بھی مثل اپنے نبی قرار دیا ہے اور یہ دونوں اہل اسلام سے نہ تھے اور نہ انہوں نے اپنی زبان سے اقرار کیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور نہ انہوں نے اپنے متبعین کو اسلام کی ہدایت کی ہے۔ بلکہ ان کے فرقہ کے لوگ اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ اب وہ بقول مرزائیوں کے ظلی نبی تابع رسول اللہ ﷺ کسی طرح نہیں کہے جا سکتے اور مستقل نبوت کا سلسلہ ختم ہونا مرزائی خود مانتے ہیں۔ پس مرزا اور کرشن اور نانک تینوں کی نبوت مردود ہے۔

قولہ..... حضرت اقدس کا دعویٰ کہ ابن مریم علیہ السلام سے افضل ہوں۔ منجملہ کئی دیگر دلیلوں کے مکتوب ہفتم جلد ثانی کو پڑھئے۔ نہایت معاملہ تابع بفضل جزئی می کشد کہ در آں محظور نیست۔ یعنی جزئی فضیلت تو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ چہ جائیکہ اس فضیلت کا مدعی خود نبی ہو۔

میں کہتا ہوں..... فضیلت جزئی اگر کسی خاص وقت میں ہو تو اس کو بیان کرنا چاہئے اور کسی خاص امر میں ہو تو اس کی تخصیص کرنی چاہئے۔ کوئی اگر کسی بزرگ سے کسی معمولی بات میں زیادہ ہو تو اس کو مطلقاً یہ کہنا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ ہرگز جائز نہیں۔ مرید تو کہتا ہے کہ مرزا قادیانی کو عیسیٰ علیہ السلام پر فضل جزئی ہے اور مرزا مطلقاً کہتا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ پر بڑے بڑے بہتان لگائے ہیں اور رسالہ دافع البلاء میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں۔ اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ انتہی! حالانکہ جل شانہ نے ان

کی پاکی کی شہادت قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔اس جگہ اگر مرید نے مرزا قادیانی کی عیب پوشی کرنی تھی۔تو وہ فضیلت جزئی جو مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہے۔ظاہر کر دینا تھا تا کہ یہ اعتراض دفع ہو جاتا۔

قولہ..... امام ربانی مقام فوق رضا میں اپنا پہنچنا بیان فرماتے ہیں جس کی تعریف ہے:''لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل '' دیکھئے جس جگہ مقرب فرشتوں مرسل نبیوں کے جانے کی مجال نہیں۔وہاں امام ربانی پہنچ گئے یہ فضل نہیں تو کیا ہے۔

میں کہتا ہوں..... حضرت مجدد صاحب نے مقام رضا سے فوق پہنچنے کا خود جواب تحریر فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طفیل ہو کر اس مقام میں پہنچے نہ بالاصالت طفیلی کا کوئی ذاتی منصب نہیں ہوتا۔جو کچھ فخر ہوتا ہے اصل کو ہوتا ہے نہ طفیلی کو۔آنحضرت ﷺ کی تبعیت سے کسی اعلیٰ مقام پر پہنچنا یہ متبوع کا فخر ہے۔نہ تابع کا نیز''لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل '' کے یہ معنی نہیں ہیں جو مضمون نگار نے سمجھے ہیں۔بلکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ اپنے تقرب کا حال جو جناب الٰہی سے ایک خاص وقت میں حضرت سرور کائنات ﷺ کو نصیب ہوتا تھا۔بیان فرمایا ہے اور وہ وقت اصطلاح صوفیا میں تجلی ذات بحث من حیث ہو ہو کا ہوتا ہے اور اس تقرب کے وقت میں انبیاء اور ملائکہ کی گنجائش کہاں۔بلکہ صفات الٰہی بھی نظر سے ساقط ہوتی ہیں اور صفات کو بھی اس تقرب کے وقت میں گنجائش نہیں ہوتی۔حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ وقت نصیب ہوا۔باتباع رسول کریم ﷺ وبطفیل آنحضرت مفخر موجودات نہ بالاستقلال۔

قولہ..... پھر آپ نے لکھا ہے حضرت امام مہدی اس طریقہ کی نسبت حاصل کریں گے۔یہ بھی اپنی فضیلت کا دعویٰ ہے۔کیونکہ مہدی ساعظیم الشان امام جس نے بزعم عوام الناس تمام جہان کو مسلمان کرنا گویا وہ کام کرنا ہے جو خود جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا ہے جب آپ کے طریقہ میں داخل ہو تو لامحالہ یہ ان سے افضل ٹھہرے۔کیونکہ کوئی شخص آپ سے کم درجہ کا تابع نہیں ہوا کرتا۔

میں کہتا ہوں.....

۱..... یہ طریقہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ہے حضرت امام ربانی صاحب کا اپنا نہیں۔امام مہدی کے اس طریقے میں داخل ہونے سے ان کے لئے کوئی کسر شان نہیں۔اسی واسطے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طریقے کی نسبت حاصل کریں گے یہ نہیں فرمایا کہ میرے تابع ہوں گے یا میرے طریقہ میں داخل ہوں گے۔مضمون نگار

کا اعتراض کہ یہ اپنی فضیلت کا دعویٰ ہے بالکل کوتہ اندیشی اور تعصب پر مبنی ہے۔

۲..... بعض امورات میں اپنے سے کم درجہ کے تابع ہونے میں کوئی قباحت نہیں اور نہ یہ امر شرعاً وعرفاناً جائز ہے۔ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات اکرم الاولین والآخرین ہیں اور آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے تابع ہونے کا حکم ہوا تھا۔ ''ثم اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراهیم حنیفاً'' یہ دونوں جواب اس حالت میں ہیں۔ جب کہ امام مہدی کی فضیلت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر تسلیم کرلی جائے۔

۳..... مضمون نگار نے امام مہدی کی فضیلت بزعم عوام الناس ثابت کی ہے۔ گویا اس کے نزدیک بزعم خواص الناس امام مہدی نے یہ کام نہیں کرنا اور نہ یہ فضیلت ان کے لئے ہوگی۔ شاید مضمون نگار خود بھی ان کی فضیلت کا مقر نہیں۔ کیونکہ عقلمند اہل الرائے جس کو مضمون نویسی کا منصب حاصل ہو۔ زعم عوام الناس کے تابع نہیں ہوتا۔ شاید مضمون نگار کے نزدیک تو حضرت امام مہدی نے فقد چند مسلمانوں کو مرزائی بنانا ہے۔ زعم اس بات کو کہتے ہیں جس میں تردد ہو اور جس پر پورا اعتماد نہ ہو اور عوام الناس کی ایسی بات ہرگز قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ پس بقول مضمون نگار امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا جہان کو مسلمان کرنا اور ان کی عظمت وفضیلت عوام الناس کی غیر معتمد علیہ باتیں ہیں۔ پھر اس کا ایسی باتوں کی بناء پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں معترض ہونا عقل کو طلاق دینا ہے۔

قولہ..... پھر آپ فرماتے ہیں ایک مکان کا طواف کر رہا ہوں۔ ایک جماعت اور شریک طواف ہے۔ مگر اس قدر سست کہ میرے ایک بار طواف کرنے تک وہ صرف دو تین قدم چلتی تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ مکان فوق العرش ہے اور جماعت طواف کرنے والی ملائکہ کرام وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں۔ دیکھئے! یہاں آپ انبیاء سے سریع السیر اور من وجہ افضل بنتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا مکاشفہ غلط وغیر صحیح نہیں تھا۔ اگر یہ وسوسہ ہوتا تو کبھی ظاہر نہ فرماتے۔ واقعی بات یہی ہوگی اس صورت میں فضیلت لازم آئی۔

میں کہتا ہوں..... حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس مشاہدے سے یہ ثابت ہوگا کہ حضرت ممدوح نے اس مقام قرب کو جلدی سیر کیا اور دوسروں نے جلدی نہ کیا۔ یعنی کمالات نبوت وملائکہ عظام جو دوسرے انبیاء وملائکہ کو عرصہ دراز میں میسر آئے تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو جلدی حاصل ہوئے اور یہ امر کوئی من وجہ فضیلت کا نہیں ہے۔ اس لئے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ

والتحیۃ کی عمریں قلیل ہیں۔جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ:''اعمار امتی ما بین ستین وسبعین'' اور یہ عمریں بہ نسبت عمر نوح علیہ السلام وغیرہ انبیاء کرام کے نہایت قلیل ہیں اور امت محمدیہ کے علماء راسخین کو جناب باری نے کمالات قرب عطاء فرمائے تھے۔جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ''تو ان کی رفتار حصول کمالات میں اگر انبیاء سابقین سے تیز نہ ہو تو ان کے کمالات کو یہ کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ایک شخص کی عمر ہزار برس کی ہے اور ایک کی پچاس برس اور ایک منزل تک دونوں نے پہنچنا ہے جب تک پچاس سال والا کئی حصہ زیادہ تیز ہزار برس والے سے نہ چلے کس طرح منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔پس حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ مشاہدہ فرمایا وہ فی الواقع تھا اور اس سے انبیاء پر کوئی فضیلت لازم نہیں آتی۔نیز جلدی چلنا آہستہ چلنے سے افضل نہیں۔بلکہ اس جلدی وجہ چلنے والے کی کمی معلوم ہوتی ہے کہ کسی خاص ضرورت سے جلدی چل رہا ہے اور آہستہ چلنے والے کی حالت ظاہر کرتی ہے کہ کسی خاص اطمینان اور وقار سے آہستہ چل رہا ہے۔

قولہ..... اور سنئے حضرت نے فرمایا ایک صفہ بلند پر جمیع انبیاء موجود ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام میر مجلس ہیں۔میں بھی اس جگہ گیا تو حضرت خلیل اللہ فرماتے ہیں:''یا ایھا الذین اٰمنوا تفسحوا فی المجالس ''یہ سن کر سب نے تھوڑی تھوڑی حرکت کی اور میری جگہ بفراغت نکل آئی۔میں بیٹھ گیا۔اس مکاشفہ سے آپ کا زمرۂ انبیاء میں داخل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں..... اس قول کے جواب کے لئے ایک آیت قرآنی اور ایک حدیث کافی ہے۔

آیت یہ ہے:''ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ذالک فضل من اللہ وکفا باللہ علیما''اور حدیث یہ ہے:''المرء مع من احب''

قولہ..... ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں کہ:''ومحاذی مقام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مقامی دیگر نورانی بس شگرف کہ ہرگز مثل آں در نظر نیامدہ بود ظاہر شد واند کے آں مقام ارتفاع داشت۔''آگے لکھا ہے کہ اس مقام میں میں ہوں صدیق اکبر سے گویا آپ کا مقام اعلیٰ ہے۔

میں کہتا ہوں..... یہ وہ اعتراض ہے جو مخالفوں نے بادشاہ جہانگیر کے کانوں تک پہنچا کر حضرت کو دربار شاہی میں منگوایا تھا اور حضرت نے بادشاہ کو خود خوب جواب دیا تھا کہ ایک سپاہی کو چند منٹ کے لئے بادشاہ اگر کسی خاص گفتگو کے لئے وزیر اعظم کی نشست گاہ سے آگے کسی کام کے لئے بلوالے اور پھر وہ سپاہی اپنے مقام پر واپس چلا جاوے تو سپاہی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وزیر اعظم

سے برتر ہوگیا ہوں۔اس کا یہ کہنا کہ وزیر اعظم کے مقام سے اوپر کے مقام پر پھر آیا ہوں اور وہاں گیا تھا۔ وہ مقام دیکھ آیا ہوں۔ بیان واقع ہے ایک مقام کا دیکھنا اور گزرنا اور چیز ہے اور اس مکان کا مستحق اور مالک ہونا اور چیز۔حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سیر اس مقام پر ہوا نہ کہ حضرت کو وہ مقام عطاء ہوا۔ جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ خود اس امر کے قائل ہیں کہ میرا مشاہدہ اس مقام کا بطور سیر تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا بلکہ ادنیٰ صحابی کے درجہ سے بھی آپ کمتر ہونے کے قائل ہیں تو اعتراض بالکل بے جا اور مبنی بر جہالت ہے۔حضرت مجدد صاحب تو مکاتیب فیض اسالیب میں فرماتے ہیں کہ اگر فقیر خود را از کافر فرنگ بدتر نہ بیند فقیری بروئے حرام است چہ جائیکہ افضلیت بر ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ فرماویں یہ فضولیاں کہ میں عیسیٰ سے بہتر ہوں۔ میں محمد ہوگیا ہوں کہ کذا وکذا مرزا قادیانی کا ہی کام ہے۔

قولہ..... حضرت اقدس کے مختلف دعویٰ مثل **انت منی بمنزلۃ عرشی** وغیرہ اور ان کا استکبار پر محمول کیا جانا۔امام ربانی لکھتے ہیں۔اپنے مکتوب ۱۰۰ جلد سوم میں کہ آپ کا خمیر طینت اس مٹی سے بنا جو جناب سرور کائنات کی تخلیق وتکمیل سے باقی رہی تھی۔ہم نہیں سمجھتے اس میں اور میں محمد ہوں کہنے میں کچھ فرق ہے۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار نے مرزا قادیانی کی فضولیوں پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ایسے دلائل سے جن کو معمولی سمجھ کا آدمی بھی قیاس مع الفارق خیال کرے۔ان کے ثابت کرنے میں وقت ضائع کیا ہے۔کیا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے بادشاہ کا پس خوردہ ملا ہے تو اس کو یہ کہنا چاہئے کہ اس نے بادشاہ کا دعویٰ کیا ہے یا یہ کہے کہ بادشاہ کے مکانات سے جو چونہ اینٹ باقی رہ گیا تھا وہ مجھے حاصل ہوا اور میں نے اس سے اپنا مکان بنایا تو کیا اس کو یہ کہا جائے گا کہ اس نے بادشاہ کی برابری کا دعویٰ کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ہاں! یہ فخر اس کو ضرور حاصل ہوا جس کو اس نے بیان کیا اور بادشاہ کی تعظیم ظاہر کی۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے کہ میرا خمیر طینت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پس ماندہ مٹی سے بنا۔تعظیم اور انکسار کی بو آرہی ہے اور اس سے نہایت روشنی پڑ رہی ہے۔اس امر پر کہ حضرت ممدوح نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا متبوع، آقا، بادشاہ سمجھا ہے اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع طفیلی تصور فرمایا اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میں محمد ہوں۔صاف بتا رہا ہے کہ کل کو مرزا قادیانی خدا بننے کو بھی تیار ہو جائیں گے۔مرزا کے اس بے باکانہ قول سے سخت بے ادبی اور بے تعظیمی کی بو آرہی ہے کسی کو اگر کمالات نبوت اور کمالات محمدی حاصل ہو بھی جاویں تو بلا توسل سرور کائنات کبھی نہیں ہوں گے۔پس اس کو یہ کہنا ہرگز جائز نہیں کہ میں محمد ہوگیا ہوں۔

از خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم شد از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خودرا ساخت رد بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

قولہ..... اور پھر دائرہ حقیقت محمدی سے یہ پردہ بالکل کھول دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے اس مقام پر تابع کو متبوع سے ایسی شباہت ومناسبت پیدا ہوتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان سے اٹھ گئی اور امتیاز تابع ومتبوع زائل ہوجاتا ہے اور ایسا متوہم ہوتا ہے کہ گویا تابع متبوع ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور تابع مثل متبوع کے اصل سے اخذ فیوض وبرکات کرتا ہے۔ مگر باوجود ایں ہمہ تابع اپنے تئیں طفیلی متبوع کا جانتا ہے۔ مندرجہ بالا سطور کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود کے دعویٰ (میں محمد ہوں میں احمد ہوں اور پھر غلام احمد بھی) کی حقیقت سمجھئے۔

میں کہتا ہوں..... حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تابع کامل کے قرب کو جو بسبب کمال اتباع کے متبوع کے ساتھ ہوجاتا ہے۔ بیان فرمایا اور آخر میں جو اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یعنی محبوبیت الٰہی اس کی کیفیت ظاہر فرمائی۔ جس کا ثبوت ''ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ'' سے مل رہا ہے اور پھر ادب اور تعظیم متبوع کو ہرگز ہاتھ سے نہیں دیا۔ یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ تابع خود بخود متبوع بن جاتا ہے۔ بلکہ اس مظنہ اور وہم کے رفع کرنے کے واسطے صراحت کردی ہے کہ باوجود ایں ہمہ تابع اپنے تئیں طفیلی متبوع کا جانتا ہے اور مرزا قادیانی خود بخود محمد اور احمد بن گئے۔ ہائے افسوس حضرت کی شان کا کچھ خیال نہ کیا اور بے ادبی کو حد نہایت تک پہنچا دیا۔ پیچھے یہ جو لکھ دیا ہے کہ اور پھر غلام احمد بھی۔ یہ ایک چال بازی ہے۔ اگر یہ بھی نہ لکھتا تو بھولے سے بھولا آدمی بھی اس کی اس بات کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا۔

قولہ..... (ب) سوائے نبوت جو کمالات کہ نوع بشر میں ممکن ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء فرمائے۔ یہ امام ربانی کا دعویٰ ہے اس سے بڑھ کر اور کیا دعویٰ ہو۔

میں کہتا ہوں..... آدمی کسی کی طرف کوئی عیب منسوب کرے تو اس کو کچھ مدلل بھی کرنا چاہئے۔ یوں ہی ڈھکوسلا دینا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا دعویٰ ہو کوئی عقل کی بات نہیں ہے۔ جب مضمون نگار حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی مان چکا ہے اور اپنے اس مضمون کے آخر میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ مجدد صاحب پر آفتاب نبوت کا پرتو اتنا پڑا جتنا دسویں کے چاند پڑتا ہے اور پھر حضرت کے اس قول کا کہ سواء نبوت کے جو کمالات مجھے دیئے گئے اور یہ بھی فرمادیا کہ جو کمالات نوع بشر میں ممکن ہوتے ہیں۔ پھر استبعاد کرنے کی کیا وجہ ہے؟ جس شخص نے بعد ختم نبوت ہونے کے نبوت کا دعویٰ کردیا اور اس کے دعویٰ کو مان لینے میں کچھ تامل نہ کیا اور ایسی صریح الامکان

باتوں کا لوگوں کی دھوکہ دہی کے واسطے استبعاد کیا جاتا ہے۔افسوس!

بمیرتا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

قولہ..... (ج) کعبہ معظم آپ کی زیارت کو آیا۔(د) ہزار ہا آدمی تمہاری شفاعت سے بخشے جائیں گے۔(ی) دنیائے ترا آخرت گردانیدم۔(س) خزینہ رحمت کا خطاب۔(ص) منصب قیومیت آپ کو عطاء ہوا۔یعنی آپ کو قیوم الزمان ہونے کا دعویٰ تھا اور یہ کہ قبلہ توجہ جہانیاں اور قبلہ عالمیان بذات شان ہے۔قیوم خدائے تعالیٰ کی صفت ہے۔دیکھئے امام ربانی اپنی صفت قرار دیتے ہیں۔(ط) ''غفرت لک ولمن توسل بک الیٰ یوم القیامة'' (ع) جس جنازہ پر نماز پڑھو بخشا جائے گا۔

میں کہتا ہوں..... حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی شان کو دیکھا جائے تو یہ سب معمولی باتیں ہیں۔ان کا استبعاد کرنا اور ان کو فخر پر معمول کرنا کم فہمی اور گمراہی ہے۔حضرت ممدوح نے بمقتضائے ''واما بنعمة ربک فحدث ''بعض نعماء الٰہی جو آپ کو عطاء ہوئیں۔اظہار فرمایا ہے یہ کوئی فخر نہیں اور نہ کوئی دعویٰ ہے۔(ج) مومن کامل کی زیارت کے لئے ہر چیز مشتاق ہوتی ہے۔(د) حضرت سرور کائنات ﷺ کی امت کے معمولی صالح آدمی بھی ہزاروں کی شفاعت کریں گے اور مقبول ہوگی۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی شفاعت سے ہزاروں آدمیوں کا بخشا جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔''وعن ابی سعید ان رسول اللہ ﷺ قال ان من امتی من یشفع للفئام من الناس ومنهم من یشفع للقبیلة ومنهم من یشفع للعصبة ومنهم من یشفع للرجال حتی یدخلوا الجنة (رواہ الترمذی مشکوۃ المصابیح ص ۴۰۶)'' یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ممدوح کو علوم ظاہری میں وہ تبحر تھا کہ آپ اپنے وقت میں جملہ علمائے عالم پر فوقیت رکھتے تھے اور صدہا لوگوں نے حضور سے استفادہ علم ظاہری کا کیا اور حضرت سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''اذا جلس المتعلم دین یدی العالم فتح اللہ علیه سبعین باباً من الرحمة (الحدیث) ''اور کمالات باطنی بھی آپ کے طشت از بام ہیں۔مجدد الف ثانی کا رتبہ عطاء کیا گیا۔لاکھوں نے حضور کے سلسلہ سے اکتساب فیض باطن کیا اور تا قیامت کرتے رہیں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ پھر خزینہ رحمت ہونے میں کیا شک رہا اور اس میں تو کوئی خفا ہی نہیں کہ صفات الٰہی کا اطلاق آدمیوں پر اس صفت کے پائے جانے سے ہوسکتا ہے۔جس میں کرم ہو اس کو کریم کہا جاتا ہے جس میں جود ہو اس کو جواد کہتے ہیں۔حضرت سرور کائنات کے لئے رؤف رحیم کا خطاب خود جناب الٰہی نے ارشاد کیا۔ہاں! یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ وہ صفت ذات

باری عزاسمہ پر علے وجہ الکمال صادق آتی ہے اور انسان کے لئے علیٰ وجہ الکمال نہیں ہوتی۔ اسی طرح قیوم کی صفت حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خیال کرنی چاہئے اور چونکہ حضرت ممدوح کو کمالات محمدی عطاء کئے گئے تھے۔ اس لئے بعض خواص حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں پائے گئے۔ حضور علیہ السلام فرماتے تھے کہ ''ان هذه القبور مملوة ظلمة اهلها وان الله تعالیٰ ینورها لهم بصلاتی علیهم (الحدیث)'' اور حضرت ممدوح کا یہ فرمانا کہ: ''غفرت لک ولمن توسل بک الیٰ یوم القیامة'' آپ کی شان کی نسبت معمولی باتیں ہیں۔ جب یہ مان لیا گیا ہے کہ آپ کو جناب الٰہی سے مجددیت کا رتبہ عنایت کیا گیا اور آپ پر آفتاب نبوت کا پرتو اس قدر پڑا جتنا دسویں کے چاند پر پڑتا ہے تو پھر ایسی معمولی باتوں کو بڑا سمجھنے کے کوئی معنی ہی نہیں۔

قولہ..... (ف) خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دعاوی ان سے کم نہیں۔ چنانچہ اشیاء ان کی قیومیت پر زیادہ راضی تھیں۔ فرمایا: (۱) مکونات عالم میں امام معلوم ہوتا ہوں۔ (۲) جو فیوض کافہ خلائق کو پہنچتا ہے۔ اس درویش کے توسط سے پہنچتا ہے۔ (۳) تمام مخلوق کے اولیاء فقیر سے حصول برکات کے منتظر ہیں پھر امام ربانی نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو متشابہات ومقطعات کا علم دیا گیا ہے۔ گویا ما تعلیم تاویلہ پر وقف درست نہیں۔ ''والراسخون فی العلم'' ساتھ ہے۔

میں کہتا ہوں..... یہ دعاوی نہیں ہیں اور نہ فخر کی باتیں ہیں۔ یہ مواہب الٰہیہ کا اظہار ہے اور شریعت میں ممنوع نہیں۔ جملہ انبیائے عظام نے اس قسم کا اظہار فرمایا ہے جس کو ہرگز فخر پر محمول نہیں کیا جاتا اور جملہ امورات مذکورہ میں کوئی ایسا امر نہیں جس سے کوئی عیب شرعی عائد ہو سکے۔ ناجائز دعاوی تو یہ ہیں کہ ایک شخص بعد از ختم نبوت کہے کہ میں نبی مرسل ہوں۔ میں ابن مریم سے بہتر ہوں۔ میں محمد ہو گیا ہوں۔ وغیر ذالک من الاباطیل والاکاذیب!

قولہ..... غیر نبی پر صلوٰۃ کو درست سمجھنا، امام ربانی لکھتے ہیں: ''علیه وعلیٰ آله الصلوٰة والسلام'' اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک بھی غیر نبی پر صلوٰۃ درست ہے۔ کیونکہ آل نبی نہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے: ''صلوٰة الله سبحانه وتسلیماته علی الانبیاء اولاً وعلیٰ مصدقیهم ثانیاً''

میں کہتا ہوں..... اوّل تو یہ غیر ضروری باتیں ہیں۔ ان میں بحث کو طول دینا وقت ضائع کرنا ہے یہ باتیں نہ کچھ مرزائیوں کے مفید مطلب ہیں اور نہ مسلمانوں، خصوصاً حضرات نقشبندیہ کا اس میں کچھ نقصان ہے اور نہ یہاں کسی غیر نبی کا جھگڑا ہے۔ مضمون نگار نے چونکہ اخبار کے اوراق سیاہ

کرنے تھے۔اس واسطے کچھ گڑبڑ کرتا چلا گیا ہے۔اگر اس سے کچھ مطلب براری کرنی تھی تو اس کو واضح لکھنا چاہئے تھا۔ نبی کے تابع کر کے کسی پر صلوٰۃ بھیجنا کوئی ناجائز امر نہیں اور نہ اس کا کسی کو انکار ہے۔

قولہ..... خضر والیاس کا عالم ارواح سے ہونا۔تعلقات شتی کہ اولوالعزم بشریت است از خواص وعوام زائل نمیگر دد حق سبحانہ درشان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میفر ماید ماجعلنا ہم جسدًا لا یاکلون الطعام حضرت خضر والیاس بصورت روحانیاں تشریف لائے اور بہ تلقی روحانی فرمایا۔ہم عالم ارواح سے ہیں۔اے لیجئے! تینوں کی موت ثابت ہوگئی۔

میں کہتا ہوں..... ناظرین غور کریں کہ دعویٰ کیا ہے اور دلیل کیا ہے۔شاید مرزائی بیچارے ایسی ہی ادھر ادھر کی باتوں سے کام نکالتے ہیں۔دعویٰ تو یہ کیا کہ خضر والیاس کا عالم ارواح سے ہونا اور دلیل یہ دی کہ ''تعلقات شتی کہ اولوالعزم بشریت است'' بھلا اس عبارت سے تینوں حضرات مذکورہ علیہم السلام کے بارے میں کیا ثابت ہوتا ہے۔بعد ازاں دوسری عبارت جس میں حضرت خضر والیاس علیہما السلام کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے ساتھ روحی ملاقات کرنے کا بیان ہے۔لکھ کر آگے ایک تالی بجادی کہ اے لیجئے! تینوں کی موت ثابت ہوگئی۔دیکھئے یہاں تیسرے حضرت یعنی مسیح علیہ السلام کا ذکر ہی کہاں ہے۔واہ رے استدلال وتبرہن واہ رے مضمون نگاری۔ یہ مضمون نگاری نہیں ایک طفل بازی ہے۔

قولہ..... کوئی معجزہ دکھلاؤ تب مانتے ہیں۔نقشبندی ایسا کہنے سے پہلے اپنے پیر طریقت کو کلام دیکھ لیں۔طلب خوارق وکرامات از پیر خورنکند۔اگر چہ آں طلب بطریق خوارق ووساوس باشد۔ ہیچ شنیدہ کہ مومنے از پیغمبری معجزہ طلب کردہ باشد۔معجزہ طلبان کفار اند واہل انظار۔پھر فرمایا ظہور خوارق وکرامات از شرط ولایت نیست بعض لوگ کہتے ہیں۔جی فلاں فقیر جب جاؤں دل کا خیال بتلا دیتا ہے۔ذرا مرزا قادیانی بھی تو بتلائے سنو۔مجدد صاحب فرماتے ہیں ''شخصے را ایں قرب عطاء فرمانید واز احوال مغیبات ومحدثات ہیچ اطلاع ندہند۔ایں اولیاء اللہ اند کشف مغیبات نہ در ولایت شان می افزائد۔وعدم کشف ایشانہ نہ در ولایت شان نقصان مے آرد۔مدار خوارق عادات بر جوع وریاضت است بمعرفت کارے ندارد۔'' حضرت مرزا جان جاناں لکھتے ہیں کہ: ''اگر مقصود از آثار صدور خوارق عادات ومکاشفات است کہ منظور عوام است۔پس ایں مقدمات باجماع صوفیہ نہ از شرط ولایت اند۔ونہ از لوازم آں مخفی نیست کہ صحابہ کرام کہ افضل جمیع امت مرحومہ بودہ اند۔کمتر مصدر ایں امور گشتہ۔'' باایں ہمہ یہاں تو خدا تعالیٰ نے ہزار نشان دکھائے۔

افسوس! آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں۔ خواجہ نقشبند نے فرمایا۔ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت۔

میں کہتا ہوں.....

۱..... کوئی نقشبندی صادق الاعتقاد مرزا کو یہ نہیں کہتا کہ معجزہ دکھاؤ۔ تب مانتے ہیں کیونکہ جب وہ اس کو اسکے دعاوی میں صادق ہی نہیں سمجھتے اور اس کے عقائد برخلاف اجماع اسلام دیکھ رہے ہیں تو انہیں ایسا کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر کسی ضعیف الاعتقاد بے علم نے کہہ بھی دیا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ اس کے آگے حضرات پیران طریقت کے کمالات علیہ پیش کرنے کا کوئی فائدہ ہے۔ متبعان طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا تو یہ اعتقاد ہے کہ جس کے عقائد اسلام کے برخلاف ہیں۔ اگر وہ ہوا میں پرواز کرتے تو بھی اس کو فقیر نہ سمجھنا چاہئے۔

۲..... جو عبارات حضرات پیران کبار کے نقل کئے گئے ہیں وہ اولیاء کرام کے حق میں ہیں اور مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ یہ استدلال اس کے لئے کافی نہیں ہوسکتا۔

۳..... آگے اسی مضمون میں لکھا گیا ہے کہ آپ یعنی مرزا جو پیش گوئی کرتے ہیں اس کو قبل از وقت ہزاروں لوگوں میں شائع کرتے ہیں اور للکار کر کہتے ہیں کہ اگر تم سے ہوسکتا ہے تو اس نشان کو پورا ہونے سے روک لو اور یہاں برخلاف اس کے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ یہاں تک ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ افضل جمیع امت بودہ اند کمتر مصدر ایں امور گشتہ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہزار نشان کو بالکل مہمل چھوڑ دیا گیا ہے۔ ایک دو جو بہت بڑے نشان تھے ان کا ذکر بطور مثال ضرور کرنا تھا۔ دل تو اندھے اس طرح ہوتے ہیں کہ بعد از ختم نبوت کسی کو نبی مان لیا جائے جو شخص ایسی باتیں کرے کہ جن کا مطلب سمجھنے میں وہ خود بھی متردد ہو اور کلام بے ڈھنگ ہو اور اس سے کئی احتمالات پیدا ہوسکیں اور کہے کہ یہ الہام مستقل ہے۔ اس کو سچا مان لیا جائے جو پیش گوئی کرے وہ جھوٹی نکلے اور پھر اس کی تاویلیں شروع کردے اور بیچارے سادہ لوحوں کو دھوکہ دے کر ان کے اعتقادات باطل قائم رکھے اس کو صادق ماننا عمی دل کی بڑی بھاری دلیل ہے۔

قولہ..... مردوں کو زندہ کرنے سے کیا مراد ہے۔ امام ربانی لکھتے ہیں مراد از احیائے روحی است نہ جسمی۔

میں کہتا ہوں..... امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام بعینہٖ معہ سیاق سباق نقل کرنی تھی۔ یوں ہی کسی جگہ کے فقرے کو لکھ دینا مفید نہیں ہوسکتا۔ ہر جگہ احیاء سے مراد احیاء روحی نہیں ہوسکتا اور نہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ارشاد فرمایا ہے چونکہ کلام یہاں مبہم ہے اس لئے ہم بھی زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔

قولہ..... آیات کلام اللہ کا الہام ہونا اترے ہوئے قرآن کو پھر اتارنے کی کیا ضرورت۔ سنئے جناب عروۃ الوثقیٰ کو الہام ہوا تھا۔ **سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیاً** خواجہ محمد عبداللہ کے بارے میں اور حضرت مجدد کو الہام ہوا۔ ''**انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ**'' اپنے سب سے چھوٹے فرزند کے بارے میں۔

میں کہتا ہوں..... یہ ہر دو آیات قرآنیہ بطور بشارت حضرات کے قلوب مبارک میں القا کی گئی تھیں۔ حضرات نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ یہ آیتیں ہم پر مستقل طور پر اتری ہیں۔ جس شخص پر یہ اعتراض کیا گیا ہے وہ تو آیات قرآنیہ کو بعینہا یا اپنی غرض کے موافق کمی بیشی کر کے اپنے اوپر مستقل طور پر نازل ہونا بیان کرتا ہے۔ چنانچہ کلام مضمون نگار سے یہ بات مترشح ہو رہی ہے۔ پس اس شخص کی اس فضولی کو صحیح بنانے کے واسطے استدلال مذکور ہرگز کفایت نہیں کرتا۔

قولہ..... ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کی کیا ضرورت اور اس کے نہ ماننے سے کون سا کفر لازم آتا ہے۔ سنو! حضرت میر نعمان حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فرماتے ہیں جو تیرا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو شیخ مقبول احمد کا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا مردود ہے اور میرا مردود خدا کا مردود۔ دیکھئے سیر نعمان کا مردود و مقبول خدا کا مردود و مقبول ہے۔

میں کہتا ہوں..... اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو مقبولان خدا کا مقبول ہو وہ مقبول الٰہی ہوتا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ جو ان کی بیعت کرے یا ان کی مریدی اختیار کرے وہی ان کی مقبولیت سے مستفیض ہوسکتا ہے۔ بلکہ جو شخص کہ پورا مسلمان نیک بخت متقی اور صالح ہو وہی ان کا مقبول ہے۔ اسی واسطے ہر چہار طریقوں کے بزرگ ایک دوسرے کو اہل حق جانتے ہیں اور جو جس طریقہ سے فیضان حاصل کر کے کمال باطنی حاصل کرے اسی کو مقبول واصل حق مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ جس نے ہماری بیعت نہ کی وہ مردود ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں نے تو یہ شور مچا دیا ہے کہ جو مرزا قادیانی کی بیعت نہ کرے اور اس کو مسیح موعود نہ مانے وہ مسلمان ہی نہیں۔ پس اس کے مقابلہ میں جو شخص کہتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مانا گیا ہے تو

مرزا قادیانی کی ضرورت ہی کیا ہے۔اس کا قول بالکل صحیح ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جو شخص خدا اور رسول کو برحق جاننے والوں اور احکام الٰہی کے مطابق عمل کرنے والوں کو مردود کہے اور انہیں مسلمان نہ سمجھے۔ وہ بالکل راہ راست پر نہیں ہے۔اس کو مسیح موعود ماننے میں سخت گمراہی ہے۔ **نعوذ باللہ من اقوالہ وافعالہ!**

قولہ..... سنت نبوی کی متابعت کی تاکید مفصلہ ذیل فقرات پڑھ کر اپنے اعمال وافعال ووظائف اس پر عرض کرو اور خود ہی سوال کرو کیا یہ وظائف اس خاتم الرسل ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو بتائے کیا۔ ''**یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ**'' کا وظیفہ بھی بتایا، یا کم ازکم یہ کہ ''**یا محمد رسول اللہ شیئا للہ**'' افسوس تم لوگ حضرت شاہ غلام علی صاحب ہی کے الہام پر یقین کرتے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں ایک روز میں نے کہا: ''**یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ**'' الہام ہوا کہو ''**یا ارحم الرحمین شیئا للہ**'' اس کی تاویلات باطل کیوں کرتے ہو۔

میں کہتا ہوں..... حضرات نقشبندیہ کا اصل وظیفہ صرف اللہ اللہ ہے جس کا ثبوت ہم نے قرآن اور حدیث سے دے دیا اور اس میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا جو شخص اس کا انکار کرنے والا ہے۔شاید اس کو ایمان کی کوئی غرض نہیں۔ بلکہ وہ اس شخص کا ہم خیال ہے جس نے کہا تھا کہ اگر ہمارا دشمن یہ کہے کہ خدا ایک ہے تو ہم اس کا بھی انکار کردیں گے۔ باقی درود شریف واستغفار وغیرہ بھی قرآن سے ثابت ہیں۔ان کا انکار کرنے والا بھی قرآن کا منکر اور کذب وتولی کا مصداق ہے۔ باقی رہا ''**یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ**'' کا وظیفہ۔اوّل تو یہ حضرات نقشبندیہ کا وظیفہ ہی نہیں بلکہ حضرات قادریہ کا ہے۔حضرات نقشبندیہ پر اس کا اعتراض کرنا عبث اور یاوہ گوئی ہے۔ بعض نقشبندی چونکہ حضرات قادریہ سے بھی نسبت رکھتے ہیں۔اس لئے تبرکاً اس وظیفہ کو پڑھا کرتے ہیں۔اس کے معنے مشائخ کبار کے نزدیک ''**یا شیخ عبدالقادر اسئل لی من اللہ شیئا لرضاء اللہ**'' ہیں۔یعنی سوال کرو میرے لئے جناب الٰہی سے کوئی چیز واسطے رضامندی حق تعالیٰ کے اور نفوس کاملہ کے بعد مفارقت بدن مدبرات میں داخل ہو جانا ممکن ہے۔ صاحب بیضاوی لکھتے ہیں: ''**اوصفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقا ای نزعاً شدیداً من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیها فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفها وقوتها من المدبرات**'' پس ندا کرنا اس خیال پر جائز ہے اور اس قسم کی ندا کی اجازت حدیث مبارک میں موجود ہے۔حصن حصین میں بروایت بزاز اور ابن ابی شیبہ منقول ہے کہ: ''**اذا انفلتت ابتہ فلینا واجنونی**

عباد اللہ رحکم اللہ ''اوراسی میں بروایت طبرانی مروی ہے کہ''وان ارادعونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی (الحدیث) ''ہردواحادیث مذکورہ سے ثابت ہے کہ بعض امورات میں کامل عباداللہ سے ندا کر کے مدد مانگنا جائز ہے۔حضرت خاتم الرسل کا اپنی ذات اقدس کو بلفظ یا متوسل بنانے کا ارشاداسی کتاب میں بروایت ترمذی ونسائی وحاکم اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ:''من کانت لہ ضرورۃ فلیتوضا فیحسن وضوء ہ ویصلی رکعتین ثم یدعوا للھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمد یا محمد انی اتوجہ بک الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لہ اللھم فشفعہ فی الحدیث ''اور''السلام علیک ایھا النبی ''پانچ وقت نماز میں پڑھا جاتا ہے۔مسلمانوں کے کسی فرقہ کواس کے پڑھنے سے انکار نہیں۔کاملین امت نے جن کے کمال کا اکثر عالم مقر ہے اس قسم کی استمداد سرور کائنات ﷺ سے کی ہے۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

یا حبیب الا لہ خذبیدی ما بعجزی سواک مستندی

اس قسم کی استمداد اور استعانت میں مقصود بالذات ذات باری اور فیضان الٰہی ہوتا ہے اور جس سے استمداد کی جاوے وہ وسیلہ اور ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔حضرت غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے الہام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے اس وظیفہ کو ناجائز کہا ہے یا اس کے پڑھنے سے منع کیا ہے۔بلکہ اس سے یہی مفہوم ہے کہ مجھے یہ کہا گیا کہ تمہیں اس وظیفہ کی ضرورت نہیں۔تمہارا درجہ اور قرب زیادہ ہے۔تم بلاواسطہ فیضان حاصل کر سکتے ہو۔یہ تاویل نہیں بلکہ حضرت کی کلام کا ظاہری مفہوم ہے۔باطل تاویلیں تو اس طرح ہوا کرتی ہیں جس طرح کہ مرزا قادیانی نے صدہا آیات اور احادیث کی برخلاف مفہوم ظاہری جس پر اجماع امت ہے کی ہیں اور کر رہا ہے۔''ماقتلوہ وما صلبوہ ''اور''بل رفعہ اللہ الیہ ''کے اصلی معنی کے برخلاف جو کچھ لکھا ہے محتاج بیان نہیں۔نزول مسیح کی نسبت جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کے معانی میں جو کچھ اختلاف کیا ہے وہ مخفی نہیں۔انکار معراج سرور کائنات اور ثبوت نبوت خود کے لئے جو جو اباطیل حوالہ قلم کئے ہیں سب مشتہر ہوگئے ہیں۔اجماع امت کے برخلاف جو جو عقائد ظاہر کئے ہیں اور مصنوعی مسیح بننے کے لئے جو کچھ فضولیاں کی ہیں اگر سب کا ذکر اور پھر تردید کا قصد کیا جاوے تو دفتر کے دفتر پر ہوجاویں۔''ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیراً''

قولہ..... اچھا سنئے وہ فقرات:

۱..... ''ما اٰتکم الرسول فخذوہ'' پر عمل کرو۔

۲..... سنت نبوی کو دانتوں سے پکڑنا چاہئے۔

۳..... اتیان یک حکم از احکام شریعت در ازالہ ہوائے نفسانی بہتر است از ریاضات ومجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد خود کردہ شود۔ (ذرا تالو سے زبان لگا کر ذکر وقوف قلبی، تصور پیر، حبس نفس کی سند تو دکھایئے۔ کیا نبی کریم ﷺ نے ایسا کیا یا سکھلایا) بلکہ ایں ریاضات ومجاہدات کہ بمقتضائے شریعت عزاواقع نشدہ اند موید ومقوی ہوائے نفسانی اند۔

۴..... ریاضات چوں موافق شریعت نیستند بے اعتبار وخوار اند۔

۵..... ''والزم متابعة المصطفٰے''

۶..... ''الطریق کلها مسدودة الا من اقتضٰی اثر رسول اللہ''

میں کہتا ہوں..... نقشبندی بزرگ ''ما اٰتکم الرسول فخذوہ'' پر خوب عمل کرتے ہیں اور حتی الامکان متابعت نبوی کی نہایت ہی کوشش کرتے ہیں۔ سنت نبوی کو مضبوط پکڑتے ہیں۔ کسی ریاضت اور مجاہدہ کو سنت نبوی پر ترجیح نہیں دیتے۔ کوئی ریاضت اور مجاہدہ اپنی طرف سے نہیں کرتے جو کچھ کرتے ہیں۔ موافق شریعت کرتے ہیں۔ جس قدر پابندی شریعت اس طریقہ میں ہے کسی اور طریقہ میں کم ہی ہوگی۔ ذکر خفی کے دلائل اگرچہ پہلے ہم نے کافی طور پر دکھائے ہیں۔ مگر چونکہ مضمون نگار بار بار وہی باتیں کرتا ہے اس لئے چند احادیث یہاں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے اس کا ثبوت روز روشن کی طرح نمایاں ہوجائے گا۔ اس طرف بھی فضل الٰہی اور پیران کبار کی برکت سے معلومات کا ذخیرہ ختم ہونے والا نہیں۔ تالو سے زبان لگا کر ذکر کرنے یعنی ذکر خفی اور ذکر قلبی اور نفسی کے دلائل ذیل کی احادیث سے خوب واضح ہوجائیں گے۔

''یفضل الذکر الخفی الذی لا یسمعه الحفظة سبعین درجة کوثر النبی (ح) خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی فی المقاصد صححه ابن حبان (ح) بقول اللہ انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه للبخاری ومسلم عن ابی هریرة (ح) لکل شئ صقالة وصقالة القلوب ذکر اللہ تعالیٰ للبیهقی (ح) لکل شئ معدن ومعدن التقویٰ قلوب العارفین ذکره السیوطی فی الجامع الصغیر (ح) کان صلی اللہ علیه وسلم یقول ان الشیطان واضع حطمه علی

قلب ابن ادم فان ذکر اللہ خنس وان نسی التقم قلبہ ذکرہ الشعرانی فی کشف الغمہ (ح) کان ابوھریرۃ ؓ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامۃ من قال لا الہ الا اللہ مخلصاً من قلبہ اونفسہ ذکرہ الشعرانی فی الکشف ایضاً‘‘

قولہ..... ہمارے بعض بھائی تو زیارت قدم شریف لے کر دیکھتے ہیں۔ مگر سنو حضرت شاہ غلام علی صاحب کیا فرماتے ہیں۔ سنگے برآں نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر است۔ بت است ہائے مسلمانی وتوحید، وائے بادشاہی ومتابعت اسلام کجا شد۔ بت پرستی موقوف نمایند۔ یہ ان قوموں کے بارے میں ارشاد ہے جو اسلامی بادشاہوں کے عہد میں تھے اور اب تو خورد وکلاں جانتے ہیں کہ بنوا کر لاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں..... یہ ایک بے فائدہ قصہ ہے۔ مضمون سابق کو اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کو ماعلیہ سے کوئی ارتباط ہے۔ ایک خاص عنوان کے مضمون میں ادھر ادھر کی باتیں کرنا فضول گوئی میں دخل ہے۔ یہاں ان باتوں کا لکھنا ضروری تھا جو خاص طور پر نقشبندیوں میں پائی جاتی ہیں۔ نقش قدم کے بارے میں نقشبندیوں کے پیشوا کا قول تم نے خود لکھ دیا ہے ان کے سب پیروؤں کا یہی اعتقاد سمجھنا چاہئے۔ مضمون نگار کا خدا بھلا کرے۔ نقش قدم کے بارے میں تو حق سمجھا دیا۔ مگر تعجب ہے کہ اپنے پیر بھائی مرزائیوں کو حق نہ سمجھایا کہ مرزا قادیانی کی تصویر بنانا اور اس کو اپنے پاس رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا سخت بت پرستی ہے۔ نہ ہی مرزا قادیانی کو حق سمجھایا کہ آپ اپنے مریدوں کو اس بت پرستی سے روک دیں۔

بریں عقل وہمت بباید گریست

قولہ..... قصہ کوتاہ عبادت وہ کرو کہ جو رسول اللہ ﷺ نے کی۔ ذکر کرو۔ مگر ’’**واذکروہ کما ھدکم**‘‘ کے موافق جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود کیا۔

میں کہتا ہوں..... قائل کی لیاقت قابل داد ہے۔ پہلے تو یہ کہا کہ عبادت وہ کرو جو رسول اللہ ﷺ نے کی اور پھر کہا کہ ذکر کرو۔ مگر ’’**واذکروہ کما ھدیکم**‘‘ کے موافق۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود کیا۔ آپ نے یہ نہیں سمجھا کہ ہدیکم کا فاعل میں رسول کریم ﷺ کو قرار دے رہا ہوں۔ معنی اس کا یہ ہوگا جس طرح رہنمائی کی تمہیں رسول کریم نے کسی کام کی رہنمائی کرنا اور بات ہے خود کرنا اور بات بعض امورات ایسے ہیں جن کی حضور ﷺ نے رہنمائی کی اور ان کے ثواب جزیل سے اطلاع فرمائی اور خود وہ کام بسبب بعض صالح کے نہیں کئے۔ جیسے کہ اذان ماہرین

دینیات پر روشن ہے کہ حضور ﷺ نے اذان کی ہدایت کی اور خود کبھی نہیں کی۔ علاوہ بریں: ''واذکروہ کما ھدٰکم'' کا جملہ اگر اس نے اپنی طرف سے بول کر اس کا فاعل رسول کریم ﷺ کو قرار دیا ہے۔ تب تو اس جگہ اس کا کچھ معنی (اگرچہ ٹھیک تو نہیں جیسا کہ ہم ظاہر کر چکے ہیں) بن سکتا ہے اور اگر آیت قرآن نقل کی ہے تو یہاں اس کی کوئی تطبیق نہیں ہو سکتی۔ اس کا سیاق سباق اس طرح ہے کہ ''فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدٰکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین'' پس جس وقت لوٹو تم عرفات سے پس یاد کرو خدا کو (تہلیل اور تلبیہ کے ساتھ) نزدیک مشعر حرام (یعنی مزدلفہ) کے اور یاد کرو اس کو جیسا کہ راہ دکھایا ہے اس خدا نے تم کو مناسک حج کی طرف اور تحقیق تھے تم پہلے اس کے گمراہوں سے۔ انتہی! جس رکوع کی یہ آیت ہے اس میں مناسک حج کے احکام ہیں اور یہ آیت بھی انہی کے متعلق ہے۔ اس رکوع میں تین جگہ ذکر اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک جگہ بھی نماز مراد نہیں۔ مضمون نگار کا ملحقہ قول دیکھ کر اس کی بے باکی یا کم علمی کا اندازہ کیجئے۔

قولہ..... میں قسمیہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے ذکر اللہ نماز فرمائی۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار کی یہ قسم دیکھ کر مجھے سخت تعجب آیا اور یہ مصرعہ یاد آ گیا۔

چہ دلاور است زردے کہ بکف چراغ دارد

بھلا فرمایئے جب قرآن مجید سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ذکر اللہ نماز کے ساتھ مخصوص نہیں۔ کئی جگہ ذکر اللہ آیا اور وہاں نماز مراد نہیں۔ بلکہ ہو ہی نہیں سکتی تو اب ایسی جھوٹی قسم کو کس پر حمل کیا جاوے۔ ہم اس کی کم علمی پر ہی حمل کرتے ہیں یا یوں کہئے کہ سخت بے باکی ہے۔ روز روشن کو برملا رات کہنے سے نہیں ڈرتا یا یہ سمجھ رکھا ہوگا کہ مرزا قادیانی کم علم ہے۔ میرا مضمون پڑھیں گے اور آفرین کرتے رہیں گے۔ ہم نے سابقاً اس عندیہ کا جواب شافی طور پر حوالہ قلم کر دیا ہے۔ مگر اس جگہ بھی چند آیات جن سے اس بات پر ٹھیک روشنی پڑتی ہے کہ ذکر اللہ نماز کے ساتھ مخصوص نہیں تحریر کرتے تا کہ اس کے اس قول کی (اور قول سابق کی جس میں یہ کہا ہے کہ ذکر اللہ سے یہ مراد نہیں کہ زبان سے یا لسان قلب سے اللہ اللہ کا وظیفہ رٹا کرو) پوری تردید ہو جاوے۔ ایک آیت تو ہم نے قول گزشتہ میں پیش کی ہے جس میں تین دفعہ ذکر اللہ کا حکم ہے اور ایک جگہ بھی نماز مراد نہیں ایک اور آیت سورۂ نساء کی ملاحظہ کیجئے۔ ''فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعودا وعلیٰ جنوبکم'' پس جب ادا کیا تم نے نماز کو پس یاد کرو اللہ کو حالت قیام اور قعود میں اور اپنے پہلوؤں پر۔ علیٰ ہذا القیاس! سورۂ انفال کی آیت ''انما المؤمنون الذین اذا

ذکر اللہ وجلت قلوبھم ''اسی طرح سورۂ جمعہ میں ''فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ''اور بہت سی آیات ہیں مگر بخوف اطناب اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ احادیث جن میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے اور وہاں نماز مراد نہیں بلکہ زبان سے یا قلب سے اللہ اللہ کرنا مراد ہے۔ اس قدر میں کہ اس مختصر میں ان کو بالاستقصاء لکھنے کی گنجائش نہیں۔ چند ان میں سے ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں تا کہ منصف آدمی مرزائیوں کی کم علمی وکم ظرفی پر اچھی طرح واقف ہو جاویں۔

''(ح) اخرج ابن ماجۃ وابن حبان والبیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان اللہ عزوجل یقول انا مع عبدی اذ ھو ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ واخرج ابن ابی شیبۃ واحمد والترمذی وحسنہ وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ البیھقی عن عبداللہ ابن بسر ان رجلاً قال یا رسول اللہ ان شرائع الاسلام قد کثرت علی فاخبرنی بشئ استن بہ قال لایزال لسانک رطبًا من ذکر اللہ (ح) واخرج ابن ابی الدنیا والبزاز وابن حبان والطبرانی والبیھقی عن مالک بن یخامران معاذ ابن جبل قال لھم ان آخر کلام فارقت علیہ رسول اللہ ﷺ ان قلت ای الاعمال احب الی التدقان ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللہ (ح) واخرج عبداللہ بن احمد عن ابی الدرداء قال الذکر اللہ عند کل حجیرۃ وتشجیرہ ومدررۃ واذکرہ فی سرائک تذکر فی ضرائک (ح) اخرج العقیلی والطبرانی فی الاوسط وابن عدوابن السخی وابونعیم کلاھما فی الطب والبیھقی فی شعب الایمان وابن مردویہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ قال عزیبوا طعامکم بذکر اللہ والصلوٰۃ ولا تناموا فتقسوا قلوبھم''

قولہ..... حضرت مرزا جان جاناں فرماتے ہیں ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے اور جامع کیفیات نماز ہے کہ متضمن انوار افکار تلاوت تسبیح درود استغفار ہے اور سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اوّل کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کما حقہ ادب سے ادا کیا جائے اور اس قسم کے اقوال کہ نماز سے سوا کھڑا ہونے کے اور روزہ سے سوا بھوکا مرنے کے کچھ نہ پایا جو بایزید بسطامی سے منسوب کئے ہیں۔ ایک افتراء ہے جس سے ایمان سلب ہونے کا خوف ہے۔

میں کہتا ہوں..... حضرات نقشبندیہ کو ان باتوں سے بالکل اتفاق ہے اور نماز حسب فرمودہ حضرت جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جامع اور کامل نعمت ہے۔ الحمدللہ! کہ مضمون نگار نے سلسلہ خصومت ہلا

ہلا کر آخر نقشبندیوں کی نماز کی لذت کو مان لیا اور اس کی مفصل کیفیت جوان کے پیشوا نے ظاہر فرمادی ہے۔ اپنے قلم سے اس کو نقل کیا۔ اس کے پہلے انکار اور اصرار سے اس کا زمرۂ ''یکتمون الحق وھم یعلمون'' سے ہونا برائے العین مشاہدہ ہوگیا۔

قولہ..... ہمارے حضرت کی مسجد کو اقصیٰ سے تشبیہ دیکھئے۔ امام ربانی لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی مسجد میں شریعت اترتی دیکھی اور قبر کی نسبت سنئے۔ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''روضہ متبرک کہ قبر آنحضرت در آں است از ریاض جنت میفرمودند مبشر شدہ ام یا انکہ اگر یک مشتے خاک آں روضۂ مبشرہ در قبر شخصے باندازند امید وار یہائے عظیم فکیف من دفن فیہا۔''

میں کہتا ہوں..... مرزا قادیانی کو اس فضولی کے مستحق کرنے کے لئے استدلال مذکور ہرگز کافی نہیں ہوسکتا۔ حضرت ممدوح چونکہ امام ربانی اور مجدد الف ثانی تھے اور قائل خود اس بات کا قائل ہے کہ ان پر آفتاب نبوت کا پرتو دسویں کے چاند کے برابر پڑا تھا اور علمائے امت میں سے آپ کو جلیل القدر رتبہ دیا گیا تھا۔ احیائے شریعت جس قدر آپ سے ظہور میں آیا۔ اعیان امت سے بہت کم ایسے افراد ہوں گے جن سے اس قدر ظہور میں آیا ہو آپ کا یہ فرمانا کہ میں نے اپنی مسجد میں شریعت اترتی دیکھی۔ بجا ہے اہل ایقان وایمان جو حضرت ممدوح کے حالات سے واقف ہے۔ اس کے ماننے میں کچھ تامل نہ کرے گا اور آپ کی قبر مبارک کا روضہ جنت ہونا ایک معمولی بات ہے۔ آپ تو مجدد تھے معمولی مومن کی قبر کے بارے میں بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''المومن فی قبرہ فی روضۃ خضراء یرحب قبرہ سبعین ذراعًا وینور لہ کالقمر لیلۃ البدر (الحدیث)'' اور نیز فرمایا آپ نے کہ ''انما القبر روضۃ وحضرۃ من خضر النار'' مرزا قادیانی نے جو اپنی عبادت گاہ کو مسجد اقصیٰ کے برابر کہا ہے۔ سخت بے ادبی میں داخل ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی مسجد کا درجہ مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ سے کم بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ روضہ قیومیہ اس میں یہ بات بالوضاحت مرقوم ہے۔

قولہ..... اہل اللہ کو دنیا کے فرزندوں سے تکلیف پہنچنا کئی نادان کہتے ہیں۔ مسیح یا مہدی ہے تو پھر اپنے دشمنوں کو فوراً گرفتار کیوں نہیں کرادیتا یا ان کے شر سے بچنے کے لئے اسباب ظاہری سے کیوں کام لیتا ہے۔

میں کہتا ہوں..... امام ربانی مجدد الف ثانی کی مقبولیت تو اس درجہ کی ہے کہ ولی عہد کابل زیارت کرنا سعادت سمجھتا ہے۔ مگر اس وقت کے بادشاہ نے تو آپ کو قید ہی کروادیا تھا۔ غرضیکہ اولیاء الرحمٰن کو دنیا کے فرزندوں نے ہمیشہ سے دکھ دیا ہے اور شپرہ چشم چشمہ آفتاب کے دیکھنے سے

معذور رہی ہیں۔ پس ان کی شہادت کی بناء پر کسی کو صادق کاذب نہیں ٹھہرا سکتے۔ اولیاء اللہ کو جو ابتلاء ہوتی ہیں ان میں ان کی شان بڑھتی ہے۔ درجات بڑھتے ہیں اور جماعت منکرین کی تباہی ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ''درصورت غضب کہ بدوستاں عطامی فرمانید خرابی جماعت منکراست۔'' کون کہتا ہے کہ آپ کی خلاصی کے لئے تمام تدابیر سے کام نہیں لیا گیا۔ ضرور لیا گیا مگر اللہ کی مرضی یہی تھی جو کہ پوری ہو کر رہی۔

میں کہتا ہوں..... حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو بسبب بعض حکمتہائے غامضہ اور بغرض تحصیل تجرد و تکمیل بعض مراتب کمال و نیز بغرض برداشت تکلیف شاقہ برنفس چند ایام کی قید کو جناب الٰہی سے چاہا تھا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک خاص باعث سے قید کی خود درخواست کی تھی۔ ''رب السجن احب الی ممایدعوننی الیہ'' اور ظاہر میں یہ واقعہ ہوا تھا کہ بادشاہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے آگے سجدہ کرانا چاہا۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا میں نے خدا کے سوا سجدہ کسی کے آگے نہیں کیا اور نہ کروں گا۔ غرضیکہ وزیر بھی رافضی اور مخالف تھا۔ اس نے بادشاہ کو اسی حیلہ سے اشتعال دے کر آپ کے قید کرنے کا حکم لکھوا دیا جو جو کرامات آپ کی ذات مبارک سے قید خانہ میں ظاہر ہوئیں۔ وہ روضۂ قیومیہ وغیرہ کتب میں مفصل مرقوم ہیں۔ آخر الامر بادشاہ کشمیر میں بحالت نشاط بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ حضرت ممدوح تشریف لائے اور اس کو تخت سمیت زمین پر اوندھا ڈال دیا۔ جس سے اس کی تمام ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ پھر آپ غائب ہو گئے۔ بعد ازاں بادشاہ کئی مرضوں میں مبتلا ہو گیا۔ شاہزادہ شاہ جہاں نے جو پہلے سے ہی حضرت کا معتقد تھا باپ کو ملامت کی کہ میں نے پہلے سے آپ کو کہا تھا کہ آپ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کی ہے۔ آپ کسی بلا میں مبتلا ہوں گے۔ بادشاہ شرمندہ ہوا اور حضرت کو بڑی عزت سے بلایا۔ تقصیرات کی معافی چاہی آپ کی دعا سے شفایاب ہو کر توبہ تائب ہوا۔ حضرت کے زمرۂ مریدان میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ بدعت کی رسمیں چھوڑ دیں۔ آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ چنانچہ اس کی اولاد بھی کئی پشت تک آپ کے خاندان کی ہی مرید ہوتی رہی۔ عالمگیر اورنگزیب جیسا عظیم الشان بادشاہ حضرت کے صاحبزادہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ برہنہ پا چلتا تھا۔ بادشاہ کابل و بادشاہ روم اب بھی اسی سلسلہ میں داخل ہیں اور مرزا قادیانی پر ایک مسلمان اہل حق مقتدائے قوم پر ناحق بہتان لگانے اور اس کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے کا جرم قائم کیا گیا جو حسب القانون ثابت ہوا اور حاکم باانصاف نے اس کی پاداش میں ملزم کو جرمانہ کیا جس سے بچنے اور بریت حاصل کرنے کے واسطے ایسے ایسے حیلے دنیاوی کئے گئے جو

ایک ڈرپوک اور سچے ملزم کے واسطے کئے جاتے ہیں۔ افسوس وکیل کرنے کے وقت خدا بھول گیا اور اس کی وکالت نسیاً منسیاً ہوگئی۔ جرمانہ کرنے والا حاکم ویسا صحیح سلامت موجود ہے۔ اعتقاد اس کا وہی ہے جو پہلے تھا۔ تمام عملہ اس کے بدستور اپنے اپنے مناصب پر ہیں۔ مرزا قادیانی کی مصنوعی دم مسیحائی نے کوئی کرشمہ نہ دکھایا۔ اہل بصیرت انصاف کریں کہ مرزا بے چارہ زبانی ڈھکوسلوں سے کس طرح حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پلہ ہوسکتا ہے اور اس میں یہ اہلیت کیونکر ہوسکتی ہے کہ اس کے حالات حضرت ممدوح کے حالات کے مشابہ کہے جاویں۔ کجا آسمان و کجا ریسمان ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ امر تو بلا تأمل تسلیم کر لینے کے قابل ہے کہ اولیاء الرحمٰن کو دنیا کے فرزندوں نے ہمیشہ سے دکھ دیا ہے۔ مگر جو اثر اولیاء رحمٰن کا ان پر پڑا وہ بھی قابل عبرت ہے یا تو دکھ دینے والے خود ہلاک ہوگئے اور ان کی نسل بھی منقطع ہوگئی۔ دنیا پر ان کا نام ونشان ہی نہ رہا۔ جیسا کہ فرعون وقوم نوح وغیرہم۔ یا تو وہ خود ہلاک ہوئے اور ان کی اولاد اور متعلقین اولیاء الرحمٰن کے گرویدہ اور تابع ہوگئے۔ جیسا کہ ابوجہل یا وہ چند ایام کے بعد خود بخود نادم ہوکر ان کے تابع اور غلام ہوگئے۔ جیسا کہ شاہ مصر جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کیا تھا اور بادشاہ جہانگیر جس نے حضرت مجدد الف ثانی کو تکلیف پہنچائی اور یہ اثر اولیاء الرحمٰن کا مخالفین پر ان کی زندگانی میں ہی پڑا۔ ہم مرزا قادیانی کے مخالفوں کو دیکھ رہے ہیں۔ کسی پر ان تینوں اثروں سے کوئی بھی ظہور میں نہیں آیا۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی موت کے اشتہار بھی دے دیئے ہیں اور اپنی قبر بنوانے کی تجویز بھی کر دی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نہ مرزا قادیانی اولیاء الرحمٰن سے ہیں اور نہ وہ مخالفت جو ان کے ساتھ ہو رہی ہے اس قبیل سے ہے جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ یہ سب ان کی بے اعتدالیوں اور فضولیوں اور بے جا دعوؤں اور شرک آمیز کلمات اور مخالفت اسلام کا نتیجہ ہے۔

قولہ..... حضرت اقدس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل تابع کیوں نہیں۔ اجی جناب کلمہ پڑھیں نبی کا اور تابع ہوں کسی اور کے۔ کیا ان کا معصوم ہونا نص صریح سے ثابت ہے۔ کیا وہ متخطی وبصیب کے زمرے میں نہیں۔ امام ربانی کو بھی ایک حصہ حق شافعی کی طرف نظر آیا۔ پھر یہ بھی فرمایا بعد از رسیدن مرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنیفہ خطا است صواب در متابعت رائے خود است۔

میں کہتا ہوں..... پیچھے تو یہ ثابت کرنے کی تکلیف اٹھائی تھی کہ اگرچہ آدمی رسول اللہ کو مانے اور مسلمان ہو۔ مگر مرزا قادیانی کا تابع ہونا ضروری ہے اور اب یہ فرماتے ہیں کہ اجی کلمہ پڑھیں نبی کا اور تابع ہوں کسی اور کے۔ واہ جناب! خوب سوجھی آپ کی اس تقریر پر آپ کو مرزا قادیانی کا

اتباع چھوڑنا ضروری ہوگیا۔ آپ کلمہ پڑھتے ہیں محمد رسول اللہ کا اور تابع ہوتے ہیں مرزے کے۔ یا تو کلمہ محمد سے انکار کیجیے یا مرزا قادیانی کی تابعداری چھوڑیئے کیا مرزا قادیانی کا معصوم ہونا نص صریح سے ثابت ہے کہ آپ اس کی تابعداری کررہے ہیں۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام جو آپ پیش کرتے ہیں اس کے سمجھنے کا آپ کو استعداد ہی نہیں اور مجتہد کی حقیقت آپ سمجھ ہی نہیں سکتے اور نہ آپ اور آپ کا مرزا یہ جانتے کہ آدمی اجتہاد کے مرتبہ پر کب پہنچتا ہے۔ اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا وہی مطلب ہوتا جو تم سمجھ رہے ہو تو حضرت ممدوح خود کیوں حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے مرزا کے علم کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے ساتھ ذرہ اور آفتاب کی نسبت بھی نہیں ہوسکتی۔ مرزا قادیانی کا مرتبہ اجتہاد تک پہنچنا ممکن ہی نہیں۔

قولہ..... غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا دیکھو۔ شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ کے پیر فرماتے ہیں۔ دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ کر دل خوش نہیں ہوتا اور حقیقت صلوٰۃ کا فیض نہیں آتا۔

میں کہتا ہوں..... مضمون نگار کے حافظہ اور فراست پر آفرین کرنی چاہئے۔ پہلے تو بڑے شور سے ثابت کیا کہ نقشبندیوں کو نماز میں لذت نہیں آتی اور اب اپنی ایک ضرورت کے واسطے حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی کی کلام کو (جس میں آپ نے اپنی نماز کی لذت کا نمونہ دکھایا ہے) سنداً پیش کرتا ہے استشہاد کا لطف دیکھئے کہ سوال از آسمان و جواب از زمین کا خاکہ کھینچ دیا ہے۔ شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کا مطلب تو یہ ہے کہ چونکہ اور لوگوں کی نسبت اور روحانیت کامل نہیں۔ اس واسطے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے پوری لذت پیدا نہیں ہوتی جواز اور ناجواز کا کوئی ذکر ہی نہیں بلکہ اس کلام سے ظاہر ہورہا ہے کہ حضرت کو دوسروں کے پیچھے اگرچہ پوری لذت نہیں آتی تھی۔ مگر پھر بھی حسب ارشاد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ''صلوا خلف کل بر و فاجر'' دوسروں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ مرزائیوں نے جو اور مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو ہی ناجائز قرار دیا ہے۔ ان کے اس اعتقاد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں میں داخل نہیں سمجھتے۔

قولہ..... چودھویں صدی کے مسیح یعنی مجدد الف آخر کی سب مجددوں پر فضیلت، یہ فضیلت اسی دلیل سے ثابت ہے جس سے مجدد الف ثانی کی فضیلت دیگر مجددان ماسبق پر۔

میں کہتا ہوں..... وہ کون سی دلیل ہے اور اس کو ظاہر کرنا چاہئے اور کیوں وہی دلیل مرزے کے لئے باعث ثبوت ہوئی۔ کیا مناسبت اور کیا مشابہت تھی۔ ہمیں تو جتنے دلائل حضرت مجدد الف ثانی کی فضیلت کے معلوم ہیں وہ مرزے میں ایک بھی موجود نہیں۔ جتنے مرزے کے دعوی اور

اعتقادات ہیں سب کے سب حضرت موصوف کے برخلاف ہیں۔ اگر حضرت حق پر تھے اور آپ افضل المجد دین تھے تو مرزا سراسر جھوٹا ہے۔ مجدد دین نہیں بلکہ مخرب دین ہے۔ حضرت مجدد کی فضیلت کے دلائل سنئے۔ آپ کو علم میں وہ تبحر تھا کہ علماء زمان باجمعہا آپ کے قدوۃ العلماء ہونے کے مقر ہو گئے تھے اور فیضی جیسے علامہ وقت شاگردی کا دم بھرتے تھے۔ آپ حق گوئی کے واسطے کسی سے خوف نہیں کرتے تھے۔ جہاں کوئی چاہتا احقاق حق کے واسطے تشریف لے جاتے اور حق بیان فرماتے۔ ہرگز پس وپیش نہ کرتے تھے۔ سلاطین وقت آپ کے مرید ہو گئے۔ بادشاہ کے تمام صوبے اور اہل کار خادمی کا دعویٰ کرتے تھے۔ بدعت اور بے دینی کی بنیاد منہدم ہو گئی۔ دین محمدی نے آپ کی برکت سے اطراف عالم میں از سر نو فروغ پایا۔ غیر ملکوں کے علماء وفضلاء داعیان دور دور سے آ کر آپ کے مرید ہوئے اور فیضان حاصل کر کے اطراف عالم میں مرجع خلائق ہوئے اور اشاعت اسلام میں کوشاں رہے۔ پادریوں کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہوا۔ اس وقت جو کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں اس کو دیکھ کر صدہا پادری مسلمان ہو گئے اور بعد ازاں آپ کی زندگی میں پادریوں نے کبھی چھیڑ چھاڑ نہ کی۔ یہ چند ظاہری باتیں ہیں۔ آپ کے پورے اوصاف بیان کرنے کا تو امکان ہی نہیں۔ مرزا قادیانی کا مبلغ علم دیکھئے کہ ان کی تصانیف سے علماء کرام صدہا غلطیاں نکالتے ہیں۔ کتابیں تصنیف کرنے میں بیچارے نے وہ تکلیف اور مصیبت برداشت کی ہوئی ہے کہ شب وروز اندر ہی محبوس رہتا ہے۔ مگر پھر بھی اہل علم ان کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں۔ ابتدائے لیاقت مرزا قادیانی کی وہ تھی کہ پندرہ روپیہ کی ملازمت انگریزی اختیار کی تھی۔ اہل حق کے مقابلہ میں تحریری چٹکلوں سے ہی کام نکالنے کا چارہ کرنے میں احقاق حق کے واسطے علماء کرام کے روبرو آنے سے ایسی گریز ہے۔ جیسے بکری کو شیر سے اعیان ملک پر بخوبی ظاہر ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی دین میں تفرقہ ڈالنے والا آدمی ہے۔ غیر ملکوں میں اس کے مذہب کی وہ وقعت ہے کہ ملک کابل میں ایک ہی مرید ہوا وہی بڑی سختی سے قتل کر دیا گیا۔ دیگر ممالک اسلام سے مرزا قادیانی کی بات کو ایک مجنوں کی بات کے برابر بھی نہیں دیکھا جاتا۔ مرزا قادیانی کے پادریوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے وہ فساد برپا ہوا کہ ان کی شرارت حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ جو صدمات انہوں نے اسلام کو بعد از مقابلہ مرزا پہنچائے ہیں وہ ہر فرد بشر پر ظاہر ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس! اہالیان مذہب آریہ وغیرہ کی شرارتیں مرزا کے مقابلہ کے بعد ہی افراد کو پہنچ گئی ہیں۔ اسلام کی امداد جو مرزا قادیانی کر رہے ہیں وہ یہی ہے کہ ایک فرقہ جدید قائم کیا جا رہا ہے۔ جس سے مفاد ذاتی مقصود ہے۔ عقائد قدیمہ کی بیخ کنی کی کوشش ہو رہی ہے۔ باقی اللہ اللہ خیر سلا!

قولہ..... نیز دوامر میں آپ میں ایسے پاتا ہوں کہ آج تک کسی ولی کسی مجدد میں پورے طور سے کما حقہ نہیں پائے گئے۔ ایک تو یہ کہ جس قدر مخالفت آپ کی ہوئی اور پھر نہ صرف اپنے مسلمان بھائیوں سے بلکہ تمام مذاہب سے ایسی کسی مجدد یا ولی کی نہیں ہوئی۔ یہ بھی آپ کی شان کی ارفع واعلیٰ ہونے کی سب سے بڑی بھاری دلیل ہے۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں کل نبیوں سے زیادہ دکھ دیا گیا ہوں۔ ایسا ہی یہ خاتم الاولیاء والخلفاء کل خلفاء واولیاء امت سے زیادہ ستایا گیا اور اسی کا زیادہ مقابلہ کیا گیا۔

میں کہتا ہوں..... ایسی مصنوعی باتوں سے جن کا کوئی اصل نہ ہو ہرگز مدعا پورا نہیں ہوسکتا۔ مبصران ملک پر مرزا قادیانی کے تمام حالات روشن ہیں۔ مرزا قادیانی کو اس اپنی کارروائی میں کوئی ظاہری تکلیف نہیں پہنچی۔ اس کو تکالیف میں حضرت ﷺ کے ساتھ تشبیہ دینا محض تحکم ہے۔ منجملہ تکالیف سرور عالم کے ایک جلاوطن کیا جانا تھا۔ فرمایئے مرزا قادیانی کب جلاوطن کئے گئے ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے تو اس کارروائی کی آڑ میں وہ عیش کی ہے کہ جس کی نظیر مشکل سے ملتی ہے مکانات، چھاپے خانے، لنگر خانے، مدرسے، منارے، اخباروں کے کارخانے اور بہت سے عشرت کے سامان اسی کارروائی کے ذریعے سے مہیا کئے ہیں۔ تجارت کا کارخانہ بڑے بھاری تاجروں کی طرح آمادہ کیا ہے۔ ظاہری تکلیف اگر اٹھائی تھی تو اس کارروائی سے پہلے اٹھائی تھی جب کہ پندرہ روپیہ کی ملازمت غیروطن میں بتکلیف ملتی تھی۔ جب سے یہ کارروائی شروع کی ہے۔ ہر طرح کی عیش مہیا ہوگئی جو مقصود اصلی تھا۔ باقی رہی تحریری مخالفت اور مقابلہ وہ بے شک مرزا قادیانی کے ساتھ بہت کیا گیا اور اس قدر کسی مجدد اور ولی کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلے کسی مجدد اور ولی کے عقائد اسلام کے برخلاف نہیں۔ جیسے کہ مرزے کے ہیں اور یہ مرزا قادیانی کے دعاوی کے کذب کی دلیل ہے نہ کمال کی۔ مضمون نگار بیچارا اس کو مرزا قادیانی کا کمال سمجھ رہا ہے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

جس دلیل سے مرزا قادیانی کا سب اولیاء ومجددان ماسبق (جن کے عقائد اسلام کے ساتھ متفق تھے) کے ساتھ مخالف ہونا ثابت ہورہا ہے۔ اس کو مرزا قادیانی کی شان کے ارفع واعلیٰ ہونے کی بڑی بھاری دلیل قرار دیا جاتا ہے۔ افسوس انصاف کا خون کرنا اسی کا نام نہیں تو اور کس کا نام ہے۔ بعض خوش اعتقاد کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے تو غیر مذاہب کا مقابلہ کرنے کے واسطے چند اعتقادات برخلاف اجماع اسلام ظاہر کئے تھے جو اصل میں ان کے عقائد نہیں ہیں۔ مگر مسلمان

خواہ مخواہ ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر یہ بات تھی تو پھر مسلمانوں کو چھیڑنے اور خواہ مخواہ ان پر حملہ کرنے کی کیا وجہ ہے۔ یہی مضمون جس کی تردید ہو رہی ہے۔ ملاحظہ کیجئے! کیا نقشبندیوں نے کبھی مرزے کو کچھ کہا تھا۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ اللہ اللہ کرنے والوں کا مقابلہ کرنا خدا کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ مرزا قادیانی نے ایام الصلح میں یہاں تک لاف زنی کی تھی کہ اے اہالی اسلام درمیان شما جماعتے بیاشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت و مفسریت بری افرازند وخود را چشتی وقادری ونقشبندی وسہروردی وچہاد چہا گویند ایں جملہ را نزد من بیارید۔ انتہی!

دیکھئے کس قدر تکبر اور خود بینی ہے۔ اہل اسلام کے ساتھ کیسی نیش زنی کی ہے۔ تعلّی تو اس قدر ہے اور جب کوئی اہل حق اظہار حق کے لئے تیاری کرے تو اندر سے نکلنا ہی محال ہو جاتا ہے۔

قولہ..... کرشن وغیرہ کا نبی ہونا، خود امام ربانی نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں بھی انبیاء گزرے ہیں۔ اگر چاہوں تو ان کا مکان وجگہ وقبر بتادوں۔

میں کہتا ہوں..... حضرت امام ربانی کے اس قول سے کرشن وغیرہ کی نبوت بالکل پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ آپ نے تو انبیاء کی قبریں دکھانے کے واسطے فرمایا تھا اور کرشن اور نانک وغیرہ کی کوئی قبر موجود ہی نہیں۔ اگر ہوتی تو ان کے پیرو ضرور جانتے۔ مرزا قادیانی اب اگر ان کی فرضی قبریں بنا کر دیویں جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بنادی ہے تو عجب نہیں۔

قولہ..... پھر آپ کا فرمانا کہ مہدی کی نظر سے یہ سب کتابیں گزریں گی۔ اس بات پر دال ہے کہ مہدی علیہ السلام نے ہندوستان ہی میں مبعوث ہونا تھا۔

میں کہتا ہوں..... مرزائیوں کے ایسے استشہادات اور استدلالات سے مرزائی مذہب کی ضعیف البنیانی پر ٹھیک روشنی پڑ رہی ہے ؎

گر ہمیں مکتب است وایں ملا کار طفلاں خراب خواہد شد

کیا اس ملک کی کتابیں غیر ممالک کے لوگوں کی نظر سے یا غیر ممالک کی کتابیں اس ملک والوں کی نظر سے نہیں گزریں یا نہیں گزر سکتیں۔ اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مقصود تھا تو آپ کتابیں اردو زبان میں یا عربی زبان میں تصنیف فرماتے۔ فارسی میں تحریر فرمانے کی کیا وجہ ہے۔ چونکہ کتابیں فارسی ہیں۔ اس لئے ایک سادہ لوح یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ امام مہدی ملک فارس میں مبعوث ہوں گے۔

قولہ..... پھر آپ کی پیش گوئیوں اور معجزوں کے پورا ہونے میں جتنی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں اس سے پہلے کسی ولی کی پیش گوئی یا کرامت میں نہیں ڈالی گئیں۔ آپ جو پیش گوئی کرتے ہیں اس کو قبل از وقت ہزاروں لوگوں میں شائع کرتے ہیں اور للکار کر کہتے ہیں کہ اگر تم سے ہوسکتا ہے تو اس نشان کو پورا ہونے سے روک لو۔ مگر کوئی ہے جو روک سکے ہرگز نہیں۔

میں کہتا ہوں..... ہمیں سمجھ نہیں کہ معجزوں اور پیش گوئیوں کے پورا ہونے میں رکاوٹیں ڈالنے کا مطلب کیا ہے اور کس طرح شدنی امور اور خوارق کو روکا جاتا ہے۔ کیا کوئی دیوار بنا دی جاتی ہے۔ خدا جانے ایسی کچی باتوں کو یہ لوگ کس طرح مایہ ناز سمجھتے ہیں۔ پیش گوئی کو قبل از وقت شائع کرنے کا بھی کوئی مطلب نہیں سمجھا گیا۔ پیش گوئی تو اسی بات کو کہا جاتا ہے جس کو قبل از وقت ظاہر کیا جاوے۔ سبحان اللہ! قبل از وقت کہنا بھی ایک کمال ہو گیا اور للکار کر کہنا ایک اور کمال شمار کیا گیا۔ ہم نے پہلے تو کبھی نہیں سنا کہ کسی نبی یا ولی نے کسی کو اپنے معجزہ یا کرامت کے روکنے کے واسطے للکارا ہو۔ البتہ بعض بازیگر اور کشتی گر ہار جیت کے موقع پر اور شعبدہ باز لوگ ایسا کیا کرتے ہیں۔ کسی کو للکارنا نبیوں اور بزرگوں کا کام ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کا ہزاروں میں شائع کرنا اور لوگوں کو روکنے کے واسطے للکارنا اپنے مشہور کرنے کا آلہ ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ چونکہ عام لوگوں کی طبائع بڑی توجہ کے ساتھ ایسی کتابوں کی طرف راغب ہو جاتی ہیں اور پیش گوئی کرنے والے کی میعاد مقررہ تک پوری مشہوری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی شائع کرنے میں سعی بلیغ کرتے ہیں اور میعاد لمبی کر دیتے ہیں اور ہر طرح کے اسباب سے اس کو پورا کرنے کے لئے حیلہ کرتے ہیں۔ پیش گوئی بھی ایسی ہوتی ہے جس کی صدہا تاویلیں ہوسکیں۔ پس اگر کسی حیلہ سے کوئی ٹوٹی پھوٹی کچھ پوری ہو گئی تو فبہا المراد ۔

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

اور اگر پوری نہ ہوئی تو تاویلیں شروع کر دیں۔ قلم تو اپنے ہاتھ میں ہے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ مشہوری ہو ہی چکی ہے۔ اکثر پیش گوئیاں جو سنی جاتی ہیں یہی ہیں کہ فلاں آدمی مر جائے گا۔ فلاں آدمی آسمانی بلا سے دوچار ہوگا اور کئی سال تک میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ جس میں ضرور آدمی پر کسی نہ کسی تکلیف کے آنے کا احتمال ہوتا ہے یا میعاد کا نام ہی نہیں لیا جاتا۔ جب آدمی پر کوئی عرض یا مرض آئے جھٹ کہہ دیا کہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ مرید بے چارے خوش ہو گئے۔ آتھم وغیرہ کی پیش گوئی جن کی قطعی میعاد مقرر کی گئی تھی۔ کوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ پھر سچا بننے کے

واسطے رکیک تاویلوں سے کام لیا گیا۔ اگر آتھم والی پیش گوئی پوری ہو جاتی تو صدہا پادری مرزا قادیانی کے تابع ہو جاتے۔ برخلاف اس کے میعاد کے گزر جانے اور آتھم کے نہ مرنے پر انہوں نے مرزا قادیانی کی وہ نقل بنائی کہ اس کا بیان کرنا بھی ایک قباحت ہے۔

قولہ..... پھر یہ پیش گوئیاں اور معجزات اسلام کی حقیقت ثابت کرنے کی غرض سے ہوتی ہیں۔ نہ ان ولیوں کی طرح اپنے مریدوں کی حاجت براری کے طور پر بطور معمول۔ یعنی آپ کا ہر فعل اسلام کی صداقت قائم کرنے کے لئے ہے اور مخالفین پر حجت قائم کرنے کے واسطے۔ نہ کہ صرف بطور پیری مریدی۔

میں کہتا ہوں..... مرزا قادیانی نے جو پیش گوئی ایک مسلمان بی بی کی نسبت کی تھی کہ میرے نکاح میں آئے گی اور پھر پوری نہ ہوئی اور پھر جس شخص کے نکاح میں آئی اس کی نسبت جو کہہ دیا تھا کہ ایک سال تک مر جائے گا۔ اب کئی سال گزر گئے اور وہ زندہ ہے۔ بتاؤ ان پیش گوئیوں کو کس نے روکا تھا اور کیوں جھوٹی نکلیں۔ ان میں کون سی حقیقت اسلام ثابت کرنے کی غرض تھی اور بجز جھوٹ مرزا قادیانی کے اور کیا ثابت ہوا۔

عبدالکریم سیالکوٹی کی مرض کے وقت جو متواتر پیش گوئیاں بعض اس کے اچھا ہو جانے اور بعض اس کے مر جانے کی نسبت متضاد شائع ہوتی رہیں ان سے کون سی حقیقت اسلام ثابت ہوئی اور کیا وہاں پیری مریدی کا رابطہ نہ تھا کہ افسوس کہ آدمی اپنی جھونپڑی نہیں دیکھتے اور دوسروں کی عیب چینی شروع کر دیتے ہیں۔

قولہ..... دوسرا بیّن فرق یہ دیکھتا ہوں کہ اس وقت تمام طریقوں پر نظر کرو۔ قادری چشتی سہروردی وغیرہ وغیرہ سب میں نماز کے سوا کچھ ایسے وظائف ہیں جن کی نسبت یہ ثابت کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کس کو بتائے۔ شیخ سعدی نے کیا اچھا فرمایا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا و لیکن منیفزائے بر مصطفٰے

میں کہتا ہوں..... ہر چہار طریقے قادری نقشبندی چشتی سہروردی حق پر ہیں۔ سب کی اصل وظائف یا اسم ذات ہے یا نفی اثبوت یا درود شریف یا اسماء حسنٰی یا ادعیہ ماثورہ۔ دلائل ان کے ہم نے قرآن اور حدیث سے واضح لکھ دیئے ہیں جو شخص وظائف مذکورہ کے ثبوت کو نبی کریم ﷺ سے ناممکن سمجھتا ہے۔ میری دانست میں وہ نبی کریم ﷺ کے حالات سے واقف ہی نہیں اور شاید اس نے حضور علیہ السلام کی احادیث کو کبھی سنا ہی نہیں۔

اتمام الحجۃ عن عقیدہ ختم نبوت

یعنی

آیت خاتم النّبیین

اور

احادیث ختم نبوت

مولانا قاضی محمد ضیاء الحق (ایم اے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلی فہرست

حرف آغاز	۳۳۲
دوقرأتیں	۳۳۶
لفظ ''خاتَم'' لغت عربی کی روشنی میں	۳۳۶
تفسیر قرآن کا معیار	۳۳۸
مفہوم ختم نبوت کی قرآنی تفسیر	۳۳۸
مفہوم ختم نبوت بہ لسان نبوت	۳۳۹
اصحاب رسول اور عقیدۂ ختم نبوت	۳۴۰
خلیفۃ الرسول کا عقیدۂ ختم نبوت	۳۴۱
مفسرین امت اور عقیدۂ ختم نبوت	۳۴۱
قادیانی دجل وتلبیس کا پہلا نمونہ	۳۴۱
بنیاد تلبیس	۳۴۲
تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تقسیم	۳۴۲
امتی ظلی بروزی نبوت	۳۴۶
اکابرین ملت واساطین امت پر قادیانی اتہام تراشی کا جواب	۳۴۹
ایک محکم اصول	۳۵۰
ابن عربی کا عقیدہ	۳۵۲
مرزائی جسارت	۳۵۳
قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور قادیانی الزام کی حقیقت	۳۵۳
مجددی عقیدہ	۳۵۴
دنیائے اسلام کے مشہور صوفی معروف مصنف اور متکلم حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء اور اس کا جواب	۳۵۴

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	۳۵۵
حجۃ اللہ الامام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان	۳۵۶
ولی اللّٰہی عقیدہ	۳۵۶
حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام اور اس کا جواب	۳۵۷
حضرت مولانا کا عقیدہ ختم نبوت	۳۵۸
عارف ربانی حضرت سید عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر اتہام	۳۵۸
حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء اور اس کا جواب	۳۵۸
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عظیم بہتان اور اس کا جواب	۳۶۰
ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے	۳۶۳
حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ ختم نبوت	۳۶۵
قادیانی تحریفات کے چند مزید نمونے	۳۶۶
الجواب بعون الملک الوہاب	۳۶۷
حدیث ''لا نبی بعدی'' کی تشریح	۳۷۰
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق رضی اللہ عنہ پر بہتان اور اس کا جواب	۳۷۱
حضرت امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فریب اور اس کا جواب	۳۷۱
حضرت نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان	۳۷۲
نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	۳۷۳
فیصلہ کن ارشاد نبوی یا ناقابل اعتبار روایت	۳۷۳
فقہ حنفیہ کے مشہور امام حضرت علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب	۳۷۴
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	۳۷۶
آیت خاتم النبیین اور نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام	۳۷۶
دنیائے مرزائیت کا سب سے بڑا فریب اور اس کا پردہ چاک	۳۷۹
حرف آخر	۳۸۲
ملت اسلامیہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک	۳۸۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرف آغاز

''الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدی''

برادران اسلام! وطن عزیز پاکستان میں کافی عرصہ سے نظارت اشاعت لٹریچر وتصنیف صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کا نشر کردہ ۵۶ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بعنوان: ''آیت خاتم النّبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک بزرگان سلف کے ارشادات کی روشنی میں'' مرزائی امت کی طرف سے بڑے پیمانے پر مفت تقسیم کر کے مسلمانوں میں قادیانی دجالیت کی تبلیغ وتشہیر کی کوشش کی جارہی ہے۔ پمفلٹ کیا ہے؟ دجل وتلبیس، فریب وشیطنت اور کذب وافتراء کا ایک مجموعہ ہے جس میں سلف صالحین کی عبارات کو قطع برید کر کے بڑے شاطرانہ انداز میں مسلمانوں کو باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مرزائی قادیانی بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین مانتے ہیں، بلکہ جس قوت، معرفت اور یقین کامل سے مانتے ہیں کسی اور کو یہ بات نصیب نہیں اور اس کے ثبوت میں آنجہانی مرزا غلام افرنگ قادیانی کی کچھ عبارتیں پیش کر کے اپنے خرافات کو گزشتہ صلحائے امت اور علمائے ربانین کے سر تھوپتے ہوئے امت مسلمہ پر الزام لگایا ہے کہ آیت خاتم النّبیین کی تشریح میں انہوں نے نیا مسلک اختیار کیا ہے اور قادیانی دجال وکذاب کی مخترعہ اصطلاحات غیر تشریعی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، امتی نبی اور تابع محمدی نبوت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے لفظ خاتم کی پانچ عنوان قائم کر کے وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے اور آخر میں حدیث ''لا نبی بعدی'' پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے حیات ونزول مسیح ابن مریم علیہ السلام کے عقیدہ کی تغلیط وتردید کی بھی جسارت کی ہے۔

اگرچہ عقیدہ ختم نبوت اور نزول مسیح ابن مریم کے موضوع پر اکابرین امت واساطین ملت کی بے شمار وقیع اور علمی تصنیفات موجود ہیں۔ مگر عامتہ المسلمین وعامتہ الناس کی ان تک دسترس نہیں۔ وطن عزیز کی مسلم اکثریت علوم دین اور عربی زبان سے نابلد ہے۔ نہ کتابیں میسر نہ مطالعہ کرنے کی فرصت اور نہ علمائے کرام کی جانب رجوع کر کے تحقیق وتفتیش کا ذوق وشوق بنابریں بعض دینی احباب ومخلصین کے عمومی مشوروں اور خاص طور پر جناب حاجی غلام محمد صاحب وحاجی محمد اسماعیل صاحب کے پرخلوص اور للّٰہیت کے جذبہ سے مملو ارشادات کے پیش نظر عامتہ المسلمین پر قادیانی تحریفات کی حقیقت واضح کرنے کے لئے اس دجل آمیز مجموعہ

اکاذیب پر اجمالی تبصرہ کرتے ہوئے علمی محاسبہ پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اور خداوند قدوس سے اس کے لئے ہمت وتوفیق اور صلاحیت کا طالب ہوں۔ ’’وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ متاب‘‘

اللہ تعالیٰ تمام امت مسلمہ کو نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر یقین کامل اور ایمان محکم پر استقامت عطاء فرمائے۔ خدا کرے کہ میری یہ کاوش خاصۃً نوجوان تعلیم یافتہ برادران اسلامی کے لئے مفید اور امت مرزائیہ کے حق طلب افراد کے لئے دعوت ایمان ثابت ہو۔ ’’وما ذالک علیٰ اللہ بعزیز‘‘

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر — میں نے تو درگزر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا
لکھتا ہوں خون دل سے بہ الفاظ احمریں — بعد از رسول ہاشمی کوئی نیا نبی نہیں
سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا — اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا
پس خدا برما شریعت ختم کرد — برسول مارسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را — او رسل را ختم ما اقوام را
لا نبی بعدی زاحسان خدا است — پردۂ ناموس دین مصطفےٰ است

فدائے ختم نبوت، خادم اہل سنت، خاکپائے اکابر، العبدالاحقر: قاضی محمد ضیاء الحق البخاری مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ ختم نبوت ان بدیہی مسائل، محکم عقائد اور مسلمات دینی میں سے ہے جس کو عوام، خواص، جاہل، عالم، مسلمان ہی نہیں غیر مسلم افراد تک خوب جانتے ہیں۔ اس عقیدہ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں جس کی ابتداء وآغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ یہ سلسلہ رشد وہدایت آپ ﷺ کی ذات ستودۂ صفات پر منتہی ہوگیا۔ آپ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی۔ وحی ربانی کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی، مستقل، غیر مستقل، امتی اور تابع محمدی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

ظہور اسلام سے لے کر اب تک کی چودہ صدیوں میں اربوں کھربوں مسلمان اسی عقیدہ پر رہے اور ہیں۔ بنابریں تمام مسلمان مسیلمہ کذاب سے لے کر مسیلمہ پنجاب غلام افرنگ مرزا قادیانی تک ہر مدعی نبوت کو کافر جانتے، مانتے، کہتے اور لکھتے ہیں اور اس کے پیروکاروں اور اسے مسلمان سمجھنے والوں کو بھی غیر مسلم، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

خلیفہ بلافصل امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجتماعی اور متفقہ عقیدہ ومسلک یہی رہا ہے۔ مگر ہماری بدقسمتی کہ گزشتہ ایک صدی سے نصرانی گماشتے اور باقرار خود انگریزوں کے خود کاشتہ پودے غلام ابن غلام مرزائے قادیان اور اس کے پیروکاروں نے نبوت، مسیحیت، مہدویت اور مصلحت کے ناموں سے ایک عجیب وغریب ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ یہ لوگ ایک طرف تو تقریر وتحریر سے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان کے مدعی ہیں۔ مگر دوسری طرف خاتم النّبیین کے مفہوم میں تحریف وتلبیس کر کے اجرائے نبوت کے علمبردار ومؤید اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے خاتم النّبیین کا محرف، مسخ شدہ مفہوم رسائل وپمفلٹ کے ذریعہ پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ختم نبوت کے اس اسلامی عقیدہ پر اگرچہ قرآن مجید کی سینکڑوں آیات قرآنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے سینکڑوں آثار واقوال پر مبنی دلائل وبراہین کا ایک عظیم ذخیرہ مسلمانوں کے پاس بحمد اللہ موجود ہے جو قادیانی بطلان وخذلان کے لئے کافی ہے۔ مگر مرزائیوں نے خاص کر شروع سے اب تک آیت خاتم النّبیین کو اپنا خود ساختہ مفہوم پہنانے کے لئے مشق ستم بنایا ہوا ہے اور اس کے صریح مفہوم ختم نبوت پر مختلف النوع ایرادات، تاویلات اور تحریفات کی پنجہ آزمائی کی ہے جس کا تازہ ترین شاہکار حرف آغاز میں ذکر کردہ پمفلٹ ہے۔

میں ان شاء اللہ اس مختصر سے رسالہ میں ان کے تمام ایرادات، شکوک وشبہات کا ازالہ کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ عام مسلمانوں کے لئے ایک عام فہم مواد بہم پہنچا سکوں۔ جس سے مرزائیوں کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جا سکے۔ مگر سب سے پہلے میں آیت خاتم النّبیین، اس کا ترجمہ اور تفسیری نکات پیش کرنا ضروری اور مفید سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۂ احزاب میں ارشاد فرماتے ہیں: ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیما“

﴿محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔﴾

رئیس المفسرین شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تفسیری حواشی میں رقم طراز ہیں:

۞..... ایک زید رضی اللہ عنہ کیا آپ تو مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی اولاد میں یا لڑکے ہوئے جو بچپن میں گزر گئے اور بعض اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت پیدا ہی نہیں ہوئے یا بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی ذریت دنیا میں پھیلی۔

..... کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو۔ ہاں! اللہ کا رسول ہے اس حساب سے سب اس کے روحانی بیٹے ہیں۔ جیسا کہ ہم ''النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم '' کے حاشیہ پر لکھ چکے ہیں۔

..... یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ بس جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اس لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے۔ خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدی کا جاری وساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو بھی جز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں۔ حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی ﷺ پر ختم ہوتا ہے۔ بدین لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔ (موضح القرآن ص ۵۵۰، سورۃ احزاب:۳۹)

اہل حق کے لئے تو قرآن پاک کی یہ واضح آیت اور اس کی مندرجہ بالا سیدھی سادھی تفسیر ہی رشد و ہدایت کے لئے کافی ووافی ہے۔ مگر اہل زیغ کے لئے تو دفتر بھی بے کار ہیں۔ قادیانی پمفلٹ میں خاتم کے کئی مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً:

..... خاتم ان معنوں میں کہ آپ کی شریعت آخری ہے اور قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکی۔ مگر غیر تشریعی، تابع محمدی اور امتی نبوت کا ختم نہیں ہوا جو آپ کی وساطت اور آپ ہی کے فیض سے جاری ہوا اور آپ ہی کی مہر تصدیق اس پر ثبوت ہو۔

۞..... خاتم ان معنوں میں کہ آپ بلحاظ رفعت وشان اور بلحاظ علو مرتبت آخری ہیں نہ کہ بلحاظ زمانہ۔

۞..... خاتم بمعنی زینت، یعنی زمرۂ انبیاء کی رونق اور زینت آپ کے دم قدم سے ہے یعنی آپ جان محفل ہیں۔

۞..... خاتم بمعنی مصدق ومحافظ وکسوٹی۔ آپ ہی کی مہر تصدیق سے انبیاء کی صداقت ثابت ہوتی ہے اور آپ ہی کی مہر تصدیق سے ان کی تعلیمات کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

۞..... خاتم ان معنوں میں کہ نبوت کے تمام کمالات آپ پر ختم ہوگئے۔

متذکرہ بالا پانچ نکات کو قادیانی پمفلٹ میں غلام افرنگ مرزا قادیانی کی کتابوں سے عبارات پیش کر کے مدلل کیا گیا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے لفظ خاتم کا بہ لحاظ لغت جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ مرزائی دجل وتلبیس کا پردہ چاک ہوجائے۔

دو قرأتیں

آیت خاتم النّبیین میں لفظ خاتم کی دو قرأتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱..... ''خاتَم'' ت کے زبر کے ساتھ یعنی ''خاتَم'' یہ حسن اور عاصم کی قرأت ہے۔

۲..... ''خاتِم'' ت کے زیر کے ساتھ یعنی ''خاتِم'' باقی تمام قراء کی قرأت ہے۔

لفظ ''خاتَم'' لغت عربی کی روشنی میں

عربی لغت میں ''خاتِم'' بالکسر اور ''خاتَم'' بالفتح سات معنوں میں مستعمل ہوئے ہیں۔

۱..... نگینہ۔ وہ مہر جس پر نام کندہ ہو۔

۲..... انگشتری، انگوٹھی۔

۳..... آخر قوم۔

۴..... گھوڑے کے پاؤں کی معمولی سفیدی۔

۵..... گدی کے نیچے کا گڑھا۔

یہ پانچ معنی ''خاتِم'' (بالکسر) ''خاتَم'' (بالفتح) میں مشترک ہیں۔

۶..... ''خاتِم'' بالکسر بمعنی کسی چیز کو ختم کرنے والا۔

۷..... ''خاتَم'' بالفتح مہر کا وہ نقش جو کاغذ پر اتر آتا ہے۔

اب لغت کے مندرجہ بالا معانی کی روشنی میں لفظ ''خاتم النّبیین'' پر غور کیا جائے تو مرزائیوں کا پیش کردہ کوئی معنی بھی نہیں بن سکتا اور صورتحال یہ ہے کہ:

- پہلے دو معنی یعنی نگینہ اور انگشتری کی رو سے خاتم النّبیین کے حقیقی معنی یعنی نبیوں کا نگینہ یا نبیوں کی انگشتری مراد نہیں ہو سکتے اور مجازی معنی لینے کی چنداں ضرورت نہیں۔
- چوتھا اور پانچواں معنی یعنی گھوڑے کی معمولی سفیدی اور گدی کے نیچے کا گڑھا تو کسی صورت میں کوئی صحیح الفہم شخص آیت متذکرہ میں گمان بھی نہیں کر سکتا۔
- ساتواں معنی یعنی مہر کا نقش بھی حقیقی معنی خاتم النّبیین کا نہیں بن سکتا اور مجازی معنی لینا متبعد ہے۔

لہٰذا لغت کے اعتبار سے خاتم النّبیین میں دو معنوں کا احتمال ہو سکتا ہے۔ تیسرا معنی یعنی آخر قوم اور چھٹا معنی یعنی ختم کرنے والا اور تھوڑے سے غور و فکر سے یہ بات سمجھ آ سکتی ہے کہ یہ دونوں معنی بہ اعتبار حقیقت بالا تکلف درست ہیں۔ آخر قوم دونوں قرأتوں کی رو سے اور ختم کرنے والا ''خـــــاتِـــم'' (بالکسر) کی رو سے بالکل صحیح درست ہے اور دونوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر ہیں اور سلسلہ نبوت کو بایں معنی ختم کرنے والے ہیں کہ اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہی مفہوم علامہ محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی نے اور علامہ احمد (ملاّ جیون) نے تفسیر احمدی میں ذکر فرمایا ہے۔

لیکن مزید تشفی کے لئے چند معروف لغت کے حوالہ جات کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

الف..... امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں: ''آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ یعنی آپ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرما دیا۔''

ب..... قاموس میں ہے: ''خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح قوم میں سب سے آخری کو کہا جاتا ہے اور اس معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النّبیین یعنی آخر النّبیین۔''

ج..... لسان العرب میں ہے: ''خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معانی پر محمد ﷺ خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء ہیں۔''

د..... صراح میں ہے: ''خاتمہ شئے کے معنی آخر شئے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔''

ر..... کلیات ابوالبقاء میں ہے: ''اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں۔''

س..... مجمع البحار میں ہے: ''خاتم اور خاتم نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں اور بالکسر اسم فاعل ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں۔''

نیز لکھتے ہیں: ''خاتم النبوۃ بالکسر تا بمعنی تمام کرنے والا اور بالفتح تا بمعنی مہر یعنی وہ شئے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

ش..... منتہی الارب میں ہے: ''خاتم کصاحب مہر وانگشتری وآخر ہر چیزے پایان آن وآخر قوم وخاتم بالفتح مثلہ ومحمد خاتم الانبیاء ﷺ''

تفسیر قرآن کا معیار

جمہور امت مسلم کے نزدیک تفسیر قرآن کے لئے مندرجہ ذیل طریق صحیح اور پسندیدہ ہے۔

الف..... تفسیر القرآن بالقرآن۔

ب..... وہ تفسیر جو آنحضرت ﷺ نے اپنے ارشاد یا عمل سے بیان فرمائی۔

ج..... صحابہ کرام کی تفاسیر۔

د..... تابعین کے اقوال۔

پس ان ائمہ تفسیر کی تفاسیر قابل اعتماد واستدلال واستنباط ہیں۔ اصول اربعہ کو ملحوظ رکھ کر عمر بھر کی محنت ومشقت سے رقم فرمائی گئیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا غلام افرنگ قادیانی نے بھی برکات الدعاء میں ان چاروں اصولوں کو تسلیم کیا ہے۔ ہاں! اپنی مخصوص عادت کے پیش نظر تین اصول مزید اپنی طرف سے گھڑ کر داخل کر لئے۔ لیکن ہمیں اس سے غرض نہیں۔ ہم آیت ''خاتم النّبیین'' کی تفسیر اصول اربعہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں جن پر مرزا قادیانی اور اس کی امت کو بھی اتفاق ہے۔

مفہوم ختم نبوت کی قرآنی تفسیر

اگرچہ عقیدۂ ختم نبوت پر سینکڑوں آیات کریمہ قران مجید میں اس پر دلالت کر رہی ہیں تاہم خاتم النّبیین کے مفہوم ختم کی وضاحت آیت تکمیل دین سے بھی ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً''
ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اس آیت کریمہ سے صاف پتہ چل گیا کہ دین اسلام کی تکمیل اور نعمت وحی رسالت ونبوت کی تتمیم نبی کریم ﷺ پر بکمال تمام ہو چکی ہے۔ اس لئے اب آپ ﷺ کے بعد نہ کسی نبی کی ضرورت نہ کسی قسم کی نبوت کی گنجائش۔

نیز ارشاد قدرت ہے: ''قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں اور ایک دوسری آیت کریمہ میں: ''کافۃ للناس'' کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مبارکہ سے لے کر تا قیام قیامت پوری انسانیت کے رسول آپ ہی ہیں اور بعض دیگر آیات کریمہ واحادیث مبارکہ کے پیش نظر یہ امر بھی ثابت ہے کہ آپ جنات کے لئے بھی رسول ہیں۔ اسی لئے آپ کو رحمت للعالمین فرمایا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبوت ورسالت عام ہے اور آپ کے دور نبوت میں کسی اور نبی کی بعثت کی ضرورت ہی نہیں۔

متذکرہ آیات بھی ختم نبوت کا وہی مفہوم ومعنی پیش کر رہی ہیں جو آیت ختم نبوت اور لفظ خاتم وخاتم سے گزشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے۔

مفہوم ختم نبوت بہ لسان نبوت

اگرچہ ختم نبوت کے اسلامی مفہوم وعقیدہ پر سینکڑوں احادیث دلالت کرتی ہیں۔ مگر یہاں صرف چند ارشادات نبوی کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن سے خاتم النّبیین کا مفہوم خود لسان نبوت سے متعین ہو جاتا ہے۔

۞..... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ اٹھائے جائیں۔ جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ ''انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (مسلم)

۞..... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی الفاظ مرفوعاً مروی ہیں کہ: ''انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔

۞..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو ایک تمثیل سے سمجھایا اور اس کا مفہوم و معنی متعین فرمادیا کہ: ''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بسایا ہو اور اس کو آراستہ پیراستہ کیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ باقی ہو اور لوگ اس کے گرداگرد چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ تاکہ عمارت مکمل ہو جاتی۔ ''وانا اللبنة انا خاتم النّبیین'' میں وہ آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النّبیین ہوں۔''

۞..... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے۔''

۞..... حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: ''بے شک نبوت اور رسالت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ اب نہ کوئی نبی بن سکتا ہے نہ رسول۔''

۞..... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اے ابوذر پہلے نبی حضرت آدم ہیں اور آخری نبی محمد۔'' (ترمذی)

۞..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔ اے لوگو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (کنز العمال)

اصحاب رسول اور عقیدۂ ختم نبوت

درس نبوت سے فیضان رشد و ہدایت حاصل کرنے والے ہر صحابہ نے قرآن مجید اور ارشادات نبوی سے یہی مفہوم سیکھا تھا کہ اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا۔ ختم نبوت کے اسی مفہوم پر حضرت قتادہ، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت حسن، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت جابر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوالطفیل، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابی ابن کعب، حضرت حذیفہ، حضرت عبادہ ابن صامت، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عطاء بن یسار، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ام کرز، حضرت عقان ابن مسلم، حضرت ابومعاویہ، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت ثوبان، حضرت عرباض بن ساریہ، حضرت عتبہ بن عامر اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہم جیسے چونسٹھ صحابہ کے ارشادات بالفاظ مختلفہ منقول اور ثابت ہیں۔

خلیفۃ الرسول کا عقیدۂ ختم نبوت

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشہور ارشاد گرامی ہے: ''قد انقطع الوحی وتم الدین'' تحقیق وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین پورا ہو چکا ہے۔

ظاہر ہے نبوت کا مدار وحی پر ہوتا ہے جب وحی کا نزول بند ہو گیا تو لامحالہ نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اسی لئے دور خلافت صدیقی میں جملہ صحابہ کرام اور تابعین کا مدعی نبوت کے ساتھ جہاد کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ ذوات قدسیہ بعد از رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عقیدۃً کسی طرف سے دعویٰ نبوت کو برداشت نہیں کرتے تھے۔

مفسرین امت اور عقیدۂ ختم نبوت

تیسری صدی ہجری سے لے کر اب تک ہر دور کے مفسرین اہل سنت کا مذہب وعقیدہ یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

- مفسر قرآن علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آیت ''لکن رسول اللہ'' کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضور کے ساتھ نبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ پس اس پر مہر لگا دی ہے۔ پس قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ (طبری ج۲۳ ص۱۲۰۷)
- حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ''فرمایا میں خاتم ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ نبوت ختم کر دی ہے۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''
- علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''بلاشبہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جو شخص بھی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت ہوگا۔ جھوٹا، دجال اور گمراہ کرنے والا ہوگا۔'' (ابن کثیر ج۲ ص۹۱)
- علامہ امام زماں جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''بلاشبہ خدا تعالیٰ نے ان سے بعض کی تصدیق کا وعدہ لیا اور یہ کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس اعلان کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (درمنثور)

قادیانی دجل وتلبیس کا پہلا نمونہ

آیت ختم نبوت کی تفہیم وتشریح کے بعد قادیانی دجل وتلبیس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

قادیانی مبلغ اپنے مذکورہ پمفلٹ میں لکھتا ہے: ''خاتم ان معنوں میں کہ آپ ﷺ کی شریعت آخری ہے اور قیامت تک منسوخ نہیں ہوسکتی۔ مگر غیر تشریعی، تابع محمدی اور امتی نبوت کا امکان ختم نہیں ہوا۔ جب آپ کی وساطت اور آپ ہی کے فیض سے جاری ہو اور آپ ہی کی مہر تصدیق اس پر ثبت ہو۔''

اس مختصر سی عبارت میں مرزائیوں نے جس فریب میں مسلمانوں کو مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ پر فقط تشریعی نبوت ختم ہوتی ہے۔ غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوتی اور اس کے مختلف نام رکھے ہیں۔ کبھی ظلی نبوت، کبھی بروزی نبوت، کبھی امتی نبوت اور کبھی تابع محمدی نبوت وغیرہ۔

بنیاد تلبیس

اور اس سارے فریب کی بنیاد خاتم النّبیین میں ''الف لام'' پر رکھی ہے کہ الف لام استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ عرفی کے لئے ہے اور مراد یہ ہے کہ آپ انبیاء تشریعی کے خاتم ہیں نہ کہ مطلقاً انبیاء کے۔ جیسا کہ ''ویقتلون النّبیین'' ہیں۔ باتفاق بطور استغراق عرفی نبیین سے صرف وہ بعض انبیاء مراد ہیں جو زمانہ بنی اسرائیل میں موجود تھے۔

تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تقسیم

اوّل: یہ قرآن مجید کی سراسر تحریف ہے۔ کیونکہ اصول تفسیر کے سراسر منافی ہے اور قرآن پاک کی تفسیر محض احتمالات عقلیہ لغویہ سے نہیں ہوسکتی اور مرزا قادیانی کی ذریت قیامت تک نہیں دکھلا سکتی کہ:

- قرآن مجید کی کسی آیت میں آیت خاتم النّبیین میں فقط انبیاء تشریعی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہے۔
- دفتر احادیث کے عظیم ذخیرہ سے صحیح تو کجا ضعیف حدیث کہ اس سے خاتم النّبیین التشریعیین مراد ہے۔
- آثار صحابہ وتابعین میں سے کوئی ایک اثر جو اس کی تائید کرتا ہو۔
- آئمہ تفسیر کی کسی مستند و معتبر تفسیر سے کوئی نظیر جس سے خاتم النّبیین سے مراد یہ لی گئی ہو۔

''ھاتوبرھانکم ان کنتم صٰدقین'' لیکن ان شاء اللہ ساری دنیا کے مرزائی مل کر

ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ کی روشنی میں اپنی من گھڑت تفسیر کی شہادت پیش نہیں کر سکیں گے۔

جواب ثانی

تشریعی اور غیر تشریعی کی یہ تقسیم محض ایجاد مرزا ہے ورنہ قرآن مجید کے نزدیک ہر نبی صاحب کتاب وشریعت ہوتا ہے اور یہ مفہوم اصول تفسیر کے علاوہ خود سیاق وسباق آیت سے مترشح ہوتا ہے۔

جمہور علمائے عرب واصول کا مذہب یہ ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص۔ یعنی رسول فقط اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے۔ صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی۔ اس کا کام صرف یہ ہے کہ امت کو سابقہ شریعت پر چلائے۔ اس کے خلاف جہاں کہیں استعمال ہوا ہے بطور مجاز ہے اور اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین کہا گیا ہے نہ کہ خاتم المرسلین۔ کیونکہ اس سے قبل آپ کو ''ولٰکن رسول اللہ'' کہا گیا اور لفظ رسول کے ساتھ تو خاتم المرسلین زیادہ موزوں تھا۔ مگر خدائے علیم وخبیر کو علم تھا کہ قادیانی دجال اس آیت میں تحریف کریں گے۔ اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں بیان فرماتے ہیں: ''اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے عام ہے اور اس لئے آپ کے خاتم النّبیین ہونے سے خاتم المرسلین یعنی اصحاب شریعت انبیاء کا خاتم ہونا بھی لازم آتا ہے۔'' (روح المعانی ج۸ ص۶۰)

اور یہی بات حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ ''یہ آیت اس بارہ میں صاف اور صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جب کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے۔ کیونکہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں۔'' (ابن کثیر ج۸ ص۸۹)

جواب ثالث

قواعد عربیت کے لحاظ سے بھی قادیانی تحریف بے اصل ہے اس لئے کہ:

۱..... استغراق عرفی اس وقت مراد ہوتا ہے جبکہ استغراق حقیقی درست نہ ہو اور آیت ختم نبوت میں استغراق حقیقی سو فیصد درست ہے جس کا معنی ہے نبیوں کو ختم کرنے والا۔

۲..... استغراق عرفی تب مراد ہوتا ہے جب کہ عرف وعادت اس کی تخصیص کا قرینہ ہو اور عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ ہو سکتے ہوں۔ جب کہ نبیین کی تخصیص کا عرفاً وعادتاً کوئی قرینہ نہیں۔ اس لئے استغراق حقیقی کے ساتھ خاتم النّبیین کا معنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والا۔

۳..... قادیانیوں کی دلیل ''یقتلون النّبیین'' بھی درست نہیں۔ کیونکہ یہاں استغراق حقیقی مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ ورنہ آیت کا معنی ہوگا کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء کے قاتل تھے۔ جب کہ یہ بات صریح جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء بنی اسرائیل کے زمانہ میں موجود نہ تھے۔ کچھ فوت ہو چکے تھے اور کچھ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ پھر قرآن پاک نے ہی بتادیا کہ: ''ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون'' کہ وہ بعض انبیاء کے قتل کے مرتکب ومحرم تھے۔

۴..... اگر قادیانی اس آیت میں استغراق عرفی مراد لینے پر اڑے ہوئے ہیں تو مسلمانوں کو درج ذیل آیات کا مفہوم سمجھادیں۔

''ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والنّبیین''

''فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین''

''ولا یامرکم ان تتخذو والملٰئکۃ والنّبیین اربابا''

''واذ اخذ اللہ میثاق النّبیین''

کیا ان سب آیات میں ''النّبیین'' سے بعض انبیاء (بقول شما تشریعی انبیاء) مراد ہیں۔ ''فتدبروا''

۵..... اگر خاتم النّبیین سے مراد بعض انبیاء یعنی فقط تشریعی انبیاء کے خاتم ہوں تو یہ حضور ﷺ کے لئے کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم بھی ہے مصدق بھی۔

جواب رابع

اگر قادیانی استدلال کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو خاتم النّبیین سے پہلے خاص تشریعی انبیاء کا ذکر ہونا چاہئے۔ اگر ہے تو کہاں ہے؟ کون سے قرآن میں ہے؟ حضور ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن پاک میں تو اس کا ذکر نہیں۔ ہاں! مطلق انبیاء کا ذکر ہے اور اس کے لئے تشریعی یا

غیر تشریعی نبوت کی کوئی قید نہیں اور نہ ہی کسی ارشاد رسول سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

جواب خامس

مرزا غلام افرنگ قادیانی بذات خود تشریعی نبوت کا مدعی تھا اس لئے اس کے اذناب کی یہ ساری کاوش فضول ہے۔ غلام افرنگ قادیانی لکھتا ہے: ''ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً: ''قل للمؤمنین یغضون ابصارھم ویحفظون فروجھم ذالک اذکیٰ لھم'' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی عمر گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر نبوت شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ'' یعنی قرآنی تعلیم میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر تورات یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔''

(اربعین نمبر۴ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۶)

اور اسی کتاب کے حاشیہ پر انگریزی نبی نے لکھا ہے: ''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔''

(اربعین نمبر۴ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

اس عبارت کو غور سے پڑھو۔ اس نے پوری قادیانی امت کی تحریفات تاویلات تلبیسات اور تدلیسات پر بھی ریت کے گھروندے کو پیوند زمین کر دیا۔ لہٰذا غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے لئے ان کی سب کوششیں اکارت گئیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو خیر سے تشریعی نبوت کے مدعی بن گئے اور اپنی ذریت کے سارے استدلالات کو ان کے منہ پر دے مارا۔ بلکہ یوں کہئے کہ اپنا جوتا اپنے سر ؎

واہ رے او دجال تیرے کیا کہنے؟ تو نے کیا کمال تیرے کیا کہنے؟

امتی ظلی بروزی نبوت

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کامل اتباع سے (آپ کا کوئی امتی) ظلی اور بروزی طور پر عین محمد مصطفےٰ ﷺ بن جاتا ہے۔

(ملخص ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۸)

الجواب: مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی بوجوہ غلط ہے۔

اوّلاً: اس لئے کہ نبوت ورسالت موہبت ربانی ہے۔ یہ محنت، کسب، ریاضت اور مجاہدہ سے حاصل ہونے والا منصب نہیں ہے۔ خدا کی عطاء اور بخشش ہے جس کو جہاں اور جب چاہے عطاء کر دے۔ مگر خالق ارض وسماء نے اپنے حبیب پاک ﷺ پر اس موہبت وعطاء کی خاتمیت کا اعلان فرمادیا۔ اس لئے اب قیامت تک آپ کی کامل اتباع سے ولی، غوث، قطب، ابدال تو بن سکتے ہیں مگر نہ کوئی نبی بن سکتا ہے نہ کوئی صحابی بن سکتا۔

ثانیاً: افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد رسول، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، ذوالنورین امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور شیر خدا، سرتاج اولیاء، امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ جو خیر الخلائق بعد الانبیاء ہیں کیا ان میں سے کسی کو کامل اتباع نصیب نہیں ہوا تھا۔ جب کہ حضور ﷺ کا ان کے بارہ میں ارشاد تھا۔ ''ابوبکر خیر الناس الا ان یکون نبی'' ابوبکر خیر الناس ہے۔ مگر نبی سے اچھا نہیں۔ ''لو کان بعدی نبیاً لکان عمر'' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطاب ہوتا۔ ''انت منی بمنزلة هارون لا نبی بعدی'' علی رضی اللہ عنہ میرے نزدیک بمنزلہ ہارون ہیں۔ مگر میرے بعد نبی کوئی نہیں۔ تو سوچنے کا مقام ہے کہ خلفائے راشدین السابقون الاولون، مہاجرین وانصار، اصحاب بدر، اصحاب بیعت الرضوان اور جمع اصحاب رسول سے تو کامل ترین اتباع سے کوئی امتی، ظلی، بروزی نبی نہ بن سکا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے بے تکی کاہے کو ہانکی ہے۔

ثالثاً: مرزا قادیانی کا ظل وبروز کا عقیدہ دراصل ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ وحلول سے اخذ کردہ ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی تو اس عقیدہ میں ہنود سے بھی بازی لے گئے۔ کیونکہ ہندوؤں کا بھی یہ نظریہ نہیں تھا کہ بذریعہ تناسخ دوسری جون میں آنے والا شخص بعینہٖ وہی ہوتا ہے اور اس کے احکام وحقوق وہی ہوتے ہیں۔ واہ رے مرزا قادیانی!

ایں کار از تو آید و مردان چنیں کنند

رابعاً: نبوت ورسالت کے معاملہ میں ظل وبروز کے مرزائی فلسفے اور قادیانی منطق پر قرآن وحدیث کی کوئی شہادت موجود نہیں۔ بھلا ہندوانہ نظریے کا اسلام سے کیا تعلق؟

خامساً: ناظرین کرام! آیئے ذرا مرزا قادیانی کی ظلیت وبروزیت اور کامل اتباع محمدی اور عینیت محمدی کے بلند بانگ دعوؤں کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیں اور موازنہ کرکے دیکھیں اور اس مدعی فنافی الرسول کا کردار پہچانیں کہ کیا منعکس ہوتا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین	مرزا قادیانی آنجہانی
حضور ﷺ کا سارا قرآن اور آپ کے ارشادات عالیہ اللہ تعالیٰ کے سبحان وقدوس ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔	کیا خدا کی زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی۔ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)
حضور ﷺ نے جمیع انبیاء علیہم السلام کے نام نہایت عزت سے لئے ان کی پاک بازیوں کو دنیا کے سامنے بیان کیا۔ خاص کر قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم طاہرہ کی عصمت اور پاک دامنی کے تذکرے کئے۔	مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قدر توہین کی کہ خدا کی پناہ۔ ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادنیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (استغفراللہ) (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) ''مسیح کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، زانی، نہ زاہد، نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (معاذ اللہ) (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۱، ۲۴)
حضور ﷺ نے امت کے علماء کو وارث انبیاء قرار دیا۔ علم اور علماء کی فضیلت وتکریم پر بے شمار احادیث نبوی موجود ہیں۔	مرزا قادیانی نے علمائے اسلام کے وہ لتے لئے کہ خدا کی پناہ۔ نمونہ ملاحظہ ہو: قطب العالم حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے انہیں دروغ گو، بے حیاء، جاہل، خبیث طبع، کذاب، ملعون فرومایہ کمینہ، گمراہی کا شیخ، دیو اور بدبخت جیسے خبیث الفاظ استعمال کئے۔ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۱۷ تا ۸۰، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳، ۱۹۲) سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مخبط الحواس، نالائق، دجال اور ضال لکھا۔ (انجام آتھم ص۲۵۱، خزائن ج۱۱ ص۲۵۱)

	فاتح قادیان مولانا ثناءاللہ امرتسری کو ابوجہل کفن فروش، کتا، ابن ہوا، غدار اور مردار خور لکھا۔ (اعجاز احمدی ص ۷۸ تا ۸۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۱ تا ۱۹۳) مولانا محمد حسین بٹالوی کو بدبخت، دین فروش پلید، بے حیا، سفلہ، ژاژ خا اور بیہودہ لکھا۔ (انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱) عام علماء کو بدبخت، مفتر، وحشی فرقہ، بدذات فرقہ مولیان، نفاق زدہ، یہودی سیرت، خنزیر سے پلید، مردار خور مولوی گندی روحیں نابکار فطری بدذات سیاہ دل شریر غزنی کے ناپاک سکھ بخیل طبع، نیم عیسائی وغیرہ گالیوں سے یاد کیا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۸)
حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو نجوم ہدایت فرمایا: سب کو عدول قرار دیا۔ ان کے دین وایمان کو معیار حق وصداقت قرار دیا۔ انہیں اپنی نبوت وقرآن کی صداقت کا گواہ بنایا۔ قرآن نے ان کے ترانے گائے۔ احادیث میں ان کی شان کے زمزمے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جو اصحاب صفہ میں شامل تھے اور ان سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔	قادیانی آنجہانی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں بھی گستاخیاں کیں۔ لکھتا ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فہم قرآن میں ناقص ہے۔ اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا۔ درایت اور فہم میں بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غبی تھا۔ درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔ (اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷) بعض نادان صحابہ۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۲۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵) بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ جن کی درایت عمدہ نہ تھی۔ (اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۶)
حضور ﷺ کے خلق عظیم کا یہ عالم تھا کہ گالیاں سن کر اور پتھر کھا کر بھی دعائیں دیتے تھے۔	مرزا قادیانی نے قدم قدم پر اپنے مخالفین کو گالیاں دیں اور لعنت کے ڈونگرے برسائے۔
حضور علیہ السلام نے حج فرمایا۔	مرزا قادیانی کو اللہ پاک نے سرزمین پاک پر ناپاک قدم تک نہیں رکھنے دیئے۔

حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔	مرزا قادیانی کو موت سے پہلے قادیان چھوڑنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس نے خود لکھا ہے کہ: ''ہر ایک نبی کے لئے ہجرت مسنون ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۴۶، خزائن ج۱۷ ص۱۶۴)
حضور علیہ السلام مجاہد بھی تھے اور آپ نے اپنی حیات طیبہ میں کئی جنگوں میں شرکت فرمائی۔ ہتھیار پہنے۔ جہاد کی ترغیب دلائی اور فرمایا: ''الجھاد ماض الیٰ یوم القیامۃ''	مرزا قادیانی نے جہاد کرنے کی بجائے جہاد کی تردید کی اور اسے حرام قرار دیا۔ کہتا ہے: چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۹، خزائن ج۱۷ ص۷۷) لوگوں کو اب بتائیں کہ وقت مسیح ہے اب جنگ اور جہاد حرام وقبیح ہے (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴۲، خزائن ج۱۷ ص۸۰)
حضور علیہ السلام کے متعلق قرآن گواہ ہے کہ آپ صاحب عقل سلیم تھے۔ ''وما صاحبکم بمجنون''	مرزا قادیانی مراق (مالیخولیا) کے مرض میں مبتلا تھے۔ ظاہر ہے مراقی شخص صاحب عقل تام نہیں بن سکتا۔ مراق مرزا کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی کثرت بول۔ (ملفوظات ج۵ ص۳۳)

اکابرین ملت واساطین امت پر قادیانی اتہام تراشی کا جواب

مرزائیوں نے اپنے باطل عقیدہ (غیر تشریعی نبوت کا اجراء) کو ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث کو تاویل وتحریف کے سانچے میں ڈھالنے کے بعد امت مسلمہ کے عظیم اکابر پر بھی

ہاتھ صاف کیا ہے اوران کی عبارتیں نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ’’نعوذ باللہ‘‘ امت محمدیہ کے یہ اکابر بھی غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ یا تو مرزائی قرآن وسنت کی طرح اکابرین امت کی عبارات کو سمجھنے سے قاصر رہے یا انہوں نے اپنی روایتی بے ایمانی اور بددیانتی سے کام لیا ہے۔بہرحال ان کے بیان کردہ حوالہ جات پر تبصرہ کرنے کے لئے پہلے دو اصول سمجھنا ضروری ہیں جن کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

قادیانیوں نے جن اکابرین ملت کی عبارتوں کا سہارا لیا ہے ان میں اکثریت صوفیائے کرام کی ہے۔اس لئے ایک اصول کو ملحوظ رکھنا مفید ہوگا۔

ایک محکم اصول

عقیدہ اور عقیدت میں بڑا فرق ہے۔عقیدہ کے اثبات کے لئے نص قطعی اور خبر متواتر کی ضرورت ہوتی ہے۔اس میدان میں خبر واحد صحیح بھی کام نہیں دے سکتی اور قرآن حکیم کے محکم ارشادات کے مقابلہ میں تو خبر واحد کا پیش کرنا ہی ناجائز ہے۔جب عقیدہ کا اثبات صحیح حدیث سے بھی درست نہیں جب کہ وہ خبر واحد ہو تو پھر صوفیائے کرام کی مجمل باتیں بنیاد عقیدہ کیونکر بن سکتی ہیں۔مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نیست حجت قول و فعل ہیچ پیر　　قول حق و فعل احمد را بگیر

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:’’عمل صوفیاء در حل وحرمت سند نیست۔ہمیں بس است کہ ما ایشاں را معذور واریم وملامت زکنیم‘‘

(مکتوبات دفتر اوّل ص ۳۳۵،مکتوب نمبر ۲۶۶)

جب حلال وحرام کے مسئلہ میں صوفیائے کرام کی بات حجت نہیں۔سند نہیں تو عقائد میں ان کی عبارات کب قابل استناد ہوسکتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:’’مشرب پیر حجت نیست۔دلیل از کتاب وسنت مے باید‘‘ (اخبار الاخیار ص ۹۳)

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بلاغ مبین میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

دوم: مرزائیوں نے جن حضرات اکابر کی ایسی عبارات نقل کی ہیں ان کے پیش نظر بھی تین امور تھے۔

۱..... حضرت مسیح علیہ السلام کا تشریف لانا بظاہر آیت: ''خاتم النّبیین'' اور حدیث ''لا نبی بعدی'' کے منافی معلوم ہوتا ہے۔

۲..... حدیث ''لم یبق من النبوۃ الا المبشرات'' نبوت سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں۔ نبوت کے ایک جز کو باقی کیا گیا ہے۔ یہ حدیث سطحی طور پر حدیث ''لا نبی بعدی'' کے مخالف نظر آتی ہے۔

۳..... بعض علماء صوفیاء کو الہام سے نوازا جاتا ہے جس سے بادی النظر میں نبوت سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔

ان تینوں متذکرہ بالا امور کے متعلق حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ملاحظہ ہو جو سب عبارات کے سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

امر اوّل کے متعلق لکھتے ہیں: ''اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ صرف حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔''

(فتوحات مکیہ ج ۱ باب ۱۴ ص ۱۵۰)

امر ثانی کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے پہلے خواب نظر آتے تھے جو چیز حضرت رات کو دیکھتے تھے۔ وہ خارج میں صبح روشن کی طرح آپ کو نظر آتی تھی اور یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر باقی رکھی ہے اور یہ خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ پس اس اعتبار سے کلی طور پر نبوت ختم نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ: ''لا نبی بعدی'' کا معنی یہ ہے کہ حضور کے بعد نبوت تشریعی باقی نہیں۔ کیونکہ رؤیا صالحہ اور مبشرات باقی ہیں۔''

(فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۳، ۷، سوال ۲۵)

اس ارشاد شیخ اکبر سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ سچا خواب نبوت کا ایک جز ہے اور رؤیا صالحہ ہی غیر تشریعی نبوت ہے جو امت محمدیہ میں جاری ہے اور حدیث ''لا نبی بعدی'' کا یہ معنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی باقی نہیں اور غیر تشریعی نبوت یعنی رؤیا صالحہ اور مبشرات باقی ہیں اور یہ نبوت کا ایک جز ہے نبوت نہیں۔

امرسوم کے متعلق حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ''انبیاء اولیاء کو اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ خصوصی خبر دی جاتی ہے اور انبیاء کے لئے تشریعی احکام نازل ہوتے ہیں اور رسول کے لئے خبر بھی ہوتی ہے اور دوسروں کو حکم کرنا بھی ہوتا ہے۔'' (فتوحات مکیہ ج۲ باب:۱۵۹ ص۲۵۷)

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں انبیاء و اولیاء کو خبر اور وحی میں ظاہراً مشترک قرار دے کر شریعت کا اختصاص صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے کیا ہے اور رسالت کا مقام اس سے بھی بلند فرمایا ہے۔ ان پر تشریعی احکام بھی نازل ہوتے ہیں اور ان کا فرض منصبی دوسروں کو حکم کرنا بھی ہوتا ہے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں: ''اور یہ نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔'' (فتوحات مکیہ ج۲ باب۵۵ ص۲۵۴)

اب ابن عربی کی اسی عبارت کی روشنی میں کیا قادیانی مرزائی اپنے دجال کی نبوت کو اسی قبیل سے سمجھتے ہیں۔

بہرحال مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ حقیقت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا جو فرق بیان فرماتے ہیں ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی کو نبوت و رسالت مل سکتی ہے۔ لیکن تشریعی نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جو وحی نبی اور رسول پر نازل ہوتی ہے وہ تشریعی ہی ہوتی ہے۔ اس میں اوامر و نواہی ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر وحی تشریعی نازل نہیں ہوگی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ نازل ہوں گے اور وہ بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ نیز نبوت کا ایک جز مبشرات قیامت تک باقی ہے اور بعض خواص کو الہام اور وحی ولایت ہو سکتی ہے۔ لیکن کسی پر نبی اور رسول کا لفظ ہرگز نہیں بولا جا سکتا۔

ابن عربی کا عقیدہ

فرماتے ہیں: ''اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جا سکتا۔ کیونکہ آپ کے بعد وحی جو تشریعی صورت میں صرف نبی پر ہی آتی ہے۔ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔'' (فتوحات مکیہ ج۲ ص۵۸، باب۷۳، سوال۲۵)

مطلب واضح ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو تشریعی احکام لاتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد احکام شرعیہ اوامر ونواہی کا نازل ہونا ممتنع اور محال ہے۔اس لئے کسی پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

مرزائی جسارت

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا عبارات کو بھی پڑھئے اور قادیانی پمفلٹ میں حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ادھوری عبارات ص۸، ص۱۱، ص۱۴ اور ص۱۷ اور مرزائیوں کے اخذ کردہ نتائج پر غور کر کے مرزائی دیانت وامانت کا ماتم کیجئے۔ سچ ہے: ''جیسی نبوت ویسی ہدایت۔'' مقام حیرت ہے امت مرزائیہ کے پادریوں پر کہ ان کے متنبّی نے تو حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں پر کافر، ملحد اور زندیق کا فتویٰ لگایا ہے۔لیکن مرزائی ہیں کہ اپنے انگریزی نبی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے معاذ اللہ اسی ملحد، زندیق کی پناہ لے رہے ہیں۔

قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور قادیانی الزام کی حقیقت

مرزائیوں نے اپنے پمفلٹ کے ص۷ پر مکتوبات امام ربانی کا ایک اقتباس نقل کر کے ترجمہ لکھا: ''کہ ختم الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کے متبعین کا آپ کی پیروی اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کا حاصل کرنا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں۔لہٰذا اے مخالف تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔''

الجوابّ: ناظرین! اس عبارت پر غور فرمائیں۔کہاں مرزائی اجرائے نبوت جیسا باطل عقیدہ اور کہاں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حقائق ومعارف۔آخر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی محولہ بالا عبارت میں کس لفظ کا یہ مفہوم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔اسی عبارت کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کمالات نبوت عطاء کئے جاتے ہیں نہ کہ انہیں نبی بنادیا جاتا ہے۔امت کے ان افراد کو کون سے کمالات سے نوازا جاتا ہے۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے سنئے۔فرماتے ہیں: ''مثل قلت حساب وکفارت زلات بشریت وارتفاع درجات ومراعات صحبت فرشتہ مرسل کہ ازاکل وشرب پاک است وکثرت ظہور خوارق کہ مناسب مقام نبوت اند امثال آں باید دانست کہ حصول ایں موہبت

درحق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات توسط است درحق اصحاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتحیات کہ بہ تبعیت ووراثت بایں دولت مشرف گشتہ اند بتوسط انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والبرکات‘‘

(مکتوبات امام ربانی حصہ پنجم ص ۱۴۲، مکتوب نمبر ۲۱۴)

اب قادیانی امت کو کون سمجھائے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے پیش نظر حساب میں آسانی معمولی لغزشوں کی معافی، درجات کی بلندی، ملائکہ سے ملاقات اور کثرت ظہور خوارق ایسے کمالات نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے امت محمدیہ کے برگزیدہ افراد کو عطاء کئے جاتے ہیں۔ یہ چند فضائل وکمالات اجزائے نبوت ہیں اور چند کمالات نبوت کے حصول سے نبوت نہیں مل جاتی۔ شجاعت، سخاوت وغیرہ اوصاف حمیدہ وصفات جمیلہ بھی کمالات نبوت میں سے ہیں تو کیا ہر بہادر اور سخی مسلمان نبی بن جاتا ہے۔

اب مجددی عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

مجددی عقیدہ

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنا عقیدہ یوں بیان فرماتے ہیں: ’’اوّل انبیاء حضرت آدم است علی نبینا وعلیہ۔ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات وآخرشاں وخاتم نبوت شاں حضرت محمد رسول اللہ است۔ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات‘‘ (مکتوبات دفتر سوم ص ۳۵، مکتوب نمبر ۷۷)

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور نبیوں میں سب سے آخران کی نبوت کو ختم کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مسلمانو! کتنا صاف عقیدہ بیان فرمایا میرے مرشد اعلیٰ نے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ لسلام نبی مبعوث ہوئے اور سب نبیوں کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ لیکن تف ہے قادیانی جاہلوں پر کہ پھر بھی مرغے کی ایک ہی ٹانگ ہانکے جاتے ہیں۔ ’’اللھم اعذنا من شرورھم‘‘

دنیائے اسلام کے مشہور صوفی معروف مصنف اور متکلم

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء اور اس کا جواب

قادیانی پمفلٹ کے ص ۱۰، ۱۱ پر امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت الیواقیت والجواہر سے نقل کر کے اس کا ترجمہ یوں نقل کیا ہے: ’’جان لو مطلق نبوت نہیں اٹھی (بند نہیں ہوئی)

صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے۔‘‘

الجواب: حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی یہ ایک عظیم افتراء ہے کہ عیاذ باللہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزائیوں کی طرح غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تقسیم انہی تین امور کے پیش نظر کی ہے جن کا ذکر ہم نے گزشتہ سطور میں حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ جات سے کر دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ’’اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔‘‘

(الیواقیت والجواہر ج۲ ص۳۸)

صاف الفاظ ہیں کہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام جدید شریعت نہیں لائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہوں گے۔ آگے چل کر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں: ’’اور یہ نزول وحی نبوت کا دروازہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بند ہو چکا ہے اور قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھل سکتا۔ لیکن اولیاء کے لئے وحی الہام ہوتی رہے گی۔ جس میں شرعی احکام نہ ہوں گے۔‘‘

اس عبارت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت بند ہو چکی ہے۔ ہاں! اولیاء اللہ کو الہام ہوتے ہیں۔ جن میں شرعی احکام یعنی اوامر و نواہی نہیں ہوتے۔ ان الہامات کو مبشرات کہا گیا ہے۔ ان پر نبوت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدہ کا یوں اظہار فرمایا ہے: ’’جان لے کہ اس عقیدہ پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں اسی طرح نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔‘‘ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۳۸)

قادیانیو! اب تو کچھ حیا کرو۔ بزرگان دین پر اتہام تراشی سے باز آجاؤ۔ مگر شاید تمہارے متنبی کی تعلیمات میں حیا کی تعلیم عنقا ہے۔ سچ ہے ؎

شرم تم کو مگر نہیں آتی
بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

حجۃ اللہ الامام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مرزائیوں کے پمفلٹ کے ص۱۲ پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تفہیمات الٰہیہ کے ص۵۳ کے حوالہ سے عبارت نقل کر کے ترجمہ یوں مذکور ہے۔ ''آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور فرمائے یعنی شریعت جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

الجواب: اس افتراء کا حقیقی جواب تو یہ ہے: ''**سبحانک ھذا بھتان عظیم و لعنۃ اللہ علی الکٰذبین**''

مرزائیو! مندرجہ بالا عبارت تفہیمات کے الفاظ میں سے کس لفظ کا معنی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی امت میں نبی مبعوث ہوں گے۔ حضرت کے الفاظ ''اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور فرمائے۔'' میں تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق انہی تین امور کی بناء پر ہے جو گزشتہ اوراق میں تحریر کئے جا چکے ہیں۔

ولی اللّٰہی عقیدہ

ختم نبوت کے متعلق شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''نیست محمد پدر ہیچ کس از مردمان شما ولیکن پیغمبر خدا است و مہر پیغمبران یعنی بعد از وے ہیچ پیغامبر نہ باشد۔'' (فتح الرحمٰن)

نیز لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں حضور نبی کریم ﷺ کی وفات سے نبوت کا اختتام ہوگیا۔'' (حجۃ اللہ البالغہ ج۲ ص۵۰۶)

نیز رقمطراز ہیں: ''جان لو کہ دجال اکبر سے پہلے بہت سے دجال آئیں گے اور سب میں امر مشترک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں گے۔ ان دجالوں میں سے وہ دجال بھی ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔'' (تفہیمات الٰہیہ ج۲ ص۱۹۸)

قادیانیو! اگر تمہارے قلوب بالکل مسخ نہیں ہوگئے اور ذرہ بھر خوف خدا اور انصاف تمہارے دلوں میں ہے تو تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور رسالت مآب ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل نہیں تھے اور تمام نبوت کے مدعیوں کو دجالوں کا گروہ قرار دیتے تھے اور اسی گروہ دجالین میں تمہارا دجال قادیان بھی تو تھا جس کے دجل و فریب کو تم نے مذہب کا روپ دے رکھا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحئ لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام اور اس کا جواب

مرزائی پمفلٹ کے ص۱۳ پر حضرت مولانا عبدالحئ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دافع الوسواس'' سے ایک عبارت نقل کی ہے: ''بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔''

الجواب: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کی ہیں اور ہر زمین میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے۔

ایک گروہ اس حدیث کو قابل اعتماد نہیں سمجھتا۔ جب کہ دوسرا گروہ اسے صحیح و معتبر مانتا ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تحذیر الناس'' اور حضرت مولانا عبدالحئ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''آیات بینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات'' اور ''دافع الوسواس فی اثر ابن عباس'' اردو زبان میں اور ''زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس'' عربی میں تحریر فرمائی۔ اختصار کے پیش نظر ہم حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔

''پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہئے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور بر تقدیر اتحاد عصر وہ متبع شریعت محمدیہ ہوں گے اور ختم ان کا بہ نسبت اپنے حلقہ کے احسانی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا۔'' (فتویٰ مولانا عبدالحئ ملحقہ تحذیر الناس ص۲۲)

حضرت کا مفہوم یہ ہے کہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں ایک آخری نبی ہوگا۔ لیکن باقی چھ زمینوں میں سے ہر زمین کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے ہوں تو جائے اعتراض نہیں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر ہوں تو ان تمام کی خاتمیت اپنی زمین اور اپنے طبقہ کے لحاظ سے اضافی ہوگی اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ان سب کے بعد اور حقیقی ہوگی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے متبع ہوں گے۔ رہا یہ ارشاد کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا آنا محال نہیں۔ بلکہ نئی شریعت والا البتہ ممتنع ہے۔ یہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیش نظر فرمایا گیا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوں گے۔ کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔

حضرت مولانا کا عقیدہ ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت کے متعلق حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک فتوے میں علامہ ابوشکور سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔ ترجمہ ملاحظہ ہو: ''جاننا چاہئے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں اور آپ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز نہیں اور جو آج ہمارے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔'' (فتاویٰ عبدالحئی ج ۱ ص ۹۹)

عارف ربانی حضرت سید عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر اتہام

مرزائی پمفلٹ ص ۱۴ پر الانسان الکامل ص ۹۸ کی عبارت نقل کر کے ترجمہ لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی کا انقطاع ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین قرار پاگئے۔ کیونکہ آپ ایسی کامل شریعت لے آئے جو اور کوئی نبی نہ لایا۔

الجواب: حضرت محی الدین ابن عربی اور حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حضرت سید عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی تشریعی نازل ہو اور وحی تشریعی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نازل نہ ہوگی۔ انہوں نے کہیں نہیں لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سے نبی مبعوث ہوں گے۔ اگر مرزائیوں میں ہمت ہے تو ان کی کوئی ایسی عبارت پیش کریں۔ لیکن تمام قادیانی امت دم واپسیں تک ایسی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گی۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء اور اس کا جواب

قادیانی پمفلٹ کے ص ۱۶ پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا شعر نقل کیا ہے ؎

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوت یابی اندر امتے

(دفتر اوّل ص ۵۳)

''نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تعبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل جائے۔''

پھر ص ۴۰ پر چند اشعار نقل کئے ہیں ؎

بہر ایں خاتم شداست او کہ بجود مثل ادنے بودنے خواہند بود

چونکہ در صفت برو استاد دوست تو نہ گوئی ختم صفت برتو است

آنحضرت ﷺ اس وجہ سے خاتم ہیں کہ سخاوت یعنی فیض پہنچاتے ہیں۔آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔جب کوئی کاریگر اپنی صفت میں انتہائی کمال پر پہنچے تو اسے مخاطب کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر کاریگری ختم ہوگئی۔ (دفتر ششم)

الجواب: مثنوی شریف کے پہلے شعر کے کسی لفظ کا معنی نہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو نبی مبعوث کرے گا۔اس شعر کا مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال کے لئے کوشش کرنے سے مومن کو فیضان نبوت سے نوازا جاتا ہے۔کیونکہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔حضرت مولانا روم تو ہر متبع سنت پیر و مرشد کو مجازاً نبی کہتے ہیں۔

آن نبی وقت باشد اے مرید تا از و نور نبی آید پدید

شعر کا مفہوم ہے کہ پیر اپنے مرید کے لئے بمنزلہ نبی ہے۔کیونکہ مرید کو پیر کی وساطت سے فیض نبوت حاصل ہوتا ہے۔حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بیسیوں جگہ پر ختم نبوت کا اعلان کیا ہے۔مگر مرزائیوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔اس لئے انہیں مثنوی شریف میں ختم نبوت کے اشعار نظر نہیں آتے۔مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں۔

زیں حکایت کرد آن ختم الرسل از ملیک لا یزال ولم یزل

مسکہ شاہان ہمی گردد دگر سکہ احمد بہ بیں تا ستقر

این ہمہ انکار کفراں زاد شاں چوں در آمد سید آخر زماں

باقی پمفلٹ کے ص ۴۰ پر نقل کردہ مثنوی شریف کے شعروں کا اجرائے نبوت کے باطل عقیدے سے اتنا تعلق بھی نہیں جتنا کہ مرزا قادیانی کا محمدی بیگم کے آسمانی نکاح سے تھا۔مثلاً بہر این آن خاتم شد است او کہ بجود۔اس شعر کا اجرائے نبوت سے کیا تعلق ہے؟اس میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وکمالات اور روحانی فیوض کا تذکرہ ہے۔یہ قادیانیوں کا محض افتراء ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حضور رسالت مآب ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل تھے۔استغفر اللہ! اللہ کے نیک بندوں پر کتنے گھناؤنے الزام تراشتے ہیں۔

حضرت الشیخ عبدالقادر الکردستانی کی ''تقریب المرام'' اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد ''مقامات مظہری'' کو بھی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے اصول ثلثہ کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے کہ آپ جب

نازل ہوں گے تو حضور علیہ السلام کی شریعت کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔ نہ کہ نئی شریعت لے کر مبعوث ہوں گے اور ختم نبوت کے باوصف فیوض نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ مگر فیوض نبوت کو نبوت کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اسی لئے تو امت محمدیہ وعلیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی اور سلف صالحین میں سے کسی بزرگ نے فیضان نبوت سے مستفید و مستفیض ہونے کے باوصف آج تک کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ اللہ پاک اپنے بندوں کو جہاں فیوض روحانی سے نوازتے ہیں وہاں انہیں ظرف بھی دیتے ہیں اور وہ انوار و فیوضات ربانی کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ اس لئے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوتے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عظیم بہتان اور اس کا جواب

برصغیر کے دجالین نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحذیر الناس کی عبارتوں سے بھی اپنے خبث باطن کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے اور عقیدہ ختم نبوت کے اس عظیم وکیل کو بھی عیاذ باللہ منکر ختم نبوت قرار دینے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

چنانچہ قادیانی پمفلٹ کے ص ۱۷ پر درج ذیل عبارت نقل کی گئی ہے: ''ظل اور اصل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پر بھی ادھر (اصل خاتم النّبیین کی طرف) ہی رہے گی۔'' (تحذیر الناس ص ۳۰)

پھر آگے چل کر ص ۲۲ پر درج ذیل عبارت نقل کی ہے: ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں: ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' فرمانا اس صورت میں کیسے ہوسکتا ہے۔ ہاں! اگر اصل وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں نہیں مانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔'' (تحذیر الناس ص ۳)

پھر اسی صفحہ پر آگے چل کر ایک اور عبارت نقل کی ہے: ''اگر خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ ہمچمدار نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد

خارجی پر بھی آپ ﷺ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افرد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' (تحذیر الناس ص ۲۸)

پھر اسی ص ۲۳ پر ایک اور عبارت نقل ہے: ''انبیاء بوجہ احکام رسانی بمثل گورنر وغیرہ نواب خداوندی ہوتے ہیں..... ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہی نہیں جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے۔'' (مباحثہ شاہ جہانپور ص ۲۴)

پھر ص ۳۸ پر تحذیر الناس کی یہ عبارت نقل ہے: ''ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمانے کے خاتم پر ہوتی ہے..... ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النّبیین کا تابع ہے۔'' (تحذیر الناس ص ۳۵)

پھر ص ۳۹ پر انتصار الاسلام کی عبارت نقل کی ہے: ''جتنی بڑی عطاء ہوگی اتنا ہی بڑا ظرف چاہئے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ جس میں ظہور کامل ہو جملہ کمالات خداوندی کے لئے بمنزلہ قالب ہو..... ہم اس کو عبد کامل اور سید الکونین اور خاتم النّبیین کہتے ہیں۔''

ناظرین کرام! یہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے مختلف اقتباسات ہیں جنہیں قادیانیوں نے اپنے مطلب کے لئے نقل کر کے اوپر اپنے حاشیے چڑھا کر بزعم خویش انہیں اپنا مؤید بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہی حرکت مذبوحی ہندوستان کے ایک اور خود ساختہ مجدد نے بھی کی تھی۔ بلکہ اس نے تو اور بھی کمال کر دکھایا تھا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے مندرجہ ذیل عبارت منسوب کی۔

''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔''

(حسام الحرمین ص ۱۰۱)

موصوف نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس عبارت کو منسوب کرنے میں جس دجل و تلبیس سے کام لیا ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے پہلی عبارت ص ۱۲ سے۔ دوسری عبارت ص ۲۴ سے اور تیسری عبارت ص ۲ سے کاٹی اور ایک خاص

ترتیب سے ترتیب دے کر اپنی مجدیت سے کام لیتے ہوئے ایک کفریہ مضمون خدا کے اس ولی کے سر تھوپ دیا اور اپنے قادیانی چیلوں کے ہاتھ میں ایک ہتھیار دے دیا۔ بھلا کیوں نہ کرتے۔ آپ ماشاء اللہ خود انگریزی مجدد بھی تھے۔ سچ ہے بڑے میاں سو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ! خیر جانے دیجئے۔ ہمارا روئے سخن اس وقت اذناب مرزا و ذریت قادیانی سے ہے۔

الجواب: ہم پچھلے صفحات میں لکھ آئے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اثر ابن عباس کو تحقیق و تشریح کے ساتھ تحذیر الناس میں لکھا اور حضرت نے یہ تصنیف لطیف ختم نبوت کے اثبات کے لئے لکھی اور اس میں علمی اور تحقیقی طور پر مسئلہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے محدثانہ، فقیہانہ، متکلمانہ، منطقیانہ انداز میں ٹھوس دلائل اور واضح براہین کے ساتھ امام الانبیاء والمرسلین خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت ثابت کرتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ ختم نبوت کے تین درجے ہیں۔

(۱) ختم نبوت مرتبی۔ (۲) ختم نبوت مکانی۔ (۳) ختم نبوت زمانی۔

اور حضرت موصوف ان تینوں مراتب کو تسلیم کرتے ہوئے ختم نبوت مرتبی کو باقی دو سے اعلیٰ و افضل جانتے ہیں جو ختم نبوت زمانی کے لئے علت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی خاتم النّبیین ہیں کہ نبوت کے تمام درجات مراتب اور کمالات آپ پر ختم ہیں اور ساری کائنات میں آپ کے اوپر کسی اور کا درجہ نہیں ہے۔ ہاں! آپ کے اوپر صرف خالق کائنات کا درجہ ہے۔ جل مجدہ، اور بس! اور فرماتے ہیں کہ یہ تینوں مراتب اور درجات دلیل مطابقی کے طور پر ثابت ہیں نہ یہ کہ صرف ختم نبوت زمانی ہی مطابقی طور پر ثابت ہے۔ جیسا کہ عوام آپ کی ختم نبوت زمانی ہی میں منحصر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس سے ان کی پوری فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ تو ختم نبوت مرتبی کے لئے معلول ہے اور ختم نبوت مرتبی علت ہے تو یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ علت تو مطابقی نہ ہو اور معلول مطابقی ہو۔

ہاں! اگر ان تین درجات و مراتب میں سے اگر ایک مراد لی جائے تو فقط خاتم النّبیین ختم نبوت مرتبی پر دلیل مطابق کے طور پر دلالت کرتا ہے اور ختم نبوت زمانی کا ثبوت دلیل التزامی سے متحقق ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ ہو تو ہرگز نہیں سکتا۔ لیکن اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں کوئی نبی آجائے یا فرض کیجئے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو جائے اور اس کو نبوت مل جائے۔ تب بھی آپ کی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ اس لئے کہ نبوت کا ہر مرتبہ آپ پر ختم ہے۔ لہٰذا کوئی آپ

سے پہلے آئے یا بعد کو آئے آپ کی ختم نبوت پر ہرگز کوئی حرف نہیں آتا۔ لیکن یہ تو محض ختم نبوت مرتبی کے درجہ اور مرتبہ کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے ایک تعبیر اختیار کی گئی ہے۔ ورنہ آپ کی ختم نبوت زمانی کا منکر بھی ایسا ہی کافر ہے۔ جیسا کہ فرائض اور وتر وغیرہ کی رکعات کی تعداد کا منکر کافر ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان متعدد عبارات کا خلاصہ ہے جو انہوں نے مختلف کتابوں میں اور بعض تحذیر الناس میں تحریر فرمائی ہیں۔

مرزائی محرفین نے اپنی روایتی چال بازی سے دھوکہ اور فریب دینے کے لئے تحذیر الناس ص ۲۸ سے محولہ بالا ادھورا حوالہ نقل کیا ہے۔ اگر وہ پوری عبارت نقل کر دیتے تو ان کی فریب دہی کا پردہ چاک ہو جاتا اور ان کے پمفلٹ کی کارگزاریوں کا قارئین کو علم ہو جاتا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کیا ہے اور مفہوم و مطلب کیا؟

پوری عبارت یوں ہے۔ فرماتے ہیں:

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے

جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثلت نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ ﷺ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ بالجملہ ثبوت اثر مذکور ہونا مثبت خاتمیت ہے۔ معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں۔

ظاہر ہے کہ یہاں خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے خاتمیت زمانی کا نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں۔ اگر بالفرض حضور ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتمیت زمانی اس کا یہاں ذکر نہیں۔ اگر کوئی بدفہم اس کا مطلب یہ سمجھے کہ حضور ﷺ کے بعد اور نبی ہو سکتے ہیں تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ کافر ہوگا۔

حضرت فرماتے ہیں: سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل: ''انت منی بمنزلة هارون بن موسیٰ الا انه لا نبی بعدی او کماقال'' جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی کیوں کہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بہ سند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی رہے گا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا کہ اس کا منکر کافر ہے۔ ویسا ہی اس کا منکر کافر ہے۔

کس قدر واضح الفاظ ہیں کہ خاتمیت زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسری ضروریات دین کا اور قطعیات دین کا منکر کافر ہے۔

اس عبارت میں حضرت نے فرضی طور پر اور تقدیری طور پر اگر کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور اس مفروضہ کے لئے لفظ اگر ہی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ لفظ بالفرض ساتھ ملا کر بیان کیا ہے تا کہ کسی مفسد کو دھوکہ دینے کا موقع نہ ملے۔

حضرت کا ایک اور ارشاد ملاحظہ ہو: ''خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔'' (مناظرہ عجیبہ ص۳۹)

''حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں۔ علی الاطلاق کہئے یا بالاضافہ۔'' (مناظرہ عجیبہ ص۳)

''ہاں! یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔'' (مناظرہ عجیبہ ص۶۹)

''حاصل مطلب یہ کہ خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے۔ پر رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔'' (مناظرہ عجیبہ ص۵)

اب قادیانی اپنے پمفلٹ میں (عنوان کی) عبارات کا حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں جائزہ لیں کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جسے عوام کا مذہب فرمایا۔ اس کے انکار کو کفر قرار دیا اور مرزائیوں کو چونکہ عوام کے خلاف اہل فہم ہونے کا دعویٰ ہے۔ لہٰذا ختم نبوت زمانی کا انکار کر کے حسب ارشاد نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کافر ٹھہرے۔ واقعی داد دینی پڑتی ہے قادیانی فہم

وفراست کو جنہوں نے اردو کی واضح عبارات کا مفہوم نہ سمجھا۔ وہ اگر قرآن وحدیث کی تصریحات نہ سمجھیں تو کیا تعجب ہے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ ختم نبوت

قادیانی کذابوں نے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اسی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ص ۲۴ پر آپ کی کتاب تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام کے ص ۲۲۳ سے ایک عبارت نقل کی ہے۔

جواب: اگر قادیانیوں میں شمہ بھر حیا کا وجود ہوتا تو وہ ہزار بار سوچتے کہ حکیم الاسلام کی متذکرہ عبارت کے کس لفظ سے اجرائے نبوت کا مفہوم مترشح ہوتا ہے جب کہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرد کامل، خاتم مطلق قرار دے رہے ہیں اور کمالات نبوت کا منبع فیض فرما رہے ہیں کہ آدم تا عیسیٰ علیہم السلام سب انبیائے کرم میں اسی منبع فیوض سے کمالات تقسیم ہوئے۔ بہرحال پھر بھی ختم نبوت کے بارہ میں حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ عرض کر دیتا ہوں۔ ملاحظہ ہو:

''اس سے واضح ہوگیا کہ ختم نبوت کے معنی قطع نبوت یا انقطاع رسالت کے نہیں کہ نبوت کی نعمت باقی نہ رہی یا اس کا نور عالم سے زائل ہوگیا۔ بلکہ تکمیل نبوت کے ہیں جس کا حاصل یہ ہوا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تمام کمالات نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ کر مکمل ہوگئے۔ جواب تک نہ ہوئے تھے اور اب جو نبوت دنیا میں قائم ہے وہ ختم کی ہے اور ایسی کامل نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی نہ یہ کہ نبوت دنیا سے منقطع ہوگئی اور چھین لی گئی۔''

(خاتم النبیین ص ۴)

نیز فرماتے ہیں: ''اور ظاہر ہے کہ جب ان ہی کمالات علم وعمل پر شریعتوں کی بنیاد ہے جو اپنی انتہائی حدود کے ساتھ خاتم النبیین میں جمع ہو کر اپنے آخری کنارہ پر پہنچ گئے جن کا کوئی درجہ باقی نہ رہا کہ اسے پہنچانے کے لئے خدا کا کوئی اور نبی آئے تو اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ شریعت اور دین بھی آ کر خاتم پر ختم یعنی مکمل ہوگیا اور شریعت ودین کا بھی کوئی تکمیل طلب حصہ باقی نہیں رہا کہ اسے پہنچانے یا مکمل کرنے کے لئے کسی اور نبی کو دنیا میں بھیجا جائے۔ اس لئے خاتم النبیین کے لئے خاتم الشرائع، خاتم الادیان اور خاتم الکتب یا بالفاظ دیگر کامل الشریعت کامل الدین اور

کامل الکتب ہونا بھی ضروری اور قدرتی نکلا۔ ورنہ ختم نبوت کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے تھے اور ظاہر ہے کہ کامل ہی ناقص کے لئے ناسخ بن سکتا ہے۔ نہ کہ برعکس اس لئے شریعت محمدی بوجہ اپنے انتہائی کمال اور ناقابل تغیر ہونے کے سابقہ شرائع کو منسوخ کرنے کی حق دار ٹھہرتی ہے اور ظاہر ہے کہ ناسخ آخر میں آتا ہے اور منسوخ اس سے مقدم ہوتا ہے۔ اس لئے اس شریعت کا آخر میں آنا اور اس کے لانے والے کا سب کے آخر میں مبعوث ہونا بھی ضروری تھا۔ اس لئے خاتم النّبیین ہونے کے ساتھ آخر النّبیین بھی ثابت ہوئے کہ آپ کا زمانہ سارے انبیاء کے زمانوں کے بعد میں ہو۔'' (خاتم النّبیین ص۵)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قادیانیوں نے ملوث کرنے کی کوشش کی ہے۔ نزول مسیح علیہ السلام کے بارے میں آپ کے ایک فقرے کو خواہ مخواہ نقل کر کے فریب دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ختم نبوت کے موضوع پر ایک نہایت ہی مدلل اور ضخیم کتاب آج تک دنیائے قادیانیت کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے۔ بے غیرتی کی حد ہے کہ ایسے بزرگان دین کو بھی قادیانی اپنا ہمنوا ظاہر کرنے میں ذرہ بھر شرم محسوس نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانان عالم کو بالعموم اور مسلمانان پاکستان کو بالخصوص اس فتنہ قادیانیت کے شرور سے محفوظ رکھے۔

قارئین کرام! چونکہ مرزائی فریب کی سب سے بڑی بنیاد تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تقسیم پر ہے۔ اس لئے اس پر تبصرہ اور بزرگان دین پر اتہام تراشی کا تفصیلی جائزہ کچھ طوالت اختیار کر گیا ہے۔ اب اس پمفلٹ کے باقی ماندہ ایرادات کا بالاختصار جواب پیش خدمت ہے۔

قادیانی تحریفات کے چند مزید نمونے

قارئین کرام خاتم کے معنی میں قادیانیوں نے جو تحرفات کی ہیں ان کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ ص۲۶ پر خاتم کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے۔

- ''خاتم بمعنی زینت، یعنی زمرۂ انبیاء کی رونق۔ زینت آپ کے دم قدم سے ہے۔ یعنی آپ جان محفل انبیاء ہیں۔''

اور ص۲۹ پر خاتم بمعنی مصدق ومحافظ وکسوٹی کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

- ''آپ ہی کی مہر تصدیق سے انبیاء کی صداقت ثابت ہوتی ہے اور آپ ہی کی مہر تصدیق سے ان کی تعلیمات کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔''

اسی طرح ''خاتم بمعنی رفعت شان وبلحاظ مرتبت آخری ہیں نہ کہ بلحاظ زمانہ۔'' یا ''نبوت کے تمام کمالات آپ پر ختم ہوگئے۔''

اب ان تمام ایرادات اور تحریفات وتلبیسات کا جواب ملاحظہ ہو۔

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن پاک کی کسی آیت یا کسی لفظ کی تفسیر، تشریح یا مراد معلوم کرنے کے لئے اصول اربعہ کا لحاظ لازمی ہے جن کا ذکر گزشتہ سطور میں تفصیل سے ہو چکا اور قادیانی دجال نے بھی جن کو تسلیم کیا اس لئے جو مراد ومعنی اور تشریح وتفسیر ان اصولوں سے ہٹ کر کی جائے گی وہ ناقابل قبول اور مردود ہوگی۔

اب ان اصولوں کی روشنی میں جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی نہ تو امام الانبیاء ﷺ نے کیا نہ اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم نے نہ تابعین نے نہ تبع تابعین نے نہ ائمہ مجتہدین نے نہ مفسرین کرام نے نہ اسلاف امت نے اس لئے یہ مرزائی معنی اور قادیانی تحریف ناقابل قبول ہے۔

اس میں کسی مسلمان کو ذرہ برابر شک نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایسے خاتم ہیں کہ کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ رتبہ تمام شئون اور کمالات کی آپ پر انتہاء ہوگئی۔ جملہ کمالات کے مجموعہ کا نام نبوت ہے جب نبوت کی تکمیل وتتمیم آپ کی ذات گرامی پر ہو چکی تو خاتم النبیین کا صاف اور صریح مفہوم متعین ہوگیا کہ اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور آپ کا مصدق ہونا ہی آپ کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے کہ آپ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء ورسل کی تصدیق کرنے والے، انہیں سچا بتانے والے اور ان کی تعلیمات، کتب وصحائف پر مہر تصدیق ثبت کرنے والے ہیں۔ بے شک آپ مہر نبوت ہیں۔ مگر اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے سلسلہ نبوت کو آپ ﷺ پر ختم فرما کر اس سلسلہ کو گویا سر بمہر کر دیا کہ اب اس سلسلہ میں کوئی نیا شخص داخل نہیں ہوسکتا اور نہ پہلوؤں سے کسی کو نکالا جاسکتا ہے جو اس طرح کا ارتکاب کرے گا۔ وہ مہر توڑنے کا مجرم گردانا جائے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام مصدق نہیں تھے کہ ان سے پہلے کوئی نبی نہیں تھا اور نہ حضور سرور کائنات ﷺ مصدق ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطاء نہیں ہونا۔ حیرت واستعجاب کا مقدم ہے کہ ان صریح معانی ومفاہیم کے باوصف قادیانی

دجاجلہ لفاظی اور حرافی سے کام لے کر عامتہ المسلمین کو فریب دینے میں گزشتہ ایک صدی سے مصروف ہیں۔

جواب ثانی

اسی لفظ خاتم کی ایک دوسری قرأت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک خاتم النبیین کے قائم مقام ختم النبیین بھی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ آپ نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ اس قرأت اور دیگر آیات قرآنی سے ختم نبوت کا جو مفہوم مترشح ہوتا ہے وہی صحیح اور حق ہے۔ اگر کسی قادیانی کو جرأت ہے تو اجرائے نبوت کے لئے اپنے درج بالا من گھڑت مفاہیم قرأت سبعہ وعشرہ میں سے یا کسی قرآنی آیت سے ثابت کر کے دکھائے۔ ان شاء اللہ قیامت تک کسی قادیانی کو اس قرآنی اعجاز کا جواب دینے کی جرأت نہیں ہوگی۔

جواب ثالث

احادیث مبارکہ میں نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر ''لا نبی بعدی'' سے فرمادی ہے۔ مسلم شریف باب الفضائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ ''ختم بی النبیون'' یعنی میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے۔ نیز ابن ماجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ''انا اٰخر الانبیاء'' یعنی میں آخری نبی ہوں۔ اس پر دلالت کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر باب نبوت بند ہو چکا اور اب اجرائے نبوت کا کوئی امکان نہیں۔ کیا کوئی قادیانی ان احادیث کا ترجمہ اپنے مزعومہ معانی مہر والا کر سکتا ہے؟ جب کہ مہر سے مراد مرزائیوں کے نزدیک مہر اتباع واطاعت ہے اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اطاعت واتباع کا مفہوم بھی درجہ مستحلات سے ہے۔

جواب رابع

خاتم کا معنی آخری ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہے۔ اب اسی حقیقی معنی کو چھوڑ کر زینت، مہر وغیرہ مراد لینا بمشکل مجاز بنتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت مراد لیا جاتا ہے۔ جب حقیقت متعذر ہو۔ کیا کوئی قادیانی تعذر حقیقت کے وجوہ بیان کر سکتا ہے کہ حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی اختیار کرنے کی کون سی مجبوری ہے؟

جواب خامس

خاتم کے معنی انگوٹھی لے کر انگوٹھی کو پہننے والے کے لئے زینت قرار دینا اتحاد وقت کا

مقتضی ہے۔ حالانکہ جب دیگر انبیائے علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے تو حضور ﷺ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی اور جب آپ ﷺ تولد پذیر ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لے جاچکے تھے۔ پس اتحاد ومفقود رہا۔ نیز یہ انگوٹھی کا رتبہ پہننے والے سے کم ہوتا ہے تو کیا اس معنی کی رو سے حضور خاتم النّبیین ﷺ کی صریح تخفیف وتوہین نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے اور یقیناً ہوتی ہے جو بذات خود کفر ہے۔

جواب سادس

اگر خاتم کا معنی وہی مہر والا ہی کیا جائے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کیا مطلب ہوگا؟ ''ختم اللہ النّبیین بمحمد ﷺ وکان آخر من بعث'' کیا اس میں صراحتاً سلسلۂ انبیاء کے انقطاع کا ذکر نہیں؟ اور ختم بمعنی مہر مراد لینے سے آخر من بعث کی مطابقت کیا ہوئی؟

جواب سابع

مرزا غلام افرنگ قادیانی نے لکھا ہے: ''ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر تمام وکمال دورۂ حقیقت آدمیت ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔'' (تریاق القلوب ص۱۵۶، خزائن ج۱۵ ص۴۷۷)

اگر منکرین ختم نبوت وقائلین اجرائے نبوت کافی الحقیقت اس قادیانی کذاب ودجال پر ایمان ہے تو پھر یہ عبارت پڑھ کر بتائیں کہ اگر بقول آنجہانی خاتم الاولاد کا معنی یہی ہے تو پھر ''خاتم النّبیین'' کا معنی یہ کیوں نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی عورت کے پیٹ سے جنم نہیں لے گا؟

جواب ثامن

اگر خاتم الانبیاء سے نبیوں کی مہر اور زینت انبیاء مراد ہوسکتا ہے تو پھر خاتم المساجد کا معنی مساجد کی مہر یا زینت المساجد ہونا چاہئے۔ کیا کوئی قادیانی یہ معنی کرسکتا ہے؟

جواب تاسع

مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''اس طرح میری پیدائش ہوئی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور

میں ان کا خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب ص۱۵۷،خزائن ج۱۵ص۴۷۹)

اب قادیانی ہی بتائیں کہ اس عبارت میں:

خاتم الاولاد کے معنی آخری اولاد ہے یا اولاد ساز؟

خاتم الاولاد کے معنی آخری اولاد ہے یا زینت الاولاد؟

خاتم الاولاد کے معنی آخری اولاد ہے یا افضل الاولاد؟

خاتم الاولاد کے معنی آخری اولاد ہے یا مہر والی اولاد؟

جواب عاشر

آخر میں قادیانی متنبّی ہی کا معنی سن لیجئے۔لکھتا ہے:''بلاشبہ ہمارے رسول خاتم النّبیین ہیں۔ان پر مرسلین کا سلسلہ ختم ہوگیا۔'' (حقیقت الوحی ص۶۴،استفتاء خزائن ج۲۲ص۶۸۹)

سچ ہے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے اور کیوں نہ ہو؟ختم نبوت زندہ باد۔''تلک عشرة کاملة''

حدیث''لا نبی بعدی'' کی تشریح

حضرت امام الانبیاء والمرسلین ﷺ نے قرآنی آیت میں''خاتم النّبیین'' کی خود تفسیر''لا نبی بعدی'' سے فرمادی ہے جس کا ذکر بے شمار احادیث میں موجود ہے۔قادیانی پمفلٹ کے ص۴۲ پر مندرجہ بالا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:''مخالفین احمدیت اپنے اسی مؤقف کی تائید میں کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے،خواہ ظلی ہو یا تابع اور امتی۔ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں''لا نبی بعدی'' کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بھی نہیں آسکتا۔اس ضمن میں پہلے تو ہم قارئین کو اس بارہ میں غور اور فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ کیا وہ اکابرین اسلام جن کے متعدد اقتباسات گزر چکے ہیں ان کے علم میں یہ حدیث نہیں تھی یا نعوذ باللہ عہد حاضر کے علماء سے وہ کم متقی تھے۔''

الجواب: قارئین کرام! قادیانیوں نے گویا یہ تسلیم کرلیا ہے کہ حدیث:''لا نبی بعدی'' سے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔باقی رہی بات اکابرین اسلام کے اقتباسات کی تو بحمداللہ پچھلے صفحات میں اکابرین اسلام پر مرزائیوں کی اس اتہام طرازی و بہتان تراشی کا بھرپور جواب دے کر ان اساطین امت کے دامن کو بے غبار کر دیا گیا ہے۔یہ سچ ہے کہ امت کے یہ اکابر علم وتقویٰ کے پہاڑ تھے اور ان کے سامنے یہ حدیث بھی تھی۔اسی لئے انہوں نے حضور علیہ السلام پر

نبوت کو ختم مان کر مدعی نبوت کو کافر، بے ایمان، مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا ہے اور مرزائیوں کی تشریعی وغیر تشریعی نبوت کی اصطلاح کے فریب کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا۔ اب اس حدیث کے ضمن میں قادیانی بے ایمانی اور مرزائی بددیانتی کا جواب پیش خدمت ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق رضی اللہ عنہ پر بہتان اور اس کا جواب

قادیانی لکھتا ہے: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا معلّمہ نصف الدین فرماتی ہیں: ''قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولو لا نبی بعده'' (درمنثور ج۵ ص۲۰۲)

یعنی اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں۔ مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

الجواب: کتنا صریح جھوٹ اور عظیم بہتان ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کہ وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کی حدیث لا نبی بعدی کی کیسے مخالفت فرما سکتی ہیں؟

جواب ثانی

اگر بالفرض محال اس بے جوڑ قول کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ نصوص قطعیہ کے پیش نظر حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اس لئے یہ نہ کہو کہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو جس کے معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ مبعوث نہیں ہوگا۔

جواب ثالث

ختم نبوت کے متعلق حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا وہی عقیدہ ہے جو قرآن مجید، احادیث نبوی، اجماع صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہے۔ فرماتی ہیں: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت سے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ ہاں! صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مبشرات کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھے خواب ہیں۔ آدمی خود ان کو دیکھتا ہے یا اس کے حق میں کوئی دوسرا آدمی دیکھتا ہے۔'' (مسند احمد، کنز العمال)

حضرت امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فریب اور اس کا جواب

قادیانی مبلغ نے اپنے پمفلٹ میں امام محمد طاہر کی مجمع البحار سے ایک اقتباس نقل کر

کے ترجمہ لکھا: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اس بناء پر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بحیثیت نبی اللہ نازل ہونا ہے اور یہ قول حدیث: ''لا نبی بعدی'' کے خلاف بھی نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت منسوخ کرے۔''

الجواب: دنیا میں سب سے بڑا دھوکہ باز وہ شخص ہے جو دین و مذہب کے متعلق لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ شاید موجودہ دور میں مذہبی فراڈ انگریزی نبی کی انگریزی امت کے لئے مختص ہو چکا ہے۔ اس لئے انہوں نے امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے مکمل عبارت درج نہیں کی بلکہ ماقبل اور مابعد کو چھوڑ کر ایک جملہ جسے انہوں نے اپنے لئے مفید سمجھا۔ نقل کر دیا۔ ہم پوری عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین پر قادیانیت کی خباثت وخیانت واضح ہو جائے۔

ترجمہ ملاحظہ ہو: ''اور حدیث میں ہے کہ نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور حلال چیزوں میں زیادتی کریں گے۔ یعنی نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ آسمان پر جانے سے پہلے انہوں نے نکاح نہ کیا تھا۔ ان کے آسمان سے اترنے کے بعد حلال میں اضافہ ہوگا۔ اولاد ہوگی۔ اس زمانے میں ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا۔ یقیناً یہ بشر رسول ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان: ''لاتقولو لا نبی بعدی'' اس بات کے مدنظر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ''لا نبی بعدی'' کے مخالف نہیں۔ اس لئے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا ناسخ ہو۔'' (تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

کتنا واضح بیان ہے کہ اگر ''لا تقولوا لا نبی بعدہ'' حضرت ام المؤمنین کا مقولہ ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ ان کا تشریف لانا حدیث ''لا نبی بعدی'' کے خلاف نہیں۔ اس لئے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرنے کے بجائے اس کی اشاعت کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔

حضرت نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

قادیانی پمفلٹ کے ص ۴۶ پر نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اقتراب الساعۃ ص ۱۶۳

سے نقل کیا ہے کہ حدیث: ''لا وحی بعد موتی'' بے اصل ہے۔ البتہ ''لا نبی بعدی'' آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائے گا۔

الجواب: نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ صحیح العقیدہ مسلمان تھے اور ان پر قادیانیوں کا یہ صریح بہتان ہے کہ معاذ اللہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کی کسی کتاب میں اس خلاف اسلام نظریہ کا شائبہ تک نہیں۔ ''لا نبی بعدی'' کے مفہوم میں کوئی شرح ناسخ لے کر نہیں آئے گا۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد از نزول نئی شریعت لا کر شریعت اسلامیہ کو منسوخ نہیں کریں گے۔

نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

ان کا اپنا عقیدہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ ہمارے حضرت خاتم النبیین ہیں اور ناسخ جملہ شرائع ماقبل۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ اللہ کے بندے اس کے رسول اور اس کے صفی ہیں۔ اوّل انبیاء حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(عقیدۃ السنتی ص ۱۶)

یہی مفہوم دیگر بزرگان دین کی نقل کردہ عبارت کا ہے اور ان اکابرین اسلام کے عقائد کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بالوضاحت بیان ہو چکی ہے۔

فیصلہ کن ارشاد نبوی یا ناقابل اعتبار روایت

قادیانی پمفلٹ کے ص ۴۶ تا ۴۸ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی ۹ ہجری میں نوعمری میں وفات اور ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ گویا آیت ''خاتم النّبیین'' صاحبزادہ ابراہیم کے نبی بننے سے روک نہ تھی۔ محض ان کا وفات پا جانا ان کے نبی بننے میں روک تھا۔

الجواب: مرزائیوں نے یہ روایت ابن ماجہ سے نقل کی ہے۔ لیکن اسی کتاب میں اسی روایت کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:

الف..... بعض محدثین نے اس کی صحت میں کلام کیا ہے۔

ب..... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔

ج..... حضرت امام احمد بن حنبل حضرت امام یحییٰ اور حضرت امام ابوداؤد اسے ضعیف کہتے ہیں اور ثقہ نہیں مانتے۔

د..... حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منکر حدیث ہے۔

ر..... حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متروک الحدیث ہے۔

س..... حضرت امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہے۔

ش..... تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ضعیف ہے۔اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔اس نے حکم سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔

مرزائیوں کی نقل کردہ مندرجہ بالا روایت بھی حکم سے مروی ہے اور اس روایت کی صحت کا یہ حال ہے جس پر مرزائیوں نے اپنے باطل اور کفریہ عقیدے کی بنیاد رکھی ہے۔

جواب ثانی

بنابر تسلیم روایت اس روایت میں حرف ''لو'' ہے جو امتناع اور ناممکنات کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔''لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا'' اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہوتا تو دونوں بگڑ جاتے۔پس جیسے دو خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح ابراہیم زندہ نہ رہ سکتے تھے اور نہ نبی ہو سکتے تھے۔

فقہ حنفیہ کے مشہور امام حضرت علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

مرزائیوں نے اپنے پمفلٹ کے ص ۴۸ پر امام علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی موضوعات کبیر کا حوالہ رقم کر کے ترجمہ کیا ہے:''یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی بنتے۔آیت خاتم النبیین کے مناقض نہیں۔کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی نہیں آ سکتا جو اوّل آپ کی ملت کی تنسیخ کرنے والا ہو۔دوم آپ کی امت میں سے نہ ہو۔''

جواب: اس حدیث کے ضعف کے متعلق گزشتہ سطور میں ہم بلند پایہ محدثین کے اقوال نقل کر چکے ہیں۔حضرت علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب میں فرمایا ہے کہ یہ باطل حدیث ہے۔ (موضوعات کبیر ص ۸۵)

نیز فرماتے ہیں کہ محدث اعظم حضرت علامہ ابن البر تمہید میں فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیا ہے؟ (موضوعات کبیر ص ۵۸)

جواب ثانی

جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ اس مجروح روایت میں حرف ''لو'' آیا ہے جو محالات کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں اٹھارہ پیغمبروں کے نام لے کر اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کا اجمالی ذکر کر کے فرمایا گیا: ''ولو اشرکوا لحبط عنھم ماکانو یعملون'' اگر یہ پیغمبر بھی شرک کا ارتکاب کرتے تو ان کے تمام اعمال برباد ہو جاتے۔

اس آیت میں تعلیق بالمحال ہے یعنی حرف ''لو'' سے یہ مسئلہ فرضی طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بالفرض اگر یہ نبی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے تو ان کے تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جاتے تو کیا مرزائیوں کے دھرم میں نعوذ باللہ یہ استدلال صحیح ہوگا کہ معاذ اللہ نبیوں سے بھی شرک ہو سکتا ہے۔

جواب ثالث

اب حضرت علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے مندرجہ بالا عبارت کی تشریح سن لیجئے اور ختم نبوت کے متعلق ان کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں: ''حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ کیونکہ آپ پہلے نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ہوتے اور یہ حدیث اور اس طرح وہ حدیث جو صراحت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آئی ہے خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری طور پر ہے۔ گویا یہ کہا گیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی تصور کیا جا سکتا تو میرے فلاں فلاں صحابی نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور یہی معنی اس حدیث کا کہ اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔''

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۵۶۴)

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح وضاحت فرمادی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ تمام فرضی طور پر اور تقدیری طور پر بیان ہوئی ہیں کہ اگر بالفرض حضور ﷺ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہونا ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل نہیں سکتی۔ اس لئے یہ حضرات بھی نبی نہ ہو سکے۔

حضرت علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عقیدہ یوں بیان فرمایا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

''ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع امت کفر ہے۔''

(شرح فقہ اکبر ص ۳۰۲)

تو کیا قادیانیوں کے لئے علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ روشن اقوال مشعل ہدایت نہیں بن سکتے۔ حضرت قاری صاحب شرح شمائل میں فرماتے ہیں: اضافت مہر کی نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ آپ کے ساتھ بیت النبوۃ ختم کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ کے بعد اس کے اندر کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ یعنی نبوت کے گھر کا صدر دروازہ SEAL کر دیا گیا۔ اب نہ کوئی نکل سکتا ہے نہ داخل ہو سکتا ہے۔

آیت خاتم النّبیین اور نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

قارئین کرام! گزشتہ اوراق میں قادیانیوں کی طرف سے بزرگان دین پر لگائے گئے۔ صریح بہتانات اور اتہامات کے تفصیلی جواب سے آپ پر یہ حقیقت خوب واضح ہو چکی ہوگی کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر اب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور پھر ہر صدی کے بڑے بڑے صاحبان علم و فضل بزرگان دین کے نزدیک خاتم النّبیین کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آپ فقط تشریعی نبوت کے خاتم ہیں اور آپ کے بعد غیر تشریعی نبوت کا اجراء ممکن ہے۔ آپ پر نہ صرف نبوت کا اکمال و اتمام ہوا بلکہ فضل و مجد اور شرف و بزرگی کی ہر قسم آپ کی ذات عالی پر اپنی معراج کو پہنچ کر مکمل ہوگئی اور مخلوق میں بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے واحد مصداق آپ ہی ہیں۔

آیت خاتم النّبیین کی اس مفصل، مبرہن اور محکم تفسیر کے بعد جب ہم قادیانی کذاب و دجال اور اس کے چیلوں چانٹوں کا فریب دیکھتے ہیں تو ایک بھیانک تضاد نظر آتا ہے کہ ایک طرف وہ ختم نبوت کا اقرار کر کے اپنے تئیں مسلمانوں کی صف میں شامل رکھنے پر مصر ہیں اور ختم نبوت کے نئے نئے معانی و مطالب تراش تراش کر ان پر عارفانہ تفسیر کے لیبل لگا کر خوشنما بنانے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف مرزا غلام افرنگ قادیانی کے مراقی ذہن کی اختراعات کو مختلف عنوانوں اور دعوؤں کی شکل میں پیش کر کے عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔

اگرچہ آنجہانی قادیانی نے بڑے بڑے بلند بانگ دعاوی کئے ہیں۔ خدا سے لے کر محمد ﷺ تک، سب کو ہی اپنے دعاوی کو ہدف بنایا ہے۔ حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ اور ہنود و آریہ تک کی خوشنودی کے حصول کے لئے ان کی آنکھوں میں بھی دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے اور ظل و بروز کے پردے میں ایک چیستان پیش کیا ہے کہ جسے پڑھ کر ایک انسان حیرت سے پکار اٹھے۔

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہئے ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

یہ معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

آپ بھی محفوظ ہولیں۔ قادیانی دجال لکھتا ہے:

میں خدا ہوں: نعوذ باللہ! ''**انا نبشرک بغلام حلیم مظهر الحق والمعاد کان الله نزل من السماء**'' (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

خدا کا باپ ہوں: (نعوذ باللہ) ''**انا نبشرک بغلام حلیم..... کان الله نزل من السماء**'' (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

خدا کا بیٹا ہوں: (عیاذاً باللہ) ''خدا نے کہا تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے ہیں۔'' (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵، ۵۶)

اور کہا: ''سن اے میرے بیٹے۔'' (البشریٰ ج۱ ص۴۹)

اور کہا: ''تو میری اولاد جیسا ہے۔'' (اربعین نمبر۴ ص۲۳ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

خدا کی بیوی: (نعوذ باللہ) قاضی یار قادیانی لکھتا ہے: ''مرزا قادیانی نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔'' استغفر اللہ! (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر۳۴ ص۱۲)

آدم بھی احمد بھی: ''آدم نیز احمد مختار، در بزم جامۂ ابرار۔''

(نزول مسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

مسیح و کلیم بھی: ''منم مسیح زمان و منم کلیم خدا'' (تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

محمد و احمد بھی: ''منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد۔'' (تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

مریم و ابن مریم بھی: ''وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے۔ وہ میں ہی ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص۱۹۴، خزائن ج۲۲ ص۲۰۱)

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح بھی مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

ابراہیم و یعقوب: ''میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں۔ نیز ابراہیم ہوں۔ نسلیں ہیں میری بے شمار۔'' (درثمین اردو ص۹۶)

مہدی موعود: ''مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا۔'' (نجم الہدیٰ ص۷۸، خزائن ج۱۴ص۷۸)

بیت اللہ: ''خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ رکھا۔''

(حاشیہ اربعین ص۵، خزائن ج۱۷ص۴۴۵)

حجر اسود: ''من گفتم کہ حجر اسود منم۔ میں نے کہا کہ میں حجر اسود ہوں۔''

(اربعین نمبر۴ص۱۶، خزائن ج۱۷ص۴۴۵)

سب کچھ ہوں: ''میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں۔ یعنی مکمل طور پر محمد اور احمد ہوں۔''

(حقیقت الوحی حاشیہ ص۷۳، خزائن ج۲۲ص۷۶)

کرشن ہوں: ''پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ص۵۲۱)

جے سنگھ بہادر ہوں: ''۸؍دسمبر ۱۹۰۶ء بوقت فجر کئی الہام ہوئے۔ ان میں سے ایک الہام یہ بھی ہے۔ ''امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں۔'' (تذکرہ ص۶۷۲ طبع چہارم)

رودر گوپال ہوں: ''چنانچہ ملک ہند میں کرشن نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں۔ اس کا نام مجھے دیا گیا۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ص۵۲۱)

اور اس سب کے باوصف:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین اردو ص۶۹)

اور سچ بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے متعلق سب سے زیادہ سچی بات یہی کہی ہے۔ ان کی اس بات کو تو سچ ماننے کو جی چاہتا ہے۔

قارئین کرام! یہ مرزا قادیانی کے دعاوی بلکہ بے تکی ہانکنے کا ایک نمونہ مشتے از خروارے تھا۔ مگر ان سب دعوؤں میں مرزا قادیانی کو سب سے زیادہ اصرار اپنے مسیح موعود یا مثیل مسیح ہونے کا تھا۔ اس کے لئے آنجہانی نے ایک عجیب تکنیک استعمال کی کہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسلمہ عقیدہ کا انکار کیا۔ رفع سماوی کا انکار کرتے ہوئے اسے ناممکن ٹھہرایا۔ بلکہ مزید برآں ان کی طبعی موت کی ایک کہانی گھڑ کر بزعم خویش انہیں مقبوضہ کشمیر مین دفن کرادیا اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ اب عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) فوت ہو چکے۔ یہ دعویٰ کیا کہ اب اصل مسیح تو آنے سے رہے۔ لہٰذا میں مثیل مسیح بن کر آ گیا ہوں اور استعارے کا پردہ تان کر اپنی مکروہ اور گھناؤنی شکل کو اس کے پیچھے چھپانے کی ناکام اور بھونڈی کوشش کی۔ کتابیں لکھیں۔ چیلنج کئے۔ اشتہار چھاپے اور اس میں بھی اپنی عجیب وغریب تضاد بیانی کا ثبوت دیا۔ ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ مریم طاہرہ کی عزت کرنے کا اظہار کیا تو دوسری طرف یہ بکواس کی کہ:

''مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں، نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی بہنوں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا اور پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں ہیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ کہ قابل اعتراض۔'' (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

متذکرہ بالا عبارت کا ایک ایک لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ کی توہین وتنقیص اور قرآن مجید کی آیات بینات کی صریح نفی ہے۔

دنیائے مرزائیت کا سب سے بڑا فریب اور اس کا پردہ چاک

مذکورہ قادیانی پمفلٹ کے ص۵۰ پر ''آیت خاتم النّبیین اور نزول عیسیٰ نبی اللہ'' کے عنوان کے تحت مرزائیوں نے اپنے روایتی دجل وکذب کا ثبوت دیتے ہوئے اکابرین اسلام

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ معاذ اللہ یہ حضرات بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کے بعد غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ اس الزام کا تفصیلی جواب تو ان اکابر ہی کی عبارات کی روشنی میں گزشتہ اوراق میں دیا جا چکا ہے۔ تاہم ان سطور میں مذکورہ پمفلٹ کے ص ۵۱ تا ۵۳ پر جس کذب وافتراء کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس کا جواب دینا مقصود ہے۔

قادیانی دجل کا ماحصل یہ ہے:

۱..... نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق علمائے اسلام کے عقائد میں ایک بھیانک تضاد ہے۔

۲..... علمائے اسلام بزرگان سلف کے مسلک سے ہٹتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کی رو سے اب کبھی کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔ نہ امتی نہ غیر امتی۔ نہ آزاد نہ غلام حتیٰ کہ یہ وہ شخص بھی نبوت نہیں پاسکتا جو کامل طور پر حضور اکرم ﷺ کے وجود کا مکمل عکس اور ظل بن جائے۔

۳..... علمائے اسلام کا اس کے برعکس یہ ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے ایک رسول تھے اور امت موسوی کے ایک فرد تھے اور شریعت موسوی کے تابع نبی تھے۔ اب کسی وقت امت محمدیہ میں بحیثیت نبی اور رسول نازل ہوں گے۔

۴..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد امت محمدیہ کے ایک فرد بن جائیں گے۔ لہٰذا امتی نبی ہوں گے اور آپ کی نبوت آیت خاتم النبیین کے متناقض نہیں ہوگی۔

۵..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو نبی نہیں رہیں گے بلکہ امتی اور امام ہوں گے۔ گویا انہیں نبوت سے معزول کر دیا جائے گا۔

الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ، رفع سماوی اور نزول کے عقیدے اور آیت خاتم النبیین کی محکم تشریح وتفصیل میں بحمد اللہ عالم اسلام میں کامل اتحاد ویگانگت اور وحدت فکر پائی جاتی ہے اور کسی قسم کے کسی تضاد کا وجود نہیں جسے مرزائیوں نے کرید کرید کر ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ سلف سے لے کر خلف تک جملہ اہل اسلام علماء کرام اور عامتہ المسلمین ان امور اربعہ پر متفق ہیں اور ان پر اجماع امت ہے کہ:

۞..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ومصلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ انہیں زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھالیا گیا اور وہ آج بھی چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

۞..... قرب قیامت میں آسمان سے آپ کا نزول ہوگا۔ آپ حضور ﷺ کی شریعت پر عمل کرتے ہوئے دین اسلام کی نصرت وحمایت فرمائیں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ صلیب توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ کی رسم اٹھائیں گے۔ چالیس سال زمین پر زندہ رہیں گے۔ نکاح کریں گے۔ ان کی اولاد ہوگی اور وفات کے بعد گنبد خضریٰ میں دفن ہوں گے اور اس عقیدہ میں کسی مسلمان کو کوئی اختلاف نہیں۔

جواب ثانی

گزشتہ اوراق میں علماء دین واکابرین ملت کی عبارات کی روشنی میں تفصیل سے عرض کیا جاچکا ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ نہ یہ کہ آپ سے پہلے والا نبی بھی نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبوت پہلے سے ملی ہوئی ہے۔ اب ان کا نازل ہوکر آپ کی شریعت کا متبع ہونا اور اسی شریعت کی نشر واشاعت کرنا ان کی رفعت شان اور ہمارے پیغمبر ﷺ کی تائید ہے نہ کہ اس سے ان کی توہین وتنقیص لازم آتی ہے۔ کیا شان ہے اس پیغمبر کی جس کی تائید انبیائے سابقین کریں اور کیا شان ہے اس نبی کی جس کو نبوت محمدی کی تائید کے لئے خدا منتخب فرمالیں اور عام ارواح میں لئے جانے والے میثاق انبیاء کی تکمیل ''لتؤمنن به ولتنصرنه'' کی صورت میں کریں۔

جواب ثالث

اگر قادیانی ذریت علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح المعانی کا مطالعہ کرلیتی تو اس شبہ میں نہ خود مبتلا ہوتی نہ دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتی۔ علامہ فرماتے ہیں: ''ختم نبوت کے عقیدے کے مخالف وہ عقیدہ نہیں ہے جس پر امت کا اجماع ہوچکا ہے۔ احادیث اس عقیدے پر شہرت بلکہ تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہیں۔ قرآن کی تصریح موجود ہے۔ اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ وہ عقیدہ ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے زیور نبوت سے آراستہ ہونے سے پہلے نبی تھے۔'' (روح المعانی ج۷ ص۶۰)

اور صاحب تفسیر کشاف علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ''پس اگر تو اعتراض کرے کہ حضور ﷺ آخری پیغمبر کس طرح ہوسکتے ہیں۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام تو آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔''

جواب: حضور ﷺ کے آخری پیغمبر ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا اور عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے سے نبی ہیں۔ (کشاف)

اس مضمون کی عبارات زرقانی شرح مواہب ج۵ص۲۶۷ برحاشیہ تفسیر خازن تفسیر مدارک ج۳ص۳۷۰ اور حسب ارشاد مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ تفسیر محیط ج۷ص۲۳۶ اور تفسیر ابوالسعود برحاشیہ کبیر ج۶ص۲۸۸ پر بھی موجود ہیں۔ من شاء فلیطالع!

حرف آخر

تمام ذی شعور، صاحبان عقل وشعور، حق پسند وحق بین قارئین پر گزشتہ اوراق میں پیش کردہ حقائق، قادیانی ایرادات اوران کے جوابات سے بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ امت مسلمہ آیت خاتم النبیین کی جو تشریح وتوضیح کرتی ہے وہ وہی ہے جو امام الانبیاء ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، علمائے حقانی، اولیائے ربانی، عارفان یزدانی، صلحائے امت اور بزرگان سلف پیش کرتے چلے آئے ہیں اور یہی تفسیر قرآن کریم کی اصول اربعہ کی روشنی میں صحیح بلکہ اصح ہے۔ اس کے برخلاف اجرائے نبوت کا قادیانی مؤقف یقیناً کفر ہے اور اس کے نتیجہ میں انسان لازماً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پایا ہے اور یہ بات ایسی واضح اور اٹل ہے کہ کل بھی صحیح تھی، آج بھی صحیح ہے اور ان شاء اللہ آنے والی کل بھی صحیح ثابت ہوگی۔ کفر واسلام کے پیمانے وقت اور افراد کے لحاظ سے بدلا نہیں کرتے۔ جو بات قادیانی دجال کے لئے موجب کفر ہے وہی بات کسی بھی دوسرے فرد کے لئے کل بھی کفر تھی آج بھی کفر ہے۔ اس پر خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمانی فیصلہ اور اصحاب رسول کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد پیدا ہونے والا کوئی بھی مدعی نبوت کافر ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں مسلمانوں کا چودہ سو سالہ اجماع وتواتر سے چلا آرہا ہے اور ابتداء سے اب تک علمائے حقانی کا ایک روشن سلسلہ اجرائے نبوت کے قادیانی مؤقف کی تغلیط وتردید کر رہا ہے۔ اسی لئے اجرائے نبوت کا ہر قائل اور مدعی قہر خداوندی اور اسلامی غیرت وحمیت کا نشانہ بنے گا اور لطف کی بات یہ ہے کہ دور حاضر کے کذاب ودجال، انگریزی نبی، غلام افرنگ قادیانی آنجہانی نے بھی اس اسلامی مؤقف ومسلک کی تائید وتصدیق کی۔

ا..... ”وما کان لی ان ادعیٰ النبوۃ واخرج عن الاسلام والحق بقوم الکافرین“ میرے لئے جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل

جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔ (حمامتہ البشریٰ ص۷، خزائن ج۷ ص۲۷۹)

۲..... ''اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کردے۔ بعد اس کے کہ اس کو قطع کر چکا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۷، خزائن ج۵ ص۳۴۷)

۳..... ''جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(تبلیغ رسالت ج۲ ص۴۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵۵)

۴..... ''ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے قائل ہیں اور آنحضرت کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔''

(تبلیغ رسالت ج۶ ص۲، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

تصویر کا دوسرا رخ: لیکن اس کذاب کو اپنی کہی اور لکھی ہوئی باتیں بھول گئیں اور پھر یہ کہا:

۵..... ''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

۶..... ''اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اسی میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد میں مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔'' (نزول المسیح ص۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۶)

۷..... ''صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

۸..... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

مرزائی دوستو! مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا اس عبارت کو غور سے پڑھو اور اللہ کا خوف پیش نظر رکھتے ہوئے اس امر پر غور کرو اور مجھے یقین ہے کہ اگر انصاف اور خوف خدا کو ملحوظ رکھ کر غور کرو گے تو لازماً اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ تمہارے مرزا قادیانی اپنے ہی قول وقرار اور تحریری شہادتوں کی رو سے خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے اور اجرائے نبوت کے نئے فلسفہ کو شروع کر کے ختم نبوت کے منکر بن گئے۔ اس لئے بے دین ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ حق چھوڑ کر کافروں سے جاملے اور بقول خود لعنتی ٹھہرے اور لعنتی بھی اتنے بڑے کہ اگر ان کا کوئی چیلا چانٹا ان کے اتباع میں ''نور الحق'' کی نقالی کرتے ہوئے ایک کتاب مرتب کرے اور اس کے ہر صفحہ اور سطر پر لفظ لعنت کے سوا کچھ نہ لکھے اور کتاب بھی ہزاروں صفحات کی ہو تو بھی اس

لعنت کا احاطہ نہ کر سکے۔ کیونکہ یہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ہے اور ختم نبوت کے غداروں، غاصبوں اور منکروں کے لئے عذاب خداوندی کا ایک عظیم کوڑا ''اللھم احفظنا'' ختم نبوت زندہ باد۔

آخر میں ہم اپنی معروضات کو حکیم مشرق، مفکر اسلام، مدبر ملت اور مسلمانوں کی نشاۃ الثانیہ کے داعی اعظم علامہ محمد اقبال نور اللہ مرقدہ کے چند اقتباسات پر ختم کرتے ہیں۔ یہ اقتباسات علامہ مرحوم کے ۳ رمئی ۱۹۳۵ء کو جاری کردہ بیان سے ماخوذ ہیں:

- قادیانیوں اور جمہور مسلمانوں کی نزاع نے جو مسئلہ پیدا کیا ہے وہ نہایت اہم ہے۔
- ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے۔ لیکن اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی ہے اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے۔
- انسانیت کی تمدنی تاریخ میں ختم نبوت کا تخیل اوّلین ہونے کے علاوہ تکمیلی و تخلیقی ہے۔ اس کی صحیح اہمیت کا اندازہ مغربی اور وسط ایشیاء کے قبل از اسلام مؤبدانہ تمدن کی تاریخ کے بغور مطالعہ ہی سے ہوسکتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق مؤبدانہ تمدن میں زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ ان تمام مذاہب میں نبوت کے تسلسل و اجراء کا تصور نہایت لازم تھا۔
- قبل از اسلام کی موبدیت کے احیاء کی دو صورتوں میں سے میرے نزدیک بہائیت قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن موخرالذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی۔ مگر باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے انتہائی مہلک ہے۔ اس کا حاسد خدا کا تصور جس کے پاس مخالفین کے لئے لاتعداد زلزلے اور لاتعداد بیماریاں ہیں اور نبی سے متعلق نجومی کا تخیل اور روح مسیح کے لئے تسلسل کا عقیدہ یہ سب اس قدر یہودیانہ ہیں کہ اس تحریک کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ ابتدائی یہودیت کی طرف رجوع کر رہی ہے۔
- اسلامی ایران میں قبل اسلام کے مؤبدانہ اثرات کے تحت جو ملحدانہ تحریکیں اٹھیں انہوں نے تناسخ کے اس تصور کو چھپانے کے لئے بروز، حلول اور ظلی وغیرہ کی اصطلاحات

وضع کیں۔ مؤبدانہ نظریہ کی وضاحت کے لئے نئی اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ وہ مسلمانوں کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا مبدأ بھی قبل از اسلام کا مؤبدانہ تصور ہے۔

۞..... میری رائے میں قادیانیوں کے لئے صرف دو راستے ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصل کو اس کے پورے مقدمہ کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی عیارانہ تاویلیں محض اس لئے ہیں کہ وہ اپنے سیاسی فوائد کے لئے اسلام کے حلقہ میں رہنا چاہتے ہیں۔

۞..... میں ذاتی طور پر اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت سے متعلق بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ اس کے بعد میرے شکوک وشبہات بغاوت کی حد تک پہنچ گئے۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردہ ای

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے یہ چند اقتباسات مجاہد ختم نبوت سیف اسلام جناب آغا عبدالکریم شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اقبال اور قادیانیت'' سے ماخوذ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مجاہدین ختم نبوت کی قبروں کو انوار وتجلیات رحمت سے معمور ومنور فرمائے اور تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت کے لئے ان کی ان کاوشوں کو شرف قبول بخشے۔ آمین!

''وآخر دعوانا آن الحمد للہ رب العلمین''

خدم اہل سنت: فدائے ختم نبوت

العبدالاحقر: ضیاء البخاری مجددی، نقشبندی، علوی ایم.اے، پشاور

ملت اسلامیہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک

تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت آرڈیننس کے نفاذ پر ہم بہ صمیمہ قلب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور تمام ملت اسلامیہ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

ہم عصر حاضر کے اکابرین علمائے حقانی بالخصوص محدث شہیر استاذ المحدثین حضرت العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام پاکستان رئیس المفسرین حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ابراہیم میر رحمۃ اللہ علیہ، مفکر اسلام حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، ضیغم اسلام حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ، بطل حریت آغا عبدالکریم شورش رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت کے شہداء وشرکاء اور سراج السالکین پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف امیر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان، تحریک خدام اہل سنت جمعیۃ اشاعۃ توحید وسنت، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت، تنظیم اہل سنت پاکستان اور مجلس احرار اسلام پاکستان، علمائے کرام، طلبائے عظام، وکلاء، قائدین اور عامۃ المسلمین کی خدمات میں ہدیہ سلام وہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے دامے درمے قدمے سخنے کسی بھی نہج سے حضرت امام الانبیاء المرسلین سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت اور رفعت ومنزلت کے تحفظ کے لئے محبت وعقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین کو درجات عالیہ اور پسماندگان کو عزم واستقلال اور ہمت استقامت اور مذہب حقہ اہل سنت والجماعۃ پر مداومت نصیب فرمائے۔ آمین!

العبد: الاحقر خاتم اہل سنت قاضی محمد ضیاء الحق ایم.اے
خطیب شاہ فیصل شہید جامع مسجد ۳۸، دی مال پشاور

مہدی اور مسیح
دو
جدا جدا افراد ہیں

جناب حشمت اللہ قریشی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملت اسلام کی دونوں جماعتوں سنی اور شیعہ کا یہ متفقہ مذہب کن آیات واحادیث پر مبنی ہے۔

۱..... (صحیح بخاری) ان میں سب سے پہلا حوالہ صحیح بخاری کا ملاحظہ ہو۔ ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم '' تمہاری کیفیت کیا ہوگی۔ جب ابن مریم تمہارے درمیان نزول فرمائیں گے۔ درحالیکہ تمہارا امام تمہارے درمیان ہوگا۔

۲..... (صحیح مسلم) میں یہی مضمون زیادہ تفصیل کے ساتھ ہے۔ ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علیٰ بعض امراء '' تمہاری کیفیت کیا ہوگی۔ جب ابن مریم تمہارے درمیان نزول فرمائیں گے۔ درحالیکہ تمہارا امام تم ہی میں ہوگا۔ پس حاضرین کا امیر (ابن مریم سے) کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ پس وہ (ابن مریم) کہیں گے نہیں کیونکہ تم میں سے بعض فرد دوسروں کے امیر ہیں۔

۳..... (مشکوٰۃ ص۴۷۹ حاشیہ پر نوٹ نمبر۲) میں اس حدیث کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ ''قولہ وامامکم منکم ای من قریش وھو المھدی ای عیسیٰ یقتدی بہ '' حدیث میں جو یہ لکھا ہے کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ قریش ہوگا اور وہی مہدی ہے۔ یعنی عیسیٰ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

۴..... (کنز العمال ج۷ ص۱۸۸، حدیث:۱۹۴۹) ''منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفہ (ابونعیم عن ابی سعید) '' فرمایا کہ ہم میں سے ہے وہ شخص جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔

۵..... (کنز العمال حدیث:۱۹۶۹) ''یا عم النبی ان اللہ تعالیٰ یبتدء الاسلام بی وسیختمہ بغلام من ولدک وھو الذی یتقدم عیسیٰ بن مریم '' اے چچا نبی کے اللہ تعالیٰ نے بے شک ابتداء کی اسلام کی میرے ذریعے اور آئندہ ختم کردے گا اسلام کو ایک جوان عمر کے ذریعہ سے جو تیری اولاد میں سے ہوگا اور یہی شخص ہے جو عیسیٰ بن مریم سے پہلے آئے گا۔

۶..... (مشکوٰۃ ص ۴۸۰) پر صحیح مسلم کی حدیث مندرجہ بالا کے الفاظ یوں نقل کئے ہیں۔ ’’فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا میرھم لا ان بعضکم علیٰ بعض امراء‘‘ (دوبارہ ترجمہ کی چنداں ضرورت نہیں)

۷..... (کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۷۰) میں لکھا ہے: ’’یا عباس ان اللہ تعالیٰ بدء بی ھٰذا الامر وسیختمہ بغلام من ولدک یملأھا عدلاً کما ملئت جوراً وھو الذی یصلّی بعیسیٰ علیہ السلام ‘‘ یا عباس اللہ تعالیٰ نے بے شک اس شریعت کو میرے ذریعے شروع کیا اور آئندہ اس کو ختم کردے گا ایک جواں مرد کے ذریعہ جو تیری اولاد میں سے ہوگا جو اس (زمین) کو بھر دے گا۔ عدل کے ساتھ جیسے وہ بھری جا چکی ہوگی ستم کے ساتھ اور یہ شخص وہی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

۸..... عصمۃ الرجعۃ میں مذکور ہے: ’’ان الذی یصلی خلفہ عیسیٰ ھو الشمس الطالع من مغربھا‘‘ وہ شخص جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے اس (ہی کے بارے میں آیا ہے) کہ وہی وہ سورج ہے جو اپنے مغرب سے طلوع کرے گا۔

۹..... (حجج الکرامہ فی آثار القیامہ ص ۳۵۵) میں لکھا ہے: ’’از اولاد فاطمہ در آخر زمان یتقدم عیسیٰ بن مریم‘‘ بی بی فاطمہ کی اولاد میں سے ایک شخص (ظاہر) ہوگا جو عیسیٰ بن مریم سے پہلے (ظاہر) ہوگا۔

۱۰..... پھر (ص ۳۵۶) پر لکھا ہے: ’’یتقدم عیسیٰ بن مریم‘‘ عیسیٰ بن مریم سے پہلے (ظاہر) ہوگا۔

۱۱..... (صحیح مسلم کی شرح تنویٰ علی البیضاوی ج ۵ ص ۳۵ حاشیہ) پر لکھا ہے: ’’یتأخر أة امام فیقدمہ عیسیٰ ویصلی خلفہ‘‘ امام (مہدی) پیچھے ہٹیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں آگے بڑھا دیں گے اور (ان کے) پیچھے نماز پڑھیں گے۔

۱۲..... فتح الباری للعسقلانی اور ارشاد الساری للقسطلانی جو دونوں صحیح بخاری کی مشہور شرح کی کتابیں ہیں اور مرقاۃ جو مشکوٰۃ کی شرح ہے ان میں بھی اس عقیدے کی تصدیق کی ہے کہ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ دونوں نماز کے وقت ایک جگہ موجود ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔

۱۳..... (اقتباس الانوار ص۷۲) پر لکھا ہے: ''در اکثر احادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناہ ﷺ ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد شد وعیسیٰ بن مریم باد اقتداء کردہ نماز خواہد گزارد وجمیع عارفان صاحب تمکین بریں متفقند'' کثرت کے ساتھ ایسی حدیثیں موجود ہیں جس کو صحیح اور متواتر بتایا گیا ہے اور جو حضرت رسالت پناہ ﷺ سے روایتاً منسوب ہیں کہ حضرت امام مہدی بی بی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ بن مریم ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے اور وہ سب لوگ جو بلند پایہ عارف سمجھے گئے ہیں۔ اس مسئلہ سے اتفاق رکھتے ہیں۔

۱۴..... مسلمانوں کا عام طور پر یہ مذہب ہے کہ مسیح بن مریم مقتدی ہوگا۔

(ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۲۴۸)

۱۵..... ''امت محمدیہ کا اجماع ہوا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کے اندر مسیح اور مہدی ظاہر ہوں گے۔'' (تبلیغ ہدایت ص۲۸)

مؤلف کا تبصرہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ منجملہ دس اور کتابوں میں ذکر ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ سے یہ عقیدہ مشہور اور محتاط محدثوں کی کتابوں میں لکھا ہوا امت مسلمہ کو پہنچا ہے اور تیرہ سو برس جمہور اسلام کا اس پر اتفاق رہا ہے کہ امام مہدی کے پیچھے کھڑے ہو کر حضرت عیسیٰ آخری زمانہ میں نماز پڑھیں گے۔ اس کی تصدیق کرنے والوں میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی شامل ہیں۔ پس موعود اسلام دو جدا جدا شخص ہیں۔

اب چند ایسے حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن میں مہدی اور مسیح دونوں کا ایک ہی وقت میں موجود ہونا صریحاً بیان کیا گیا ہے۔

۱۶..... (کتاب رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ ج۳ ص۳۰۷) کی آخری سطروں میں لکھا ہے اور مضمون ص۳۰۸ پر جاری ہے کہ امام مہدی کے ثبوت میں متواتر حدیثیں وارد ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کی آل کرام میں سے ہوں گے اور سات سال تک حکومت کریں گے اور حضرت عیسیٰ ان ہی کے زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

۱۷..... جلال الدین سیوطی کی کتاب عرف الوردی فی اخبار المہدی میں ابن عباس سے

روایت ہے کہ: ''المهدی منا یدفعها الیٰ عیسیٰ بن مریم ''امام مہدی ہم میں سے (ظاہر) ہوں گے اور (اپنی امارت کو) عیسیٰ بن مریم کے سپرد کریں گے۔

۱۸..... عصمۃ الرجعۃ میں لکھا ہے۔ ''بیرون می آید حسین با قائم'' رجعت فرمائیں گے حسین اور قائم (مہدی) ساتھ ہوں گے۔

۱۹..... (بحار الانوار مجلد غیبت) امام جعفر صادق سے روایت ہے۔ ''الحسین یخرج علیٰ اثر القائم ''حسین رجعت فرمائیں گے قائم (مہدی) کے بعد۔

۲۰..... کشف الحقائق آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''ان لی کرة ولک کرتین کرة قبل محمد وکرة بعد حسین ''میرے لئے ایک رجعت ہے اور تمہارے لئے دو۔ پہلی رجعت محمد سے پہلے اور دوسری رجعت حسین کے بعد۔

۲۱..... کتاب وافی میں آنحضرت ﷺ کا خطاب ان ہی الفاظ میں ہے۔ جہاں دونوں موعودوں کے نام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۲۲..... (کنز العمال ج۷، باب خروج المہدی حدیث نمبر ۱۹۴۷) میں ذکر ہے کہ: ''لن تهلک امة انا فی اولها وعیسیٰ بن مریم فی آخرها والمهدی فی اوسطها (رواہ ابو نعیم عن ابن عباس) ''ہرگز ہلاک نہ ہوگی ایسی امت، میں ہوں جس کے اوّل میں اور عیسیٰ بن مریم ہیں اس کے آخر میں اور مہدی ہے اس کے درمیان میں۔

۲۳..... پھر (حدیث نمبر ۱۹۵۸) میں یہی مضمون ان الفاظ میں ہے: ''کیف تهلک امة انا فی اولها وعیسیٰ بن مریم فی آخرها والمهدی من اهل بیتی فی وسطها ''اس میں یہ فقرہ زیادہ ہے کہ مہدی میرے اہل بیت میں سے ہے۔

۲۴..... (مشکوٰۃ ص ۴۷۱، اشراط الساعۃ) میں ابن ماجہ سے روایت ہے کہ: ''الایات بعد المأتین '' کی شرح میں لکھا۔ ''ویحتمل ان یکون اللام فی المأتین البعد ای بعد المأتین بعد الالف وهو وقت ظهور المهدی وخروج الدجال ونزول عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام ''احتمال یہ ہے کہ المأتین کے لام کا تعلق بعد سے ہو یعنی وہ دو سو برس جو ایک ہزار برس کے بعد آئیں گے اور یہ زمانہ مہدی کے ظہور اور دجال کے خروج اور عیسیٰ کے نزول کا ہے۔

۲۵..... (الیواقیت والجواہر مبحث نمبر۶۵) میں لکھا ہے کہ مہدی و دجال وعیسیٰ بن مریم ودابہ خروج کریں گے اور آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا۔

۲۶..... (تحفہ گولڑویہ ص۴۷، خزائن ج۱۷ص۱۶۷) مہدی اور مسیح اور دجال تینوں مشرق میں ہی ہوں گے۔

۲۷..... (تحفہ گولڑویہ ص۴۷، خزائن ج۱۷ص۱۶۷) مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق سے ظاہر ہوں گے۔

۲۸..... فتوحات مکیہ شیخ ابن عربی میں اصحاب مہدی کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''**ھم من الاعاجم لیس فیھم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربی لھم حافظ من غیر جنسھم وھو اخص الوزراع (الی ان قال) ویقتلون کلھم الا واحد منھم ینزل فی مرج عکاء**'' یہ لوگ ایرانی ہوں گے۔ ان کے اندر عرب ایک بھی نہ ہوگا۔ لیکن وہ لوگ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں گفتگو نہ کریں گے۔ ان کا ایک حفاظت کرنے والا ہوگا جو ان کی جنس (صحابہ) میں سے نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ مہدی کے سب وزیروں میں زیادہ خصوصیت والا ہوگا۔

۲۹..... محی الدین ابن عربی کی کتاب نصوص الحکم میں بھی اسی مضمون کی عبارت ہے۔

۳۰..... خصوص الکلم جو شیعہ عالم مرزا محمد شیرازی کی تالیف ہے اس میں بھی ابن عربی کا یہ مکاشفہ درج ہے۔

۳۱..... (الیواقیت والجواہر) امام شعرانی کی کتاب میں بھی اسی مضمون کی روایت درج ہے۔

۳۲..... (حجج الکرامہ، نواب صدیق حسن خاں کی کتاب) میں لکھا ہے۔ مہدی کے ساتھ حافظ امت ہوگا۔

۳۳..... (رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ ج۳ص۳۰۸، ۳۰۹) حضرت عیسیٰ، حضرت مہدی کے بہت دنوں بعد تک زندہ رہیں گے۔

۳۴..... (حجج الکرامہ ص۴۳۴) مہدی کا جنازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھیں گے اور وہی دفن بھی کریں گے۔

۳۵..... (بحار الانوار ج۱۳ص۱۳) میں لکھا ہے: ''**جاء الحجۃ الموت فیکون الذی یلی غسلہ وکفنہ وحنوطہ وایلاجہ حضرتہ الحسین**'' جب حجۃ (مہدی)

وفات پائیں گے تو ان کے غسل، کفن دفن کا انتظام حضرت حسین کریں گے۔

۳۶..... (ازالہ اوہام ص۵۶۸، خزائن ج۳ ص۴۰۶) بجز عیسیٰ کے اس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا۔

نوٹ: ان تمام حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ امت محمدیہ مسلمہ کے اس اجتماعی عقیدے کی کہ احادیث نبوی کی رو سے امام مہدی اور عیسیٰ سنی اصطلاح کے مطابق اور قائم آل محمد ورجعت حسینی اثنی وعشری اصطلاح کے مطابق دو شخص آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ متعدد اسناد ہیں جو ایک دوسرے کی تائید اور تفسیر کرتی ہیں اور وہ مسلمانوں کی معتبر ترین کتب احادیث میں ابھی تک موجود ہیں۔

بعض لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ مزید اطمینان کی خاطر احادیث کا منبع اور مدرک آیات قرآنی سے بھی تلاش کریں۔ اس مبارک خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے ذیل کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۳۷..... (المشکوۃ ص ۴۸۲، باب النفخ فی الصور الفصل الثالث) ''عن ابن عباس رضی اللہ عنہ **قال فی قولہ تعالیٰ فاذا نقر فی الناقور الصور قال والراجفة النفحة الاولی والرادفة الثانیه** (رواہ بخاری فی ترجمہ باب الصور) ''نفخ صور کے باب میں تیسری فصل میں ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی آیت کے بارے میں کہ جب نرسنگھا پھونکا جائے گا تو فرمایا الراجفہ (یعنی بڑی ہل چل) سے مراد صور کی پہلی آواز ہے اور الرادفہ (فوراً بعد والی) سے مراد صور کی دوسری آواز ہے۔

نوٹ: ''**اذا نقر فی الناقور**'' سورۂ مدثر کی آیت ہے اور **الرادفہ** سورۂ النازعات کی۔

۳۸..... اب سورۂ زمر کی آیت کو لیجئے: ''**ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیه اخریٰ فاذاھم قیام ینظرون واشرقت الارض بنور ربھا**'' جب صور کی آواز بلند ہوگی تو فوراً بے ہوش ہو جائیں گے وہ لوگ جو آسمانوں اور زمین پر موجود ہوں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کا بیہوش ہونا خدا نہ چاہے۔ پھر صور کی دوسری آواز بلند ہوگی تو فوراً لوگ دیکھیں گے کہ صفیں باندھی جارہی ہیں اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوگئی۔

نوٹ: اب قرآن شریف میں مہدی موعود کا ذکر سورۃ الجمعہ میں سب مانتے ہیں کہ جب

آیت ''واخرین منھم لما یلحقوا بھم'' نازل ہوئی تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ یہ کون لوگ ہیں تو آپ ﷺ نے مہدی علیہ الرضوان کی طرف اشارہ کیا۔ یہ دونوں حدیثیں صحیح مسلم ج۱۶ میں ص۱۰۰ پر موجود ہیں۔

۳۹..... ''لو کان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس (رواہ محمد بن رافع بن ابی ھریرۃ) ''جب دین (اسلام) ثریا پر پہنچ جائے گا تو اس پر تصرف کرے گا۔ ایک شخص شیراز (فارس) کا۔ ایک شخص کی تصریح ہے۔

۴۰..... ''قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ھؤلاء (وکان السلیمان فینا) ''جب ایمان ثریا پر پہنچ جائے گا تو اس (سلمان فارسی کے وطن ایران کے) عجمی ہاتھ بڑھا کر اس پر تصرف کرلیں گے۔ (راوی قتیبہ بن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نوٹ: نمبر۳۹ کی روایت میں آنحضرت ﷺ نے صریح طور پر ایک شخص کے ایک شہر شیراز سے ظاہر ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ حضرت امام مہدی ہیں۔

۴۰..... اور نمبر۴۰ کی روایت میں سلمان فارسی کے ہم وطن عجمی متعدد لوگوں کا ذکر کیا جو امام مہدی کے اصحاب ہیں۔ دونوں کو سننے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ نمبر۳۹ کے آخری معتبر راوی محمد بن رافع اور نمبر۴۰ کے قتیبہ بن سعید کتاب صحیح مسلم۔

نمبر۴۰ کے مضمون کو نمبر۲۸، ۲۹، ۳۰ اور ۳۱ کے مضمون سے ملایئے۔ جہاں اصحاب مہدی کے عجمی ہونے کا ذکر ہے۔

پس امت مسلمہ کا یہ جمہوری عقیدہ جو صحابہ کرام کے زمانہ سے چلا آتا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کے اندر مہدی اور مسیح دو جدا جدا موعود ظاہر ہوں گے۔ منجملہ اور احادیث ماثورہ اور آیات قرآنی کے مذکورہ بالا چالیس حوالوں اور ان کی لائق اعتماد اور قابل وثوق اسناد پر مبنی ہے۔

''والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ واسلم للہ ورسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وامنائہ اجمعین''

خاتمہ

علماء حدیث وتفسیر سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اپنے نظریہ اور تعمیری تنقید سے اس مختصر کے مؤلف کو مستفیض فرمائیں۔ اپنے اور ہر شخص کے لئے حسن خاتمہ کا طالب: حشمت اللہ قریشی۔ کراچی نمبر۵، مورخہ ۱۹/دسمبر ۱۹۶۲ء

مرزائے قادیان کی تحریف قرآن

مولانا محمد شفیع جوش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ ختم المرسلین

افتتاحیہ

مجھے یہ شوق شروع ہی سے ہے کہ ہر مسلک کا مشاہدہ ان کی کتب سے کیا جائے۔ کیونکہ بعض فرقوں کی طرف لوگ ایسے عقائد منسوب کرتے ہیں جس سے وہ انکار کرتے ہیں اور بعض عقائد بعض فرقے پبلک میں کچھ رکھتے ہیں اور اس سے کسی فرقے کے صحیح خیالات کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔

اس لئے فقیر کسی فرقے کے بارے میں ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ہی ان کے متعلق رائے قائم کرتا ہے۔

قادیانی جماعت کے بارے میں مجھے جو کچھ معلوم تھا اس کا ذکر بعض قادیانی احباب سے کرتا تو وہ انکار کرتے اور کہتے کہ یہ باتیں مسلمان علماء نے ہماری طرف غلط منسوب کی ہیں اور مرزا قادیانی کی کتب سے غلط حوالے دے کر عوام کو بدگمانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس پر میں نے فیصلہ کیا کہ اس جماعت قادیانیہ کی مکمل واقفیت حاصل کرنے کے لئے بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب منگائی جائیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی ساٹھ کتابیں اور مرزا محمود خلیفہ ثانی قادیانی کی چند کتب اور دیگر اکابر قادیانی حضرات کی کافی کتب میں نے اکٹھی کر لیں۔

پہلے کتابوں کا مطالعہ میں نے اس زاویہ نگاہ سے کیا کہ علمائے اسلام نے قادیانیوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے یا مبالغہ کیا گیا ہے؟ تو جو کچھ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امیر ملت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے متعلق جو کچھ کہا

یا لکھا ہے وہ میں نے قادیانی کتب میں صحیح اور درست پایا۔

قادیانیوں کے متعلق مجھے ذاتی تجربہ بھی ہوا کہ جب ان کو کہا جائے کہ آپ کی فلاں کتاب میں یہ بات غلط لکھی ہوئی ہے تو فوراً انکار کر دیں گے۔ حتیٰ کہ اگر کہا جائے کہ کتاب میرے پاس ہے تب بھی انکار ہی کریں گے۔ جب کہا جائے کہ کتاب لاؤں تو فوراً کہیں گے لاؤ۔ جب تک کتاب کھلتی وہ سراسر انکار پر مصر رہیں گے۔ حتیٰ کہ کتاب دیکھ لیں گے۔ حوالہ کتاب دیکھنے کے بعد اس عبارت کی تاویل کریں گے۔ گویا کہ پہلے سے تیار کر رکھی تھی تو واقعہ یہ ہے کہ ان سب کو معلوم ہوتا ہے پہلے تو وہ ویسے تردید کر کے بات ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کتاب سامنے آ ہی جائے تو تاویل تیار ہوتی ہے۔ تاویل کرنے میں قادیانی صاحبان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

آسمانی فیصلہ

ہاں تو میں ذکر کر رہا تھا کہ قادیانی کتب کا مطالعہ بغائر نظر میں نے جاری رکھا۔ ایک دن مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''حقیقت الوحی'' پڑھ رہا تھا تو قرآن شریف کی سورۂ توبہ پارہ نمبر ۱۰ کے حوالے سے ایک آیت نقل کی گئی تھی۔ اتفاق سے وہ آیت مجھے یاد تھی اور مجھے محسوس ہوا کہ کتاب میں آیت غلط لکھی گئی ہے۔ میں نے قرآن مجید نکال کر دیکھا تو واقعی کتاب میں آیت غلط لکھی تھی وہ آیت آگے آنے والی تحریر میں درج ہے۔ میں نے اس کو اتفاقی امر اور کتابت کی غلطی پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا۔ لیکن اب میں قرآن شریف کی ہر آیت جو مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہو اس کو قرآن مجید سے ضرور چیک کرتا ہوں۔

تھوڑی دیر بعد اس کتاب میں مجھے ایک اور آیت بدل کر تحریر کی ہوئی نظر آ گئی۔ میری تحقیق و تلاش جاری تھی کہ چند روز میں مرزا قادیانی کی مختلف کتب سے چھ آیات میں نے ایسی تلاش کر لیں جن میں لفظی تحریف کی گئی تھی اور اس کے معنی بھی بدل کر مرزا قادیانی کے مؤقف کی تائید کرانے والے بنا دیئے گئے تھے۔

اب مرزا قادیانی کی تحریف قرآن کے متعلق میرا شک یقین سے بدل چکا تھا۔مگر میں یہ سوچتا کہ اتنی فاش غلطی آج تک علمائے اسلام کی نظر سے نہ گزری؟اس معمہ کو حل کرنے کے لئے میں نے اپنے ایک قادیانی فاضل دوست کو بلایا۔ان سے ذکر کیا، کتابیں دکھائیں تو وہ تمام آیات نوٹ کر کے تشریف لے گئے کہ تحقیق کر کے جواب دیا جائے گا۔میں مطمئن ہو گیا۔

اسی دوران میرے پاس ایک اور قادیانی صاحب محمد عظیم باجوہ ماڈل ٹاؤن لاہور جو بہت پرانے کارکن اور فاضل شخص ہیں قادیانی جماعت کی طرف سے کشمیر میں تحریک آزادی میں کارہائے نمایاں انجام دے چکے ہیں اور تجربہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔میرے پاس تشریف لائے۔ان سے ذکر چل پڑا کہ مرزا قادیانی نے کچھ قرآنی آیات بدل کر تحریر کی ہیں تو وہ فرمانے لگے کہ کاتب یا مرزا قادیانی سے جو غلطیاں ہو گئی ہیں وہ سہواً ہیں عمداً نہیں۔میں نے عرض کیا کہ سہو اس وقت تک ہے جب تک پتہ نہ چلے۔جب معلوم ہو گیا تو تصحیح لازمی تھی۔آخر قرآن مجید کی آیات ہیں کوئی معمولی بات نہیں تو باجوہ صاحب نے فرمایا کہ اب نئے ایڈیشنوں میں تصحیح کر دی گئی ہے۔

دوسرے دن بروز پیر مورخہ ۱۵/اگست ۱۹۷۳ء صبح آٹھ بجے محمد عظیم باجوہ صاحب اور ایک بہت بڑے عالم جناب حافظ محمد یوسف صاحب جو حافظ قرآن ہیں اور اس کے علاوہ عربی زبان پر بھی کافی دسترس رکھتے ہیں اور بہت بڑے مبلغ ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی کی ۳۰ کتابیں لے کر میرے پاس گھر پر تشریف لائے اور فرمانے لگے یہ کتابیں مستند ہیں۔ربوہ میں ہمارے بہت بڑے فاضل جلال الدین شمس صاحب کی نگرانی میں چھپی ہیں۔یہ کتابیں ۱۹۵۷ء کی طبع شدہ ہیں۔میں نے عرض کیا کہ باجوہ صاحب اور حافظ صاحب آپ جو کتابیں لائے ہیں یہ ۱۹۵۷ء کی چھپی ہوئی ہیں اور میرے پاس ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۳ء کی چھپی ہوئی بھی ہیں۔تو سب سے بہتر اور مستند تو آخری ایڈیشن ہوتا ہے تو اگر ۱۹۵۷ء میں آیات کی درستی کر بھی دی گئی ہو تو ۱۹۷۰ء کے ایڈیشن میں پھر اس غلطی کا اعادہ اس بات کا ظاہر ثبوت ہے کہ جان بوجھ کر آیات میں تحریف کی گئی ہے۔

باجوہ صاحب اور حافظ صاحب نے کہا کہ کیا حرج ہے۔ اگر ہماری لائی ہوئی کتب دیکھ لی جائیں تو میں نے کہا دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ باجوہ صاحب مجھے کتاب جلد ا میں نوٹ دکھایا۔ جس میں مولانا جلال الدین شمس صاحب نے لکھا ہے کہ ہم نے مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی غلط آیات کو درست کر دیا ہے اور پھر میں نے حافظ محمد یوسف صاحب سے پوچھا تحریف قرآن کی کیا تعریف ہے تو انہوں نے کہا کہ قرآن شریف کی آیات سے کچھ الفاظ کم اور کچھ زیادہ کر دینے کو تحریف کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے قرآن شریف حافظ محمد یوسف صاحب کو دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''حقیقت الوحی'' محمد عظیم باجوہ صاحب کو دی اور دسویں پارے کی آیت: ''الم یعلموا انه من یحادد الله'' نکالی۔ مرزا قادیانی نے پارہ نمبر ۱۰ سورۂ توبہ کا حوالہ دے کر اس آیت کو کتاب ''حقیقت الوحی'' میں غلط لکھا ہے۔ ان کی لائی ہوئی کتابوں میں بھی یہ آیت بدل کر لکھی گئی پائی گئی تو ان حضرات کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ لہٰذا حافظ محمد یوسف کی تحریف قرآن کی تعریف کے مطابق مرزا قادیانی نے ان آیات میں سے کچھ الفاظ نکالے ہیں اور کچھ ڈالے ہیں۔ یعنی تحریف قرآن کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چوہدری محمد عظیم باجوہ صاحب اور حافظ محمد یوسف صاحب تشریف لے گئے اور ۳۰ عدد کتب جو وہ لائے تھے میرے پاس چھوڑ گئے۔ میں نے ان کتابوں کا مطالعہ جاری رکھا تو ۱۰ آیات قرآن کی مجھے مل گئیں۔ جن کو مختلف کتابوں میں تکرار کر کے لکھا گیا ہے۔ مگر ایک ہی تبدیلی اور تحریف کے ساتھ اس کے دو دن بعد محمد عظیم باجوہ صاحب میرے پاس آئے تو میں نے ان سے کہا کہ ایک تحریر مجھے دے دیں کہ جو دعویٰ میں (یعنی مولوی محمد شفیع جوش) نے کیا تھا کہ مرزا قادیانی نے قرآنی آیات کی تحریف ہے۔ وہ آپ کی لائی ہوئی کتابوں کے نئے اور پرانے ایڈیشنوں سے بالکل ثابت کر دیا ہے۔ اس پر مجھے وہ تحریر دے گئے۔ جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں اور ایک چھٹی بھی دے گئے کہ آپ مرزا قادیانی کی کتابوں میں سے قرآن وحدیث کی غلطیوں کی نشاندہی کریں اور ہم جماعت ربوہ سے انہیں درست کرانے کی کوشش کریں گے۔ یہ مختصر سا واقعہ تھا جس سے تحریف آیات قرآن از

مرزائے قادیان کا سراغ ملا۔ جس سے امت مسلمہ آج تک بے خبر رہی۔ اب ان کی آیات کی تفصیل معہ حوالہ کتب ملاحظہ فرمائیں۔ ایک خاص بات یاد رہے کہ یہ وہ آیات ہیں جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید کا حوالہ دے کر لکھی ہیں اور اصل آیت میں کم وبیش کر کے تحریف قرآن کے مرتکب ہوئے اور الہام کے نام پر جو آیات قرآنی کی تحریف وتوہین کی ہے۔ وہ الگ باب ہے۔

تحریف قرآن کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

مرزا قادیانی کی کتابوں میں	قرآن مجید میں
۱-''الم یعلموا انه من یحادد الله ورسوله ید خله نارًا خالدًا فیها ذٰلک الخزی العظیم'' (حقیقت الوحی ص۱۳۰، خزائن ج۲۲ ص۱۳۳)	۱-''الم یعلموا انه من یحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالدًا فیها ذٰلک الخزی العظیم (توبہ:۶۳)''

نوٹ: مرزا قادیانی نے ''ید خله'' اپنی طرف سے داخل کیا اور ''فان له وجهنم'' کو خارج کر کے قرآن مجید کی تصحیح فرمائی۔ (نعوذ باللہ) یہ وہ آیت ہے جو میں نے حافظ صاحب اور باجوہ صاحب کو ان کی لائی ہوئی کتابوں سے نکال کر دکھائی۔

۲-''ان یجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم'' (جنگ مقدس ص۱۷۷، خزائن ج۶ ص۲۷۶)	۲-''وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل الله (سورۃ توبہ: ۴۱)''

مرزا قادیانی نے ''ان یجاهدوا باموالهم'' اپنی طرف سے داخل کیا اور ''وجاهدوا باموالکم'' کو خارج کر کے ''فی سبیل الله'' کو آخر سے اٹھا کر درمیان میں رکھ دیا۔

ان آیات سے ترجمہ کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ اس کا محل ذکر نہیں۔ ہماری ایک کتاب اسی مضمون پر آئے گی۔ اس میں تمام پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ کیا جائے گا۔ معنوی تحریف بلا ارادہ کفر ہے۔ لیکن لفظی تحریف قرآن پاک کے الفاظ واعراب کو بدلنا تو کفر عظیم وخباثت کبیر ہے۔

۳-''وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنٰی القی الشیطان فی امنیته'' (ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹، آئینہ کمالات ص۳۳، ۲۱۷)	۳-اللہ جل شانہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ''وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنٰی القی الشیطن فی امنیته (سورۃ حج:۵۲)''

مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن شریف کی آیت سے ''من قبلک'' خارج کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر ''من قبلک'' یہاں رہتا تو مرزا قادیانی کی نبوت کا ٹھکانا نہ بنتا۔

۴-''انا اتینک سبعًا من المثانی والقران العظیم'' (براہین احمدیہ ص۳۰۶، خزائن ج۱ ص۵۸۰)	۴-''ولقد اتینک سبعًا من المثانی والقران العظیم (سورۃ حجر:۸۷)''

''ولقد'' غائب ''انا'' زائد ''قران'' میں ''ن'' پر زبر ہے اور (مرزا کی) کتاب میں زیر ہے۔ ''العظیم'' کے ''م'' پر زبر ہے اور مرزا قادیانی کی کتاب میں زیر ہے۔

۵-''کل شیءٍ فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام'' (ازالہ اوہام ص۱۳۶، خزائن ج۳ ص۱۶۹)	۵-''کل من علیھا فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام (سورۃ رحمٰن:۲۶،۲۷)''

''من علیھا'' غائب ''شیءٍ'' زائد۔

۶-''یاایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانًا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویجعل لکم نورًا تمشون بہ'' (آئینہ کمالات اسلام ص۱۵۵، خزائن ج۵ ص۹۷)	۶-''یاایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانًا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویغفرلکم واللہ ذوالفضل العظیم (سورۃ انفال:۲۹)''

''ویجعل لکم تمشون بہ'' مرزا قادیانی نے داخل کیا۔ ''ویغفرلکم واللہ ذوالفضل العظیم'' خارج کیا۔

۷-''وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنّٰی القی الشیطٰن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ اٰیٰتہ''	''وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون (الانبیاء:۲۵)''

براہین احمدیہ از مرزا قادیانی کی فہرست ص۳۸ میں یہ آیت سورۂ انبیاء نمبر۲۱ آیت ۲۵ کی دکھائی گئی ہے اور ج۴ ص۵۴۸ میں درج کیا گیا ہے۔ براہین احمدیہ ص۳۴۸، خزائن ج۱ ص۶۵۵ نیا ایڈیشن پرانا ایڈیشن ربوہ ۱۹۵۷ء ص۶۳۳

ناظرین! دیکھئے اصل آیت ''من رسول'' تک تحریر کی۔ آگے اپنی طرف سے ساری عبارت لگائی اور محدث کا لفظ جو سارے قرآن مجید میں نہیں ہے داخل کر دیا۔ یہ سارا ڈھونگ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو محدث وملہم من اللہ ثابت کرنے کے لئے رچایا۔

بعض دوستوں کا خیال تھا کہ ان کتابوں کے فوٹوسٹیٹ اس پمفلٹ میں دیئے جائیں۔ مگر اس کی ضرورت میں نے اس لئے نہ سمجھی کہ قادیانیوں کو اس سے انکار نہیں ہے۔ اگر کسی جانب سے مطالبہ ہوا تو اصل کتاب اور قرآن شریف کے فوٹوسٹیٹ دیئے جاسکتے ہیں۔

کتابیں: مرزا غلام احمد قادیانی کی ان کے اپنے دور میں چھپی ہوئی خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کے دور میں چھپی ہوئی، خلیفہ ثالث مرزا ناصر کے دور کی مطبوعہ میرے پاس موجود ہیں جو دکھائی جاسکتی ہیں۔ مگر بعد میں توبہ از قادیانیت شرط ہوگی۔

مسلمانو! یہ تمہاری قرآن مجید سے دوری کا نتیجہ ہے کہ تقریباً ۶۰ سال تک یہ آیات اور خدا جانے کتنی اور تحریف کر کے مسلمانوں کی اصل اساس یعنی کتاب اللہ کو مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگر یہ کوشش فی الواقعہ نہ ہوتی تو یہ آیات خلیفہ نوردین صاحب میاں بشیر صاحب یا میاں ناصر صاحب درست کروا دیتے۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ مگر وہ اپنی نبی کی غلطی کو کس طرح درست کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ تو اس کو قرآن مجید کی درستی ہی خیال کرتے ہوں گے۔

اٹھو اور قرآن مجید پر ظلم عظیم، تحریف کے خلاف احتجاج کرو اور حکومت کو مجبور کرو کہ وہ ربوہ سے جواب طلب کرے اور ایسی کتب جن میں تحریف قرآن اور توہین رسالت وصحابہ رضی اللہ عنہم کا مواد موجود ہے۔ ضبط کر لی جائیں اور آئندہ اشاعت پر پابندی عائد کر دی جائے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ملازمتوں میں ان کو مناسب نمائندگی دی جائے۔ ورنہ ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور پاکستان کو قادیان پر قربان کرنے کا وقت ہو جائے گا۔

مؤلف: محمد شفیع عفی عنہ

مرزا قادیانی کا پوسٹ مارٹم

جناب محمد سلیم ساقی (ایم اے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلی فہرست

پیش لفظ	۴۰۶
عرض مؤلف	۴۰۶
مرزا قادیانی	۴۰۸
نام اور ولدیت	۴۱۰
پیدائش، سن پیدائش (ہیرا پھیری)	۴۱۰
تعلیم اور پیشہ	۴۱۱
ذہنی توازن	۴۱۱
بیماریاں	۴۱۲
اخلاق	۴۱۴
بدکلامی	۴۱۴
بہتان تراشی	۴۱۵
چال چلن	۴۱۵
بھانو	۴۱۵
زینب بیگم	۴۱۶
نیم دیوانی کی حرکت	۴۱۶
جوان عورت، بغلگیر، الحمدللہ	۴۱۷
پندرہ سالہ لڑکی	۴۱۷
عشقیہ شاعری	۴۱۸
عقائد	۴۱۹

مرزا قادیانی کے عقائد	۴۲۰
(۱) تحریفات (معنوی وتشریحی)	۴۲۴
(۳) توہین	۴۲۶
(۴) من گھڑت وحی والہامات	۴۲۶
(۵) شعائراللہ کی توہین	۴۲۶
(۶) گستاخ	۴۲۷
(۱) خداتعالیٰ کی توہین	۴۲۷
(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین	۴۲۸
(۳) تمام انبیاء کی توہین	۴۲۸
(۴) سردار انبیاء حضور نبی کریم (ﷺ) کی توہین اور بے ادبی	۴۲۸
(۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آل رسول ﷺ اور علمائے کرام کی توہین	۴۲۹
(الف) مرزا قادیانی کا اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں اور رسولوں سے بنیادی اور اصولی موازنہ	۴۳۲
انبیاء ورسل علیہم السلام	۴۳۲
مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنۃ	۴۳۳
(ب) حضور نبی کریم ﷺ کا مرزا قادیانی علیہ العنۃ سے موازنہ	۴۳۹
محمد رسول اللہ ﷺ	۴۳۹
مرزا قادیانی جہنم مکانی	۴۳۹
مرزا قادیانی کے شرمناک دعوے	۴۴۴
مرتد اور گستاخ رسول کی سزا اور انجام	۴۴۷
(۱) مرتد	۴۴۸
(۲) گستاخ رسول	۴۴۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

''مرزا قادیانی کا پوسٹ مارٹم'' کتابچہ نہایت محنت اور احتیاط سے لکھا گیا ہے۔ اس کا اختصار اور جامعیت قابل تحسین ہے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے واقعی مؤلف نے مرزا قادیانی کی شخصیت اور ذہنیت کو شیشے میں اتارا ہے۔ اس کے محل وقوع اور حدود اربعہ کا صحیح پتہ لگایا ہے۔ کھری کھری سنا کر قادیانیت کے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ گستاخ رسول ﷺ کے منہ میں خاک ڈالی ہے۔ مؤلف نے مرزا قادیانی کی شکل، صورت، سیرت اور عقائد سے واقعی ثابت کر دیا ہے کہ اس کو مہدی، مسیح، نبی یا رسول کہنا تو کجا اس کو انسان کہنا بھی انسانیت کی توہین ہے۔ امید ہے قارئین اسے پڑھ کر داد دیں گے اور قادیانیوں کی اصلیت سے آگاہ ہو کر ان کا مکمل بائیکاٹ اور محاسبہ کریں گے اور اس کتابچہ کو پڑھ کر دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی پڑھائیں گے۔ قادیانیوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ اسے بغور پڑھ کر خلوص دل سے سوچیں کہ وہ کس کے پیروکار بنے پھرتے ہیں؟ کیا ان کی عقل، سوچ اندھی ہوگئی ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی وہ ایک مجہول، پاگل، کاذب، گستاخ، منافق اور انگریز کے پٹھو کو نبی، رسول بلکہ عین محمد مانتے ہیں؟ کیا انبیاء کرام کی شخصیت اور کردار و گفتار اس لعین سے مطابقت رکھتے ہیں؟ خدارا قادیانیو! کچھ تو سوچو اور راہ راست پر آ جاؤ۔ نہ اپنی عاقبت خراب کرو اور نہ دوسروں کو اپنے اصحاب النار بنانے کی مذموم کوشش کرو۔ یہودیت و نصرانیت کی گود میں پلنے والو! تم کب تک خلق خدا کو گمراہ کرتے رہو گے؟ عاشقان رسالت مآب ﷺ کے ہوش میں آنے کی ہی دیر ہے۔

اراکین مجلس تحفظ ختم نبوت، حلقہ لاہور

باسمہ سبحانہ

عرض مؤلف

برادران اسلام و عاشقان ختم الرسل ﷺ! جہاں ہم عملی طور پر اخلاق و کردار کے اعتبار سے گئے گزرے ہیں اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول، ختمی مرتبت، رحمت دو عالم، باعث نجات انسانیت کی تعلیمات مقدسہ سے منہ موڑ کر جہالت و ظلمت اور پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتے چلے جا رہے ہیں، وہاں ہم میں غیرت دینی و ملّی کا جذبہ بھی مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ ہم دشمنان ملک

وملت ومنکرین ختم نبوت (قادیانیوں) سے باہم شیر وشکر ہیں۔ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ مشترکہ کاروبار کرتے ہیں۔دوستی اور یارانے قائم کرتے ہیں۔ان کے جنازوں اور کفن دفن میں ان کے شریک غم ہوتے ہیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کی اکثریت ان کے عقائد اور عزائم سے قطعی نابلد ہے۔وہ نہیں سمجھتے کہ یہ مسلمان نما منافق وزندیق ملت اسلامیہ، دین اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کی جڑیں کاٹنے میں دن رات مصروف ہیں۔ ان کا رابطہ اسلام دشمن طاقتوں سے ہر وقت قائم رہتا ہے۔۱۹۷۲ء کی اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی بھرتی تھے۔حال ہی میں جناب ڈاکٹر عبدالقدیر نے اپنے ایک اخباری بیان میں بتایا ہے کہ قادیانی پاکستان کے ایٹمی راز اسرائیل پہنچا رہے ہیں جو پاکستان کے ایٹمی پلانٹ کو عراقی پلانٹ کی طرح تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔انہوں نے شہید ملت لیاقت علی خان کو کنزلے نامی ایک جرمن کے ہاتھوں شہید کروایا۔یہ ظفراللہ خان قادیانی کا متبنّیٰ تھا۔انہوں نے تقسیم ہند کے وقت باؤنڈری کمیشن کے آگے یہ عرضداشت کی تھی کہ ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے علاوہ ایک اور قوم یعنی قادیانی بھی ہیں۔لہٰذا ضلع گورداسپور جو قادیان کا ضلع ہے کو ایک علیحدہ ریاست کی شکل دی جائے۔

اس وقت ضلع گورداسپور میں تین فیصد قادیانی ۴۸ فیصد مسلمان اور ۴۹ فیصد ہندو تھے۔ اگر یہ ہندوؤں کا ساتھ دیتے تو یہ ضلع ہندوستان کے ساتھ منسلک ہوتا تھا اور اگر پاکستان کا ساتھ دیتے تو پاکستان سے مل جاتا۔مگر اس عرضداشت کو مدنظر رکھ کر کمیشن نے یہ ضلع ہندوستان کے قبضہ میں دے دیا۔اس ضلع کو کشمیر کی شہ رگ کی حیثیت حاصل ہے۔جناب ایم.ایم عالم شاہین پاکستان نے انکشاف کیا ہے کہ ۱۹۶۵ء کی ہندو پاک جنگ کے دوران رات کے وقت بلیک آوٹ کے دوران دانستہ طور پر ربوہ (چناب نگر) میں بتیاں جلائی جاتی رہیں۔وارننگ کے باوجود بتیاں گل نہ کرنے پر آخر کار حکومت نے تنگ آ کر ربوہ (چناب نگر) کا بجلی کا کنکشن کاٹ دیا تھا۔مقصد ان کا سرگودھا ایئربیس پر بمباری کروانا تھا۔

اندریں حالات یہ ضروری ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا جائے اور قادیانیوں کے عقائد وعزائم سے ان کو آگاہ کیا جائے۔ان کے گرو (مرزا قادیانی) کی شخصیت اور اس کے عقائد باطلہ اور اس کی اسلام دشمنی کا پردہ چاک کیا جائے۔یہ کتابچہ اسی بات کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا ہے کہ مرزا قادیانی جہنم مکانی کی صورت، کردار اور اس کے عقائد باطلہ سے پردہ اٹھایا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کا اصل مقام کیا تھا۔یہ کتابچہ نہایت مختصر مگر جامع

نوعیت کا ہے۔ مرزا قادیانی کے بارے میں مختلف موضوعات پر پہلے ہی کافی لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ مگر یہ کتابچہ مرزا قادیانی کی ذات کے تقریباً تمام پہلوؤں پر ایک تحقیقی مقالہ ہے جسے ہر ذی شعور بآسانی سمجھ سکتا ہے اور پڑھنے کے فوراً بعد کوئی مثبت رائے قائم کر سکتا ہے۔ یہ قادیانیوں کے لئے بھی نہایت سودمند ہوگا۔ اگر وہ مرزا قادیانی کی اندھی تقلید کو چھوڑ کر اور حقیقت کے متلاشی بن کر اس کو غور سے پڑھیں۔ ہوسکتا ہے کئی خوش نصیب قادیانی راہ راست پر آ جائیں اور اپنی دنیا و عاقبت سوار لیں۔ آمین!

آخر میں اپنے مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ ان قادیانیوں کو مار آستین سمجھتے ہوئے مکمل طور پر ان کا سوشل بائیکاٹ کریں۔ اپنے دوستوں کو ان کے گرو کے بارے میں آگاہ کریں اور مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، کی دامے، قدمے، سخنے امداد کریں تا کہ اس ناسور سے عالم اسلام کو پاک کیا جاسکے۔ غلامی رسول ﷺ ہم پر یہ فرض عائد کرتی ہے کہ ہم ناموس رسالت ﷺ کی خاطر تن، من، دھن کی بازی لگادیں۔ ورنہ ہم روز قیامت شفاعت مصطفوی ﷺ کے مستحق نہ ہوں گے۔

اے اہل حق اٹھو ہمیں باطل کے سامنے — عظمت نبی کی چاہئے جسموں پہ سر نہیں

محمد سلیم ساقی، ایم.اے

(خادم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

مرزا قادیانی

کبر فرعون، کینہ ابولہب، کذب مسیلمہ فتنہ دجال — ایں خبائث کلہم در ذات مرزا دیدہ ایم

نے ولی ونے مسیح ونے نبی ونے خدا — کرگس بے مایہ را در زعم شاہیں دیدہ ایم

(مؤلف)

ترجمہ: فرعون کا تکبر، ابولہب کی دشمنی، مسیلمہ کا جھوٹ اور دجال لعین کا فتنہ۔ یہ تمام خباثتیں ہم نے مرزا قادیانی کے اندر دیکھی ہیں۔ یہ نہ ولی ہے، نہ مسیح ہے، نہ نبی اور نہ ہی خدا ہے۔ بلکہ گدھ ہے جس کو شاہین کا گمان ہوا ہے۔

شوریدہ سر، مجہول مطلق، مغضوب قدرت، ملعون خلقت، ستودۂ شیطنت، سراپا نحوست، کرم غلاظت، دزد رسالت، خمیر شرارت، مجسمۂ جہالت، تخم نصرانیت، نخل یہودیت، ثمر بولہبیت، ننگ انسانیت، اسمہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنۃ۔

مرزا قادیانی کیا تھا؟ کون تھا؟ اس کا اس سے بڑھ کر اور کوئی تعارف نہیں ہوسکتا کہ یہ

اسلام، عالم اسلام، امت مسلمہ اور برصغیر کے مسلمانوں کے خلاف نصرانیت کی طرف سے اٹھائے گئے۔ فتنہ وسازش کا مرکزی کردار تھا۔ انگریز جانتا تھا کہ جب تلک مسلمانوں کے اندر جذبۂ جہاد اور شوق شہادت موجود ہے۔ وہ اپنے عزائم میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس کا تجربہ انہوں نے سلطان حیدر علی، سلطان ٹیپو، نواب سراج الدولہ کے ساتھ معرکہ آرائیوں اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حاصل کرلیا تھا۔ انگریز یہ بھی جانتا تھا کہ جب تک اعتقادی لحاظ سے مسلمانوں میں انتشار پیدا نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک مسلمانوں کو زیر کرنا ممکن نہیں ہے۔ ان دو حقائق کو مدنظر رکھ کر انہوں نے سوچا کہ کس طرح مسلمانوں کے دل سے جذبۂ جہاد ختم کیا جائے اور ان کے اندر انتشار پیدا کیا جائے؟

چنانچہ اس سلسلہ میں حکومت برطانیہ نے پارلیمنٹ کا ایک پانچ رکنی وفد ہندوستان بھیجا۔ واپسی پر اس وفد نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ مسلمانوں کے اندر جذبۂ جہاد اسی وقت ختم ہوسکتا ہے جب کوئی شخص مسلمانوں میں مجدد ہونے کا دعویٰ کر کے یہ فتویٰ داغ دے کہ اب جہاد موقوف ہو چکا ہے اور کچھ عرصہ بعد وہ نبوت کا دعویٰ کر کے رہی سہی کسر بھی نکال دے۔ اسی مشن کے لئے تین آدمیوں کے نام تجویز کئے گئے اور آخر کار سب سے زیادہ شاطر، عیار اور انگریز کے وفادار، بہی خواہ اور نیم ملا یعنی مرزا قادیانی کا انتخاب ہوا جس نے یہ فریضہ بڑے عمدہ طریقہ سے ادا کیا۔ جس کا انگریز ہمیشہ احسان مند وممنون ومشکور رہے گا اور ہے۔ اسی سلسلہ میں مرزا قادیانی کے فتویٰ کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے۔

’’کچھ احمق افراد یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا موجودہ حکومت کے خلاف جہاد میں لڑنا درست ہے کہ نہیں۔ ایسے افراد کو ذہن نشین کرنا چاہئے کہ ان کا یہ سوال حماقت کی انتہاء ہے۔ ایک عظیم محسن کے خلاف جہاد کیسے کر سکتے ہیں جس کا احسان ایک فرض بن گیا ہے۔ محسنوں کے خلاف ایسا برا سوچنا حرامی اور بدذات کا کام ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۳، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

اب مرزا[1] قادیانی کی ذات اور شخصیت کے چند اہم پہلوؤں پر نہایت مختصر الفاظ میں

---

[1] مرزا غلام احمد، لکھنا یا بولنا نہ صرف ناانصافی ہے بلکہ اس سے توہین رسالت کا پہلو بھی نکلتا ہے۔ یہ احمد کا غلام ہرگز نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کا پرلے درجے کا گستاخ ہے۔ لہٰذا حتی الوسع اس سے اجتناب کیا جائے۔ قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی اجازت نہ دینے کے علاوہ ان کو اپنے ناموں کے ساتھ احمد، محمد لکھنے سے بھی باز رکھا جائے۔ کلمہ طیبہ کی طرح یہ ناموں سے بھی عوام الناس کو دھوکہ دینے میں کامیاب رہتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی ذاتی شرعی عدالت میں ان شاء اللہ جلد پیش کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اپنے مجاہدین ختم نبوت بھائیوں سے اور بزرگوں سے استدعا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو صاحب نہ کہا کریں اور نہ ہی لکھا کریں اور نہ ہی اس کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کریں۔ جیسے ’’مرزا صاحب فرماتے ہیں‘‘ اس کو صاحب کہہ دینے کے بعد شیطان، ابولہب، ابوجہل، مسیلمہ کذاب اور راجپال کے ناموں کے ساتھ بھی ان کو صاحب کہنا چاہئے جو کہ دین کے ساتھ مذاق ہوگا۔ (مؤلف)

روشنی ڈالی جائے گی تا کہ اس نام نہاد نبی اور مظہر الانبیاء، خاتم الانبیاء، عین محمد ﷺ سے افضل خدا، خدا کی بیوی، خدا کا بیٹا اور خدا کا باپ۔ (لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین) کی قلعی کھل جائے کہ اس کا ظرف کتنا تھا۔ کوئی بھی ذی شعور انسان اس کو وہی مقام اور مرتبہ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے جس کا اعتراف خود اس جہنم مکانی نے اپنے درج ذیل شعر میں کیا ہے۔ ٹھیک ہے سچ کبھی نہ کبھی منہ سے نکل ہی جایا کرتا ہے۔ شعر ملاحظہ فرمائیے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۶۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

نام اور ولدیت

نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ مرزا خود کہتا ہے کہ اس کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا اصل نام ہے۔ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ ماں کا معروف نام ''گھسیٹی'' تھا۔ ذات مغل برلاس تھی۔

پیدائش، سن پیدائش (ہیرا پھیری)

مرزا قادیانی ضلع گورداسپور (حال انڈیا) کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ سن پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے جسے بعد میں ایک درویش نعمت اللہ ولی کی پیش گوئی کے مدنظر اسے آگے پیچھے کرنے کی سرتوڑ کوشش کی گئی۔ سن مذکورہ کے لحاظ سے سن مرگ ۱۹۰۸ء تک مرزا قادیانی کی عمر ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق اس کی عمر ۷۴ اور ۸۶ سال بیان کی گئی تھی۔ چنانچہ اس الہام کو سچا ثابت کرنے کے لئے ان کے ایک چیلے مولوی عبدالرحیم درد ایم۔اے کا خط بنام مرزا بشیر احمد قادیانی ملاحظہ فرمائیں۔

''مرزا قادیانی کے سن پیدائش کا مسئلہ طے ہونا چاہئے اور ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء ہونا چاہئے۔ مرزا قادیانی کے الہام میں ان کی عمر ۷۴ اور ۸۶ سال کے درمیان بیان کی گئی تھی۔ مگر سن ہجری کے حساب سے ان کی عمر ۷۴ اور ۸۶ سال کے دوران ثابت کر دی جائے تو الہام سچا ثابت ہوگا۔ چنانچہ اگر ان کا سن پیدائش ۱۸۳۲ء اور ۱۸۳۶ء کے درمیان ثابت کر دیا جائے تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۸۷، ۱۸۸)

ان کے نزدیک مسئلہ یہ نہیں کہ مرزا کب پیدا ہوا بلکہ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو کب پیدا ہونا چاہئے تھا تا کہ اس کی جھوٹی پیش گوئی کو سچ ثابت کیا جا سکے۔ عمر میں ۱۲ سال کے

فرق کو سکھوں کی طرح کچھ فرق ہی خیال نہیں کرتے۔ اپنا الّو سیدھا کرنے کے لئے ہر قسم کی بے اصولی کو روا سمجھتے ہیں۔

تعلیم اور پیشہ

ابتداء میں مرزا موصوف نے مشرقی علوم مولوی گل علی شاہ سے بٹالہ میں پڑھے، کسی مشہور درسگاہ سے علم حاصل نہیں کیا۔ جوان ہوکر تلاش معاش میں نکلا۔ سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۵ روپے ماہوار کا محرر مقرر ہوا۔ وہاں سے بغرض ترقی قانون مختار کاری کا امتحان دیا۔ فیل ہوگیا۔ ازاں بعد تصنیف وتالیف کی طرف رخ موڑا۔ پہلے اشتہاری طریق کار اختیار کیا۔ کبھی آریوں سے مخاطب ہوا۔ کبھی عیسائیوں پر ظاہری چڑھائی کردی۔ کبھی برہمنوں سے رشتہ جوڑا۔ انگریز کی لے دے کرنے کے بعد اس کی مدح سرائی میں دیوان لکھے۔ جہاد کے خلاف کفر کے فتوے دیئے۔ انگریز کی اطاعت کو شرط بیعت قرار دیا۔ ایک عرصہ تک مسلمانوں سے اشاعت کتب کے لئے بے پناہ چندہ اکٹھا کرتا رہا۔ مگر مطلوبہ تصانیف حسب وعدہ عوام کو پیش نہ کرسکا۔ چندہ خورد برد کرجاتا تھا۔

ذہنی توازن

''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' کے مصداق، مرزا کاذب کا حافظہ درست نہ تھا۔ مرزا کا ذہنی توازن درست نہ تھا۔ حافظہ کا فقدان تھا۔ اسی لئے پتہ نہیں چلتا تھا کہ کل آنجناب نے کون سی بڑ ماری تھی اور کون سا غلط دعویٰ کیا تھا۔ فوراً سابقہ بیان کا ستیاناس ہوجاتا تھا۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمایئے اور اندازہ کیجئے کہ ایسے مخبوط الحواس، کند ذہن اور حیوان سرشت شخص کو نبی/رسول ماننا کہاں کی عقلمندی ہے؟

(۱) گرگابی: ''ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے کر آیا۔ آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے تو تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہوکر فرماتے۔ ان (انگریزوں) کی کوئی بھی چیز اچھی نہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگادیئے تھے۔ مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔ اس لئے آپ نے اسے اتار دیا۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۵۳)

(۲) بوٹ کی دوات: ''ایک دفعہ فرمانے لگے میرے لئے کسی نے بوٹ بھیجے ہیں۔

میری سمجھ میں اس کا دایاں بایاں نہیں آتا۔ آخر اس کو سیا ہی ڈالنے کے لئے بنالیا۔‘‘

(الحکم قادیان ص۵ کالم۲، مورخہ ۱۴/دسمبر ۱۹۳۴ء)

(جس کی دوات جوتا ہو اس کی تحریر کتنی پاکیزہ ہوگی۔ مؤلف)

(۳) اوپر کا نیچے، نیچے کا اوپر: ’’بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوتے تھے۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۲۶)

(۴) جیب کی اینٹ: ’’آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ (روڑا) ڈال دیا۔ آپ جب لیٹتے تو وہ چبھتی، کئی دنوں ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن آپ ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری طبیعت خراب ہے اور پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اس سے کھیلوں گا۔‘‘

(حضرت مسیح کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم ص۱۴)

(۵) جیب میں گڑ اور وٹوانیاں: ’’آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض اوقات جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔‘‘

(حضرت مسیح کے مختصر حالات مرتبہ معراج دین ص۶۷)

بیماریاں

مرزا قادیانی کو بیسیوں بیماریاں لاحق تھیں جن کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) جسمانی بیماریاں: مراق، ہسٹریا، بدہضمی، بے خوابی، قولنج زحیری، کثرت بول (دن میں سو سو مرتبہ پیشاب کرنا)، پائیوریا، نسیان، ذیابیطس، دق اور سل، ہیضہ، باعث مرگ۔

(۲) روحانی بیماریاں: کذب، تکبر، حسد، منافقت، بدکلامی اور یاوہ گوئی۔

(۳) نفسیاتی بیماریاں: وہم، بدگمانی، خودستائی، شیخ چلی پن وغیرہ۔

روحانی اور نفسیاتی بیماریوں کے تذکرہ کی چنداں ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کے دعووں، کلام، الہام، تحریر و گفتگو سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ درج بالا روحانی اور نفسیاتی بیماریاں اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ البتہ ایک دو جسمانی بیماریوں کا تذکرہ ضروری ہے۔

(۱) مراق، مالیخولیا: ''مراق کا مرض مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے تحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوءِ ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔'' (رسالہ ریویو قادیان ج ۲۵، نمبر ۸ ص ۱۰، بابت اگست ۱۹۲۶ء)

''جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود احمد قادیانی) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔'' (مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۶، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

علامات مرض مراق: مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(۲) ہسٹریا: ''ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ (مرزا بشیر احمد) سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے وقت یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دم نکلتا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۵)

اثرات ہسٹریا: ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسے ہسٹریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔''

(یہ قادیانیوں کے اپنے ڈاکٹر کا فتویٰ ہے۔ غضب خدا کا پھر بھی نہیں سمجھتے۔ مؤلف)

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۶، ۷، بابت اگست ۱۹۲۶ء)

(۳) کثرت بول، ذیابیطس، ضعف اور خارش: ''مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آیا ہے اور یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہوتا ہے۔ سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے اطلاع دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ میں نے جواب دیا بڑی مہربانی کی۔ لیکن

اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کی عادت کرلوں تو ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔'' (نسیم دعوت ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

یہ کہنے کے باوجود افیون کھاتا تھا۔ اس نے ایک دوا ''تریاق الٰہی'' بنا رکھی تھی جس کا بڑا جز افیون تھا۔ (مؤلف)

اخلاق

شرافت، شائستگی اور اخلاق حسنہ کا مرزا قادیانی سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ بدکلامی، دشنام طرازی، غلیظ زبان، بہتان تراشی بات بات میں ٹپکتی تھی۔ مشتے از خروارے کے مصداق بدکلامی، بہتان تراشی کی چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں۔

بدکلامی

۱..... ''خبیث، سور، کتا، بدذات، گوں خور ہم اس (ثناء اللہ صاحب امرتسری) کو کبھی جلسہ عام میں نہ بولنے دیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔''

(الہامات مرزا حاشیہ ص ۱۲۶، احتساب قادیانیت ج ۸ ص ۱۳۵)

۲..... ''کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے باقی سب میری نبوت پر ایمان لاچکے ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷)

۳..... ''اگر محمد حسین بٹالوی کے والد کو معلوم ہوتا کہ اس کے نطفہ سے ایسا ابوجہل پیدا ہوگا تو وہ اپنے آلۂ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔''

(ملخص الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۵ ص ۶ کالم ۳، مورخہ ۲ رنومبر ۱۹۲۲ء)

۴..... ''اس امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ علماء اس امت کے یہود کے مشابہ ہوجائیں گے۔ اگر کسی یہود نے اپنی ماں سے زنا کیا ہے تو وہ بھی کریں گے۔''

(شہادت القرآن ص ۱۰، خزائن ج ۶ ص ۳۰۵)

اس قدر بدکلامی اور دشنام طرازی کے باوجود نہایت ڈھٹائی سے کہتا ہے:

۵..... ''میں سچ سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے علم ہے میں نے اپنی تالیفات میں ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔'' (ازالہ اوہام ج ۱ ص ۱۱، خزائن ج ۳ ص ۱۰۹)

۶..... ''میں محض نصیحۃ اللہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

بہتان تراشی

۱..... ’’مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۳ص۲۳،۲۴)

(اپنی یہ جملہ صفات، اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں کیسے نظر آ گئیں؟)

۲..... ’’عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (عیسیٰ علیہ السلام) معجزے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۱۰، خزائن ج۲۰ص۳۴۴)

چال چلن

مرزا لعین جہاں زبان کا انتہائی گندہ اور گستاخ، بے لگام تھا وہاں اس کا کردار بھی کنجروں جیسا تھا۔ پیری، مریدی کی آڑ میں عصمت دری کا کاروبار کرتا تھا۔ آتش شکم بجھانے کے لئے مریدوں اور حواریوں سے روپیہ پیسہ کی امداد حاصل کرتا تھا۔ مرغوبات (بادام، اخروٹ، زعفران، خمیرہ، مروارید، ٹانک وائن (اعلیٰ درجے کی شراب) افیون اور کستوری وغیرہ) مریدوں کو خط لکھ کر اور خوشامد کر کے منگواتا تھا۔ حیوانیت کی پیاس بجھانے کے لئے عورتوں سے عشق پیچے لڑاتا تھا۔ باعث شرم حرکات کرتا تھا۔ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی اس کے چیلوں کو غیرت نہ آتی تھی کہ کس پلید اور وحشی خصلت شخص کو اپنا مذہبی راہنما بنا بیٹھے ہیں۔ نہ اس کی اولاد اور بعد میں اس پر ایمان لانے والوں کو یہ اخلاق سوز واقعات قلمبند کرتے ہوئے شرم محسوس ہوئی کہ وہ اپنے گرو کے کون سے محاسن بیان کر رہے ہیں۔ اس کے بیٹے ’’سیرۃ المہدی‘‘ نامی کتاب میں اس کی ساری کرتوتیں من وعن پیش کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ پتہ نہیں یہ کس چیز کو اخلاق سمجھتے ہیں۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے ان کے لئے۔

ہم ذیل میں اس کی حیا سوز کرتوتوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ یہ سارے واقعات اس کے اپنے چیلے چانٹوں کے تحریر کردہ ہیں۔ اس کے باوجود بھی جو انسان کا بچہ اسے ولی، مہدی، مجدد، مسیح اور نبی مانے اس پر ہزار لعنت ہو ساری انسانیت کی۔

بھانو

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین (محترمہ نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا غلام احمد) نے ایک دن بتایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی

ملازمہ مسماۃ بھانو تھی وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگے ہاں جی تدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگ ہویا ہویاں ایں۔ یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔''

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شدید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے۔''

(سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔ مؤلف) (سیرۃ المہدی ج۳ ص۲۱۰)

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت (ﷺ) عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے۔ کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔'' (سیرۃ المہدی ج۳ ص۱۵)

زینب بیگم

''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔'' (سیرۃ المہدی ج۲ ص۲۷۳)

نیم دیوانی کی حرکت

''حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کھرا رکھا ہوا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔'' (ذکر حبیب مؤلفہ مفتی محمد صادق ص۴۸)

جوان عورت، بغلگیر، الحمدللہ

''۲۵/جولائی ۱۸۸۲ء بمطابق ۲/ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ روز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس میں میری بیوی، والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں اور وہ پانی لاکر اپنے گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جواں عورت ہے۔ پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے۔ شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے۔ (یعنی محمدی بیگم۔ ناقل) لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا، یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آ جاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک!**

اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازے پر آ کھڑی ہوتی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی اندر آ جا۔'' (تذکرہ ص ۱۹۷، مجموعہ الہامات ومکاشفات)

پندرہ سالہ لڑکی

مرزا قادیانی ایک پندرہ سالہ لڑکی عائشہ سے پیر دبانے کی خدمت لیتا رہا۔ چنانچہ اس بارے میں اس لڑکی کے خاوند غلام محمد کا بیان ملاحظہ ہو۔

''میری بیوی عائشہ جو مجھے بہت پیاری تھی خدا تعالیٰ کی مصلحت کے تحت جسمانی طور پر مجھ سے علیحدہ ہوگئی (مرگئی) ہے۔ پندرہ برس کی عمر میں وہ دارالامان قادیان میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس آئی۔ ۶/اگست ۱۹۰۶ء کو مولوی نورالدین نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت صاحب کا ارادہ ہے کہ عائشہ کے ساتھ تمہارا نکاح کیا جائے۔ تمہاری کیا مرضی ہے؟ میں علی گڑھ میں بی.اے میں تعلیم پا رہا تھا اور تعطیلات میں قادیان آیا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی کہ مجھے حضرت صاحب کا حکم بسر وچشم منظور ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے مولوی نورالدین اعظم کو لکھ بھیجا کہ دختر شادی خاں کی نسبت جو میں نے کہا تھا ابھی اس کو کوئی وعدہ نہیں دینا چاہئے۔ لیکن اگر قادیان میں اس کا نکاح ہو تو شرط یہ کی جائے کہ غلام محمد اسی جگہ رہے۔ (تاکہ اس ذلیل کی ہوس پوری ہوتی

رہے۔مؤلف) غرض دوسرے تیسرے روز نکاح ہوگیا۔حضور مسیح موعود کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے بہت پسند تھی۔'' (الفضل قادیان ج۱۵نمبر۷۴ص۶،۷،مورخہ۲۰/مارچ۱۹۲۸ء)

دیکھیں جیسا مردود، بے حیا مرزا قادیانی تھا ویسے ہی بے غیرت اور نامعقول اس کے چیلے تھے۔اپنی بیوی کا شرمناک قصہ کس فخر اور عقیدت سے بیان کرتا ہے؟

مرزا محمود احمد قادیانی خلیفۃ المسیح الثانی کا خطبہ جمعہ جو روزنامہ الفضل قادیان میں ۳۱/اگست ۱۹۳۸ء کو شائع ہوا، سے منحوس اور اس کے تخم (مرزا محمود) کی کمینگی پر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہتی۔بیان ملاحظہ ہو۔

''ایک خط میں جس کے متعلق اس (لاہوری مرزائی) نے تسلیم کیا کہ وہ اسی کا ہی لکھا ہوا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں کہ وہ کبھی کبھار زنا کیا کرتے تھے۔ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) پر ہے۔کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔''

مرزا قادیانی اپنے تین ساتھیوں سومراج، اچھر چند اور بھگت رام کے تاثرات لکھتا ہے:''ہم نے پندرہ سال تک متواتر پہلو ایک ہی قصبہ میں ان کے (مرزا قادیانی) ساتھ رہ کر ان کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت مکار، خودغرض، عشرت پسند، بدزبان وغیرہ ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۳،خزائن ج۲۲ص۵۹۱)

عشقیہ شاعری

مرزا بشیر احمد سیرۃ المہدی میں مرزا قادیانی (اپنے والد) کے عشقیہ شعر نقل کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ؎

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا — ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مری دل ابھی پاؤ گے — تم بھی کہتی تھی الفت میں مزا ہوتا ہے
نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی — سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم — کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی
نہیں منظور تھی گر تم کو الفت — تو یہ مجھ کو بھی بتلایا تو ہوتا
میری دلسوزیوں سے بے خبر ہو — میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جان — کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرۃ المہدی ج۱ص۲۳۲)

(یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ نبی شاعر نہیں ہوتے۔ یہ تو غلیظ قسم کا شاعر بھی تھا۔مؤلف)

عقائد

مرزا قادیانی کے مختصر تعارف اور اس کی جسمانی، ذہنی اور اخلاقی شناخت کے بعد اب اس کے عقائد باطلہ کو لیتے ہیں۔ اس بحیرۂ مردار میں غوطہ زن ہونے سے قبل یہ واضح کر دینا نہایت ضروری ہوگا کہ یہاں سے عقیدہ نام کی کوئی چیز برآمد نہیں ہوگی۔ مرزا قادیانی کا سرے سے کوئی مستقل اور دوام پذیر عقیدہ تھا ہی نہیں۔ بھلا جو شخص (یہاں شخص کے بجائے شئے کہنا زیادہ مناسب تھا) یہ کہے ''میں خدا کا بیٹا ہوں، میں خدا کی بیوی ہوں، میں خدا کا باپ ہوں، میں خدا ہوں۔'' کیا اس کا کوئی عقیدہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور پھر کیا کوئی ایک شئے ان تمام کے قائم مقام ہوسکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ جو شخص/ شئے یہ دعویٰ کرے ''میں امتی ہوں۔'' میں محدث ہوں۔ میں مجدد ہوں۔ میں مہدی ہوں۔ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ میں ظلی نبی ہوں۔ میں بروزی طور پر محمد ہوں۔ میں رسول اللہ ہوں۔ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ میں مظہر انبیاء ہوں۔ میں عین محمد ہوں۔ میں محمد سے افضل ہوں۔ میں کرشن جی ہوں۔ میں جے سنگھ بہادر ہوں۔ میں رودر گوپال ہوں۔ تو یا کوئی ماہر نفسیات بتا سکتا ہے کہ یہ ہوں کیا تھی یا تھا؟ جو خدائی کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہے۔ میں حجر اسود ہوں۔ میں بیت اللہ ہوں۔ کیا اس کو کسی عقیدہ سے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ یہ عقیدہ نہیں خلل ہے دماغ کا۔ مزید برآں جو یہ کہے میں مسیح موعود سے بہتر ہوں۔ میں مریم بھی ہوں اور عیسیٰ بھی ہوں۔ کیا ایسے کن کھجورے کا کوئی عقیدہ ہے؟ جو پہلے یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے۔ کیونکہ ان کو سولی چڑھایا گیا تھا اور یہ کہ مردہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتا اور ساتھ ہی یہ بکواس بھی کرے۔ ''مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۳، ۲۴)

اور اس تحریر کی سیاہی خشک ہونے سے قبل ہی یہ دعویٰ بھی کر دے کہ وہ مسیح موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بن کر آیا ہے۔ ''براہین احمدیہ میں اوّل خدا نے میرا نام مریم رکھا پھر اسی میں صدق کا روح پھونکنے کے بعد اس کا نام عیسیٰ رکھا۔''

(حقیقت الوحی حاشیہ ص۳۳۷، ۳۳۹، خزائن ج۲۲ ص۳۵۰، ۳۵۱)

اور پھر ساتھ ہی ان عیسائیوں کی مدح سرائی کرے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی فوجی

امداد بھی کرے اور ان سے وفاداری کو شرط بیعت قرار دے اور ان کے خلاف جہاد کرنے والوں کو ''ولد الحرام'' کا خطاب بھی دے جن کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاد کریں گے۔ ان کی صلیب توڑیں گے۔ حتیٰ کہ تمام مذاہب اسلام اپنالیں گے اور بدیں وجہ جہاد موقوف ہو جائے گا۔ کیا اس تھوکے ہوئے کو چاٹنے اور چاٹ کر تھوکنے کو اس کے کسی عقیدہ کا نام دیا جاسکتا ہے؟

الغرض مرزا قادیانی اور اس کے نام نہاد امت کا کوئی عقیدہ یا عقائد نہیں ہیں۔ ان کو کفریہ یا اسلامیہ کا نام دینا تو بعد کی بات ہے اگر بات کو کسی ٹھکانے لگانا ہی ہے تو پھر یہی کہنا اور ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کا کوئی عقیدہ نہیں تھا اور قادیانیت کوئی مذہب نہیں بلکہ دراصل یہ فتنۂ دجال ہے۔ مرزا قادیانی کے دعوؤں، الہامات اور پیش گوئیوں کو خرافات کا نام دیا جائے تو جبھی انصاف ہوگا اور پڑھنے اور سمجھنے والوں کے لئے بھی آسانی ہوگی۔ مرزا قادیانی کے باطل عقائد (اس میں اس کی نام نہاد امت کے دعوے، عقائد، بیانات اور خیالات کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ مرزا قادیانی کے جیتے جی اس کے حواریوں کے عقائد یا دعوے اور بیانات ضرور شامل کئے جائیں گے) کا تجزیہ درج ذیل الجبری مساوات سے سمجھ میں اچھی طرح آجائے گا۔

مرزا قادیانی کے عقائد

دعوے، الہامات، پیش گوئیاں، بیانات، کفر، شرک، منافقت، کذب، مرتدیت، زندیقیت، گستاخیت، ابولہبیت، جہالت، انسانیت۔

اب اس بات کے ثبوت میں کہ کیا واقعی مرزا قادیانی کافر، مشرک، منافق، کاذب، مرتد، زندیق اور گستاخ بے لگام تھا ہم اس کے دعوے، بیانات اور انکشافات مذکورۂ صفات کے عنوانات کے تحت ترتیب وار رقم کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ وہ محض کافر تھا، نہ محض مشرک تھا نہ محض منافق تھا، نہ محض کاذب تھا نہ محض مرتد تھا نہ محض زندیق تھا اور نہ ہی محض گستاخ تھا۔ بلکہ ان تمام مغضوبین اور ضالین کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھا۔

(۱) کافر: کافر کے لغوی معنی انکار کرنے والا کے ہوتے ہیں۔ مگر شرعاً کافر اسے کہا جاتا ہے جو نبوت و رسالت اور اس کے لوازمات کا انکار کرے۔ نیز ختم نبوت کا منکر ہو۔

۱..... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

(اس کے نزدیک خدا کے سچا ہونے کی یہی ایک دلیل ہے۔ مؤلف)

۲..... ''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت کے وحی الٰہی

کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں.....کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے؟''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳، خزائن ج۲۱ ص۳۵۴)

۳..... ''اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت ﷺ سے درجہ وحی والہام اور نبوت پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ امتی ہے۔'' (چشمہ مسیحی حاشیہ ص۶۹، خزائن ج۲۰ ص۳۸۳)

۴..... ''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے ہی قادیانیوں کو پاکستان اور عالم اسلام میں کافر قرار دیا جاچکا ہے۔

(۲) مشرک: مشرک وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی اور کو شریک کرے یا سمجھے یا خود خدا ہونے کا دعویٰ کرے۔

۱..... ''میں فرشتہ ہوں، میں میکائیل ہوں، میں خدا کی مثل ہوں۔''

''اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔'' (اربعین نمبر۳ حاشیہ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

۲..... ''میں خدا کا بیٹا ہوں۔''

''انت منی بمنزلة ولدی'' تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔

(استفتاء ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۷۰۹، تذکرہ ص۵۴۸، طبع چہارم)

ب..... <u>میں خدا کی بیوی ہوں:</u> ''میرا خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو ناقابل بیان ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۳، خزائن ج۲۱ ص۸۱)

۳..... <u>میں خالق ہوں:</u> ''میں نے پہلے آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب نہیں تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں نے دیکھا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔''

(کتاب البریہ ص۸۷، آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵، خزائن ج۵ ص۵۶۵)

۴..... **میں صفت کن کا مالک ہوں:** ''اے مرزا تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔'' (تذکرہ ص ۵۲۵، حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

(یہ تیری اسی صفت کا خاصہ ہے کہ تو ہر روپ اختیار کر جاتا ہے۔ کبھی مذکر، کبھی مونث، کبھی بیوی، کبھی بیٹا، کبھی باپ، کبھی امتی، کبھی رسول اور کبھی انسان کی شرمگاہ اور مٹی کا کیڑا۔ مؤلف)

(۳) منافق: منافق وہ ہوتا ہے جو کہے کچھ اور کرے کچھ۔ آج کچھ کہے کل کچھ کہے پینترے بدلتا رہے۔ جھوٹ بولنے کا عادی ہو وغیرہ۔ پہلے مرزا ختم نبوت پر یقین رکھنے کا جھانسہ دیتا ہے پھر یکدم اس سے منکر ہو کر خود نبی بن بیٹھتا ہے۔

۱..... ''لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول جھوٹا ہے جس میں سچ کا شائبہ نہیں۔''

(حمامتہ البشریٰ ص ۸۱، خزائن ج ۷ ص ۳۰۰)

۲..... ''اے لوگو! اے مسلمان کی ذریت کہلوانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔'' (آسمانی فیصلہ ص ۱۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)

(اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت۔ مؤلف)

۳..... ''میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اس طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔''

(حمامتہ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۶، ۲۹۷)

۴..... ''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(آسمانی فیصلہ ص ۱۵، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳)

(مگر بعد میں دعویٰ نبوت کر کے تو اسلام سے خارج نہ ہوا۔ مؤلف)

۞..... اب منافقت کا دوسرا رخ دیکھئے کہ کیسے ختم نبوت کا اقرار کر کے بعد میں خود نبی بلکہ رسول بن بیٹھا ہے۔

۱..... ''ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک ہے وہ جس نے مجھ کو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں

میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص۵۶، خزائن ج۱۹ص۶۱)

۲..... ’’ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس میں نبوت کا سلسلہ بند ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو ہم مردہ کہتے ہیں تو اس لئے کہ ان میں اب اور کوئی نبی نہیں ہوتا۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۱۱، مورخہ ۶/مئی ۱۹۱۶ء)

(ان کا گروختم نبوت کا انکار کر کے خود خاتم الانبیاء ہونے کا دعویدار کیسے بن بیٹھا؟ اور پھر ساتھ ہی نبوت کے دروازے بھی کھلے چھوڑ گیا کہ جو سر پھرا چاہے نبی بن بیٹھے۔ یہ نئے نبی کے مخالف ہیں۔ مگر اپنے قول کے تحت شرم کے مارے اس کی تردید نہیں کر سکتے۔ ہر بات فریب اور جھوٹ کا مرکب ہے۔ مؤلف)

۳..... ’’اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت ﷺ سے درجۂ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے، نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ امتی ہے۔‘‘ (چشمہ مسیحی حاشیہ ص۶۹، خزائن ج۲۰ص۳۸۳)

(آفرین تیری اس بے ڈھنگی منطق کے۔ مؤلف)

(۴) مرتد: جو مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اپناتا ہے اس کو مرتد کہا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی، اس کے اصحاب فیل، اس کی اولاد (ماسوائے ایک بیٹے کے جو منہ پر مرزا کو پاگل کہتا تھا) اور وہ لوگ جو بعد میں اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنے یا بن رہے ہیں سب مرتدین کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس میں کسی شک کی گنجائش تک نہیں کہ یہ لوگ اسلام کو چھوڑ کر نئے مذہب بلکہ فتنہ جس کا نام صرف ’’قادیانیت‘‘ یا ’’مرزائیت‘‘ ہے میں داخل ہوئے ہیں۔ لیکن پیدائشی طور پر مرزائی طبقہ کو مرتد نہیں کہیں گے بلکہ ان کا شمار کافروں میں ہوتا ہے۔ مگر ان کو کافر کہہ دینے سے بھی بات نہیں بنتی۔ یہ زندیقین کے زمرے میں آتے ہیں۔ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہنے والوں کے ایمان میں آخر کوئی تبدیلی تو آئی ہے نہ یہ تو ایسے ہی ہے کہ عیسائی کہنے لگ جائیں کہ مسلمان، مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمان تو وہ ہیں۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

۞..... علیحدہ مذہب (نام نہاد مذہب) اختیار کر لینے کے بارے میں مرزا قادیانی کا جامع دعویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

۱..... ’’اللہ کا نبی اور رسول ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور وہ ایسی ہی پاک وحی ہے جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی اور یہ وحی قرآن مجید کی طرح خدا کا کلام اور

خطاؤں سے پاک اور منزہ ہے اور جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید پر یقین تھا۔ اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور جو شخص اس وحی کو جھٹلاتا ہے وہ یقینی لعنتی ہے۔'' (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۲..... ''اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔'' (اربعین نمبر۴ حاشیہ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

اب کیا یہ مرتدین انکار کر سکتے ہیں کہ ان کا رسول، ان کی کتاب، ان کی تعلیمات مسلمانوں سے علیحدہ نہیں ہیں؟ کلمہ طیبہ کے بیچ لگا کر کیوں خود کو اور دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں؟ یہ اپنی کتاب کو ''الکتاب مبین'' کہتے ہیں جس کا وجود سرے سے ان کے پاس ہے ہی نہیں۔ ہمارے قرآن کو ہی اپنی کتاب کہتے ہیں۔ جس کا نام ''البشریٰ'' رکھا ہے۔ ان لعینوں کا کوئی سرمایہ ہوتا تو پیش کرتے۔ کتاب بھی ہماری، کلمہ بھی ہمارا، مرزا کہتا ہے کہ اس کا خدا انگریزی میں اس سے ہم کلام ہوتا تھا۔ یعنی ''آئی۔لو۔یو'' آئی۔ایم۔ود۔یو وغیرہ وغیرہ۔ اس کا خدا جو انگریز ہی تھا۔

(۵) زندیق: اسلام کی رو سے زندیق وہ شخص ہوتا ہے جو دین اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور اپنے تئیں مسلمان کہلا کر مذہب اسلام کی تضحیک و تکفیر کرے قرآن و حدیث مصطفوی ﷺ میں لفظی، معنوی اور تشریحی تحریف کر کے اپنے مطلب کی بات نکالے، شعائر اللہ کا مذاق اڑائے اور اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے مرتد اگر کھلا باغی ہے تو زندیق مار آستین ہے۔ اس جیسا زہریلا اور مہلک ڈنگ نہ سانپ کا ہے اور نہ بچھوں کا۔ گستاخ گو زندیق سے بھی کوسوں آگے ہے مگر وہ بھی اتنا خطرناک نہیں جتنا کہ زندیق، زندیق قابل معافی اور لائق درگزر نہیں۔ ہاں! حکومت وقت کے فوراً واجب القتل ہے۔ زندیق کے ماننے والے بھی زندیق ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی اوّل درجے کا زندیق تھا۔

کردار میں گفتار میں شیطان کی برہان — بخدا کذاب عصر اوّل زندیق زمان آخر

(مؤلف)

(۱) تحریفات (معنوی و تشریحی)

الف..... قرآنی آیات:

۱..... ''کنتم خیر امة اخرجت للناس'' ﴿تم ایک بہترین امت ہو جو دنیا کی اصلاح کے لئے اٹھی۔﴾ مگر مرزا قادیانی یہاں ''الناس'' کا معنی دجال کرتے ہوئے اس

آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے: ''اے مسلمانو! تم دجال کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔''
(تحفہ گولڑویہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۱۲۰)

۲..... قرآن میں حضرت آدم کو مخاطب کر کے کہا گیا: ''یٰـآدم اسکن انت وزوجک الجنة'' ﴿اے آدم تو اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں مقیم ہو جاؤ۔﴾ مرزا قادیانی اس کا ترجمہ یوں کرتا ہے: ''اے مریم (آدم کی جگہ مریم) تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو جا۔'' (کشتی نوح ص۴۵، خزائن ج۱۹ ص۴۸)

۳..... ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین'' ﴿محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والے نبیوں کے۔﴾ مرزا قادیانی کا ترجمہ: ''وہ (حضور علیہ السلام) ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نبی شریعت والا رسول نہیں۔'' (ضمیمہ چشمہ معرفت ص۹، خزائن ج۲۳ ص۳۸۰)

۴..... قرآن حکیم میں: ''یاایھا النبی'' کا مخاطب مرزا قادیانی اپنے آپ کو گردانتا ہے اور قرآن میں آپ ﷺ کے تعریفی ناموں مثلاً یٰسین، یا مدثر، یا مزمل، طٰہٰ کو اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ جہاں احمد و محمد نام آتا ہے اس کی جگہ بھی خود بن بیٹھتا ہے۔ قادیانی اسی لئے ہمارے کلمہ طیبہ کو جوں کا توں استعمال کرتے ہیں اور اندر سے محمد سے مراد مرزا قادیانی کو ہی لیتے ہیں۔ اس سے وہ دھوکہ بھی دیتے ہیں۔ کامیاب ہو جاتے ہیں اور آپ ﷺ کی توہین بھی کرتے ہیں۔ البتہ افریقہ میں اپنا کلمہ یوں لکھتے ہیں: ''لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ''

ب..... <u>احادیث نبوی:</u>

۱..... ایک حدیث کی من گھڑت تشریح ملاحظہ ہو۔ حدیث: ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت'' (اب رسالت ختم نبوت ختم ہوگئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی) مرزا قادیانی کی تشریح یہ ہے: ''اب رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی یعنی کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ بلکہ جب کبھی نبی آئے گا وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔''

۲..... ختم نبوت کے بارے میں سینکڑوں احادیث ہیں۔ مگر یہ سب کا منکر ہے۔ بلکہ احادیث نبوی کی توہین کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۳) توہین

۱..... ’’خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو یہ پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں۔‘‘

(اربعین نمبر۳ص۱۵،خزائن ج۱۷ص۴۰۱ حاشیہ)

۲..... ’’تمہارے ہاتھ میں کیا ہے بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتر فرقوں نے بوٹی بوٹی باہم تقسیم کر رکھی ہیں۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص۲۱،خزائن ج۱۷ص۴۵۶ حاشیہ)

۳..... ’’اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۱۰،خزائن ج۱۷ص۵۱)

(۴) من گھڑت وحی والہامات

۱..... ’’اے مرزا تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔‘‘

(تذکرہ ص۵۲۵)

۲..... اللہ تعالیٰ نے کہا: ’’میں نماز پڑھوں گا اور روزے رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔‘‘

(البشریٰ ج۲ص۹۷، مجموعہ الہامات مرزا، تذکرہ ص۴۶۰)

۳..... ’’خدا نے آج سے ۲۶ برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۷،خزائن ج۲۲ص۵۰۲)

(۵) شعائر اللہ کی توہین

۱..... ’’خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ رکھا۔‘‘ (تذکرہ ص۳۹)

۲..... ’’میں حجر اسود ہوں۔ یکے پائے من بوسید من گفتم حجر اسود منم۔ کسی نے میرے پاؤں چومے تو میں نے کہا حجر اسود میں ہوں۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ص۱۵،خزائن ج۱۷ص۴۴۵)

۳..... مرزا قادیانی اور اس کی نام نہاد امت مفضوبہ قادیان کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے برابر سمجھتے ہیں۔ ان کا ظلی حج قادیان میں ہوتا ہے۔ قادیان کی تعریف ان کی زبانی ملاحظہ ہو: ’’خدا کے مسیح (مرزا قادیانی) نے قادیان کو مرکز قرار دیا اور بابرکت مقام اور مرجع الخلائق قرار دیا اور فرمایا ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

پھر یہاں تک فرمایا کہ جو ہجرت کر کے قادیان آنے کی نیت نہیں رکھتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۵۱، مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۸ء)

قادیان کی مسجد کو مسجد اقصیٰ اس کے قبرستان کو بہشتی مقبرہ کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ اس کی کتاب ''الکتاب المبین'' اور ''البشریٰ'' ہے۔ غرضیکہ وہ کون سی تحریف اور زیادتی ہے جو اس نامراد نے دین مصطفوی ﷺ میں کرنے کی جسارت نہیں کی؟ یہ سب زندیقیت ہے۔ سارے دین کی شکل بگاڑ کر رکھ دی ہے اور پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ العیاذ باللہ!

(۶) گستاخ

کفر، شرک، منافقت، ارتداد اور زندیقیت اپنی اپنی جگہ بہت بڑی برائیاں ہیں۔ مگر گستاخی، بدکلامی اور بے ادبی ایک ایسی برائی ہے جو ان سب کو مات کر جاتی ہے۔ یہ برائی ہر مذہب، ہر معاشرہ، ہر سوسائٹی اور ہر ماحول میں ناقابل برداشت اور لائق نفرین سمجھی جاتی ہے۔ گستاخ، بے ادب اور بہتان تراش ہمیشہ نامراد بے مرام رہتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ لیکن جس مذہب (نام نہاد مذہب) کا بانی ہی پرلے درجے کا گستاخ، بے ادب اور بہتان تراش ہو۔ اس کے پیروکاروں کا کیا حال ہوگا؟ پھر اتنی گستاخی بسیار کے باوجود اگر مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار اپنے آپ کو با اخلاق، با ادب اور خاکسار ہونے کے دعویدار ٹھہرائیں تو بے ادب، بد اخلاق اور بدتمیز قسم کی مخلوق کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں گے۔ گستاخ رسول حکومتی فیصلہ کے بعد فوراً واجب القتل ہے۔ اس کو سوچنے کی مہلت بھی دینا از خود گستاخی کے مترادف ہے۔ لیجئے! اس کی گستاخیاں، یاوہ گوئی اور بے ادبی، اختصار کو مدنظر رکھ کر صرف چند ایک قلمبند کی جائیں گی۔ ورنہ اس کی گفتار اس کی تحریر سراپا گستاخی و بے ادبی ہے۔

(۱) خدا تعالیٰ کی توہین

۱..... ''اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ظاہر ہوگیا۔ یعنی تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہوگیا۔''

(الہام مرزا مندرجہ تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات ص ۵۴۵)

۲..... ''میں (خدا) تیرے پاس اسباب کے ساتھ اچانک آؤں گا۔ خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ میں اپنے رسول ساتھ محیط ہوں۔''

(الہام مرزا قادیانی مندرجہ البشریٰ ج ۲ ص ۷۹)

۳..... ''میں خدا کا نطفہ ہوں۔''انت من مائنا وھم من فشل ''تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے۔''

۴..... ''ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترے گا۔'' (تذکرہ طبع دوم ص ۶۴۶)

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۱..... ''مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳، ۲۴)

۲..... ''ہم ایسے ناپاک خیال، متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو بھلا آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳ حاشیہ)

۳..... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

(۳) تمام انبیاء کی توہین

۱..... ''کمالات متفرقہ جو تمام انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر تھے اور اب وہ سارے کمالات رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطاء کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ اور عیسیٰ ہے۔'' (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲)

۲..... میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

(۴) سردار انبیاء حضور نبی کریم (ﷺ) کی توہین اور بے ادبی

۱..... ''آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھاتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔''

(مکتوب مرزا مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۹ کالم ۳، مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

۲..... ’’تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تا کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۰۵، ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

۳..... منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۵، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

۴..... ’’اس کے لئے (حضور نبی کریم ﷺ) چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟‘‘ (ضمیمہ نزول المسیح ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

۵..... ’’مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی اکمل نے ایک قصیدہ پیش کیا جواب میں مرزا قادیانی نے کہا۔ جزاکم اللہ! قصیدہ کے دو شعر یہ ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر ہیں اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں‘‘

(مندرجہ اخبار بدر ج۲ نمبر۴۳ ص۱۴، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۶..... ’’جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفےٰ ﷺ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں جانا اور نہیں پہچانا۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

(۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آل رسول ﷺ اور علمائے کرام کی توہین

۱..... ’’ابوبکر وعمر کیا تھے وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔‘‘ (المہدی نمبر۲، ۳ ص۵۷، مصنفہ حکیم محمد حسین)

(ارے کتے! منہ کو لگا دو۔ مؤلف)

۲..... ’’تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا ہے اور تمہارا ورد صرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔‘‘ (ضمیمہ نزول المسیح ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

(لعنت بر تو بر کار تو۔ مؤلف)

۳..... ’’حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)

(تیرے سر پر کروڑ جوتے ماروں۔ مؤلف)

۴..... ’’کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے۔ باقی سب میری نبوت پر ایمان لا چکے ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۷، ۵۴۸)

۵..... ’’یہ مولوی جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

۶..... ’’اس امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ علماء اس امت کے یہود کے مشابہ ہو جائیں گے۔ اگر کسی یہود نے اپنی ماں سے زنا کیا ہے تو یہ بھی کریں گے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۴۲۵)

۷..... ’’خبیث، سور، کتا، بدذات، گوں خور، ہم اس (مولوی ثناء اللہ امرتسری) کو کبھی جلسہ عام میں نہ بولنے دیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔‘‘

(الہامات مرزا حاشیہ ص۱۲۲، احتساب قادیانیت ج۸ ص۱۳۵)

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اگر اس کے (مرزا قادیانی) دعوؤں، الہامات وانکشافات کو مدنظر رکھ کر کوئی فیصلہ کریں کہ اس کے عقائد کیا تھے تو یہ نہ صرف مشکل ہے۔ بلکہ ناممکن ہے اس لحاظ سے تو یہ کافر، مشرک، منافق، مرتد، زندیق اور انتہائی درجے کا گستاخ ٹھہرتا ہے اور یہ ہے بھی حقیقت۔ لیکن چونکہ اس گندگی کے ڈھیر کو اس کے چیلوں نے آخر کچھ تو سمجھا ہے اور ایک نیا مذہب بنا بیٹھے ہیں تو مناسب ہوگا کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کے عقائد خواہ ان کا کوئی سر پیر نہ ہی ہو بیان کر دیئے جائیں۔

- ..... مرزا قادیانی ختم نبوت کا منکر ہے۔
- ..... خود کو مظہر انبیاء، مہدی، مسیح، رسول اور مزید برآں اپنے آپ کو ’’عین محمد‘‘ (ﷺ) بلکہ ان سے بھی بڑھ کر سمجھتا ہے۔
- ..... مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے۔ ’’میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔‘‘ (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)
- ..... نبوت کے دروازے قیامت تک کھلے قرار دیتا ہے۔
- ..... اسلام کو مردہ مذہب (جس میں نبوت کے دروازے بند ہو چکے ہیں) تصور کرتا ہے۔
- ..... جہاد فی سبیل اللہ کو حرام قرار دیتا ہے۔
- ..... اپنے آپ کو عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کا ناجی اور مصلح قرار دیتا ہے۔
- ..... قادیان کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا درجہ دیتا ہے۔
- ..... قادیان کی زیارت کو ظلی حج قرار دیتا ہے۔

- قرآن کے مخاطب اپنے آپ کو اور قادیانیوں کو سمجھتا ہے۔
- اپنے کو خدائی تصرف میں شریک سمجھتا ہے۔
- تمام انبیاء ورسل، اصحاب رسول، اولیائے امت کو ہیچ سمجھتا ہے۔
- احادیث نبوی کا منکر ہے۔
- اپنی اولاد کو ''خلفاء'' اور بیویوں کو ''امہات المؤمنین'' اور اپنے حواریوں کو ''صحابہ کرام'' کا نام دیتا ہے۔
- اس کا عقیدہ ہے کہ آسمان وزمین اور تمام کائنات کو صرف اسی (مرزا قادیانی) کے لئے پیدا کیا گیا۔ (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)
- اس کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی خدا سے اور خدا مرزا سے ہے۔ (تذکرہ ص۴۳۶)
- اس کا عقیدہ ہے کہ اس کی روحانیت حضور ﷺ سے اکمل اور اشد ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۱، خزائن ج۱۶ ص۲۷۲)

- مسلمان کے مکمل بائیکاٹ کا حکم دیتا ہے۔

یہ سارے عقائد اور دعوے زندیقیت کا مظہر ہیں۔ اس زندیق کا اصل مشن انسانیت کو دین اسلام سے برگشتہ کرنا اور متنفر کرنا تھا۔ دین مصطفوی ﷺ کا مذاق اڑانا تھا۔ شعائر اسلامی کی توہین کرنا تھا تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کی عظمت ختم کروا کر اپنے عزائم قبیحہ میں کامیاب ہوسکے۔ قادیانیت کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ یہ فتنۂ دجال ہے۔ انگریز اور یہود نے یہ فتنہ پیدا کیا تھا اور ہنوز اس کی پرورش ومدافعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس فتنہ نے جو کامیابی ۱۰۰ سال کے اندر حاصل کی ہے وہ یہود ونصاریٰ ۱۴۰۰ سال میں بھی حاصل نہ کر سکے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے مار آستین بن کر مسلمانوں کو بہت بری طرح سے مسلسل ڈس رہے ہیں اور مسلمانوں نے نہ تو اپنے ان ازلی دشمنوں کی شناخت کی ہے اور نہ ہی ان کے سر کچلنے کے لئے کوئی منظم کوشش کی ہے۔ جس پر جتنا رویا جائے اتنا ہی کم ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ ٹولہ سر واعلانیہ اسلام، عالم اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کے خلاف سازشیں اور کارروائیاں کرنے میں دن رات مصروف ہے۔ ہم مسلمان خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ اگر ہم نے اب بھی غفلت اور بے حسی کا دامن نہ چھوڑا تو تباہی اور رسوائی ہمارا مقدر بن کر رہے گی۔

اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی آئیں گے غسال کابل سے کفن جاپان سے

(اقبال)

یہاں تک تو تھا مرزا قادیانی کا مختصر تعارف اور اس کے عقائد باطلہ کا خلاصہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کس حد تک یہ خود ساختہ نبی و رسول بلکہ حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر ہونے کا دعویدار سابقہ سچے انبیاء و رسل کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ اپنے مسلمان بھائیوں اور خاص کر قادیانی گم کردہ راہ حضرات سے گزارش ہے کہ وہ صدق دل سے درج ذیل تقابلی جائزہ کا مطالعہ فرما کر سوچیں کہ کیا یہ شخص (مرزا قادیانی) نبی اور رسول ہونے کا حق دار ہے؟ اور پھر کیا یہ کرم غلاظت جناب آقائے نامدار، محبوب خدا، سردار الانبیاء ﷺ کی برابری کر سکتا ہے؟ اور کیا خود کو (معاذ اللہ) عین محمد ﷺ اور محمد سے بڑھ کر ہونے کی ڈینگیں مار سکتا ہے؟ نبی یا رسول ہونا تو کجا آپ اس کو اسفل سافلین کے مقام سے بھی کروڑوں درجے نیچے سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ خدا کسی آدم زاد کو اس جیسا مقام عطاء نہ کرے۔ یہ سراپا انسانیت کی توہین اور تذلیل ہے۔ خدارا قادیانیوں! کچھ تو عقل و دانش سے کام لو۔ کیوں خدا کے غضب کو للکارتے ہو اور انسانیت کا جنازہ نکال رہے ہو؟ تمہارے گرو کا ایک بیٹا فضل احمد تو منہ پر اپنے باپ کو پاگل اور جھوٹا کہتا تھا۔ تمہارا گرو تو کرشن جی، رودر گوپال اور جے سنگھ بہادر ہونے کا بھی دعویدار ہے۔ کیا یہ اللہ کے نبی/رسول تھے؟ کیا تمہارے نزدیک یہ انبیاء کے برابر تھے؟ تمہارا گرو تو اپنے آپ کو مٹی کا کیڑا کہتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ آدم کی اولاد سے ہی نہیں ہے اور یہ کہ وہ انسان کی شرمگاہ ہے اور انسان کے لئے باعث عار ہے۔

(حوالہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

کیا پھر بھی تمہیں اس غلاظت سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے تمہارے لئے، خدا تمہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

اب پہلے اللہ جل شانہ کے سچے انبیاء اور رسولوں اور خود ساختہ نبی/رسول کا موازنہ کرتے ہیں اور پھر اس چمگادڑ کا آفتاب رسالت یعنی حضور نبی کریم ﷺ سے موازنہ کریں گے جو اگرچہ نہایت بے ادبی ہوگی۔ مگر ناچار و مجبوران لعنتیوں کا منہ بند کرنے کے لئے ایسا کرنا ضروری معلوم ہے ؎

ورنہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(الف) مرزا قادیانی کا اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں اور رسولوں سے بنیادی اور اصولی موازنہ

انبیاء و رسل علیہم السلام

۱..... تمام انبیاء و رسل پیدائشی طور پر ہی نبی یا رسول ہوتے ہیں۔ وہ عبادت و ریاضت کے بل بوتے پر نبی نہیں بن جاتے اور نہ ہی وہ ارتقائی منازل طے کر کے اس مقام کو پہنچتے ہیں۔

۲..... انبیاء کرام دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں ہوتے اور نہ کسی مکتب سے ہی علم سیکھتے ہیں۔ وہ خود زمانہ کے استاد ہوتے ہیں۔

۳..... ہر نبی نے نبوت کا اعلان ۴۰ سال کی عمر کو پہنچنے پر کیا۔ یہ حقیقت ہے۔

۴..... تمام انبیاء ورسل کے نام مفرد ہوتے تھے۔ یعنی ایک ہی کلمہ پر مشتمل ہوتے تھے۔ جیسے آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، داؤد، سلیمان، لوط، عیسیٰ، موسیٰ علیہم السلام اور محمد ﷺ۔

۵..... کوئی نبی یا رسول کسی سابقہ نبی یا رسول کا غلام نہیں ہوتا۔ مراتب انبیاء میں گو فرق ہے۔ مگر یہ سب ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

۶..... ہر نبی پر وحی الٰہی اور ہر رسول پر کتاب الٰہی اس کی اپنی زبان میں اترتی رہی ہے۔

۷..... نبی مخبوط الحواس نہیں ہوا کرتے وہ جسمانی اور دماغی طور پر صحت مند ہوتے ہیں۔ وہ عقل، شکل، فکر، علم کے لحاظ سے ساری امت سے افضل ہوتے ہیں۔

۸..... انبیاء کرام معاشقے نہیں کرتے ان کا کردار انتہائی پاکیزہ ہوتا ہے۔

۹..... انبیاء ورسل کو اللہ تعالیٰ معجزات عطاء فرماتا ہے تاکہ امت کی تسلی ہو سکے۔

۱۰..... ہر نبی یا رسول جہاں وفات پاتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

۱۱..... انبیاء کا کفن دفن نہایت احترام سے ہوتا ہے۔

۱۲..... ہر نبی نے کفار ومشرکین کے خلاف وقت پڑنے پر جہاد بالسیف کیا۔ گمراہ حکمرانوں کا مقابلہ کیا۔ سختیاں برداشت کیں۔ فاقے کاٹے۔

۱۳..... کسی نبی نے اپنے کسی سابقہ نبی کی توہین، تردید اور تضحیک نہیں کی۔

۱۴..... کوئی نبی بلکہ کوئی بھی انسان فوت ہو جانے کے بعد دوبارہ دنیا میں کسی اور کی شکل میں اور کسی اور کے نام پر نہیں آیا اور نہ ہی آ سکتا ہے۔ البتہ ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کے تحت ایسا ممکن ہے جو کہ سراسر جہالت ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنۃ

۱..... یہ بناوٹی نبی/رسول تھا۔ ارتقائی منازل طے کر کے نبی/رسول بنا۔ پہلے یہ عام امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر انگریز کی شرارت پر بتدریج محدث، مجدد، مہدی، مسیح موعود، ظلی نبی، اصل نبی، بروزی رسول اللہ، حقیقی رسول اللہ، بروزی طور پر محمد، عین محمد اور آخر میں محمد ﷺ سے بڑھ کر ہونے کا دعویدار بن بیٹھا۔ جب کہ حقیقتاً یہ نہ ہی معرکے کا زاہد وعابد تھا اور نہ ہی یہ کسی بھی درج بالا مرتبے کے لائق تھا۔ سب منہ کی لافیں تھیں۔

۲..... یہ گل علی شاہ کا شاگرد بنا۔ اس سے ابتدائی مشرقی علوم سیکھے۔ لیکن پھر بھی انتہائی نالائق تھا۔ اردو پٹھانوں والی بولتا اور لکھتا تھا۔ مذکر، مؤنث، واحد، جمع اور نحوی غلطیوں سے اس کا کلام بھرا پڑا ہے۔ انگریزی کے چند ٹپے بھی سیکھ رکھے تھے۔ جیسے ایک سکھ نے آلو بخارا کہنے کے بجائے انگریزی میں ''پوٹیٹو فیورا'' بول کر ہوٹل کے مالک کو پریشان کئے رکھا۔ سکھ نے آلو کا ترجمہ پوٹیٹو اور بخارا کا ترجمہ فیورا کیا تھا۔

۳..... یہ چھڑپے مارتا مارتا ساٹھ/ اکسٹھ سال کو پہنچ کر نبی بن بیٹھا اور عہد نبوت صرف آٹھ سال ہی پایا۔ یعنی ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک۔

۴..... اس جعلی نبی کا نام مرکب تھا۔ یعنی ایک سے زیادہ کلمات پر مشتمل تھا۔ یعنی غلام احمد جو مرزا قادیانی کے بقول اس کا خدائی نام تھا اور اگر اس کا پورا نام لکھا جائے تو وہ بنتا ہے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' اس سے ثابت ہوا کہ اس کا نام خلاف قاعدہ ہے اور یہ نام کسی نبی کا نہیں ہوسکتا۔

۵..... یہ غلام احمد تھا۔ یعنی احمد کا غلام تھا اور کہتا ہے کہ اس کا یہ نام اللہ نے رکھا ہے۔

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

یہ نام کسی امتی کا تو ہوسکتا ہے کسی نبی کا نہیں۔

۶..... اس کی زبان تو اردو اور پنجابی تھی مگر جس کتاب پر یہ چھکہ مارتا ہے یعنی قرآن مجید تو اس کی زبان ہے۔ خالص عربی پھر اس کے بقول اس کو الہام انگریزی میں بھی ہوتا رہا۔ کہتا ہے خدا نے انگریزی میں الہام کیا۔ ''آئی. ایم. ود. یو''، ''آئی. شیل. بلپ. یو''، ''آئی. کین. وٹ. ول. ڈو'' وغیرہ۔ آپ تیسرے فقرے کا ترجمہ کریں تو یوں بنتا ہے: ''میں کرسکتا ہوں جو میں ضرور کروں گا'' کیسا بے معنی اور بے ربط جملہ ہے۔ یعنی خود تو کجا اس کے خدا (پتہ نہیں کہ وہ کیا تھا) کو بھی صحیح انگریزی نہیں آتی تھی۔

(حوالہ براہین احمدیہ ص ۴۸۰، خزائن ج ۱ ص ۵۷۱)

مرزا قادیانی خود کہتا ہے: ''یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام کسی اور زبان میں ہو۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص)

اب قادیانیو! تمہارے نبی کا سارا کلام لغو اور بیہودہ نہ ثابت ہوا۔ اسی لحاظ سے نہ تم قرآن کو اپنے جعلی نبی کی کتاب کہہ سکتے ہو اور نہ کلمہ طیبہ کو اس کا کلمہ کہہ سکتے ہو۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے تمہارے لئے۔

۷..... یہ مخبوط الحواس، نیم پاگل اور نیم ملاشئے تھی۔ اس کا ذہنی توازن تو آپ نے پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا اس کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس کو یہاں دہرایا جائے۔ البتہ اس کی شکل کے بارے میں واقفیت ضرور حاصل کیجئے گا۔ شکل ایسی تھی کہ آنکھیں پوری طرح کھلتی ہی نہیں تھیں۔ ایک دفعہ مرزا قادیانی کا فوٹو اتر واتے وقت لاکھ جتن کر کے یہ کوشش کی گئی کہ وہ آنکھیں کھلی رکھے۔ مگر سب تدبیریں ناکام رہیں اور ریڈی کہنے کے وقت اس کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں۔ چمگادڑ کی طرح روشنی میں اس کی آنکھیں نہیں کھلتی تھیں۔ دانت بے سرے اور ناہموار تھے۔ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے: ''دندان مبارک آپ کے (مرزا قادیانی) اخیر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر کرایا تھا۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۳۵)

کیسی عجب داڑھ تھی جس کو ریتی سے ہموار ہو گیا۔ ریتی کا استعمال تو گائے، بھینس کے لئے ہی مناسب ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دو ٹانگوں والا جانور تھا۔ کیا ایسا جانور نبی ہو سکتا ہے؟

۸..... اس نے ایک لڑکی ''محمدی بیگم'' سے یک طرفہ معاشقہ لڑایا۔ اس کو اپنے نکاح میں لانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ اس کے والدین کو لالچ اور دھمکیاں دیں۔ دھمکی آمیز پیش گوئیاں نشر کیں۔ مگر وہ اس کے نکاح میں نہ آئی۔ آخری دم تک ادھر ادھر کی ہانکتا رہا اور ناکام و نامراد مرا۔ کہتا تھا محمدی بیگم سے اس کا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔ (اعلان ۶ ستمبر ۱۸۹۶ء، تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳) میں کہتا ہے: ''اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آ جانا تقدیر مبرم ہے۔ (مبرم کے معنی ان ٹل) کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ کلمہ موجود ہے۔'' اللہ کی بات بدل نہیں سکتی۔ ساری بڑکیں جھوٹ ثابت ہوئیں اور نہ ہی مرزا قادیانی کی اولاد نے اسے ماں تسلیم کیا۔ اگرچہ ان کے باپوں کے بقول اس کا نکاح محمدی بیگم سے آسمان پر ہو چکا تھا۔ یہ یا تو باپوں کو جھوٹا کہیں یا محمدی بیگم کو اپنی ماں تسلیم کریں اور اس کے (محمدی بیگم) حقیقی خاوند سے بھی رشتہ جوڑیں۔

۹..... کہنے کو تو کہتا ہے کہ اسے تین لاکھ معجزات عطاء ہوئے۔ مگر حقیقت میں اس سے ایک معجزہ یا کرامت بھی سرزد نہ ہوئی۔ البتہ اس سے درج ذیل معجزات ضرور سرزد ہوئے۔ معجزات اس لحاظ سے کہ یہ اسی کا ہی خاصہ تھا۔

(۱) پہلا تو یہ کہ اسے انگریزی میں الہام ہوا جس کی انگریزی بھی غلط تھی۔ باقی انبیاء کو ان کی اپنی زبان میں الہام ہوتا رہا۔

(۲) نبی (خودساختہ) ہوتے ہوئے بقول اس کے یہ محدث بھی تھا۔ مجدد بھی تھا، مہدی بھی تھا۔ مسیح موعود (عیسیٰ) بھی تھا۔ عین محمد بھی تھا (اس کے منہ میں خاک) خدا بھی تھا۔ خدا کی بیوی بھی تھا۔ خدا کا بیٹا بھی تھا۔ خدا کا نطفہ بھی تھا۔ حجر اسود بھی تھا۔ بیت اللہ بھی تھا۔ رودر گوپال بھی تھا۔ کرشن جی بھی تھا۔ جے سنگھ بہادر بھی تھا۔ تمام انبیاء کا قائمقام بھی تھا اور آخر میں انسان کی شرمگاہ بھی تھا۔ اتنے مقامات کسی اور انسان کو عطاء نہ ہوئے تھے یہ اسی کا ہی کمال تھا۔ استغفر اللہ! نقل کفر کفر نہ باشد۔

(۳) ہیضے کا شکار ہو کر مرا اس نے مباہلہ کر رکھا تھا کہ جو جھوٹا ہو وہ ہیضے سے مرے گا۔ چنانچہ جھوٹا بھی ثابت ہوا۔ یہ انبیاء کی توہین ہے کہ وہ مرض ہیضہ کا شکار ہو کر مریں۔

(۴) مرا تو اپنی ہی ٹٹی کے اوپر منہ کے بل گر کر مرا۔ یہی اس کے معجزات تھے۔ معاذ اللہ! خدا معاف کرے۔ ان کو معجزات نہیں بلکہ جھوٹے نبی کی نشانیاں کہنا درست ہوگا۔

۱۰..... یہ مرا لاہور میں (برانڈرتھ روڈ پر) اپنی ہی ٹٹی کے اوپر گر کر مگر اس کا جنازہ اٹھا کر اسے قادیان ضلع گورداسپور میں درگور کیا گیا۔

۱۱..... اس کا جنازہ جب صبح سویرے برانڈرتھ روڈ سے اٹھایا گیا تو مسلمان عورتوں اور مردوں نے ٹینوں میں رات کا جمع شدہ بول و براز چھتوں پر کھڑے ہو کر اس کے گزرتے ہوئے جنازے پر دل کھول کر پھینکا۔ انگریز پولیس والوں کی وردیاں خراب ہو جانے پر سرکار نے فی سپاہی دو دو ٹکیہ صابن گندگی دھونے کے لئے دیا۔ اس وقت اخبار کی سرخی تھی۔ ''جھوٹے نبی کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔'' واقعی جنازہ دھوم سے نکلا۔

۱۲..... اس نے کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کیا کرنا تھا بلکہ الٹا جہاد بالسیف کو قطعاً حرام قرار دے دیا۔ انگریز کی خوشامد کی، قدمے سخنے اس کی مدد کی۔ ہندوؤں سے رشتے ناطے جوڑے۔ انگریز نے جہاد کے خلاف فتوے دینے کے لئے ہی تو اسے نبی منتخب کیا تھا۔ اس کے چیلوں (قادیانیوں) نے اب کس کے خلاف جہاد کے لئے فرقان فورس قائم کر

رکھی ہے؟ جہاد تو ان کے گرو کے مطابق اب موقوف ہو چکا ہے۔ یہ فورس مسلمانوں کی گردنیں اتارنے کے لئے قائم کی گئی ہے اور یہودیوں کی امداد کے لئے جناب ایم.ایم عالم کے کہنے کے مطابق ۱۹۷۲ء میں چھ سو قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی تھے۔

۱۳..... اس نے تمام انبیاء کی توہین کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کنجریوں کی اولاد کہا۔ ان کی نبوت کی تردید کی۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ، پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۳، ۲۴)

(۲) ''ہم ایسے ناپاک خیال، متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو بھلا آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳ حاشیہ)

(۳) ''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان نہایت پاکیزہ اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

دیکھیں یہاں یہ بے لگام ''آپ'' کا لفظ بھی استعمال کر رہا ہے اور توہین بھی انتہاء درجے کی کر رہا ہے۔ بعد میں پھر خود مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) ہونے کا دعویدار بھی بن بیٹھا۔ گویا (نقل کفر کفر نباشد) کہ درج بالا صفات کا یہ خود ہی حامل بن بیٹھا۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

۱۴..... یہ خود کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تھے۔ لہٰذا وہ دوبارہ دنیا میں مسیح موعود بن کر نہیں آ سکتے۔ یعنی مردہ دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آ سکتا۔ کہتا ہے: ''سو یہ بات اس (اللہ) کے سچے وعدے کے برخلاف ہے کہ مردوں (مسیح علیہ السلام) کو پھر دنیا میں بھیجنا شروع کر دے۔'' (ازالہ اوہام ج۲ ص۵۳۴، خزائن ج۳ ص۳۸۷)

اب آگے چل کر خود حضور نبی کریم ﷺ جو واقعی اپنے خالق حقیقی سے چودہ سو سال قبل مل چکے ہیں کا دوبارہ دنیا میں آنا بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پیش کرتا ہے اور اپنے آپ کو عین محمد قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ اس کی یاوہ گوئی:

(۱) ''بس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی سے ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔'' (نزول المسیح ص۲، خزائن ج۱۸ ص۳۸۰)

(۲) ’’اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد واحمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔‘‘ (نزول المسیح ص۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)

(۳) مرزا قادیانی کے فرزند اور خلیفہ مرزا بشیر احمد قادیانی کی یاوہ گوئی ملاحظہ ہو:

(الف) ’’اور وہ جس نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کو نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانی نہ جانا۔ اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔‘‘

(کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۰۵، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(ب) ’’تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو ج۱۴ نمبر۳ ص۱۰۵، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

ایک اور منحوس چیلے اکمل قادیانی کی خرافات ملاحظہ فرمایئے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(البدر ج۲ نمبر۴۳ ص۱۴، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اب اس چمگادڑ کا جو خود ’’عین محمد‘‘ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جناب محبوب خدا، فخر الانبیاء، وجہ تخلیق کائنات، خاتم الانبیاء، رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات اقدس سے موازنہ کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ حضور سرور کائنات ﷺ فخر موجودات، بے مثل، بے مثال کے صدقے سے راقم کو اپنی رحمت کاملہ سے معاف فرمائے اور کسی طرح کی بھی پکڑ نہ فرمائے کہ مقام صد ہزار احترام ہے جہاں کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں۔ کس ناپاک کا کس طاہر و مطہر ذات گرامی سے موازنہ، مجبوراً لکھنا پڑا ہے۔

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب؟ — یاں جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

آستانۂ رسول ایک ایسی ادب کی جگہ ہے جو کہ عرش معلیٰ سے بھی نازک ہے۔ جہاں پر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیاں بھی دم بخود ہو کر حاضری دیتی ہیں ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید رحمۃ اللہ علیہ و بایزید اینجا

(ب) حضور نبی کریم ﷺ کا مرزا قادیانی علیہ العنۃ سے موازنہ

محمد رسول اللہ ﷺ	مرزا قادیانی جہنم مکانی
۱-آپ ﷺ کے والد گرامی کا نام عبداللہ تھا، والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا تھا۔	۱-اس کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔ معروف نام اس کا گھسیٹی تھا۔
۲-آپ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ اور احمد ﷺ تھا۔	۲-اس کا نام غلام احمد تھا۔ یعنی احمد کا غلام۔
۳-آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔	۳-یہ قادیان میں پیدا ہوا۔
۴-آپ ﷺ قریشی وہاشمی ومطلبی۔	۴-یہ مغل برلاس، اوّل ''مرزا'' آخر ''قادیانی''
۵-آپ ﷺ انبیاء کرام کی مراد بن کر آئے اور تمام انبیاء نے آپ ﷺ کے آنے کی بشارت دی۔	۵-یہ انگریز اور یہود کی مراد بن کر آیا اور اس کی کسی نے بشارت نہ دی۔ البتہ شیطان نے بگل بجائے اور انگریز کے ایوانوں میں رونق ہوئی۔
۶-بچپن میں ہی ایک یہودی راہب نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر نبوت کی مہر دیکھ کر آپ کے نبی ہونے کی بشارت دی تھی۔ ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کی تھی۔	۶-اس کی نبوت کی بچپن سے لے کر آخری دم تک کسی نے تصدیق نہ کی بلکہ خود ہی عمر کے ساٹھ سال گنوا کر نبی/رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ نہ عقل سے نہ شکل سے، نہ قول وفعل کے لحاظ سے اس پر کسی نے نبی ہونے کا گمان کیا۔ نبی کی تو شان ہی نرالی ہوتی ہے۔
۷-آپ ﷺ کے آنے سے قصر کسریٰ کے گنبد سرنگوں ہوگئے۔ انسانیت کے مردہ جسم میں روح پڑی یہودیت ونصرانیت کانپنے لگی۔ کفر والحاد کی بساط سمٹنے لگی۔ جہالت وظلمت کی گھٹائیں چھٹنے لگیں۔ آتش کدہ، فارس ٹھنڈا پڑ گیا۔ نور ہدایت کا اجالا ہوا۔ گمراہ انسانیت رشک ملائک بنی آقا وغلام کی تمیز مٹی۔ حق باطل پر غالب آیا۔ صراط مستقیم کی مکمل نشاندہی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام بطریق احسن تکمیل کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ کی تمام	۷-اس کے آنے سے یہودیت ونصرانیت عروج کو پہنچی۔ کفر ولادینیت کا ڈنکا بجا۔ شعائر اللہ کی توہین اور تضحیک ہوئی۔ خالق کائنات اور اس کی مخلوق کا مذاق اڑا گیا۔ کفر واسلام کی تمیز مٹی، مسلمان کو کافر اور کافر کو مسلمان کہا گیا۔ قانون فطرت کی نفی کی گئی۔ اخلاقی قدروں، ادب آداب اور شائستگی کی مٹی پلید کی گئی۔ گستاخی بسیار کو ادب اور انکساری کا نام دیا گیا۔ انسان کو اسفل سافلین کے درجے سے بھی کہیں نیچے گرانے کی کوشش کی گئی۔ اسلامی دستور حیات (قرآن) کو ناکافی سمجھا گیا اور اس میں من پسند تحریفات کی گئیں۔ جس ذات کا قائم مقام بنتا ہے۔ اس کی احادیث مبارکہ کو ردی کا ڈھیر قرار دیا گیا۔ تاریخ اسلام کو ایک ناول سمجھا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو ناقص سمجھا گیا۔ اسی لئے اپنے آپ کو محمد ﷺ سے

نعمتیں آپ ﷺ پر ختم ہوئیں۔	افضل کہا گیا۔ ''الیوم اکملت لکم دینکم'' (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا) کا انکار کیا گیا۔ کیا یہ کسی نبی کا ورود تھا یا کہ شیطان کی آمد؟ سوچیں اسلام نے اس سے کیا کھویا اور کیا پایا؟ کس حد تک یہ نجس سرکار دو عالم ﷺ سے مماثلت رکھتا ہے؟
۱/۷-حضور ﷺ پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام جبرائیل علیہ السلام تھا۔	۱/۷-اس پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔ وہ کیسا خوبصورت نام ہے! کسی فرشتے، کسی نبی، کسی شعائر اللہ، کسی کتاب آسمانی کے نام میں ٹ اور چ کا حرف نہیں آیا۔ اسے ایسا فرشتہ کہاں سے مل گیا؟ جیسی روح ویسے فرشتے۔
۸-حضور ﷺ شاہباز لامکانی۔	۸-یہ چند قادیانی (چغد=الو)
۹-حضور ﷺ سراپا رحمت۔	۹-یہ سراپاء زحمت۔
۱۰-حضور ﷺ محبوب داور۔	۱۰-یہ مغضوب داور۔ (داور=خدا تعالیٰ)
۱۱-حضور ﷺ شرف انسانیت۔	۱۱-یہ ننگ انسانیت۔ خود کہتا ہے: ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار۔
۱۲-حضور ﷺ سردار الانبیاء۔	۱۲-یہ سردار الحمقاء (احمقوں کا سردار)
۱۳-حضور ﷺ خاتم النبیین۔	۱۳-یہ خاتم الشیاطین۔
۱۴-حضور ﷺ معلم اخلاق حسنہ۔	۱۴-یہ معلم اخلاق قبیحہ۔
۱۵-حضور ﷺ تفسیر قرآن۔	۱۵-یہ تفسیر شیطان۔
۱۶-حضور ﷺ منبع جود وسخا۔ اک لفظ نہیں ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے جو در اقدس پہ تحفہ آتا تھا وہ اسی وقت بانٹ دیا جاتا تھا۔ کچھ بھی پاس نہ رہتا۔	۱۶-یہ اپنے چیلوں کا خوشامدی اور گدا۔ خط لکھ لکھ کر مریدوں سے مرغوبات حاصل کرتا تھا۔ کہیں سے زعفران، کہیں سے بادام، کہیں سے شہد، کہیں سے اصلی شراب (پلومر، لاہور والوں سے) بھیجنے والوں کی خوشامد اور تعریف کرتا تھا۔ آتش شکم پھر بھی نہ بجھتی تھی۔ کتابوں کی اشاعت کے لئے پیشگی جمع شدہ چندہ خورد برد کر جاتا۔ جو آیا اس کو کچھ دے کر ہی گیا لے کر کبھی کچھ نہ گیا۔ جب امداد رکتی تو طعنے اور دھمکیوں پر اتر آتا تھا۔
۱۷-حضور ﷺ امین تھے۔ کفار ومشرکین بھی آپ ﷺ کو صادق وامین کہتے تھے۔	۱۷-یہ خائن تھا۔ (چندہ خورد برد کر جاتا تھا) انتہاء درجے کا کاذب تھا۔ جھوٹ پر جھوٹ بولتے جانا اس کی سرشت تھی۔ اپنے سابقہ بیانات سے بڑی صفائی سے بچ نکلنے کا ماہر تھا۔
۱۸-آپ ﷺ فاتح، بہادر، غازی، دس سال کی مختصر مدت میں کفار ومشرکین کو	۱۸-یہ نہ فاتح، نہ بہادر، نہ غازی۔ تیس چالیس سال بڑکیں مارنے کے باوجود کوئی علاقہ فتح نہ کر سکا۔ نہ کسی کو مسلمان (نام نہاد) بنا سکا۔ نہ

گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اسلامی سلطنت قائم کی۔ ایک لاکھ چالیس ہزار سے اوپر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت پیچھے چھوڑی۔ اصحاب رسول ﷺ نے شرق وغرب تک اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔ طاغوتی طاقتوں کی کمر توڑ کر رکھ دی۔

کفر وشرک کا خاتمہ کیا۔ مرا تو اپنی اولاد اور چند فریب خوردہ حواری پیچھے چھوڑ کر مرا۔ پھر بھی کہتا ہے کہ میں ''عین محمد'' اور ''محمد سے افضل'' ہوں۔ ''میں نے انگریزوں کا باپ مار دیا ہے۔'' صلیب توڑ دی ہے۔ اس کے اصحاب قادیان میں ہی مقید رہے اور جب پاکستان بنا تو پٹے پر ربوہ کا کلر حاصل کیا۔ وہ بھی اب ان کے تسلط سے آزاد ہے۔ ان کا موجودہ خلیفہ مرزا طاہر احمد جان بچانے کی خاطر اپنے دادا کے یعنی برطانیہ بھاگ گیا ہے۔ اپنے چیلوں کے فنڈ سے دادِ عیش پا رہا ہے۔

دے کے جھانسہ بل سے چوہا بھاگ گیا
چھوڑ کے کھلی پٹاری سپیرا بھاگ گیا

۱۹-آپ ﷺ کی روحانیت تمام انبیام کرام علیہم السلام سے ارفع واکمل تھی۔ آپ ﷺ نے کئی کئی دن متواتر فاقے کاٹے۔ عام حالات میں بھی سرکار دوجہاں ﷺ کے گھر میں ایک وقت کا کھانا پکتا تھا۔ نان جویں اور چند کھجوروں پر بسر اوقات ہوتی تھی۔ متواتر روزہ رکھتے تھے۔ ساری ساری رات قیام فرماتے۔ جس کی وجہ سے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ نماز تہجد آپ پر فرض تھی۔ بھوک کی شدت سے تنگ آ کر اگر کسی صحابی نے اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھا تھا تو شہنشاہ دوعالم ﷺ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے تھے۔ آپ ﷺ کی روحانیت کا اندازہ تو آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے ایک بزرگ سے ایک عیسائی پادری نے یہ کہا کہ ان کے نبی (عیسیٰ علیہ السلام) کی روحانیت ہمارے نبی ﷺ کی روحانیت سے بلند تھی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام متواتر

۱۹-اس کی روحانیت کے کیا کہنے۔ صبر، تحمل، بردباری نصیب دشمنان اکثر نماز باجماعت کے دوران نماز توڑ کر گھر کی راہ لے لیتا تھا۔ اس بارے میں چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں۔ (۱) ''حکیم نورالدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور مرزا قادیانی اپنے حجرے میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے۔ حاجی صاحب ریاض الدین احمد کو سخت پریشان کیا۔ افتاد پیش آئی جو مرزا قادیانی کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقع بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا قادیانی پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کر اندر چلے جاتے ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان نمبر۶۴ ج ۷، مورخہ ۷/فروری ۱۹۲۰ء)

(۲) ''نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض اوقات درمیان میں توڑ دی جاتی ہے۔ رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید ''قل ھو اللہ'' بمشکل پڑھ سکوں۔ کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات ہوتی ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۸۸)

(۳) ''ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت

چالیس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ جب کہ ہمارے نبی صرف چار پانچ گھنٹے کا روزہ ہی رکھتے تھے۔ یہ سن کر ہمارے بزرگ نے کہا کہ کیا تم مانتے ہو کہ جتنی روحانیت کسی نبی کی اونچی ہوتی ہے۔ اسی لحاظ سے اس کے امتیوں کی روحانیت بھی بلند ہوتی ہے۔ اس نے کہا یہ درست ہے۔ ہمارے بزرگ نے کہا کہ تم ہمارے پاس چالیس دن متواتر ٹھہرو اور مجھ پر کڑی نگرانی رکھو کہ کوئی چیز کھائے پیئے بغیر اور دنیوی کاروبار چھوڑے بغیر اگر میں چالیس دن کا روزہ رکھ گیا تو پھر ہمارے نبی ﷺ کی روحانیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ارفع واعلیٰ درجے کی ہوگی۔ وہ مان گیا اور بزرگوں نے چالیس دن کا روزہ نبھایا اور افطار کرنے کے بغیر فرمایا کہ یہ روزہ تو میں نے شرط پر رکھا تھا۔ اب چالیس دن کا ایک اور روزہ میں اپنی مرضی سے اور شوق سے رکھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مزید چالیس دن کا روزہ بھی رکھ کر دکھا دیا اور عیسائی لاجواب ہو کر چلا گیا۔

آپ ﷺ نے نہ گھبراہٹ میں کبھی نماز توڑی اور نہ کبھی شدت پیاس یا بھوک یا کسی اور وجہ سے روزہ درمیان میں توڑا۔ نہ کبھی دنیاوی مرغوبات نماز کے دوران منہ میں رکھیں۔ نہ کبھی حواس کھوئے نہ معاذ اللہ آپ کو کبھی کوئی دورہ پڑا۔

صاحب کو سخت کھانسی ہوئی۔ ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے آپ نے اسی حالت میں پان منہ میں رکھے۔ نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔'' جب نبی نماز کے دوران پان کی جگالی کرنے لگ جائے تو اس کی امت تو پھر باقرخانیاں نماز کے دوران کھانے لگ جائے گی۔ (مؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۰۳)

روزہ رکھ کر توڑ لینا اس کا معمول تھا۔ اس بارے میں بھی سنئے:

(۱) ''اس کے بعد جو رمضان آیا تو بمشکل آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ دورے کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے۔ فدیہ ادا کر دیا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۵۱)

اس نے حج بیت اللہ نہ کیا۔ نہ اعتکاف پر بیٹھا، نہ زکوٰۃ دی، نہ ہی تسبیح رکھی، نہ تہجد پڑھی۔ ''ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ (مرزا محمود احمد قادیانی) سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔''

(سیرت المہدی ج ا حصہ سوم ص ۶۲۳، روایت نمبر ۶۷۲)

دیکھ لی آپ نے من گھڑت نبی کی روحانیت حضور ﷺ کے کسی ادنیٰ امتی کی روحانیت بھی اس سے بلند ہوگی۔

۲۰- حضور ﷺ مسکرائیں تو چاند شرمائے۔

۲۰- یہ مسکرائے تو چمگادڑ سر جھکائے۔

۲۱-جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس بلا لینے کا ارادہ فرمایا تو عزرائیل علیہ السلام در اقدس پر حاضر ہو کر دستک دے کر اندر جانے کی اجازت مانگتا ہے۔ حاضر خدمت ہو کر کہتا ہے یا رسول اللہ! روح مبارکہ قبض کروں یا واپس چلا جاؤں۔ محبوب ﷺ نے محبّ کے پاس چلے جانے کو ترجیح دی۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے خالق حقیقی سے بصد شان وشوکت جا ملے۔ ''صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یمکن الثناء کما کان حقہ'' بعد از خدا بزرگ ﷺ توئی قصہ مختصر۔

۲۱-اس کو تو ملک الموت نے اپنے پاخانہ سے اٹھ کر واپس چارپائی تک جانے کی رعایت تک نہ دی۔ بلکہ اسی پاخانہ کے اوپر ہی منہ کے بل دھر لیا۔ عجب قسم کا نبی تھا۔

اگر مرزا ہوتا خدا کا نبی
تو ٹٹی پہ گر کر نہ مرتا کبھی

(مسلمانان عالم)

خدائی اختیارات وتصرفات کا یہ دعویدار اتنا بھی نہ کر سکا یا کروا سکا کہ باعزت موت مرتا۔ پہلے ہیضہ کا شکار ہوا۔ پھر ٹٹی پر گر کر مرا۔ خدائی تصرف کے بارے میں اس کی یاوہ گوئی ملاحظہ ہو۔ الہام ہوتا ہے۔

''اے مرزا تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔'' (تذکرہ ص۵۱۸، حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

(کیا اس نے ٹٹی میں گر کر مرنے کا ارادہ کر رکھا تھا؟ مؤلف)

مرزا قادیانی کے اس پوسٹ مارٹم کے بعد پتہ چلا کہ یہ شخص ذہنی لحاظ سے پاگل، مخبوط الحواس اور جانور صفت تھا۔ یہ مراق، ہسٹیریا، قولنج زیری، اعصابی کمزوری، دل کے دوروں اور کثرت پیشاب کا دائمی مریض تھا۔ اخلاقاً یاوہ گوئی، کذب بیانی، بدکلامی، وعدہ خلافی، بہتان تراشی، دھوکہ بازی اور بدچلنی کا شکار تھا۔ عقیدۃً اوّل درجے کا کافر، مشرک، منافق، مرتد، زندیق اور گستاخ بے لگام تھا۔ ..... اسلام، عالم اسلام اور شعائر اللہ کی توہین اور بردباری چاہتا تھا۔ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ خود کہتا ہے: ''میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔''

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱)

اس کا کوئی مذہب نہ تھا بلکہ تمام مذاہب اور ادیان کے لئے باعث ننگ وعار تھا۔ کوئی مستقل دعویٰ نہ تھا۔ صبح مجدد بنتا تھا اور رات کو مسیح موعود بن جاتا تھا۔ ایک وقت میں امتی رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر بعد میں خود ''عین محمد'' بن بیٹھا ہے۔ اس کے سارے دعوے خرافات پر مبنی ہیں۔ شاعر چور تو سنتے آئے ہیں۔ مگر نبوت چور اس سے قبل نہیں دیکھا اور سنا تھا (خود کو حضور نبی کریم ﷺ کا قائم مقام جو ٹھہراتا ہے) نتیجتاً اس کو مجدد، محدث، مہدی، مسیح موعود، نبی، رسول اور عین محمد بلکہ محمد سے بڑھکر سمجھنا مجددین، محدثین، امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، انبیاء ورسل اور حضور سرور کائنات ﷺ کی انتہائی توہین اور تضحیک ہے۔ اس کو انسان کہنا بھی ساری

انسانیت کی توہین ہے۔اس کا اصل مقام تو خالق کائنات ہی متعین کرے گا۔ورنہ جو شخص اس کا اصل مقام بنادے۔اس کو پانچ لاکھ روپے انعام۔اگر کوئی بھائی اسے ''شیطان'' کہہ کر انعام کا دعویٰ کرے گا تو شیطان اس پر ہتک عزت کا دعویٰ کردے گا۔دجال بھی اس گندگی کو اپنے سر لینا ہرگز گوارا نہیں کرے گا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قادیانی احباب کو واپس راہ راست پر لے آئے اور ان کو ایک بہروپئے، مخبوط الحواس، نجس، کاذب، گستاخ، زندیق اور مرتد کا پیچھا چھوڑنے کی توفیق عطاء فرمائے۔خدا کی قسم! ان کو دوزخ کا ایندھن بنتے دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے۔اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی دست بستہ گزارش ہے کہ وہ ان گستاخان رسول کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کا مکمل سوشل بائیکاٹ کریں۔فرقہ واریت کو بھول کر.....مشترکہ دشمن اور چور کا پیچھا کر کے اس کو عبرتناک انجام تک پہنچانے میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی دامے، قدمے، سخنے مدد فرمائیں تاکہ ہم خدا اور آقائے نامدار کے حضور سرخرو ہوسکیں۔آمین!

مرزا قادیانی کے شرمناک دعوے

مرزا قادیانی نے یوں تو ۲۰۱ دعوے کئے ہیں جن کی تفصیل ''الہامی گرگٹ'' نامی کتابچہ میں دی گئی ہے۔مگر یہاں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے چند ایک نمایاں دعوے (خرافات) نقل کئے جاتے ہیں۔عجب نامعقول سے پالا پڑا ہے۔

۱..... ''میں مجدد ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۹۴، خزائن ج۲۲ ص۲۰۱)

۲..... ''میں محدث ہوں۔''

''اس میں شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث بن کر آیا ہے۔'' (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

۳..... ''میں نبی اللہ، خاتم الخلفاء اور حضور اکرم ﷺ کا دوسرا بازو ہوں۔''

''اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے ''نبی اللہ'' رکھا اور اس کو سلام کہا ہے اور اس کو اپنا ''دوسرا بازو'' قرار دیا ہے اور خاتم الخلفاء ٹھہرایا ہے۔'' (نزول المسیح ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۷)

۴..... ''میں مہدی ہوں۔''

''مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا ہے۔'' (نجم الہدیٰ ص۱۴ حاشیہ، خزائن ج۱۴ ص۷۸)

۵..... ’’میں شفیع ہوں۔‘‘

’’آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۴، خزائن ج۱۸ ص۲۳۲)

۶..... ’’میں مسیح موعود سے بہتر ہوں۔‘‘

’’خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام ’’غلام احمد‘‘ رکھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۷..... ’’میں مریم بھی ہوں اور عیسیٰ بھی ہوں۔‘‘

’’براہین احمدیہ میں اوّل خدا نے میرا نام رکھا۔ پھر اسی میں صدق کا روح پھونکنے کے بعد اس کا نام عیسیٰ رکھا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۹۰، خزائن ج۲۱ ص۳۶۱)

۸..... ’’میں بیت اللہ ہوں۔‘‘

’’خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ رکھا۔‘‘

(تذکرہ طبع چہارم ص۳۹، اربعین نمبر۴ ص۱۶ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

۹..... ’’میں حجر اسود ہوں۔‘‘

’’یکے پائے من بوسیدہ من گفتم کہ حجر اسود منم‘‘ کسی نے میرے پاؤں چومے میں نے کہا میں حجر اسود ہوں۔ (اربعین نمبر۴ حاشیہ ص۱۶، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

۱۰..... ’’میں رسول ہوں۔‘‘

’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۱۱..... ’’میں مظہر انبیاء ہوں۔‘‘

(۱) جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۷۲ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

(۲) ’’میں آدم ہوں، میں اسحاق ہوں، یعقوب ہوں، یوسف ہوں، موسیٰ ہوں، عیسیٰ ہوں، نوح ہوں اور حضرت محمد ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۷۲ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

۱۲..... ''میں خاتم الانبیاء ہوں۔''

''بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

۱۳..... ''میں آنحضرت ﷺ سے افضل ہوں۔''

''اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا خسوف۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟'' (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

۱۴..... ''میں خدا کا بیٹا ہوں۔''

''انت منی بمنزلہ ولدی'' تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔

(الاستفتاء ص۸۲، حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۱۵..... ''میں خدا کا نطفہ ہوں۔'' (بدتمیز، بدخمیر کہیں کا۔ مؤلف)

''انت من مائنا وھم من فشل'' تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے۔ (تذکرہ ص۱۶۴، طبع چہارم)

۱۶..... ''میں خدا کا باپ ہوں۔''

''ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترے گا۔'' (تذکرہ طبع دوم ص۶۴۶، انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

۱۷..... ''میں خدا کی بیوی ہوں۔'' (تجھ پر لعنت۔ مؤلف)

(۱) ''میرا خدا سے ایک نہانی تعلق ہے۔ جو نا قابل بیان ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۳، خزائن ج۲۱ ص۸۱)

(۲) ''حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔'' (اسلامی قربانی ص۱۲، از قاضی یار محمد)

(۳) ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

۱۸..... ''میں صفت کن کا مالک ہوں۔''

''(اے مرزا) تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔''

(تذکرہ ص ۵۲۵، حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

۱۹..... ''میں رودر گوپال ہوں۔''

''چنانچہ ملک ہند میں کرشن نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں۔ اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔'' (تذکرہ طبع دوم ص ۴۳۴)

۲۰..... ''میں خالق ہوں۔''

''میں نے پہلے آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں نے دیکھا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔''

(کتاب البریہ ص ۸۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۵، آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

۲۱..... ''مین امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں۔''

تذکرہ ایڈیشن ۱۹۳۵ء ص ۶۴۶ میں ہے کہ ۸/ستمبر ۱۹۰۸ء بوقت فجر مرزا قادیانی کو کئی الہام ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

۲۲..... ''میں فرشتہ ہوں، میں میکائیل ہوں، میں خدا کا مثل ہوں۔''

''اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظ میکائیل کے معنی ہیں خدا کی مانند۔'' (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

۲۳..... ''میں شرمگاہ بشر ہوں۔'' (سچ فرمایا۔ مؤلف)

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۶)

مرتد اور گستاخ رسول کی سزا اور انجام

نفس مضمون سے ہٹ کر مؤلف نے یہ ضروری سمجھا کہ قارئین کو مرتد، زندیق اور گستاخ رسول کی سزا اور اس کے انجام سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ پرلے درجے کے گستاخ اور مرتد قادیانیوں کو سوچنے اور سمجھنے کا موقع ملے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی غیرت ایمانی وملی کو جھنجھوڑا جا سکے اور قادیانیت کو ملی محاسبہ کرنے کے لئے ان کے ذہنوں کو استوار کیا جا سکے۔

(۱) مرتد:

فقہ اسلامی کی رو سے مرتد (جو اسلام کو چھوڑ کر کوئی دیگر مذہب اپنائے) کی سزا قتل ہے۔ زندیق، مرتد سے بھی کہیں زیادہ گردن زدنی ہے۔ کیونکہ یہ باغی اور جعلساز کے زمرے میں آتا ہے۔

القرآن: ''اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کر (کافر) ہو جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ میں جانے والے ہیں۔'' (سورۃ البقر:۲۱۷)

الحدیث: قبیلہ عقل کے چند آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ لیکن مدینہ کی ہوا ان کو موافق نہ آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ کے اونٹوں کے رہنے کی جگہ چلے جائیں۔ وہیں رہیں اور اونٹوں کے دودھ میں ان کا پیشاب ملا کر پئیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھے ہو گئے۔ پھر وہ دین اسلام سے پھر گئے اور اونٹوں کے محافظوں کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے سواروں کو روانہ کیا وہ ان کو پکڑ کر لائے اور اس جرم میں ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھیں پھوڑی گئیں۔ پھر ان کے ہاتھ پاؤں کا خون بند کرنے کے لئے ان کو گرم تیل میں داغا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے اور ان کو مدینہ کے سنگستان میں ڈال دیا گیا۔ ایک اور روایت ہے کہ وہ پانی مانگتے تھے اور ان کو پانی نہ دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ (بخاری و مسلم)

(۲) گستاخ رسول:

گستاخ رسول ﷺ مرتد اور زندیق دونوں سے زیادہ باغی اور مجرم ہے۔ مرتد کے بارے میں فقہا امت مسلمہ نے یہ رعایت دی ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے۔ اگر وہ واپس اسلام پر آ جائے تو معاف کر دیا جائے اور اگر ارتداد پر ڈٹا رہے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر گستاخ رسول کو سوچنے کی مہلت دینا بھی از خود گستاخی کے مترادف ہے۔ یہ فوراً واجب القتل ہے۔ گستاخ کی توبہ قبول نہیں۔ اسے سزا بہر صورت دینی ہوگی۔

القرآن: جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل خطاب بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم (آیت نمبر ۱۰ تا ۱۳) میں ایک گستاخ رسول (ولید بن مغیرہ) کی درج ذیل صفات بیان فرمائی ہیں۔ مگر اس کا نام لینا

گوارا نہ کیا۔

۱..... بہت زیادہ قسمیں کھانے والا۔

۲..... بے قدر، فضول۔

۳..... طعنے دینے والا۔

۴..... چغل خور۔

۵..... نیکی سے روکنے والا۔

۶..... حد سے بڑھا ہوا پاپی۔

۷..... جاہل، اجڈ۔

۸..... جھگڑالو۔

۹..... ولدالحرام (حرامزادہ)

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نے اپنے بارے میں سنا تو کہا کہ مسلمانوں کا نبی غلط نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اس کی آٹھ صفات کا خود اسے علم ہے کہ یہ اس میں موجود ہیں۔ لیکن نویں صفت (ولدالحرام) کا اسے علم نہیں۔ چنانچہ اس نے تلوار نکال لی اور اپنی والدہ کے پاس جا پہنچا اور کہا کہ اس کی نویں صفت کی تصدیق تو وہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ اس کی والدہ نے اس کے نطفہ حرام ہونے کی تصدیق بھی کر دی اور کہا کہ نبی نے سچ فرمایا ہے۔

گستاخ رسول پر اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو مخاطب کر کے فرمایا: ''ٹوٹ جائیں اس کے ہاتھ۔'' چنانچہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اور گل سڑ کر مرا۔ (سورۂ لہب)

اللہ تعالیٰ اپنے گستاخ کو تو معاف کر دیتا ہے۔ مگر اپنے محبوب کے گستاخ کو ہرگز معاف نہیں کرتا۔ نہ ہی وہ دیگر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین امت کے گستاخوں کو معاف کرتا ہے۔ سورۂ کوثر میں حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نے پھٹکار ڈالی ہے۔

الحدیث: درج ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گستاخ رسول فوراً واجب القتل ہے۔

۱..... ایک گستاخ رسول کعب بن اشرف کے بارے میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کون ہے جو اس گستاخ کو ختم کرنے والا ہے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ

فرماتے ہیں کہ میں اس گستاخ کو قتل کردوں؟ جس کا آپ ﷺ نے ہاں میں جواب دیا اور محمد بن مسلمہ نے آپ ﷺ کے حکم پر کعب بن اشرف کو قتل کر دیا۔

(صحیح بخاری ج۴ ص۱۴۸۲، حدیث نمبر۳۸۱۱)

۲..... ایک گستاخ رسول ابورافع یہودی کے قتل کی خود حضور ﷺ نے ڈیوٹی لگائی اور اس سلسلہ میں عبداللہ بن العتیق کی قیادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک وفد بھیجا اور اسے قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری ج۴ ص۱۴۸۲، نمبر۳۸۱۱)

اس قسم کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ مگر اختصار کی خاطر ان کو نقل نہیں کیا۔

مرزا قادیانی اور اس کے چیلے پرلے درجے کے گستاخ رسول ہیں۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ انبیائے کرام، اصحابہ رسول، آل رسول اور اولیائے امت اور علمائے حق کے بدترین گستاخ ہیں۔ یہ شعائر اللہ، قرآن مجید اور ارکان اسلام کے بھی بے لگام گستاخ ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کا سارا کلام، ساری تصانیف، بے ادبی، گستاخی، بدکلامی یاوہ گوئی، بہتان تراشی اور لغویات سے بھری پڑی ہیں۔ آج تک ان جیسا گستاخ اور بے حیا طبقہ خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ہوسکتا ہے۔

ان گستاخوں کو ہمارے ناواقف حال مسلمان بھائی بڑے با اخلاق، نرم مزاج اور روادار خیال کرتے ہیں اور ان کی تعریف بھی کر ڈالتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی خوش اخلاقی اور رواداری صرف نمود کے لئے ہے اور اپنے جال میں پھنسانے کے لئے ہے۔ جیسے شکاری شکار کو پھنسانے کے لئے دانہ ڈالتا ہے۔ زن، زر، زمین اور روزگار کی فراہمی کی ضمانت دے کر ہمارے غریب اور ناخواندہ بھائیوں کو شکار کرتے ہیں۔ ورنہ ان کے عقائد وعزائم دین اسلام اور عالم اسلام کو تباہ و برباد کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

ان مرتدوں، زندیقوں اور گستاخان بے لگام پر حد جاری کرنا تو حکومت وقت کا کام ہے یا پھر غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے غیرت مند اور عاشقان رسول ﷺ کا کام ہے کہ وہ ان سے دست بدست نمٹ لیں۔ ورنہ اپنے ایمان کی خیر منائیں اور عاشقان، عندلیبان (بلبلیں) اور غلامان مصطفےٰ ﷺ ہونے کے جھوٹے دعوؤں سے دست بردار ہو جائیں۔ صدحیف میری اس مسلمانی پر۔ (مؤلف)

مرزا طاہر قادیانی خلیفہ ربوہ کے

چیلنج کو چیلنج

جناب محمد سلیم ساقی (ایم اے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کاٹنا مقصود ہو جس سے شجر اسلام کا قادیاں کے لندنی ہاتھوں میں وہ آری بھی ہے

(مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ)

مرزا طاہر احمد (نام نہاد خلیفہ، ربوہ) حال پناہ گزین اپنے دادھیال (برطانیہ) نے چور مچائے شور ''چوراوئے چور'' کے مصداق مسلمانان عالم کو معاندین، مکفرین ومکذبین کہہ کر اور انہیں ''مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج'' دے کر اپنے باپ (مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی) اپنے دادا (خود ساختہ نبی/رسول، مرزا غلام احمد قادیانی) اور خلیفہ اوّل حکیم نور الدین کی مسلم الثبوت (مانی ہوئی) منافقت کا اعادہ کیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اپنے تمام سابقہ مغضوبین وضالین کی محفوظ کردہ تحریری غلاظت پر پردہ ڈالنے اور پھر اس پر روح کیوڑہ چھڑکنے کی کوشش کی ہے۔ اصل بحث چھیڑنے سے قبل ہم مرزا طاہر احمد کے تحریر کردہ اور مسلمانوں کے گھر گھر پھینکے گئے چیلنج کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ کس حد تک یہ مبنی بر حقائق ہے؟

چیلنج کس بات کا؟

کسی بھی شخص، فرقے یا گروہ کے عقیدہ وایمان کو جاننے کے لئے ہم اس کی تحریروں (تصانیف وتالیفات) اس کے بیانات اور اس کے قول وفعل سے آگاہی حاصل کرتے ہیں اور انہی ظاہری ذرائع کو بطور سند قبول کرتے ہیں۔ ان کے بغیر کسی کے ایمان وعقیدہ کے بارے میں صرف خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ اسی حقیقت کے پیش نظر مرزا قادیانی اور اس کی نام نہاد امت کے عقائد وعزائم کے بارے میں جو کچھ مسلمان زعماء وعلمائے دین نے لکھا اور کہا ہے وہ قادیانی نبی اور اس کے چیلوں کی خود تحریر کردہ اور شائع کردہ تصانیف وتالیفات سے ہی لیا گیا ہے یا ان کی کرتوتوں سے ان کے بارے میں پتہ لگایا ہے کہ یہ اسلام دشمن ہیں یا اسلام دوست؟ پاکستان اور عالم اسلام کے بہی خواہ ہیں یا بدخواہ؟ مسلمان اکابرین اور مجاہدین تحفظ ختم نبوت نے کوئی بھی من گھڑت بیان مرزا قادیانی یا اس کے چیلوں سے منسوب نہیں کیا اور نہ ہی ان کی کتابوں یا رسائل کے حوالہ جات نقل کرتے ہوئے کسی قسم کی بے احتیاطی روا رکھی ہے۔ ہمیں تو مرزا قادیانی اور اس کے چیلے چانٹوں کے خدا تعالیٰ، انبیاء ورسل، حضور نبی کریم ﷺ، اصحاب رسول، اہل بیت اور علمائے امت محمدیہ کی شان میں گستاخانہ کلمات من وعن نقل کرتے ہوئے بھی گناہ اور بے ادبی کا احساس ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ ہم اپنی طرف سے ایسا لکھ کر خود گستاخوں کے زمرے میں

آ جائیں۔ بلکہ ان بے لگام گستاخوں کے گستاخانہ کلمات پڑھتے اور لکھتے ہوئے بھی ہمیں اپنی غیرت ایمانی کو ٹٹولنا پڑتا ہے کہ (غیرت ایمانی) ہے بھی کہ نہیں۔ مرزا طاہر احمد کی عقل کے ناخن ہوتے تو وہ مرزا قادیانی کے دعوؤں اور عقائد وعزائم کے بارے میں مسلمانوں کے منقولہ حوالہ جات اور حقائق کو چیلنج کرتا کہ یہ غلط اور سرے سے ہے ہی نہیں۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی اور اپنے سابقوں کی تصانیف وتالیفات لے کر میدان میں آ جاتا اور ان حوالوں اور حقائق کو غلط ثابت کرتا اور مسلمانوں کو مکذبین کہنے میں حق بجانب ہوتا۔ مگر ایسا کرنا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ ایک دو کتابوں اور ایک دو یاوہ گوئیوں کی بات ہوتی تو شاید ان میں ہیرا پھیری کر کے چڑھائی کرتا۔ لیکن اس کے نبی اور اس کے پیشروؤں کی لغویات پچاس سے اوپر گدھوں کا لدا بنتی ہیں۔ ان کی بار بار من وعن اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا ان کا جھوٹ اور منافقت چھپی نہیں رہ سکتی۔ اندریں حالات اس امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے پاس ماسوائے اس بات کے اور کچھ نہیں رہا کہ رنگے ہاتھوں پکڑے گئے چور کی طرح یہ رٹ لگاتا رہے کہ خدا کی قسم اس نے چوری نہیں کی بلکہ مال کی حفاظت کی ہے۔ لہٰذا مرزا طاہر اگر مرزا قادیانی کے دعوؤں، عقائد اور عزائم کے بارے میں حوالہ جات اور تاریخی حقائق کو چیلنج کرتا ہے تو بھی مار کھاتا ہے اور اگر مانتا ہے کہ اس کے نقل کردہ دو بیانات کے علاوہ باقی ہزاروں دعوے اور بیانات محض تفنن طبع کے طور پر قلم بند کئے ہیں اس کے نبی نے، تو پھر اس کا نبی کاذب، قصے گو اور شیخ چلی ٹھہرا۔ دین اسلام کو ایک ناول اور افسانہ سمجھا کہ جہاں چاہو ہیرا پھیری کر لو یا پھر یہ خود باغی ٹھہرا۔ لیکن یہ اپنے باپ اور دیگر قادیانی چیلوں کی طرح اپنے نام نہاد نبی کا باغی نہیں بلکہ اس کی سنت منافقت اور کہہ مکرنی پر عمل کرتے ہوئے ساری دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ لہٰذا مرزا طاہر کا یہ چیلنج نہیں ہے بلکہ انتہائی منافقت اور کذب بیانی کا مظاہرہ ہے جس سے اسے اور قادیان ازم کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ماسوائے کھلی کھلی رسوائی کے۔ مرزا طاہر نے قادیانی ٹولہ کو تین بار رسوا کیا ہے۔

۱..... پہلے ۱۹۷۴ء میں جب کہ یہ ابھی خلیفہ نہیں بنا تھا اس نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلباء کی ربوہ ریلوے اسٹیشن پر خواہ مخواہ طاقت کے نشے میں آ کر پٹائی کرادی۔ جس کے ردعمل میں ملک میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چل اٹھی اور نتیجتاً آئینی طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور مرزا ناصر احمد، خلیفہ ربوہ کی یہ پیش گوئی کہ ۱۹۷۹ء تک قادیانی پاکستان کو ٹیک اوور کر جائیں گے خاک میں مل گئی۔

۲..... اس کے بعد کافی عرصہ انڈر گراؤنڈ چلے جانے کے بعد اسی مرزا طاہر احمد نے ۱۹۸۳ء

میں ختم نبوت کے پروانے اسلم قریشی کو اغوا کروا کر مسلمان علماء اور ختم نبوت کے جیالوں کو ہراساں کرنے کا تجربہ کیا۔ لیکن عاشقان مصطفیٰ پھر بیدار ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے صدر پاکستان پر دباؤ ڈالا اور قادیانیوں کے کرتوتوں سے ان کو آگاہ کیا۔ نتیجتاً ۱۹۸۴ء میں صدرتی آرڈیننس کے ذریعے ان کو اسلامی لبادہ اوڑھنے سے منع کر دیا گیا۔ اب یہ نہ ہی ہمارے کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر باہر نکل سکتے ہیں اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات کو اپنے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس جرم کی پاداش میں سینکڑوں قادیانی جیلوں میں جا چکے ہیں۔

۳..... تیسری مرتبہ اب کے پاکستان کے اندرونی حالات سے فائدہ اٹھانے کی خاطر اس نے اچانک اور بلا جواز اسلامیان عالم کو چیلنج کر دیا ہے کہ قادیانی غیر مسلم، مرتد، گستاخ اور زندیق نہیں ہیں۔ اگر اعتماد نہ ہو تو وہ اس سے مباہلہ کر لیں۔ اگرچہ ہمارے عاشقان مصطفےٰ نے چیلنج کو قبول کر لیا ہے۔ مگر یہ نہیں آئے گا اور قادیانیوں کو رسوا کروائے گا۔ پھر اس نام نہاد چیلنج کا الٹا اثر یہ بھی ہوگا اور بفضل خدا ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت جو ابھی تک قادیانیوں کے عقائد و عزائم سے بے خبر تھی اس کو بھی پتہ چل جائے گا کہ دراصل قادیانی ہیں کیا۔ پھر ان کا دھوکہ ننگ سے ننگ تر ہوتا جائے گا۔

مزید برآں مرزا طاہر نے اپنے گرو (مرزا قادیانی) اور اس کے پیروکاروں کو صحیح العقیدہ مسلمان ظاہر کرنے کی جسارت کر کے پاکستان کے آئین کی کھلی خلاف ورزی کی ہے اور توہین عدالت کا مرتکب ہوا ہے۔ لہٰذا پاکستان واپسی کا خواب اب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ اس مباہلہ کے چیلنج کی نحوست قادیانیت کا بیڑہ غرق کر کے ہی دم لے گی۔ ان شاء اللہ! مباہلہ کے بغیر ہی یہ انجام کو پہنچیں گے۔

چیلنج کس کو؟

مباہلہ ہمیشہ سچ اور جھوٹ کا نتارا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ مباہلہ کے چیلنج میں مرزا طاہر نے دو حوالے دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا قادیانی مسلمانوں کے ایمان مجمل و ایمان مفصل کا پورا پورا اقرار کرتا ہے اور اس کے عقائد و عزائم بعینہٖ مسلمانوں کے سے ہیں۔ نہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی کسی ہستی کی گستاخی کی ہے اور نہ ہی انگریز اور یہود کا خود کاشتہ پودا ہے۔ یہ سب بہتان ہے۔ ہم مرزا طاہر سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس کی جماعت کے اعتقادات کسی

طور بھی مسلمانوں سے مختلف نہیں ہیں تو پھر دو مسلمان گروہوں میں مباہلہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ قادیانی بھی سچے مسلمان (بقول خود) اور مسلمان بھی سچے مسلمان تو ان میں جھوٹا اور سچا کون ہوگا؟ ہم ختم نبوت پر ایمان رکھنے والوں کو تم کافر کیوں قرار دیتے ہو؟ اور کس بات میں ہم کو جھوٹا سمجھتے ہو؟ لہٰذا تکنیکی طور پر ہی یہ چیلنج نہیں کہلا سکتا۔ چیلنج دینا تھا تو ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو، خدا تعالیٰ، انبیاء ورسل، اصحاب رسول، اہل بیت اور علمائے دین کے کھلے گستاخوں کو، قرآن مجید واحادیث نبوی کی توہین اور تضحیک کرنے والوں کو اسلام کے دشمنوں اور نصرانیت ویہودیت کے پروردوں کو۔ لیکن ایسے لوگ تو خود قادیانی ہی ہیں۔ پھر مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج کس کو؟ قادیانی ٹولہ کو؟ اپنے ہی نبی کو؟ جو تمہارے چیلنج نمبر ۱ اور چیلنج نمبر ۲ کی ہر صفت پر پورے اترتے ہیں۔ اپنے آپ کو صحیح العقیدہ مسلمان قرار دے کر مسلمانوں ہی سے مباہلہ کرتے ہو؟ این چہ بوءالعجیبست؟ تم نے ہر لحاظ سے مرزا قادیانی کے دعوؤں، بیانات اور عقائد وعزائم کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ مباہلہ کی تو پھر ضرورت ہی کیا تھی؟ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو غلط ثابت کر کے دکھ دیا تم نے۔

چیلنج کس وقت؟

عرصہ تقریباً سو سال سے قادیانی مسلمانوں سے مباہلے اور مناظرے کرتے چلے آئے ہیں اور ہر بار جھوٹے اور منافق ثابت ہوئے ہیں۔ نہ ماننا علیحدہ بات ہے۔ ان کے جھوٹے نبی نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مباہلہ دی۔ پیر صاحب نے قبول کی۔ مگر بری طرح مار کھانے کے خوف سے مرزا قادیانی بھاگ گیا۔ اسی طرح مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے مباہلہ بذریعہ اشتہار کیا۔ اس میں جھوٹا ثابت ہوا۔ اپنی بددعا کا خود نشانہ بنا اور مولانا سے پہلے اور ہیضہ کا شکار ہو کر اپنی ہی ٹٹی کے اوپر گر کر مرا۔

مرزا قادیانی کے اس مباہلہ کا مختصر اقتباس درج ذیل ہے: ”یہ کسی الہام یا وحی کی بنیاد پر پیش گوئی نہیں، بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے۔ جو میرے دل کی حالت سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کی افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ کی زندگی میں مجھے مار دے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین!

مگر اے میرے کامل وصادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں سے جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ (آمین یا رب العالمین)''

''اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے یا اور کسی نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو میں مبتلا فرما۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ (آمین ثم آمین)'' (راقم محمد عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود کا نااللہ وایدہ، مرقومہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸، ۵۷۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ جس کے نتیجے میں مرزا کذاب ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں ہی ہیضے کی موت مرا۔ دونوں شرطوں میں جھوٹا نکلا۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ بفضل ایزدی مارچ ۱۹۴۸ء تک زندہ رہے۔ مرزا قادیانی کے چت جھوٹے، مفسد اور جعلساز ثابت ہونے کی شرط پوری ہوگئی۔ یہ تو مسیح موعود کے دعوے میں ہی ازخود جھوٹا نکلا۔ نبی کے دعویٰ پر مباہلہ کرتا تو پھر اور بھی برا حشر ہوتا اس نامراد کا۔

اس کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا طاہر احمد کے باپ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی کو مباہلہ کی دعوت دی۔ بار بار مباہلہ کی چٹھی بھیجی مگر جواب ندارد۔ بذریعہ پمفلٹ چیلنج کیا۔ مگر اس نے اسے قبول نہ کیا۔ پھر مرزا طاہر احمد (مخاطب سخن) کو تسلسل کے ساتھ بھجوایا جاتا رہا ہے۔ مگر اسے بھی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن اب اس نے الٹا مسلمانوں کو چیلنج کر کے دنیا کو یہ تاثر دینے کی فضول کوشش کی ہے کہ وہ سچ پر ہیں۔ مظلوم ہیں؟ پکے اور سچے مسلمان اور اسلام دوست وملک (پاکستان) کے بہی خواہ ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں جب کہ قادیانیت کا بانی مبانی مرزا قادیانی اپنی تسلی کے مطابق مفسد، کاذب اور جھوٹے قصے جوڑنے والا ٹھہرا اور زیر بحث مباہلہ تک کسی قادیانی خلیفہ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں کے مباہلہ کا چیلنج قبول کرتا یا خود مباہلہ کے لئے دعوت علم دیتا تو پھر یہ نام نہاد منافقت نامہ جاری کرنے کی اب کیا ضرورت رہ گئی تھی؟ مباہلہ کی ضرورت تو اس وقت تھی جب کہ ۱۹۷۴ء میں مرزا ناصر احمد اور قومی اسمبلی کے آگے جھوٹا ثابت ہوا اور جس کے نتیجے میں قادیانیوں

کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ دوسرا موقع اس وقت تھا جب ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کو بذریعہ صدارتی آرڈیننس اسلامی لبادہ اوڑھنے سے سختی سے منع کیا گیا۔ سخت سزاؤں کی وعید سنائی گئی۔ لہٰذا مرزا طاہر کے حالیہ جاری کردہ مباہلہ کا چیلنج نہ صرف ہٹ دھرمی کی دلیل ہے بلکہ یہ بے وقت، بے موقع اور بلا جواز ہے۔

درج بالا تجزیہ سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا طاہر احمد کے مباہلہ کا چیلنج کسی بھی لحاظ سے چیلنج نہیں ہے بلکہ یہ قادیانیت کی منافقت اور زندیقیت کا کھلا کھلا اعتراف ہے۔ اس نے مرزا قادیانی اور اس کی نام نہاد امت کی ساری تعلیمات، دعوؤں اور عقائد پر بقلم خود لکیر کھینچ دی ہے۔ قادیانیوں کا نام نہاد مذہب جھوٹ، منافقت، جعل سازی، ہیرا پھیری اور کہہ مکرنی کا مرکب ہے۔ گنگا گئے تو گنگا رام، جمنا گئے تو جمنا داس۔ اس کی صحت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ذرا سا گریبان پکڑو تو جان بچانے کی خاطر اپنے نام نہاد نبی کو گالیاں تک سنا دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ مرزا جھوٹا اور مکار تھا اور یہ کہ وہ ہرگز اسے نبی وغیرہ نہیں سمجھتے۔ لیکن گلو خلاصی کرانے کے بعد پھر یہ اپنے عقیدہ پر قائم ہو جاتے ہیں۔ عجب قسم کا ایمان ہے ان کا! دنیا میں کسی بھی مذہب کے پیروکار کسی بھی حالت میں اپنے پیشواؤں کو نہیں جھٹلاتے اور نہ ہی اپنے عقائد سے انحراف کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا کوئی ایمان نہیں ہے۔ ایمان کسی حقیقت کے ''اقرار باللسان وتصدیق بالقلب'' کا نام ہوتا ہے۔ قادیانی اگر دل سے مرزا قادیانی کو نبی رسول یا حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر تصور کرتے ہیں تو ہر وقت مسلمانوں کے سامنے اس بات سے انکار کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی ان کا ایمان باطل ہو گیا اور اگر یہ بات دل سے نہیں مانتے اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس کا اقرار کرتے ہیں تو پھر بھی یہ بے ایمان ہیں۔ دوسرے ان کا ایمان ہر وقت فلکچوئیٹ ہوتا رہتا ہے۔ حالانکہ نزاکت کے تحت کبھی مرزا قادیانی کو مجدد، کبھی محدث، کبھی امام مہدی، کبھی مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) کبھی ظلی نبی، کبھی حقیقی نبی، کبھی رسول اللہ، کبھی عین محمد، کبھی محمد سے بڑھ کر، کبھی رودر گوپال، کبھی جے سنگھ بہادر کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرزا قادیانی کے اپنے دعوے ہیں وہ تو خود کو درج ذیل اپنے شعر کے مطابق بھی سمجھتا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

اب مرزا طاہر احمد نے جو ایک دوا اپنے دادا مرزا قادیانی کے بیانات دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس نے نہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے، نہ نبی و رسول ہونے کا، نہ عین محمد ﷺ ہونے

کا، نہ آپ ﷺ سے بڑھ کر ہونے کا، نہ مظہر الانبیاء ہونے کا، نہ خدا کی بیوی ہونے کا، نہ انگریز کے خود کاشتہ پودا ہونے کا، نہ خدا کا باپ ہونے کا، پھر نہ ہی اس نے خدا تعالیٰ اور انبیاء ورسل کی توہین کی ہے۔ نہ تاجدار مدینہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم، اہل بیت کی توہین کی ہے اور نہ ہی قرآن مجید واحادیث نبوی کی توہین کی ہے اور نہ ہی قرآن مجید واحادیث نبوی میں لفظی اور معنوی تحریف کی ہے۔ نہ ہی اس کی جماعت نے یہود ونصاریٰ سے عالم اسلام کے خلاف ساز باز کر رکھی ہے۔ ہم اس کی تردید خود مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کی تحریروں اور تاریخی حقائق کی روشنی میں صرف نمونے کی چند مثالوں سے کریں گے۔ یہ محض قارئین کی تسلی کے لئے ہوگا۔ وگرنہ مرزا طاہر اور اس کی جماعت عالمگیر سے کون سی بات چھپی ہے۔ وہ سب کچھ جان کر اور مان کر بھی معصوم بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی کتابیں انہی دعوؤں اور گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں۔ جن کا حوالہ ہم ہر روز اپنے رد قادیانیت پر مشتمل طرح طرح کے لٹریچر میں دیتے رہتے ہیں۔ ان کو اس سے قبل کبھی جرأت نہیں ہوئی کہ ہمارے کسی ایک حوالہ یا بیان کو ہی چیلنج کرتے۔ صرف حالات سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کی خاطر یہ بے پر کی چھوڑی ہیں۔ تو لیجئے! چند ایک نمونے کے حوالہ جات اور دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے وہ کون سا دعویٰ ہے جو نہیں کیا اور وہ کون سی اور کس ذات کی گستاخی اور تضحیک ہے جو اس نے نہیں کی۔ پھر اس قادیانی جماعت کے اسلام دشمن اور پاکستان دشمن ہونے کے ثبوت فراہم کریں گے۔

خدا ہونے کے دعوے

۱..... ''اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہو گیا۔''
(الہامات ومکاشفات ص ۵۴۵)

۲..... ''میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں جس نے آسمان تخلیق کیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

نبی اور رسول ہونے کا جامع دعویٰ

''اللہ کا نبی اور رسول ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور وہ ایسی ہی پاک وحی ہے۔ جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی ہے اور یہ وحی قرآن مجید کی طرح خدا کا کلام اور خطاؤں سے پاک اور منزہ ہے اور جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید پر یقین ہوتا تھا۔ اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور جو شخص اس وحی کو جھٹلاتا ہے وہ یقینی لعنتی ہے۔''
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

اے مرزا طاہر! اپنے دادا کذاب کی درج بالا دھمکی کے مطابق تم یقیناً لعنتی ہوئے اور دیگر منافق قادیانی بھی۔ کیا یہاں اس (مرزا قادیانی) نے نبوت/رسالت اور اس کے تمام لوازمات کا دعویٰ نہیں کیا؟ جواب دو۔

''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ (یعنی نبی ہوں۔ مؤلف) اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۳)

خدا کا بیٹا، خدا کا باپ اور خدا کا نطفہ ہونے کا دعویٰ

۱..... ''انت منی بمنزلة ولدی'' تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔

(الاستفتاء ص۸۲، حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۷۹)

۲..... ''ہم تجھے ایک لڑکے (مراد مرزا محمود احمد) کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترے گا۔''

(تذکرہ طبع دوم ۶۴۶، انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

۳..... ''انت من مائنا وهم من فشل'' تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے۔ (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵، تذکرہ ص۲۰۴)

خدا کی بیوی ہونے کا دعویٰ

۱..... ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔''

(ٹریکٹ نمبر۳۴، اسلامی قربانی ص۱۲)

۲..... ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا پلیدی اور ناپاکی کی اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

۞..... یہاں مرزا خدا کی بیوی بنتا ہے اور جو بچہ اس کے بطن سے پیدا ہونا تھا وہ مرزا محمود احمد قادیانی تھا۔ یعنی مرزا محمود خدا کا بچہ ٹھہرا۔ لعنت ہو اس دیوث پر۔ (مؤلف)

عین محمد ہونے کے دعوے

۞..... اسی دعوے کی بناء پر قادیانی ہمارا کلمہ طیبہ اپناتے ہیں اور اندر سے محمد سے مراد مرزا قادیانی کو ہی لیتے ہیں۔ یہی ان کا سب سے بڑا فساد ہے۔

۱..... ''تو اس بات میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا ہے تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔'' (ریویو قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۲۵، ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

۲..... ''جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفیٰ ﷺ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں جانا اور نہیں پہچانا۔'' (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

محمد (ﷺ) سے افضل ہونے کا دعویٰ

۱..... ''اس کے (حضور نبی کریم ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟''

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

۲..... ''آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲، تذکرہ ص۶۳۸)

۳..... ''اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ کی تلواروں کے برابر ہیں۔''

(ملفوظات احمدیہ ج۱ ص۳۴۶)

۴..... اس کے چیلوں کا بھی یہی ایمان ہے کہ مرزا قادیانی حضور اکرم ﷺ سے افضل و اکمل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی اکمل نے ایک قصیدہ پیش کیا جواب میں مرزا قادیانی نے کہا جزاکم اللہ! قصیدہ کے دو شعر یہ ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۵..... ''غلبہ کاملہ دین اسلام کا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔ یہ غلبہ (مرزا قادیانی) کے وقت ظہور میں آئے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

نمونے کی چند ایک گستاخیاں اور زبان درازیاں بھی ملاحظہ کیجئے اس لعین کی۔

گستاخیاں، زبان درازی

۱..... ''آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھاتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے۔''

(مکتوبات مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۹ کالم ۳، مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

۲..... ''مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ، پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستا، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔''

(بیان مرزا قادیانی، مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳، ۲۴)

۳..... ''آپ (عیسیٰ) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۞..... اس لعین سے کوئی پوچھے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ ہی نہ تھا تو پھر ان کی دادیاں کہاں سے آ گئیں؟ مزید یہ خود مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر یہ خود اپنے بقول کس کی نچھ ٹھہرا؟ یہ پیشاب کی ہوئی گاجریں ہی ساری عمر کھاتا رہا۔ جس کی توہین کرتا ہے پھر اسی کا دعویٰ بھی کر دیتا ہے۔

خود کہتا ہے میں مریم بھی ہوں اور عیسیٰ بھی ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۞..... ''براہین احمدیہ میں اوّل خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ پھر اسی میں صدق کا روح پھونکنے کے بعد اس کا نام عیسیٰ رکھا۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۰)

۴..... ''ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کیا تھے وہ تو مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔'' (المہدی نمبر ۲، ۳، ص ۵۷، مصنفہ حکیم محمد حسین)

۵..... ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا ہے۔ تمہارا ورد صرف حسین رضی اللہ عنہ ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوبر کا ڈھیر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

۶..... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی رضی اللہ عنہ (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی رضی اللہ عنہ کی تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص ۳۱)

۷..... ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)

(ارے کتے! منہ کو لگا دوم۔ مؤلف)

اب علمائے کرام اور عام مسلمانوں پر مرزا قادیانی کی دشنام بازی ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ضمیر کو حاضر کر کے فیصلہ دیں کہ ایسا بے حیاء اور بدزبان شخص نبی/مسیح یا امام مہدی ہونے کا حقدار ہوسکتا ہے؟

۱..... ''بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں..... یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن، دنیا میں سب جانوروں سے زیادہ اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی چھپاتی ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! اے اندھیر کے کیڑو۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

(چمگادڑ کی وارننگ کے کیا کہنے۔ مؤلف)

۲..... ''یہ مولوی جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹)

۳..... ''کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ باقی سب میری نبوت پر ایمان لا چکے ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص۵۴۷)

۞..... مرزا منحوس کا ایک بیٹا فضل احمد اس پر ایمان نہیں لایا تھا اور کھری کھری اس کے منہ پر کہتا تھا۔ وہ بھی اس کے بقول کنجری کی اولاد ٹھہرا۔ مرزا خود کنجر ٹھہرا۔ وہ جو اس بیان کے بعد اس پر ایمان لائے اور وہ جو اس کے مرنے کے بعد ایمان لائے یا لا رہے ہیں کیا کنجریوں کی اولاد نہ ہوئے۔ (مؤلف)

۴..... ''اگر محمد حسین بٹالوی کے والد کو معلوم ہوتا کہ اس کے نطفہ سے ایسا ابوجہل پیدا ہوگا تو وہ اپنے آلۂ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔''

(ملخص الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۳۵ ص۶ کالم۳، مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

انگریز نے مرزا لعین کو اسی لئے نبی بنایا تھا کہ یہ نامعقول اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے تمام دینی ورثہ کی توہین و تضحیک کر کے اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دے اور آئندہ مسلمان نسلوں کے دلوں سے خدا تعالیٰ، انبیائے کرام علیہم السلام، حضور نبی کریم ﷺ، اصحاب رضی اللہ عنہم، اہل

بیت اللہ، صلحائے امت، قرآن مجید، حدیث نبوی، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، حجر اسود، حج، روزہ، روضۃ الرسول کا احترام اور عقیدت ختم کردے۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ مسلمان از خود ختم ہو کر رہ جائیں گے۔ اب شعائر اسلامی کی توہین و تکفیر بھی ملاحظہ کیجئے۔

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، خانہ کعبہ اور روضۂ رسول کی توہین

۱..... ''اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے: ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں ''قادیان'' میں نازل ہونے کا ذکر ہے، ہوا تھا..... تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر ''قادیاں'' نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیاں۔ یہ کشف تھا کہ سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۶، ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

۲..... زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص ۵۲)

۳..... ''خدا نے الہامات میں میرا نام بیت اللہ رکھا۔'' (تذکرہ طبع دوم ص ۳۵)

۴..... ''پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مسجد ہے جو قادیاں میں واقع ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۳۹، ۴۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۹)

قرآن حکیم، احادیث نبوی اور روزہ کی توہین

۱..... ''قرآن پہلوں کے قصے کہانیوں کا نام ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام طبع لاہور ص ۲۹۴)

۲..... ''قرآن میں صرفی اور نحوی غلطیاں ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰۴ ملخص، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۷)

۳..... ''میری وحی اور قرآن میں کوئی فرق نہیں۔'' (نزول مسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۴..... ''خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو یہ (مسلمان) پیش کرتے ہیں، تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۱۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۱ حاشیہ)

۵..... ''اور جو شخص (مرزا قادیانی) حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱)

۶..... ''روزہ رکھو کہ وہ خصی کر دیتا ہے۔'' (آریہ دھرم ص۱۹، خزائن ج۱۰ ص۲۳)

تحریفات لفظی و معنوی

الف..... قرآنی آیات:

۱..... ''کنتم خیر امة اخرجت للناس'' ﴿تم ایک بہترین امت ہو جو دنیا کی اصلاح کے لئے اٹھی۔﴾ مگر مرزا قادیانی یہاں ''الناس'' کا معنی دجال کرتے ہوئے اس آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے: ''اے مسلمانو! تم دجال کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۱۲۰)

۲..... قرآن میں حضرت آدم کو مخاطب کر کے کہا گیا: ''یٰـآدم اسکن انت وزوجک الجنة'' ﴿اے آدم تو اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں مقیم ہو جاؤ۔﴾ مرزا قادیانی اس کا ترجمہ یوں کرتا ہے: ''اے مریم (آدم کی جگہ مریم) تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو۔'' (کشتی نوح ص۴۵، خزائن ج۱۹ ص۴۸)

۳..... ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' ﴿محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والے نبیوں کے۔﴾ مرزا قادیانی کا ترجمہ: ''وہ (حضور علیہ السلام) ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نبی شریعت والا رسول نہیں۔'' (تتمہ چشمہ معرفت ص۹، خزائن ج۲۳ ص۳۸۰)

قرآن حکیم میں: ''یاایھا النبی'' کا مخاطب مرزا قادیانی اپنے آپ کو گردانتا ہے اور قرآن میں آپ ﷺ کے تعریفی ناموں مثلاً یٰسین، یا مدثر، یا مزمل، طٰہٰ کو اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ قرآن کو اپنے اوپر نازل شدہ کتاب سمجھتا ہے۔

ب..... احادیث نبوی:

حدیث: ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت'' اب رسالت ختم، نبوت ختم ہو گئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی۔

مرزا قادیانی کی تشریح یوں ہے: ''اب رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی یعنی کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ بلکہ جب کبھی نبی آئے گا وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔''

تحریفات لفظی نقل کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے کہ مضمون طوالت پکڑ جائے گا۔

مرزا طاہر نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ قادیانی جماعت نہ ہی انگریز اور یہود کی پروردہ ہے۔ نہ ہی مرزا قادیانی نے انگریز سرکار کی حمایت میں جہاد فی سبیل اللہ کو موقوف قرار دیا۔ نہ ان کا اسرائیل سے گٹھ جوڑ ہے۔ نہ ہی وہ پاکستان کے دشمن ہیں بلکہ وہ خالص اور سچے پکے مسلمان ہوتے ہوئے اسلام اور عالم اسلام کے بہی خواہ ہیں۔ اس جھوٹ اور منافقت کا پول بھی مختصراً کھولے دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی انگریز دوستی، اس کی شکرگزاری اور جہاد کو بدیں وجہ باطل قرار دینے کے بارے مرزا قادیانی کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے گا۔

''کچھ احمق افراد یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا موجودہ حکومت (انگریزی حکومت) کے خلاف جہاد میں لڑنا درست ہے کہ نہیں۔ ایسے افراد کو ذہن نشین کرنا چاہئے کہ ان کا یہ سوال حماقت کی انتہاء ہے۔ ایک عظیم محسن کے خلاف جہاد کیسے کر سکتے ہیں جس کا احسان ایک فرض بن گیا ہے۔ محسنوں کے خلاف ایسا برا سوچنا حرامی اور بدذات کا کام ہے۔''

(شہادت القرآن ص۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا اعتراف بھی ملاحظہ ہو۔

''میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔'' (کتاب البریہ ص۱۴، خزائن ج۱۳ ص۳۵۰)

اسرائیل میں قادیانی مشنری کے قیام کا منہ بولتا ثبوت کتابچہ کے آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ۱۹۷۲ء کی اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی بھرتی تھے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر نے پچھلے دنوں برملا کہا تھا کہ قادیانی ہماری ایٹمی تنصیبات کے راز اسرائیل کو پہنچا رہے ہیں۔ اسرائیلی حکومت نے ہی ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز دیا تھا۔ جب کہ اسرائیل کسی مسلمان کو ایسا پرائز دینے کی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اب پاکستان پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو ان کے عبرتناک انجام تک پہنچانے اور ان سے گن گن کر بدلے لینے کے بارے میں مرزا طاہر کے باپو مرزا بشیر الدین محمود خلیفۂ ثانی کی وارننگ ملاحظہ فرمائیں۔

''ہم فتح یاب ہوں گے اور تم مجرموں کے طور پر ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔ اس

وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی سے ہوا تھا۔''

(خطاب سالانہ اجلاس، ربوہ)

اس احمق کو اتنا بھی پتہ نہیں تھا کہ فتح مکہ کے دن مسلمانوں نے اہل مکہ سے بدلہ لینا تو کجا ان کو طعنہ دینا بھی گوارا نہ کیا تھا۔ نبی رحمت ﷺ نے بلا تخصیص تمام اہل مکہ کو معاف کر دیا تھا۔ پھر اس نالائق کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ابوجہل تو فتح مکہ (۸ ہجری) سے چھ سال قبل ہی غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہو گیا تھا۔ ایسی ہی یاوہ گوئیاں ان کی علمیت کا انسائیکلوپیڈیا ہیں۔

مرزا طاہر سے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ پاکستان پر ہندوستان کے قبضے کے خواہشمند نہیں ہیں تو وہ ربوہ میں اپنے مردے امانت کے طور پر کیوں دفن کرتے ہیں کہ جونہی ہندوستان یا خود قادیانی پاکستان پر قبضہ کر لیں تو وہ اپنے مردے اٹھا کر قادیان (ضلع گورداسپور) میں اپنے جنت البقیع میں درگور کر دیں؟ حضرات! ربوہ کے قادیانی قبرستان میں ہر قبر پر پتھر کی ایک تختی نصب ہے جس پر دیگر کوائف کے علاوہ آخر میں وصیت نمبر بھی لکھا ہوتا ہے۔ وصیت مردے کی یہی ہوتی ہے کہ وقت ملنے پر اس کا تابوت اٹھا کر قادیان میں انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے۔

اے مرزا طاہر! کیا شہید ملت لیاقت علی خاں کو پاکستان کے اس وقت کے وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں قادیانی کے لے پالک (متبنّیٰ) کنزے نامی جرمن نژاد نے قتل نہیں کیا تھا؟ کیا وہ تین دن ربوہ رہ کر مغربی جرمنی نہیں بھاگ گیا تھا؟ کیا تم نے یہ انکشاف اخبار (نوائے وقت) میں نہیں پڑھا تھا۔ کیا تم نے اس کی تردید کی تھی؟ جواب دو! پھر اگر تم نے ختم نبوت کے پروانے مولانا محمد اسلم کو اغوا نہیں کروایا تھا تو پھر کس مکافات عمل کے خوف سے اپنے دادا کے برطانیہ بھاگ نکلے تھے؟ ''سانچ کو آنچ نہیں'' کے مصداق اگر تم بے گناہ تھے تو تمہیں کاہے کا ڈر تھا کہ ملک بدر ہونا پڑا؟

ہم تمہاری معصومیت، دھوکہ دہی، منافقت، کہہ مکرنی، اسلام دشمنی، انگریز دوستی، مرتدیت، زندیقیت، گستاخیت اور جعل سازی کے بارے میں تمہارے نبی اور قادیانی جماعت کی تحریروں، تقریروں اور تاریخی شواہد کو پیش کرنے کے بعد تمہارے چیلنج کو چیلنج کرتے ہیں کہ آؤ ہمارے منقولہ حوالہ جات اور شواہد کی تردید کرو۔ تم نے اپنے دادا نبی کی منافقت کے صرف دو حوالے نقل کر کے اور باقی حوالوں سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس نے کوئی بھی خلاف اسلام قولی اور فعلی حرکت نہیں کی۔ تمہارے ان دو حوالوں کے علاوہ ہمارے پاس ایک چھوڑ بیسیوں حوالے ایسے ہیں جن کی رو سے وہ نبوت، خدائی، مسیحیت اور

عین محمد ہونے کے اپنے دعوؤں کی بڑی عمدگی سے تردید کرتا نظر آتا ہے۔اس نے بچ نکلنے کے سب طریقے اپنا رکھے تھے۔اس بارے میں ہم صرف دو متضاد دعوؤں کا ذکر کر کے ہی اس حقیقت کو آشکارا کریں گے۔

''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(آسمانی فیصلہ ص۴،خزائن ج۴ص۳۱۳)

اب دیکھیں خود رسول بنتا ہے اور اپنے بقول دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

''ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔مبارک ہو وہ جس نے مجھ کو پہچانا۔میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔''

(کشتی نوح ص۵۶،خزائن ج۱۹ص۶۰)

قادیانی نبی اور اس کی نام نہاد امت کے جھوٹ اور منافقت کی سادہ سی مثال کچھ یوں بنتی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے ناواقف آدمی سے پوچھے۔''تمہارے باپ کا کیا نام ہے؟'' وہ کہے نوردین پھر کوئی دوسرا شخص اس سے پوچھے کہ تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ وہ کہے امام دین پھر تیسرے شخص کو پوچھنے پر کہے۔احمد دین تو کیا مرزا طاہر بتا سکتا ہے کہ اس کے باپ کا اصل نام کیا ہوگا؟ اس بات سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱..... یہ کہ اسے اپنے اصل باپ کا پتہ نہیں ہے۔

۲..... یہ کہ نوردین، امام دین اور احمد دین سب ایک ہی ہیں۔

۳..... یہ کہ وہ دانستہ طور پر کسی مصلحت کی بناء پر جھوٹ بولتا ہے اور منافقت اختیار کرتا ہے۔

تو ایسے ہی اگر مرزا قادیانی خدا، نبی، رسول، محدث، مجدد، مہدی، مسیح، خدا کا باپ، خدا کی بیوی، مظہر الانبیاء، عین محمد، محمد سے افضل، حامل قرآن اور آخر میں شرمگاہ بشر اور مٹی کا کیڑا ہونے کے دعوے کرتا ہے اور اس کے چیلے بھی دوسروں کو یہی بتاتے ہیں تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہوا کہ یہ سب مقام اور عہدے ایک ہی چیز کے نام ہیں۔(معاذ اللہ)

دوسرے یہ کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ وہ (مرزا قادیانی) دراصل کیا تھا؟ یہ ناخلفی کا ثبوت ہے۔تیسرے یہ کہ وہ جان بوجھ کر دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی یہ تھا، وہ تھا۔اس کو منافقت کہتے ہیں۔بے علم اور منافق کا ایمان نہیں ہوتا تو ان ہر سہ صورتوں میں ان پر بجلی کا گرنا ہے بہتر!

پھر اگر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہ تھا تو عرصہ تقریباً ۸۸ سال سے وہ ختم نبوت کا انکار کیوں کرتے چلے آرہے ہیں اور ختم نبوت کے بارے میں بیسیوں احادیث و آیات قرآنی کا انکار اور خود ساختہ تفسیریں کیوں پیش کرتے چلے آرہے ہیں؟ کچھ تو خیال کرو، اے قادیانیو! تمہارے خلیفہ اور امام احمدیہ عالمگیر نے تمہارے نبی اور تمہارے سابقوں کے کئے دھرے پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے یا پھر حسب عادت جھوٹ کا مردار کھا رہا ہے۔

ان حقائق کے باوجود بھی اگر مرزا طاہر اور مرتدین و منافقین و زندیقین عالم اپنے آپ کو سچے مسلمان کہلانے اور بننے کی تڑپ رکھتے ہیں تو ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنا سابقہ تمام مذہبی لٹریچر جلا دیں یا سمندر میں پھینک دیں اور سچے دل سے مرزا قادیانی کی تعلیمات و عقائد سے منہ موڑ لیں۔ یہود و نصاریٰ سے گٹھ ختم کر لیں۔ ختم نبوت کا بدل و جان اقرار کر لیں۔ حج کرنے کا ارادہ کر لیں۔ خدا و انبیاء و رسل اور صحابہ کرام، قرآن مجید، احادیث نبوی کی شان میں گستاخیوں سے توبہ کر لیں۔ یعنی یہ کہ ہمارے ایمان مجمل اور ایمان مفصل کا زبان و دل سے اقرار کر لیں۔

چور سے مباہلہ کیوں؟

مسلمانوں نے مرزا طاہر احمد کے ساتھ مباہلہ کی دعوت اور چیلنج کو قبول کر لیا ہے۔ جناب پروفیسر طاہر القادری صاحب نے مباہلہ کی جگہ اور وقت کا تعین بھی کر لیا ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ مرزا طاہر مقابلہ میں ہرگز نہیں آئے گا۔ وہ بنی اسرائیل کی طرح گائے کی نشانیاں معلوم کرتے کرتے مباہلہ سے جان چھڑا لے گا۔ مختلف تاویلیں کرے گا اور مختلف شرائط عائد کر کے مباہلہ کو ناممکن بنا دے گا۔ مباہلہ کو قبول کر لینا ہی درست تھا اور کوئی سر دست مناسب حل نہ تھا۔ لیکن میں اپنے بزرگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا چور کے ساتھ مباہلہ درست اور جائز ہے؟ اس کی ایک سادہ سی مثال یوں ہے کہ کوئی چور کسی کا مال (مویشی وغیرہ) چوری کرتا ہے اور وہ مالک اپنا مال چور کے ہاں خود دیکھ لیتا ہے اور دوسروں کو بھی دکھا دیتا ہے۔ مال کی واپسی کے لئے مالک چور سے مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن چور چوری نہیں مانتا اور مالک سے کہتا ہے کہ وہ اس بات کا مباہلہ کر لے کہ چور وہ ہے یا مالک بذات خود۔ کیا مالک اس شرط کو قبول کرے گا؟ اگر کر لے گا تو کیا یہ بات قرین انصاف ہوگی؟ یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب مالک ہر لحاظ سے چور سے کمزور اور بے بس ہوتا ہے کہ چلو اسی حل پر ہی عمل کر لیتے ہیں۔

ہم یہ جان کر بھی کہ قادیانی ہمارے دینی ورثہ کے چور ہیں۔ (خدا چور، نبی چور، مہدی چور، مسیح چور، قرآن چور، کلمہ چور، ایمان چور، ملک چور، بندے چور) اور ہمارے چوری کے مال کی شکل بھی بگاڑ رہے ہیں اور ہم اپنا مال صحیح سلامت واپس لینے کے بجائے اپنی کمزوری کے پیش نظر ان کے مباہلہ کو قبول کر رہے ہیں کہ دیکھیں چور ہم ہیں یا قادیانی؟ مال کی شکل انہوں نے بگاڑی ہے کہ ہم نے؟ مباہلہ کے چیلنج میں مرزا طاہر نے قادیانیوں کو سچا مسلمان ظاہر کر کے کیا پاکستان کے دستور کی خلاف ورزی اور وفاقی شرعی عدالت کی توہین نہیں کی؟ بجائے مباہلہ کے ہمیں اس کے اور اس کے چیلوں کے خلاف مقدمہ دائر کر کے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے چاہئیں تھے۔

اگر مباہلہ کرنا ہی ہے تو پہلے مرزا طاہر سے خدا تعالیٰ، انبیائے کرام، اصحاب رسول، اہل بیت، امام مہدی، مسیح موعود، قرآن مجید، وحی الٰہی، خانہ کعبہ، مدینہ منورہ، احادیث نبوی، حجر اسود، جھوٹ، سچ، منافقت اور ارتداد کی تعریف پوچھ لیں۔ کیونکہ ان کے ہاں خدا تعالیٰ، انبیائے کرام، وحی الٰہی، قرآن مجید، جھوٹ سچ، منافقت اور گستاخی وہ نہیں جن کو مسلمان سمجھتے آئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ کچھ اور ہی معانی رکھتے ہیں۔ یہ بے ادبی کو ادب، گستاخی کو تعریف، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی مخبوط الحواسی کو استغراق، اس کی یاوہ گوئی کو الہام، اس کی انگریز دوستی کو انگریز دشمنی کا نام دیتے ہیں۔ اپنے اوپر سختیوں کو آزمائش کہہ کر وقت نکال لیتے ہیں۔ مباہلہ میں مار کھا جائیں تو اس کو مختلف تاویلیں دے کر اپنی فتح پر محمول کر لیتے ہیں۔ کسی طور ہار ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ان کے مفروضے کچھ اس طرح کے ہوتے ہیں۔

''چونکہ کوے کا رنگ سیاہ نہیں سفید ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اس کو بگلا مان لیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔''

ان کے نزدیک نبی وہ نہیں جس کو مسلمان اور انسانیت مانتی آئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کی صفات پیش کی ہیں بلکہ وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ اس بارے میں قادیانیوں کا اعتراف ملاحظہ فرمائیں: ''پس گو مسیح موعود (مرزا قادیانی) عام مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق نبی نہ کہلائے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی اصطلاح، تمام انبیاء کی اصطلاح اور خود اپنی اصطلاح کے مطابق آپ یقیناً نبی ہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ ش ۳۰۰ ص ۳ کالم ۴، مورخہ ۲۶ جون ۱۹۳۶ء)

لہٰذا میرے بزرگ مباہلہ کرنے سے پہلے مرزا طاہر سے قادیانیوں کی ''نبی'' کی

اصطلاح کے بارے میں پوچھ لیں۔ اسی طرح امام مہدی، مسیح ابن مریم اور خدا تعالیٰ کی صفات بھی اس سے پوچھ لیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک خدا خاوند بھی ہے، باپ بھی ہے، بیٹا بھی ہے، سوتا بھی ہے، جاگتا بھی ہے، خطا بھی کرتا ہے، بھلائی بھی کرتا ہے، یارانے بھی کرتا ہے۔ استغفر اللہ! مرزا لعین کو الہام ہوتا ہے:

۱..... ''میں (خدا) تیرے پاس اسباب کے ساتھ اچانک آؤں گا۔ خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ میں اپنے رسول ساتھ محیط ہوں۔''

(الہام مرزا قادیانی مندرجہ البشریٰ ج۲ ص۷۹)

۲..... ''ہم تجھے ایک لڑکے (مرزا محمود) کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترے گا۔'' (تذکرہ طبع دوم ص۶۴۶)

اسی طرح ان کے نزدیک مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) کی صفات، نصرانیت سے دوستی، صلیب کی حفاظت، مسلمانوں کا قتل عام، دجال کا خروج، آسمان سے اترنے کی بجائے قادیاں سے ابھرنا، روضۂ رسول میں دفن ہونے کی بجائے قادیان کے گورستان میں سفر جہنم اختیار کرنا اور ۴۰ سال کے بجائے ۶۸، ۶۹ سال تک دنیا میں قیام کرنا اور نصرانیت کے خلاف جہاد کو حرام قرار دینا ہیں۔ پھر مرزا مسیح کا دعویٰ کر کے عین محمد اور محمد ﷺ سے افضل بھی بنتا ہے۔ کیا یہ مسیح کی صفات ہوں گی؟ اے بدتمیز قادیانیو! ایسے بدذہنوں سے مباہلہ کیا رنگ لائے گا۔ کسی مزید وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔ مزید برآں مباہلہ کسی قسم سے نہیں کیا جاتا بلکہ چند مدمقابل اشخاص کے درمیان، ہر قوم پر وقتاً فوقتاً طرح طرح کے مصائب جیسے سیلاب، طوفان، قحط، وبائی امراض، زلزلہ، معاشی وسیاسی انحطاط اور دیگر حادثات آتے رہتے ہیں۔ خواہ وہ قوم مسلمان ہو یا کوئی اور لہٰذا اس قسم کی آفات کو مباہلہ کا انجام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر تقدیر مبرم (ان ٹل) جیسے موت وغیرہ کو شرط مباہلہ نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ مرزا طاہر نے ساری مسلمان قوم کو مباہلہ کا فریق ٹھہرایا ہے اور اس پر ہر قسم کے مصائب وآزمائشوں کو اس کی شرط قرار دیا ہے جو کہ اصولی طور پر غلط ہے۔

ہم مرزا طاہر احمد کے تمام دعاوی کو بزبان مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کے اور تاریخی شواہد وحقائق کی روشنی میں غلط اور گمراہ کن ثابت کر چکنے کے بعد اسے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ان تحریر کردہ حوالوں اور حقائق کو غلط ثابت کرے۔ ورنہ اس کی خاموشی پر ہم یہی سمجھیں گے کہ مباہلہ کے چیلنج میں جو اس نے جھوٹوں پر سات مرتبہ اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجی ہے اس کا صحیح حقدار وہ خود اور اس کی جماعت ہے۔

مباہلہ کا چیلنج قبول ہے

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کے نام

کھلا خط

حضرت مولانا اللہ وسایا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا طاہر نے اہل اسلام کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے چار فاضل اجل نمائندگان مکرم عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا نذیر احمد خاں بلوچ صاحب اور مولانا منظور احمد الحسینی صاحب کو جولائی ۱۹۸۸ء میں لندن بھجوایا۔ ان حضرات نے وہاں جاکر اشتہارات وخطوط کے ذریعہ مباہلہ کے لئے مرزا طاہر کو للکارا۔ اسے سانپ سونگھ گیا اور اسے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ مولانا اللہ وسایا نے مرزا طاہر کے مباہلہ کا جواب لکھا اور رجسٹرڈ ڈاک سے مرزا طاہر کو چاروں حضرات کے دستخطوں سے بھجوایا گیا، جسے پورے برطانیہ میں تقسیم کیا گیا۔ اس میں مرزائی عقائد ونظریات اور مرزا طاہر کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جناب مرزا طاہر احمد ہیڈ آف دی قادیانی جماعت ساکن لندن

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

جون ۱۹۸۸ء کے وسط میں آپ کا چار سطری بیان ''مباہلہ'' کے عنوان سے پاکستان کے اخبارات میں شائع ہوا۔ پاکستان وبرطانیہ کے متعدد علمائے کرام نے اپنے اپنے طور پر مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا۔ ۶/جولائی ۱۹۸۸ء تک پاکستان کے کسی اخبار میں ان حضرات علمائے کرام کے مباہلہ قبول کرنے کے متعلق آپ کا ردعمل معلوم نہیں ہوا۔ بالآخر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چار خدام وقفہ وقفہ سے لندن پہنچے۔ ۹/جولائی ۱۹۸۸ء کے اخبار ''ملت'' لندن میں آپ کی طرف سے مباہلہ کا پھر اعلان شائع ہوا۔ پاکستانی اخبارات کی نسبت اس میں کچھ تفصیلات تھیں۔

چنانچہ ۱۲/جولائی ۱۹۸۸ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہم چار خدام نے ایک اخباری بیان اور اشتہار اردو اخبارات لندن کو بھیجا۔ ۱۳/جولائی ۱۹۸۸ء کے روزنامہ ملت لندن کے آخری صفحہ پر اشتہار اور اردو روزنامہ جنگ لندن کے پہلے صفحہ پر بیان شائع ہوا اور ۱۴/جولائی ۱۹۸۸ء کو روزنامہ جنگ لندن کے ص ۷ پر اشتہار اور ملت لندن کے پہلے صفحہ پر بیان شائع ہوا۔ (جولف ہذا ہیں) اس وقت ہمیں مباہلہ کی تفصیلات سوائے اخباری بیانات کے معلوم نہ تھیں۔ ۱۳/جولائی ۱۹۸۸ء کو رجسٹرڈ ڈاک سے ''جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر

کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا کھلا چیلنج'' نامی ۲۶ صفحاتی پمفلٹ اور اس کے ساتھ آپ کے پریس سیکرٹری رشید احمد چوہدری کے دستخطوں سے ۱۲/جولائی ۱۹۸۸ء کا لکھا ہوا ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ:

''آپ کا شمار بھی انہی معاندین احمدیت میں ہوتا ہے۔ اگر آپ بدستور اپنے معاندانہ مؤقف پر قائم ہیں تو آپ کو جماعت کی طرف سے باقاعدہ یہ دعوت دی جاتی ہے کہ آپ اس چیلنج کو بغور پڑھ کر پوری جرأت کے ساتھ اس کی تشہیر کریں۔''

اس کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑھا۔ اس میں آپ نے بعض امور کو غلط ملط کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن کی تصریحات ذیل میں پیش خدمت ہیں۔ انہیں ملاحظہ فرمائیں۔ ان تصریحات کے بعد ہمیں کلیتاً آپ کے مباہلہ کا چیلنج قبول ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ نے آمنے سامنے میدان میں آکر مباہلہ کی بجائے تحریری مباہلہ کا راستہ اختیار کر کے قرآنی تصریحات کو کیوں نظر انداز کیا؟ یہی آپ کے دادا جان مرزا غلام احمد قادیانی سے شکایت تھی کہ انہوں نے بھی پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لاہور آنے کی جرأت نہ کی۔ یہی شکایت آپ کے والد گرامی مرزا بشیر الدین سے تھی کہ وہ بھی آپ کی ہی جماعت کے ایک فرد (جو بعد میں مرزائیت سے تائب ہوگئے تھے) مولوی عبدالکریم سے مباہلہ کے لئے سامنے تشریف نہ لائے۔ مولوی عبدالکریم نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ آپ کے والد نے قبول نہ کیا۔ انہوں نے مباہلہ نامی اخبار قادیان سے شائع کیا۔ ہم مباہلہ کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے کہ وہ کن خفیہ امور، رنگین واردات اور سنگین الزامات پر آپ کے والد سے مباہلہ چاہتے تھے۔ تفصیلات اس لئے نامناسب ہیں کہ آپ کی طبع نازک پر گراں گزریں گی۔ (اگر تفصیلات کسی کو درکار ہوں تو وہ تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق، کمالات محمودیہ، ربوہ کا پوپ، ربوہ کا راسپوٹین، ربوہ کا مذہبی آمر، شہر سدوم وغیرہ نامی کتب کا مطالعہ فرمائیں) آپ نے بھی آمنے سامنے نہ آکر اپنے ان اکابرین کی سنت پر عمل کیا ہے۔

آپ نے ۸/جون ۱۹۸۸ء میں مباہلہ کا چیلنج دیا۔ قدرت کی شان بے نیازی کہ آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی جون ۱۸۹۳ء میں عبداللہ آتھم عیسائی کو چیلنج دیا تھا جو مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئی دربارہ عبداللہ آتھم کا حشر ہوا۔ وہی آپ کے اس مباہلہ کا ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز! آپ کے دادا نے کہا کہ: ''پندرہ دن سے مراد پندرہ ماہ ہیں اور پندرہ ماہ میں عبداللہ

آتھم مرجائے گا۔ اگر نہ مرا تو مجھ کو ذلیل کیا جاوے اور روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دی جاوے۔'' جب وہ پندرہ ماہ میں نہ مرا تو آتھم کی عیسائی پارٹی نے مرزا قادیانی کا پتلا بنا کر اس کے ساتھ وہی حشر کیا۔

مرزا طاہر! یقین جانئے کہ اس تحریر کے لکھتے وقت ہمارے قلوب اس طرح ایمان ویقین سے لبریز ہیں کہ صرف ایک سال کی مہلت نہیں۔ اگر ہمیں آپ اپنے ساتھ آگ میں کود جانے کا چیلنج دیتے تو اس کے لئے بھی ہم تیار تھے۔ اگر ہے شوق تو اعلان کیجئے اور پھر حضرت محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کے ہم دیوانوں کا ذوق جنون دیکھئے۔ اس بات کو دیوانوں کی بڑ نہ سمجھیں۔ پیدا کرنے والی ذات کی قسم اگر آپ آگ میں چھلانگ لگانے کے مباہلہ کا چیلنج دیں تو بھی ہمیں آگ کچھ نہیں کہے گی۔ جس پروردگار عالم نے محمد عربی ﷺ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو ٹھنڈا کیا تھا۔ وہ محمد عربی ﷺ کے صدقے آپ ﷺ کے غلاموں پر بھی آگ کو ٹھنڈا کر دیں گے۔ بہر حال آپ کا میدان میں آمنے سامنے نہ آنا اور جون کے مہینہ کو اپنے مباہلہ کے لئے منتخب کرنا یا قدرت کا آپ سے منتخب کروانا ایسے امور ہیں جس پر ہم اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

تصریحات

آپ نے اپنے پمفلٹ مباہلہ کے ص ۱ پر لکھا ہے: ''احمدیت کو قادیانیت اور مرزائیت کے فرضی ناموں سے پکارا جارہا ہے۔'' آنجناب کے معرض وجود میں آنے سے پہلے آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں آپ لوگوں کی جماعت کے سالانہ جلسہ پر آپ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے تھے۔

کیا راز طشت از بام جس نے عیسویت کا یہی ہیں پکے مرزائی یہی ہیں پکے مرزائی

یہ شعر آپ کے اخبار میں شائع ہوئے۔ اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی سمیت کسی مرزائی نے اپنے آپ کو مرزائی کہلوانے پر اعتراض نہ کیا تعجب ہے کہ مرزائی، کا خطاب پا کر آپ کے دادا اور اس کے نام نہاد صحابہ تو خاموش رہیں اور آپ آج اس پر چیں بجبیں ہوں، آخر کیوں؟ جناب اگر مرزائی یا قادیانی کہنے سے آپ غصہ ہوتے ہیں تو مرزا قادیانی پر غصہ نکالیں یا حکیم نورالدین پر جس کا قول کلمۃ الفصل کے ص ۱۵۳ پر مرزا بشیر احمد ایم.اے آپ کے چچا نے نقل کیا۔ جس میں آپ کی جماعت کے لئے مرزائی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

گلہ ان کو دیتے تھے عیب اپنا نکل آیا

آپ کی جماعت کو قادیانی کہنے میں بھی ہمارا قصور نہیں۔ حکیم نورالدین کی وفات پر آپ لوگوں کا گدی نشین ہونے پر اختلاف ہوا۔ ایک گروہ نے لاہور کو اپنا مرکز بنایا اور دوسرے نے قادیان کو۔ اگر آپ لوگ نہ لڑتے تو یہ لاہوری اور قادیانی کا خطاب نہ پاتے اور یہ بات بھی سمجھ سے بالاتر ہے کہ آپ لفظ قادیانی پر کیوں برا مناتے ہیں؟ آخر مرزا غلام احمد قادیانی بھی تو اپنے نام کے ساتھ قادیانی لکھتا تھا۔ اگر قادیانی کا لفظ برا ہے تو جو شخص اپنے نام کے ساتھ اس کو شامل کرتا تھا۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

ہم آپ کو احمدی اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ایسا کہنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ کیونکہ احمد آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی امت تو اپنے آپ کو احمدی کہلا سکتی ہے۔ آپ لوگوں کے مرزا قادیانی کا نام احمد نہیں تھا۔ بلکہ غلام احمد تھا جس نے معلوم ہوا کہ احمد اور چیز ہے، غلام اور چیز ہے۔ احمد کے ماننے والوں کو تو احمدی کہا جاسکتا ہے۔ مگر غلام والوں کو نہیں انہیں غلامی کہیں۔ غلمدی کہیں، قادیانی کہیں، مرزائی کہیں، کچھ کہیں یا کہلوائیں، احمدی ان کو نہیں کہا جاسکتا۔

''آپ نے مباہلہ کے ص۴ پر لکھا ہے کہ مباہلہ کے دو پہلو ہیں۔'' ہم ان دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دو طریق پر مباہلہ کا چیلنج شائع کر رہے ہیں۔ ہر مکذب، مکفر کو کھلی دعوت ہے کہ مباہلہ کے جس چیلنج کو چاہے قبول کرے۔''

ہمیں آپ کے مباہلہ کے دونوں پہلو قابل قبول ہیں۔ دادا کا بھی اور پوتے کا بھی۔

آپ نے ص۶ پر کہا ہے کہ: ''ہم سب مکذبین ومکفرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس چیلنج کو غور سے پڑھ کر اس کو قبول کرنے کا اعلان کریں۔'' ہم نہ صرف اس عبارت ص۶، ۸ میں مندرجہ مرزا کے دعاوی کو غلط سمجھتے ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں جہاں کہیں جو دعاوی کئے ہیں۔ ان تمام دعاوی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مفتری، دجال، کذاب، لعنتی، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور پختہ ایمان ویقین کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی پر شیطان کا غلبہ تھا۔ اسے کوئی وحی نہ ہوتی تھی۔ وہ کذاب ودجال تھا۔ اگر ہم اس اعلان میں جھوٹے ہیں تو ہمارے پر خدا کی لعنت۔ ورنہ مرزا طاہر اور اس کی تمام روحانی وجسمانی ذریت پر بے شمار

''لعنة الله علی الکاذبین''

مرزا طاہر آپ کا چیلنج نمبر۲ آپ کے رسالہ مباہلہ کے ص۹ سے شروع ہو کر ص۱۸ پر ختم ہوتا ہے۔اس میں ص۱۹ اور ص۱۰ پر ۹ باتوں کا ذکر ہے۔

(۱) مرزا طاہر آپ نے کہا کہ ہمارا عقیدہ نہیں کہ مرزا قادیانی خدا تھے

نہ جانے مباہلہ کے شوق میں آپ نے اپنے دادا کے دعاوی سے انکار کیوں شروع کر دیا ہے۔حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی (کتاب البریہ ص۸۰، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳) پر لکھا ہے کہ: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں واقعی خدا ہوں۔''

(کتاب البریہ ص۷۰ ج۱۳ ص۱۰۵) پر دعویٰ کیا کہ زمین و آسمان کو بھی میں نے بنایا۔

(یاد رہے کہ نبی کا خواب بھی شریعت میں حجت ہوتا ہے)

(۲) مرزا طاہر آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا خدا تھے یا خدا کے بیٹے تھے

حالانکہ مرزا قادیانی نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا کہ ''اسمع یا ولدی'' اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج۱ ص۴۹)

اور (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹) پر کہا کہ مجھے خدا نے کہا کہ ''انت منی بمنزلة ولدی'' تو مجھ سے میرے فرزند کے مانند ہے۔

(۳) مرزا طاہر آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا خدا کا باپ تھا

حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ ص۹۹) پر اپنے بیٹے کو خدا جیسا قرار دیا۔جب مرزا قادیانی کا بیٹا خدا ہو تو مرزا قادیانی خدا کا باپ ہوا۔

مرزا طاہر اگر طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو سینہ تھام کر سنئے کہ آپ کے دادا نے صرف خدا، خدا کا باپ یا بیٹا ہونے کا ہی دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وہ کام کیا جو مرد اپنی عورت کے ساتھ کرتا ہے۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر۳۴ ص۱۲)

مرزا قادیانی نے کہا کہ مجھے حمل ہو گیا۔دس ماہ کے بعد دردِ زہ ہوا۔

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

اور (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱) پر کہا کہ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے.....تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔

(۴) مرزا طاہر آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء کرام سے بشمول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے افضل و برتر ہے

حالانکہ جناب کے دادا مرزا قادیانی کی کتاب (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲) پر مرزا قادیانی نے کہا کہ مجھے الہام ہوا کہ: ''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

کیا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام سے افضلیت کا دعویٰ نہیں ہے؟ آپ کے باپ مرزا بشیر الدین نے اپنی کتاب (حقیقت النبوۃ ص۳۵۷) پر لکھا ہے کہ: ''مرزا بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔'' مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (نزول المسیح ص۱۰۱، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸) پر لکھا ہے کہ: ''اگرچہ دنیا میں بہت سارے نبی تھے۔ مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔'' کتاب (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰) میں اس کا یہ شعر ہے کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اب بتایئے کہ اس نے انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا یا نہیں؟ لیجئے! رحمت عالم ﷺ کے متعلق اس شخص نے اپنی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) پر لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے اور اپنی کتاب (تذکرۃ الشہادتین ص۴۳، خزائن ج۲۰ ص۴۳) پر اپنے نشانات کی تعداد دس لاکھ لکھی ہے اور پھر (نصرت الحق ص۴۰، خزائن ج۲۱ ص۷۷) پر لکھا ہے کہ نشان اور معجزہ ایک چیز ہے۔ ان تینوں حوالوں کو ملائیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے معجزات تین ہزار تھے اور مرزا قادیانی کے دس لاکھ تھے۔ مرزا طاہر آپ کو بار بار سوچنا چاہئے کہ اب آپ صحیح کہتے ہیں یا آپ کے دادا؟ لیجئے! مرزا قادیانی کی موجودگی میں آپ کی جماعت کے ایک شاعر اکمل نے کہا ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(بحوالہ اخبار بدر قادیان ج۲ نمبر۴۳ ص۱۴، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

نیز مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (الاستفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۰ ص۷۱۵) پر لکھا: ''اتانی

مالم یؤت احد من العالمین ''مجھ کو وہ کچھ چیز دی گئی جو دونوں جہانوں میں کسی کو نہیں دی گئی۔

(۵) مرزا طاہر آپ نے کہا ہے کہ آپ کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کی وحی کے مقابلہ میں حدیث مصطفےٰ ﷺ کوئی شئے نہیں

لیکن اے کاش! اس عقیدہ فاسدہ کی تردید سے پہلے آپ نے مرزا قادیانی کے ان حوالہ جات کو پڑھ لیا ہوتا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ: ''میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میرے دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ہے اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں! تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارف نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھنک دیتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص ۳۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

(۶) مرزا طاہر آپ نے کہا ہے کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا قادیانی کی عبادت گاہ احترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے

آپ نے بیان میں غلط کہا۔ دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ حالانکہ اصل حوالہ یہ ہے کہ آپ کے مرزا قادیانی نے قادیان کی اپنی عبادت گاہ کو (جسے آپ لوگ مسجد کہتے ہیں) مسجد اقصیٰ قرار دیا اور کہا: ''سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ'' میں مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص د، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵ حاشیہ)

(۷) مرزا طاہر آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے

حالانکہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے۔ یعنی مکہ، مدینہ اور قادیان کا۔ (خطبہ الہامیہ ص ث، خزائن ج ۱۶ ص ۲۰ حاشیہ)

مرزا طاہر! مرزا قادیانی کے اس حوالہ کے بعد فرمائیں کہ آپ کے مرزا قادیانی کے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور قادیان کی حیثیت ایک جیسی ہے یا نہیں؟ اور ساتھ ہی صرف مرزا طاہر نہیں بلکہ پوری مرزائی امت کو چیلنج ہے کہ وہ قرآن سے قادیان کا لفظ نکال کر دکھائیں۔

ورنہ اقرار کریں کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا۔ ''لعنة الله علیٰ الکاذبین''

(۸) مرزا طاہر آپ نے کہا ہے کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں کہ سال میں ایک دفعہ قادیان جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب ہے

حالانکہ آپ لوگوں کا صرف یہ عقیدہ نہیں کہ سال میں ایک دفعہ قادیان جایا جائے۔ بلکہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ: ''قادیان تمام بستیوں کی ماں ہے۔ (یعنی ام القریٰ) پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا ہے کہ نہیں۔'' (حقیقت الرؤیا ص ۴۶)

اسی مرزا بشیر الدین نے کہا کہ: ''جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو۔ یہ بالکل درست ہے کہ یہاں (قادیان) میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔'' (منصب خلافت ص ۳۳)

(۹) مرزا طاہر آپ کا یہ کہنا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت ہی حج ہے

حالانکہ آپ کے والد نے کہا: ''آج جلسہ (قادیان) کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔'' (برکات خلافت ص ۵)

اس (قادیان) جگہ نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی نے کہا ؎

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص ۵۲)

اس حوالہ جات میں حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی طرح قادیان کو ارض حرم قرار دیا جا رہا ہے۔ ان تمام حوالہ جات کو سامنے رکھ کر اب مرزا طاہر آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ نے جن باتوں سے انکار کیا ہے۔ کیا وہ آپ کا انکار صحیح ہے یا محض دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے؟

مرزا طاہر! آپ نے تقریباً ہر صفحہ پر ایک ایک بات کے اختتام پر ''لعنة الله علی الکاذبین'' کا ورد کیا ہے۔ آپ کے دادا مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب ''نور الحق'' میں چار صفحات پر صرف لعنت، لعنت کا ورد کیا ہے۔ جس کے جواب میں صرف اتنا عرض ہے کہ آپ کی ذکر کردہ نو باتوں کی وضاحت وحوالہ جات آپ کی ہی کتب سے عرض کر دیئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ ان سے انکار کریں تو ان کتابوں کے مصنّفین اور آپ سب لوگوں کے لئے بموجب حکم قرآن ''لعنة الله علیٰ الکاذبین'' اب اگر ہے ہمت تو مرد میدان بنیں اور آمین کہیں۔

پمفلٹ مباہلہ کے ص۱۰ کی آخری سطر سے ص۱۱ کے آخر تک آٹھ باتوں کا ذکر ہے۔ ذیل میں اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

(۱) مرزا طاہر آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی نے ختم نبوت سے صریحی انکار نہیں کیا

حالانکہ مرزا قادیانی کی کتاب (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱) پر ہے کہ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ نیز (ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲) پر کہا کہ: ''خدا تعالیٰ نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔'' آنحضرت ﷺ کے بعد اگر دعویٰ نبوت ورسالت ختم نبوت کا صریح انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) مرزا طاہر آپ نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید میں لفظی ومعنوی تحریف نہیں کی

حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۷۸ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۴۰) میں لکھا ہے کہ: ''انا انزلناه قریباً من القادیان'' کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ یہ قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک ہی عبارت سے تحریف لفظی وتحریف معنوی ثابت ہوگئی۔

(۳) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ مرزا نے روضۂ رسول کی توہین نہیں کی

حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص۷۰، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵ حاشیہ) پر کہا

کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ مرزا قادیانی کی یہ عبارت روضۂ رسول ﷺ کے متعلق ہے یا غار حرا کے متعلق۔ بہرحال بدترین قسم کی سفاکانہ گستاخی ہے۔

(۴) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر کو گوہ کا ڈھیر نہیں کہا

حالانکہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ضمیمہ نزول المسیح جس کا دوسرا نام اعجاز احمدی ہے اس کے (ص۸۲، خزائن ج۱۹ص۱۹۴) پر شیعہ قوم کو مخاطب ہو کر لکھتا ہے کہ: ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کہ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (گندگی) کا ڈھیر ہے۔'' کیا اس میں مرزا قادیانی نے خدا کے ذکر کو کستوری اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر کو گوہ سے تشبیہ نہیں دی۔ (نہ معلوم مرزا طاہر انکار کر کے لوگوں کی آنکھوں میں کیوں مٹی ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے؟)

(۵) مرزا طاہر! آپ نے کہا مرزا قادیانی نے جھوٹے مدعیان نبوت کا مطالعہ کر کے دعویٰ نہیں کیا

طاہر صاحب! آپ یہاں بھول گئے۔ دراصل ہمارا (مسلمانوں کا) مؤقف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے باعث اس کا روحانی رشتہ مسیلمہ کذاب سے ملتا ہے اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کا روحانی سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ پس جھوٹے مدعیان نبوت کا مرزا قادیانی جانشین اور زلّہ خوار ہے۔

(۶) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کے ایماء پر اسلامی نظریہ جہاد کو منسوخ نہیں کیا

نہ معلوم مرزا طاہر سیدھے ہاتھ سے کان پکڑنے سے کیوں شرماتے ہیں۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی پر وحی نہیں ہوتی تھی۔ وہ ایک دجال وکذاب، مفتری اور کاذب اور کافر تھا۔ اس لئے اس نے جہاد کو منسوخ کیا تو ظاہر ہے کہ انہیں لوگوں کے کہنے پر کیا جن کو منسوخی

جہاد سے فائدہ پہنچ سکتا تھا اور وہ انگریز تھے۔

(۷) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی نے تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا

حالانکہ مرزا قادیانی کی یہ عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مرزا قادیانی تشریعی نبوت کا مدعی تھا۔ لیجئے! عبارت یہ ہے: ''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔'' (اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵)

(۸) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ قرآن کے مقابل پر ہماری کتاب تذکرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی ہم اسے قرآن شریف کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں

مرزا طاہر! دو امور ہیں ایک یہ کہ مرزا قادیانی کے نزدیک اپنی وحی کا درجہ کیا ہے۔ آیا وہ قرآن کے برابر ہے یا نہیں۔ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷) پر ہے کہ: ''میں اپنی وحی کو قرآن مجید کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھتا ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ص۲۲۰) پر ہے کہ: ''قرآن شریف کی طرح میں اپنی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔''

اور (اربعین نمبر۴ص۲۵، خزائن ج۱۷ص۴۵۴) پر ہے کہ: ''توریت، انجیل اور قرآن کی طرح اپنی وحی پر بھی ایسا ایمان ہے۔''

ان تمام حوالہ جات کو سامنے رکھ کر جلال الدین شمس مرزائی نے کہا کہ: ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ص۲۲۰)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی کی وحی قرآن مجید کے ہم پلہ ہے۔ اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی وحی کے مجموعہ کا کیا نام ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا نام ''تذکرہ'' ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک تذکرہ نامی کتاب قرآن مجید کے ہم پلہ ہے اور پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ قرآن مجید کا ایک نام تذکرہ بھی ہے۔ ''کلا

انھا تذکرۃ'' مرزائیوں نے اپنی الہامی کتاب کا نام قرآن نہیں رکھا کہ مسلمان مشتعل نہ ہوں۔ قرآن مجید کا دوسرا غیر معروف نام تذکرہ رکھ دیا تا کہ یہ بھی ثابت کر سکیں کہ یہ ہماری کتاب بھی قرآن ہے۔

ص۱۰ سے ص۱۱ تک آٹھ باتوں سے مرزا طاہر نے انکار کر کے کہا ہے کہ: ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' ہم نے ان تمام باتوں کو مرزا قادیانی کی کتابوں سے ثابت کر دیا۔ اب ہم بھی کہتے ہیں۔ مرزا طاہر بھی کہے کہ ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' تا کہ دنیا کے سب سے بڑے کذاب مرزا قادیانی کی روح پر بھرپور لعنتوں کی بارش ہو۔ ایک بار پھر ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین''

پمفلٹ کے ص۱۲ پر مرزا طاہر قادیانی نے چار باتوں سے انکار کیا۔

(۱) مرزا قادیانی دھوکہ باز و بے ایمان نہیں تھا

حالانکہ اس کے دھوکے باز، بے ایمان، وعدہ خلاف و حرام مال کھانے والا ثابت کرنے کے لئے صرف ایک حوالہ کافی ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے کہ: ''پچاس کتابیں لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس اور پانچ میں صرف ایک نکتہ کا فرق ہے۔ لہٰذا پچاس کا وعدہ پانچ سے پورا ہو گیا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷، خزائن ج۲۱ ص۹)

الف..... پچاس کتب کے پیسے لئے اور کتابیں پانچ دیں۔ پینتالیس کتابوں کے پیسے کھا گئے۔ حرام خور و بے ایمان ہوا۔

ب..... پچاس کا وعدہ کیا صرف پانچ دیں۔ وعدہ خلافی کی، دھوکہ بازی کی۔ وعدہ خلاف، دھوکہ باز ثابت ہوا۔

(۲) مرزا قادیانی کو گھر کا مال کھانے کی پاداش میں والد نے گھر سے نکال دیا تھا

مرزا طاہر! خواہ مخواہ کیوں غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے معاملہ کو خلط ملط کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے باپ کی پنشن سات سو روپے اس زمانہ میں وصول کر کے غبن کر لی۔ جس کے باعث شرم کے مارے گھر سے باہر نکلا رہا۔ گھر کا مال غبن بھی کیا اور گھر سے باہر بھی نکلا رہا۔ اس بات کے انکار سے پہلے اپنے چچا مرزا بشیر احمد ایم.اے کی کتاب (سیرۃ المہدی ج۱ ص۴۳) ہی کو پڑھ لیا ہوتا۔ تا کہ آپ کو شرمساری نہ ہوتی۔

(۳) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا کی اکثر پیش گوئیاں مبینہ وحی الٰہی جھوٹ کا پلندہ ہیں

مرزا طاہر! بلاوجہ خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ مرزا قادیانی کی اکثر نہیں تمام پیش گوئیوں کو ہم غلط مانتے ہیں اور اس کو وحی الٰہی نہیں بلکہ القائے شیطانی یقین کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی ہمارے نزدیک اپنے تمام دعاوی میں جھوٹا، مکار، عیار، دھوکہ باز، دجال، کذاب، مفتری و بے ایمان تھا۔

(۴) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ ہمارے مخالفین کا یہ الزام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو لاکھوں ایکڑ زمینیں دی گئیں

مرزا طاہر! آپ کیوں بلاوجہ ضد کر رہے ہیں، ربوہ کی زمین سرموڈی نے نہیں دی اور سندھ اور تھرپارکر کی زمینیں کس نے کس خوشی میں آپ کو الاٹ کی تھیں؟

ان چار امور کا ذکر کر کے مرزا طاہر قادیانی! آپ نے ''لعنة الله علی الکاذبین'' کا ورد کیا ہے۔ جس کے جواب میں ہم نے تمام حوالے نقل کر دیئے ہیں تاکہ آپ کو اپنا آئینہ دکھایا جاسکے۔ حوالہ جات غلط ہیں تو انکار کی جرأت کریں۔ ورنہ ہماری طرف سے ''لعنة الله علی الکاذبین'' کا تحفہ قبول کریں۔

پمفلٹ کے ص۱۲ کی آخری سطروں سے ص۱۳ مکمل پر گیارہ باتوں سے انکار کیا ہے۔

(۱) جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا نہیں

حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (کتاب البریہ ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۳۵۰) پر انگریز گورنر کو خط لکھا کہ: ''سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کالے اور ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔''

مرزا طاہر قادیانی! مرزا قادیانی صرف اپنی جماعت کو نہیں بلکہ اپنے خاندان کو جس میں

اب آپ بھی ہیں۔انگریز کا خود کاشتہ قرار دے رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کو پاکستان میں جب گرم ہوا لگی تو آپ نے بھی اپنے مالکان کے ہاں آ کر پناہ لی۔اب انکار چہ معنی دارد۔

(۲) قادیانی ملت اسلامیہ کے دشمن نہیں

صرف دشمن نہیں بلکہ بدترین دشمن ہیں۔اس سے بڑھ کر اور ملت اسلامیہ کی کیا دشمنی ہوسکتی ہے کہ تمام ملت اسلامیہ کو قادیانی جماعت نے کافر قرار دے دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: مرزا طاہر آپ کے والد کی کتاب (آئینہ صداقت ص ۳۵) پر ہے کہ: ''کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' تمام مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے کنجریوں کی اولاد کہا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

فرمایئے! اس سے بڑھ کر ملت اسلامیہ کی اور کیا دشمنی ہوسکتی ہے؟

مرزا طاہر نے کہا ہے کہ ہمارے دشمن ہم پر الزام لگاتے ہیں۔

(۳) مرزائیت عالم اسلام کے لئے سرطان ہے

(۴) یہودیوں کی اور انگریزوں کی اسلام دشمن سازش ہے

(۵) اسرائیل اور یہودیوں کی ایجنٹ ہے

مرزا طاہر صاحب! یقین فرمایئے کہ یہ تینوں آپ پر الزامات نہیں بلکہ حقائق ہیں۔ رہتی دنیا تک ہم مسلمان ان کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر ان کا انکار تو کر سکتے ہیں مگر حقائق کی دنیا میں سامنا کرنا آپ کے لئے مشکل ہے۔

(۶) یہ کہ یہ جماعت امریکہ کی ایجنٹ ہے

اس میں کیا کلام ہے ۱۹۵۳ء کی انکوائری میں ہائیکورٹ کے جج صاحبان کے سامنے پاکستان کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے کیا۔یہ تسلیم نہیں کیا تھا کہ اگر میں مسلمانوں کے مطالبہ پر کہ چوہدری ظفر اللہ خاں قادیانی آنجہانی کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیتا تو امریکہ ایک دانہ گندم کا نہ دیتا اور پھر آج کل امریکہ کی سینٹ کی وہ کمیٹی جو پاکستان کی امداد کی بندش کی رپورٹیں کر رہی

ہے کہ وہاں پاکستان میں مرزائیوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا پاکستان کو امداد نہ دی جائے۔ ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے آپ کا انکار کرنا شدید زیادتی نہیں تو اور کیا ہے۔

(۷) اس جماعت اور روس میں خفیہ مذاکرات

(۸) اسرائیلی فوج میں مرزائی جماعت کا وجود

(۹) چھ سو پاکستانی قادیانی اسرائیلی فوج میں موجود ہیں

(۱۰) قادیانی شر پسندی کے لئے اسرائیل میں ٹریننگ لیتے ہیں

(۱۱) جرمنی میں چار ہزار قادیانی گوریلا تربیت حاصل کرتے ہیں

ان تمام امور کو ذکر کر کے مرزا طاہر نے ان سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ یہ تمام باتیں صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے نہیں بلکہ پاکستان کے نامور سیاستدان، اخبارات وغیرہ کہہ چکے ہیں اور اخبارات نے فوٹو دیئے ہیں کہ جب اسرائیل میں مرزائی مشن کا ایک سربراہ جانے لگا تو اپنے بعد آنے والے کو تعارف کے لئے اسرائیلی وزیر اعظم سے ملوایا۔ یہ تمام فوٹو اخبارات میں چھپ چکے ہیں۔

کیا مرزا طاہر! آپ اس پر مباہلہ کرتے ہیں کہ اسرائیل میں قادیانی مشن کام نہیں کر رہا۔ مرزا طاہر! کریں انکار۔ ہے ہمت تو میدان میں اتریں۔ آئیں، بائیں، شائیں کر کے بات کو ادھر سے ادھر لے جا کر معاملہ کو الجھانا ہی دجل وفریب ہے۔ جس کا حصہ آپ کو اپنے دادا مرزا قادیانی سے ملا ہے۔ اسرائیل میں قادیانی مشن ہے اور یہ کہ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔ یہ ایسے امور ہیں جن سے آپ جرأت سے انکار کریں۔ ہم جرأت سے ''لعنة الله علی الکاذبین'' کہیں۔

مرزا طاہر! آپ نے ص ۱۴ پر آٹھ باتوں سے انکار کیا ہے۔

(۱) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ یہ درست نہیں کہ ہمارا کلمہ مسلمانوں والا کلمہ نہیں

(۲) یہ کہ جب مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں

ان دونوں باتوں سے انکار کر کے آپ اپنے مجرم ضمیر کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ جن لوگوں کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) پر کہا ہے کہ مجھے وحی ہوئی: ''محمد رسول اللہ والذین معہ'' اس وحی الٰہی میں میرا نام (یعنی مرزا کا) محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ قران مجید کا جزو ہے اور اس میں محمد رسول اللہ سے مراد رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے نہ کہ مرزا قادیانی۔ لیکن مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ اس سے مراد میں ہوں۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے لڑکے اور مرزا طاہر کے چچا مرزا بشیر احمد ایم.اے نے اپنی کتاب (کلمۃ الفصل ص۱۵۸) پر کہا ہے کہ: ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے۔''

اور بس یہ عبارت صاف صاف پکار پکار کر بلکہ چیخ چیخ کر مرزائیوں کے عقیدہ کا اظہار کر رہی ہے کہ کلمہ طیبہ میں مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شریک ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک جب تک مرزا قادیانی نہیں آیا تھا تو محمد رسول اللہ سے مراد صرف رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس تھی اور مرزا قادیانی کے آنے کے بعد رسول اللہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شریک ہوگیا۔ پس ثابت ہوا کہ جب مسلمان کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو مسلمانوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد صرف اور صرف رحمت عالم ﷺ ہوتے ہیں۔ جس طرح کلمہ طیبہ کے جزاوّل ''لا الہ الا اللہ'' میں رب العزت کی ذات وصفات میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ جو شریک بنائے وہ مشرک ہے۔ اسی طرح دوسرے جز ''محمد رسول اللہ'' میں رحمت عالم ﷺ کا بھی کوئی شریک نہیں۔ جو اس میں کسی کو شریک بنائے وہ بھی مسلمان نہیں۔ اس لئے جب مسلمان کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں تو ان کی مراد آپ ﷺ ہوتے ہیں اور جب مرزائی کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو ان کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہوتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا کلمہ اور مرزائیوں کا کلمہ اور ہے۔ اب ان واضح عبارتوں کے بعد مرزاطاہر آپ کے انکار پر ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ: ''لعنة الله علی الکاذبین''

(۳) مرزاطاہر نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ کا خدا ہے

نہ معلوم مرزاطاہر عمداً جھوٹ بول رہے ہیں یا اس سے دھوکہ دینا مطلوب ہے۔

حالانکہ مرزاقادیانی کا الہام ہے: ''ربنا عاج'' ہمارا رب عاج ہے۔ مرزاقادیانی نے اس کا ترجمہ نہیں کیا۔ جب کہ لغت میں عاج کا معنی ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس الہام کے ہوتے ہوئے مرزائیوں کا خدا ہاتھی دانت یا گوبر سے بنا ہوا ہے۔ پس یہ عقیدہ خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کے متعلق نہ محمد رسول اللہ کا ہے اور نہ قرآن کا۔

مرزاطاہر کے والد مرزابشیرالدین نے کہا کہ: ''حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض یہ کہ آپ نے تفصیلاً بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (مسلمانوں سے) ہمارا اختلاف ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان ج۱۹، شمارہ ۱۳، مورخہ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۱ء)

اب فیصلہ کریں کہ باپ جھوٹا تھا یا بیٹا جھوٹا ہے؟ جب کہ ہمارے نزدیک دونوں اور مصداق لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۴) مرزاطاہر! آپ نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ہمارے فرشتے وہ نہیں جن کا ذکر قرآن وسنت میں ہے

حالانکہ مرزاقادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۳۳، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶) پر کہا کہ یہ میرے پاس آنے والے کا نام ٹیچی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو: ''ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام

پوچھا۔اس نے کہا کچھ نہیں۔میں نے کہا کہ آخر کچھ تو نام ہوگا۔اس نے کہا ٹیچی۔''

اس حوالہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ایک یہ کہ مرزا قادیانی کے پاس آنے والا فرشتہ ٹیچی نامی تھا۔دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی کا فرشتہ جھوٹ بھی بولتا تھا۔اس لئے کہ جب مرزا قادیانی نے اس سے نام پوچھا تو اس نے کہا کہ نام کچھ نہیں۔اگر نام ٹیچی تھا تو یہ کہہ کر جھوٹ بولا کہ میرا نام کچھ نہیں۔اگر نام کچھ نہیں تھا تو دوسری مرتبہ پوچھنے پر ٹیچی نام بتا کر جھوٹ بولا یا پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں۔بہرحال جھوٹ بولا تو ٹیچی فرشتہ اور جھوٹ بولنے والا فرشتہ مرزائیوں کا ہوسکتا ہے۔قرآن وسنت کا نہیں۔کیونکہ قرآن تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ:''لایعصون اللہ ما امرھم ''فرشتے معصیت سے پاک ہوتے ہیں۔جب کہ مرزائیوں کے نزدیک فرشتے جھوٹ بولتے ہیں۔

(۵)مرزاطاہر!آپ نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے کہ قادیانیوں کے رسول مختلف ہیں

حالانکہ چوہدری ظفراللہ خاں کا ٹریکٹ جو مارچ ۱۹۳۳ء میں بتقریب یوم التبلیغ شائع ہوا۔اس میں ہے کہ:

''خدا کے راست باز نبی راجپندر پرسلامتی ہو۔''

''خدا کے راست باز نبی کرشن پرسلامتی ہو۔''

''خدا کے راست باز نبی بدھ پرسلامتی ہو۔''

''خدا کے راست باز نبی زرتشت پرسلامتی ہو۔''

''خدا کے راست باز نبی کنفوشش پرسلامتی ہو۔''

''خدا کے راست باز نبی احمد(یعنی مرزا)پرسلامتی ہو۔''

''خدا کے راست باز نبی بندہ بابانانک پرسلامتی ہو۔''

اب فرمایئے!مرزائیوں کے نزدیک یہ لوگ نبی تھے۔جب کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن وحدیث میں کہیں ان کا ذکر نہیں اور ظلم یہ کہ مرزا قادیانی کو بھی نبیوں کی فہرست میں مرزائی شامل کرتے ہیں۔جب کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ دجال،کذاب،مفتری،کافر وبے ایمان تھا۔

(۶)مرزاطاہر!آپ نے کہا کہ ہماری عبادات اسلامی عبادت سے مختلف نہیں

اس کا جواب اسی بحث کے نمبر۳ میں گزر چکا ہے۔

(۷) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ ہمارا حج مختلف نہیں

حالانکہ آپ کے والد مرزا بشیر الدین نے کہا کہ: ''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا محمود مندرجہ برکات خلافت تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء)

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔ ایک واقعہ مجھے (مرزا محمود کو) بھی یاد ہے۔ صاحبزادہ عبداللطیف (کابلی) حج کے ارادے سے کابل سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ جب یہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حج کرنے سے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے۔ چنانچہ پھر صاحبزادہ حج کے لئے نہ گئے اور یہیں رہے۔ کیونکہ وہ اگر حج کے لئے چلے جاتے تو احمدیت نہ سیکھ سکتے۔

(تقریر جلسہ سالانہ مرزا محمود، مندرجہ الفضل قادیان ج ۲ شمارہ ۸، مورخہ ۵/جنوری ۱۹۲۳ء)

(۸) مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ ہمارے تمام بنیادی عقائد قرآن وسنت سے جدا ہیں

دیکھئے۔ تمام بحث تفصیل سے پہلے گزر چکی ہے۔ قرآن وحدیث کا واضح حکم کہ رحمت دوعالم ﷺ اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں اور اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں رسول ونبی ہوں۔ قرآن وحدیث کی رو سے رحمت عالم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ جب کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کو دیکھنے والے صحابہ ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کی گھر والیاں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہیں۔

مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی بیوی ام المؤمنین۔

مسلمانوں کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کی اولاد در اولاد اہل بیت رضی اللہ عنہا۔

مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی اولاد اہل بیت۔

مسلمانوں کے نزدیک سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت نبی ﷺ۔

مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی بیوی سیدۃ النساء ہیں۔

غرض یہ کہ مرزائیت کسی مذہب وعقیدہ کا نام نہیں بلکہ رحمت عالم ﷺ کے دین متین سے مکمل بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ جسے قادیانی احمدیت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس کی کسی قدر تفصیلات اوپر بیان ہو چکی ہیں۔

ص ۱۵ سے ص ۱۸ تک مرزا قادیانی آپ نے کچھ سیاسی اعمال وفعال کا ذکر کیا ہے کہ ہم لوگ آپ کی جماعت کی طرف یہ الزامات منسوب کرتے ہیں اور آپ نے بڑے شدومد سے ان کا انکار کیا ہے۔

انصاف کا خون نہ کریں

ان چیزوں کا مباہلہ سے کیا تعلق ہے۔ یہ ساری باتیں آپ میں نہ بھی پائی جائیں۔ تب بھی مرزا قادیانی اور اس کی جماعت غلط اور اس کے عقائد جھوٹ پر مبنی ہیں۔ یہ ساری باتیں آپ میں پائی جائیں۔ تب بھی مرزائیت جھوٹے عقیدہ کی حامل ایک جھوٹی جماعت ہے۔ یہ الزامات صحیح ہیں تو بھی مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ یہ الزام سیاسی غلط ہیں تو بھی مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔

ص ۱۹ سے ص ۲۶ تک مرزا قادیانی کی دو عبارتیں اور آخر میں اپنی دعا تحریر کی ہے۔ آپ کے اصل عقائد بمعہ حوالہ جات کی تفصیل کے لئے ''قادیانیوں کو دعوت اسلام'' نامی کتابچہ لف ہذا ہے۔ اسے علیحدگی میں پڑھیں اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ اصل حقائق کیا ہیں۔

ضروری گزارش

بعض جگہ تحریر میں قدرے تلخی آ گئی ہے۔ دراصل وہ بھی آپ کی کرم فرمائی کا نتیجہ ہے کہ آپ نے واضح اپنی عبارتوں کے باوجود ناحق انکار کر کے بلاوجہ معاملہ کو الجھایا ہے اور پھر الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ آپ نے مسلمانوں کو غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

حاصل کلام

آپ کے مباہلہ کے پمفلٹ کے متعلق جتنی ضروری تصریحات تھیں وہ ہم نے عرض کر دیں ہیں۔ ان حوالہ جات کو پڑھیں۔ اپنی کتابوں سے ملالیں۔ تمام تر حوالہ جات صحیح ثابت ہوں تو

پھر فیصلہ کریں۔ آپ نے مباہلہ نامی پمفلٹ شائع کر کے مخلوق خدا کو دھوکہ دینے کی کیوں ناکام کوشش کی ہے؟

مرزا طاہر! یقین کیجئے کہ یہ تمام تر حوالہ جات ہم نے بڑی دیانتداری کے ساتھ عرض کر دیئے ہیں۔ اللہ رب العزت کے حضور ہم سب کو بالآخر پیش ہونا ہے۔ اس کو حاضر و ناظر یقین کر کے دل کی گہرائیوں سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے کوئی بھی حوالہ نقل کرنے میں بددیانتی یا اس سے غلط مطلب براری کے لئے خیانت نہیں کی۔ یہ تمام تر آپ کے لٹریچر کے حوالہ جات ہیں۔ اب اگر ہے ہمت تو قرآنی تصریحات کو سامنے رکھ کر جگہ اور وقت کا تعین کریں۔ ہم آپ کے ساتھ آمنے سامنے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم اللہ رب العزت کی ذات کو گواہ بنا کر پختہ ایمان و یقین کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس کے تمام تر لایعنی دعاوی سب فریب جھوٹ مکاری وعیاری کا مرقع تھے۔ اس کو وحی الٰہی نہیں بلکہ القائے شیطانی ہوتا تھا۔ وہ اور اس کے سارے ماننے والے ہر دو گروپ لاہوری و قادیانی کو ہم کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ مرزا ابوجہل و شیطان کی طرح رحمت عالم ﷺ کے دین کا دشمن تھا۔ اس پر آج جب چاہیں مباہلہ کریں۔ ہم تیار ہیں۔ اگر آپ نے جگہ اور وقت کا تعین نہ کیا تو پھر مجبوراً یہ قدم ہمیں اٹھانا ہوگا تاکہ حق و باطل کا ایک بار پر تصفیہ ہو۔ مباہلہ کے بعد ہم معاملہ رب العزت پر چھوڑ دیں گے کہ وہ باطل کو مٹانے والا ہے۔ اس یقین کے ساتھ ہم اس تحریر کو ختم کرتے ہیں کہ آپ بھی ہمیشہ اپنے باپ دادا کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کبھی بھی ہمارے سامنے میدان میں آ کر قرآنی تصریحات کے مطابق مباہلہ نہیں کریں گے۔ نہ آپ کو اس کی جرأت ہوگی۔ آپ نقلی مسیحی ہیں۔ اصلی مسیحی، نصاریٰ نجران جس طرح رحمت عالم ﷺ کے سامنے مباہلہ کے لئے نہیں آئے تھے۔ نقلی مسیحی قادیانی بھی رحمت عالم ﷺ کے خدام کے سامنے کبھی آنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

''فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار''

عبدالرحمٰن یعقوب باوا	اللہ وسایا
نذیر احمد بلوچ	منظور احمد الحسینی

خدام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مورخہ ۲۷/جولائی ۱۹۸۸ء

قادیانی مکفرین و مکذبین کو مباہلہ کا منہ توڑ جواب

اور

چیلنج قبول

جناب چوہدری محمد خلیل قادری مرحوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب سے حکومت پاکستان نے قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے اس وقت سے قادیانیوں ولاہوری جماعت نے اپنے دعاوی کے مطابق اسلام کو اپنا مذہب قرار دینا شروع کیا ہوا ہے۔

حالانکہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد قادیانی کی موجودگی میں بحث وتمحیص ہوکر پاس ہوگیا تھا اور قومی اسمبلی نے قانونی طور پر قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ پھر حال ہی میں حکومت پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی ممانعت کردی۔ اس کے باوجود قادیانی بضد ہیں کہ ہمارا مذہب اسلام ہے۔ مرزائی عملاً مذہب اسلام سے منحرف ہیں اور قرآن کریم کی تعلیم کی صریحاً خلاف ورزی جھوٹے اور شرانگیز پراپیگنڈے میں مصروف ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۳، خزائن ج۶ ص۳۸۰) میں لکھتا ہے: ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرا اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

اسی (شہادت القرآن ص۳، خزائن ج۶ ص۳۸۰) پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ: ''سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''

آپ خود ہی سوچ لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب کیا ہے؟ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

مرزا طاہر احمد قادیانی کی اس کذب اور افتراء کی عالمی مہم کے جواب میں ہم بھی اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

اوّل: مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعاوی جو کذب بیانی پر مبنی ہیں اور ان کی کتب میں لکھے ہوئے ہیں۔

دوم: مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے مرزا طاہر احمد قادیانی نے دعاوی سے انکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم پر الزام ہیں۔ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدے ان کی کتب سے ظاہر کرتے ہیں تاکہ بیرونی دنیا پر ان کا جھوٹ ظاہر ہوجائے۔ ان دونوں پہلوؤں

کو پیش نظر رکھتے ہوئے مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔

چیلنج نمبر:۱

جہاں تک مرزا طاہر احمد قادیانی نے اپنے پمفلٹ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے سچے یا جھوٹے ہونے کا تعلق ہے کے متعلق لکھا ہے کہ خود بانی سلسلہ مرزائیہ کے اپنے الفاظ میں چیلنج آج تک موجود ہیں۔ حالانکہ اس چیلنج مباہلہ کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔

سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان یہ مباہلہ ہوا۔ جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے ہیضہ کی صورت میں مرزا غلام احمد قادیانی پر عذاب شدید کی شکل میں نازل کر کے کیا اور مئی ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے رخصت ہوا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ۴۰ سال بعد تک زندہ رہے۔

عبدالکریم مباہلہ سے بھی مباہلہ ہوا۔ جس سے اس کا نام مباہلہ ہی پڑ گیا۔ وغیرہ وغیرہ!

مرزا قادیانی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں نہیں آیا تھا۔

نوٹ: پہلے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں مباہلے ہوئے کیا ان سے مرزا طاہر قادیانی کی تسلی نہیں ہوئی؟ پھر اس کو بھی مباہلہ کا خیال آیا ہے۔ اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو مرزائیوں کے بڑے کا ہوا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اس ذمہ داری کو پورے شرح صدر انبساط اور کامل یقین کے ساتھ چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے قادیانیوں کے بمعہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے جو اس نے کتاب میں لکھا ہے خدا کی طرف سے کلام نہیں ہے بلکہ دونوں کا افتراء ہے اور میں اس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذاب اور دجال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ دونوں شخص مرزا غلام احمد قادیانی، مرزا طاہر احمد قادیانی صادق ہیں یا کذاب، مفتری اور کافر بے دین نہیں ہیں تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے عذاب شدید نازل کر۔

ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کو تو پہلے ہی عذاب شدید ہیضہ کی صورت میں بھیج چکا ہے اب مرزا طاہر احمد قادیانی کو بھی عذاب شدید میں مبتلا کر۔ آمین!

چیلنج نمبر:۲

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مسلمانوں کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب میں

جو عقائد جماعت مرزائیہ کے لکھے ہیں ان کی کتب سے نقل کئے ہیں۔ ان حوالہ جات میں سے مرزا طاہر احمد قادیانی ایک حوالے کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ دنیا کو تو دھوکا دے سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ خدائی کیا ہے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ خدائی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ:

۞..... ''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں جس نے آسمان تخلیق کیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

۞..... ''انت منی وانا منک'' (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

۞..... ''یا قمر یا شمس انت منی وانا منک'' اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ (چشمہ مسیحی ص۵۸، خزائن ج۲۰ ص۳۷۶)

۞..... میں نے دیکھا کہ میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں۔ (چشمہ مسیحی ص۵۸ حاشیہ، خزائن ج۲۰ ص۳۷۵، ۳۷۶)

۞..... ''انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون''

(حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

جواب: ''انت منی بمنزلة اولادی'' (چشمہ مسیحی ص۵۸ حاشیہ، خزائن ج۲۰ ص۳۷۶)

''یعنی تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔''

اسی (چشمہ مسیحی ص۵۸ حاشیہ، خزائن ج۲۰ ص۳۷۶) پر لکھتا ہے کہ: ''انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق'' تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔

اس کو (اربعین نمبر۴ ص۱۹ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲) پر یوں لکھتا ہے: ''پاک تغیرات اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔''

آگے اسی صفحہ پر لکھتا ہے: ''وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام زکی بن گیا ہے اور اس لئے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا۔ مرزا قادیانی کو لڑکا بمنزلہ اولاد کے بننے کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے ہیں۔''

سوال: خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ۔

جواب: ''انت منی بمنزلة ولدی'' (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔'' (چشمہ مسیحی ص۵۸ حاشیہ، خزائن ج۲۰ ص۳۷۶)

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی نے تمام انبیاء بشمول حضرت محمد ﷺ افضل اور برتر ہونے کا دعویٰ کیا۔

جواب: لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا سب سے بڑھ کر مقام احمد۔

۞..... احمد سے مراد مرزا غلام احمد نے خود کو لیا ہے۔ اسی صفحہ پر اس سے آگے یہ شعر ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

۞..... ''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص۷۳ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ج۲ نمبر۴۳ ص۱۴، مورخہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

سوال: مکہ مکرمہ کی زمین سے سلطنت برطانیہ کیسی ہے۔

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تصنیف (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۶) پر لکھتا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے، نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ میں۔''

میں بحیثیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ذمہ دار ہونے کی وجہ سے اعلان کرتا ہوں۔ یہ تمام تحریرات وعقائد مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے ہیں۔ لعنة الله علیٰ الکاذبین!

مرزا قادیانی نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اور بھی عقائد لکھے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کا انکار کر کے دعویٰ نبوت کیا ہے؟

جواب: ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) میں لکھا ہے کہ:

''محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحما بینھم ''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

یہ وحی الٰہی جو (براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ ص۶۲۱) میں بھی درج ہے۔''وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین'' (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

مرزا اپنے نام سے موسوم کر رہا ہے۔ حالانکہ اس سے مخصوص حضور ﷺ ہیں۔

سوال: کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظی ومعنوی تحریف کی ہے۔

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے دوسو سے زائد ایسی آیات ہیں جن سے لفظی ومعنوی تحریف کی ہے جو کہ اس کی کتب سے ظاہر ہیں۔ لفظی تحریف ملاحظہ فرمائیں: ''یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام'' (حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)

قرآن مجید میں یوں لکھی ہوئی ہے: ''ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام''

نوٹ: اس آیت میں سے چھ الفاظ کاٹ کر تین کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ تحریف قرآن نہیں تو اور کیا ہے؟

لفظی تحریف کا دوسرا نمونہ ملاحظہ ہو: اسی (حقیقت الوحی ص۱۳۰ جلد اوّل مئی ۱۹۰۷ء طبع قادیان) میں مرزا غلام احمد قادیانی یوں لکھتا ہے: ''قولہ تعالیٰ: الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ یدخلہ نارًا خالدًا فیھا ذالک الخزی العظیم (الجز: ۱۰، سورۃ توبہ)''

حالانکہ یہ آیت رکوع نمبر۱۴ کی ہے۔ اسی طرح یہ آیت (کلمۃ الفصل ص۱۰۰) میں بھی حوالہ کے ساتھ درج ہے جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر الدین ایم۔اے قادیانی کی لکھی ہوئی ہے۔

قرآن کریم میں یہ آیت یوں ہے: ''الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدًا فیھا ذالک الخزی العظیم''

اس آیت میں سے چار الفاظ حذف کر کے دو کا اضافہ کیا گیا ہے کیا یہ تحریف قرآن لفظی نہیں ہے؟

سوال: اب مرزا غلام احمد قادیانی کی معنوی تحریف ملاحظہ ہو۔

جواب: قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام اور مائی حوا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں کیا۔ ''یٰادم

اسکن انت وزوجک الجنة'' اے آدم تو اور بیوی تیری جنت میں رہو۔

مگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تصنیف (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹) میں یوں لکھتا ہے کہ آدم سے مراد میں یعنی مرزا اور جنت سے مراد میری بہن جنت۔ کیا یہ تحریف قرآن معنوی نہیں ہے۔

سب دنیا جانتی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کو آج تک محدثین ومفسرین وولی اللہ اور علماء کرام یہی کہتے، لکھتے سنا ہے اور دیکھا ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جس نے یہ لکھا ہے کہ: ''قرآن مجید خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔'' یہ بھی معنوی تحریف میں شمار ہوتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

سوال: کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ: ''میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔'' مرزا قادیانی کو نبی تم مانتے ہو اور پوچھتے ہم سے ہو کہ نئی شریعت کون سی لائی ہے۔ یہ بھی دھوکا ہے۔ پھر تم کس مرزا کو نبی مانتے ہو۔ جس کے احکام کا آپ کو پتہ نہیں۔ سنئے حجت پوری کرنے کے لئے مرزائے قادیانی کا دعویٰ تشریعی نبی ہونے کا ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (اربعین ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) پر لکھتے ہیں: ''یہ بھی سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔'' دعویٰ نبوت پہلے درج کر چکے ہیں۔ مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کہا اور جو کچھ لکھا سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے جو عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے وہی اس کے ماننے والوں کا ہے۔ یہ بیرونی دنیا کو دھوکا دیتے ہیں۔

سوال: کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت حسین کی توہین کی ہے؟

جواب: ہاں! مرزا غلام احمد قادیانی نے امام حسین کی توہین بھی کی ہے اور ان کے ذکر کو گوہ کا ڈھیر بھی کہا ہے۔

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

''اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین ﷺ تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ حسین سے بڑھ کر ہے۔ سچا شفیع میں ہوں۔''

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

ذکر امام حسین ملاحظہ ہو: ''تم نے خدا کے جلال اور مجد بھلا دیا اور تمہارا اور دصرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ایک ڈھیر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

جواب قادیانیت کا ترکی بہ ترکی دے تو دیں ہم بھی
اتاریں کیسے لیکن نقل اصوات حماری کی

سوال: کیا انگریز کے ایماء پر اسلامی نظریہ جہاد کو منسوخ کیا؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ایماء پر اسلامی نظریہ جہاد کو منسوخ کیا۔ جب کہ اس کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو:

''بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) سے جہاد کرنا درست ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔'' (شہادت القرآن ص۴، ۵، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

اسی طرح (کتاب البریہ ص۷، خزائن ج۱۳ ص۷) پر مرزا قادیانی یوں لکھتا ہے: ''اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کی ہیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں مؤثر تقریریں لکھیں۔''

اسی صفحہ کی چوتھی سطر پر لکھتا ہے کہ: ''میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔''

اسی کتاب (کتاب البریہ ص۹، خزائن ج۱۳ ص۱۸) پر لکھتا ہے کہ: ''اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل وجان خیر خواہ ہوں اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔''

میں بحیثیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ذمہ دار ہونے کے یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو عبارتیں ہم نے درج کی ہیں یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے دیکھ کر لکھی ہیں۔ ان میں ایک بھی غلط نہیں۔ لعنة الله علیٰ الکاذبین!

سوال: کیا مرزائی جماعت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی سرکار برطانیہ کے گورنر پنجاب کو ایک درخواست میں لکھتے ہیں:

''سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جانثار ثابت کر چکی ہے جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداریوں اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۹۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱)

اسی طرح سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصنیف (ضمیمہ شہادت القرآن ص الف، خزائن ج۶ ص۳۷۸) میں لکھتا ہے: ''یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہے کہ بباعث اس کے گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ (مرحوم) کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں۔ اس لئے نہ کسی تکلف بلکہ میرے رگ وریشہ میں شکرگزاری اس معزز گورنمنٹ (برطانیہ) کی سمائی ہوئی ہے۔'' کیا اب بھی مرزائی جماعت انگریز کا خود کاشتہ پودا نہیں ہے۔ جب کہ ان کے بانی کے رگ وریشہ میں انگریز کی شکرگزاری سمائی ہوئی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵) پر لکھتا ہے: ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزارہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں جس سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔''

اسی صفحہ پر لکھتا ہے کہ: ''میری کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔''

سوال: کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی اور پیش گوئی جھوٹ کا پلندہ ہے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصنیف (آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۰، خزائن ج۵ ص۳۲۰

ملخص) میں اپنی پیش گوئی کے متعلق لکھتا ہے: ''ایک پیش گوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا ہے۔ یہی میرے صدق اور کذب کی شناخت کے لئے کافی شہادت ہے۔''

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کر ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی کسوٹی نہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۸)

اپنی وحی کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی یوں لکھتا ہے: ''جس طرح حضرت محمد رسول اللہ کو قرآن مجید پر یقین تھا۔ اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے۔''

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

اب ان واضح تحریرات کے ہوتے ہوئے دیکھنا یہ ہے کہ کیا پیش گوئی پوری ہوئی۔ نہیں آج تک یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی نہیں تھا۔ اس لئے یہ پوری نہیں ہوئی۔ بقول خود مرزا قادیانی کی پیش گوئی ملاحظہ ہو۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۶ تا ۱۶۰) پر اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کردہ محمدی بیگم کے متعلق چھ دعاوی اوّل نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرجانا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

نوٹ: کیا مرزا طاہر احمد قادیانی بتا سکتا ہے کہ ان چھ میں سے کتنی پوری ہوئیں اور کتنی نہ ہوئیں؟

کتنے زوردار الفاظ کے ساتھ یہ پیش گوئی، سچ اور جھوٹ پر مبنی تھی۔ مگر آج تک یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب اور دجال تھا۔ مرزائی اس سے ہی پہچان جاتے کہ مرزا جھوٹا ہے۔ اس کی زندگی میں تو پوری نہیں ہوئی۔ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی مرگیا اور محمدی بیگم پاکستان بننے کے بعد تک زندہ رہی۔

اب اس کا اپنا بیان جو مرزا قادیانی نے گورداسپور کی عدالت میں دیا جس میں انہوں نے صاف کہا کہ میرا نکاح ابھی محمدی بیگم سے نہیں ہوا۔ ملاحظہ ہو:

یہ سچ ہے کہ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ہوگا۔

(اخبار الحکم ج۵ نمبر۲۹ ص۱۴ کالم۳، مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء)

مرزا غلام احمد قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں محمدی بیگم کے عشق اور عذاب شدید ہیضہ کی وباء سے مرگیا۔ یہ نکاح محمدی بیگم والا نہ ہوا۔ آج تک مرزا طاہر احمد قادیانی اپنے دادا کی یہ پیش گوئی پوری ہوتے نہ دیکھ سکے۔ لہٰذا اس سے ہی سبق سیکھ لیتے۔ مسلمانوں میں شمار ہو جاتے۔

عورتیں عموماً عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ مگر مرزائے قادیانی کی تمام دھمکیوں اور رشتہ داروں کے دباؤ کے باوجود محمدی بیگم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت ایمانی بخشی ہوئی تھی جیسا کفار کے مقابلہ میں مجاہد اسلام ہوتا ہے۔ کفر کے چھکے چھڑا دیئے۔ اب بھی وقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا اعلان کریں۔

سوال: مرزائیوں کا کلمے کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) میں لکھتا ہے:

''محمد رسول اللہ والذین معہ'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد اور رسول رکھا گیا ہے۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد قادیانی کی زبانی سنئے: ''ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت مرزا صاحب بھی ایسے نبی ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہے تو پھر مرزا قادیانی کا کلمہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔''

اس کا جواب دیکھئے: ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین'' کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ پس جب ظلی طور پر مسیح موعود محمد رسول اللہ ہی ہیں جو اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تو ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔

ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو پھر یہ سوال اٹھ سکتا تھا۔

(کلمۃ الفصل ص۱۵۷، ۱۵۸)

امید ہے ناظرین کرام کی ان دو حوالوں سے آنکھیں کھل گئی ہوں گی۔ کلمہ سے مراد کیا لیتے ہیں اور دنیا کو کس طرح دھوکا دیتے ہیں؟ مسلمان محمد سے مراد مدینہ والی سرکار لیتا ہے اور قادیانی محمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ چونکہ مرزے کو ہی محمد رسول اللہ سمجھتے ہیں کہ دوبارہ مرزے کی شکل میں ہیں۔ لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین!

باقی کلمہ کے الفاظ بھی قادیانیوں نے بدلے ہیں۔جیسا کہ تمام لوگوں نے اخبارات میں اور قادیانیوں کے رسالہ میں اس کی فوٹو جو افریقہ میں اپنی عبادت گاہ پر لکھا ہوا موجود ہے جو ہمارے پاس موجود ہے کلمے کے الفاظ یہ ہیں:''لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ''

اسرائیل کے ساتھ قادیانیوں کے تعلقات

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۱۶؍جنوری ۱۹۸۸ء کے اخبار میں اسرائیل کے صدر کے ساتھ قادیانی جماعت کی اسرائیلی شاخ کے سابق صدر شیخ محمد شریف کی ملاقات کی تصویر شائع کر کے اس حقیقت کو واشگاف کر دیا ہے۔جس میں شیخ محمد شریف قادیانی اسرائیل میں قادیانی مرکز کے نئے سربراہ شیخ حمید کا اسرائیلی صدر کے ساتھ تعارف کرا رہے ہیں۔حالانکہ حکومت پاکستان کا سفارتی مشن اسرائیل میں نہیں ہے۔

سوال: مولانا محمد اسلم قریشی اغوا کیس میں کون تھا؟

جواب: مرزا طاہر احمد اسی کیس کی وجہ سے جلاوطنی کی زندگی گزار رہا ہے۔اگر تم اس میں نہیں تھے تو کیوں وطن چھوڑ کر بھاگے؟

مولانا محمد اسلم قریشی کا عدالت سیالکوٹ کا بیان ۱۲؍جولائی ۱۹۸۸ء مجھے مرزا طاہر احمد اور اس کے ساتھیوں نے اغوا کیا تھا۔بعدازاں ان کی عورتوں اور مردوں نے تشدد کیا۔

(روزنامہ جنگ اتوار، ۱۶؍ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ، بمطابق ۳۱؍جولائی ۱۹۸۸ء)

نوٹ: مرزا غلام احمد قادیانی جو مرزا طاہر احمد قادیانی کے دادا ہیں، لکھتے ہیں۔''جھوٹ بولنا گوہ کھانا ایک برابر ہے۔'' آپ خود اندازہ کریں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

(حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

سوال: کیا مسیح موعود گھر سے بھاگ گئے تھے؟

جواب: مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم.اے (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۴۳، ۴۴) میں لکھتے ہیں:''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ (یعنی مرزا قادیانی کی بیوی) نے ایک دفعہ جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن (سات سو روپے) وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لاہور وامرتسر وغیرہ لے گیا اور ادھر ادھر وغیرہ میں پھراتا رہا۔جب سارا روپیہ

اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر چلا آیا۔ مسیح موعود اس شرم سے گھر نہیں آئے۔ اس لئے آپ سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

سوال: کیا مرزا بشیر الدین محمود احمد کو (مرزا طاہر احمد قادیانی کے والد) اکھنڈ ہندوستان کا تازہ رؤیا آیا۔

جواب: اکھنڈ ہندوستان کا تازہ رویا جو کہ مجلس عرفان مورخہ ۳/ماہ شہادت روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۵/اپریل ۱۹۴۷ء ج ۴۵ ص ۲ میں یوں کہا۔

قادیان تین ماہ شہادت آج بعد نماز مغرب حضور نے چوہدری اعجاز نصر اللہ صاحب اور جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کا نکاح محترمہ امتہ الحفیظ صاحبہ بنت خلیفہ عبدالرحیم صاحب جموں کے ساتھ تین ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد مجلس میں رونق افراز ہو کر حضور نے جوار شادات فرمائے۔ ان کا (ملخص) خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔

''ابتداء میں حضور نے اپنا تازہ رؤیا بیان فرمایا۔ جس میں ذکر تھا کہ گاندھی جی آئے ہیں اور حضور کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹنا چاہتے ہیں اور ذرا سی دیر لیٹنے پر فوراً اٹھ بیٹھے اور گفتگو شروع کر دی۔ دوران گفتگو حضور نے گاندھی جی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے اچھی زبان اردو ہے۔ گاندھی جی نے بھی اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ دوسرے نمبر پر پنجابی ہے۔ گاندھی جی نے اس اظہار پر تعجب کیا مگر آخر مان گئے۔ اس کے بعد رؤیا میں نظارہ بدل گیا اور حضور گاندھی جی کے کہنے پر عورتوں میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر وہ بہت تھوڑی آئی تھیں۔ اس لئے حضور نے تقریر نہ فرمائی۔ اس رؤیا کی تعبیر میں حضور نے بیان فرمایا۔''

''کہ یہ موجودہ فسادات کے متعلق ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہندو مسلم تعلقات ابھی اس حد تک نہیں پہنچے کہ صلح نہ ہو سکتی ہو۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد کوئی بہتر صورت پیدا ہو جائے۔ اسی اخبار اور بیان میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص طور پر مبعوث فرمایا گیا ہے اور ان تینوں کو راہ راست پر لانا حضور کا اصل کام ہے۔ مسلمانوں کے لئے مہدی مقرر کیا گیا۔ ہندوؤں کے لئے کرشن اور عیسائیوں کے لئے مسیح بن کر آئے ہیں۔

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔''

ان تحریروں کی روشنی میں میں پھر یہ چیلنج قبول کرتا ہوں کہ مرزا طاہر احمد قادیانی نے کھلے کھلے الفاظوں میں جھوٹ اور افتراء بیرونی دنیا کو دھوکا دینے کے لئے لکھا ہے۔ لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین!

میں مرزا طاہر قادیانی کو چیلنج کے جواب میں چیلنج دیتا ہوں کہ آیا جن کتابوں کا میں نے حوالہ دیا ہے کیا وہ ان کتابوں کا انکار کرسکتا ہے۔ یقیناً وہ انکار نہیں کرسکتا تو ان کتابوں میں جو عقائد ہیں۔ یہ کس جماعت کے لئے ہیں؟ کیا یہ جماعت مرزائیہ کے لئے نہیں ہیں۔

آخر میں مرزا طاہر احمد قادیانی کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے حسب ذیل دعا میں شریک ہوتا ہوں جو مرزا طاہر احمد قادیانی نے لکھی ہے: ''میں اپنے اہل وعیال اور اپنے مردوں اور عورتوں اور ان تمام متبعین کو بھی اپنے ساتھ شریک کرتا ہوں۔ فریق ثانی بن کر مباہلہ کے اس چیلنج پر دستخط کر رہا ہوں اور اس کا اعلان عام کر رہا ہوں۔ اے قادر وتوانا عالم الغیب والشہادۃ خدا ہم تیری جبروت اور تیری عظمت اور تیرے وقار اور تیرے جلال کی قسم کھا کر اور تیری غیرت کو ابھارتے ہوئے تجھ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے۔ جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اس پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما۔ اس کی ساری مصیبتیں دور کر اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کردے۔ اس کو برکت پر برکت دے اور معاشرہ سے ہر فساد اور ہر شر کو دور کردے۔ اے خدا تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما۔ جیسا کہ تیرا طریق ہے۔ جھوٹے پر غضب نازل کرتا ہے۔ اسے ذلت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہر وغضب کا نشانہ بنا۔ اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس کر مصیبتوں پہ مصیبتیں ان پر نازل کر۔''

ہم ہیں

فریق اوّل	فریق ثانی
امام جماعت احمدیہ عالمگیر دنیا بھر کے احمدی مرد وزن	مبلغ وصدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات دنیا بھر کے
چھوٹے بڑے کی نمائندگی میں	مسلمان مرد وزن چھوٹے وبڑے کی نمائندگی میں
مرزا طاہر احمد	مولانا محمد خلیل قادری راشدی ولد محمد دین
ولد مرزا بشیر الدین محمود احمد	محلہ جامع مسجد حیات النبی گجرات
جمعۃ المبارک ۱۰/جون ۱۹۸۸ء	جمعۃ المبارک ۲۹/جولائی ۱۹۸۸ء

قادیانیوں کی طرف سے دیئے گئے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان

جناب عابد حسین صدیقی صاحب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اٹک کے نمائندہ قادیانیو! گزشتہ دنوں آپ کے امام مرزا طاہر احمد کی طرف سے ''جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج'' کے عنوان سے ایک کتابچہ ملک کے دوسرے شہروں کی طرح آپ کی مقامی تنظیم (اٹک) کی طرف سے بھی تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں مسلمانان عالم کو دو چیلنج دیئے گئے ہیں:

چیلنج نمبر:۱

صفحہ نمبر۵، ۶ پر مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ شائع کر کے مرزا طاہر احمد نے دنیا بھر کے مسلمانان کو دعوت مباہلہ کا پہلا چیلنج دیا ہے جس کی نقل درج ذیل ہے: ''جہاں تک بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے سچے یا جھوٹے ہونے کا تعلق ہے جنہوں نے امت محمدیہ میں مبعوث ہونے والے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔'' ہمیں مباہلے کا کوئی نیا چیلنج پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ میں ایک کھلا چیلنج موجود ہے۔

ہم سب مکذبین و مکفرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس چیلنج کو غور سے پڑھ کر یہ فیصلہ کریں کہ کیا وہ اس کے عواقب سے باخبر ہو کر اس کو قبول کرنے کے لئے جرأت کے ساتھ تیار ہیں۔ آپ کے الفاظ میں وہ چیلنج حسب ذیل ہے: ''ہر ایک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے اور ہر ایک جو مکار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعوائے مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اس کو میرا افتراء خیال کرتا ہے وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو، اس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ درحقیقت کذاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اس نے اس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اس کا افتراء ہے اور میں اس کو درحقیقت اچھی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذاب اور دجال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر! اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذاب اور مفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین! ہر ایک کے لئے کوئی تازہ

نشان طلب کرنے کے لئے یہ دروازہ کھلا ہے۔'' چونکہ بانی سلسلہ احمدیہ اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں اور مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے والے کے سامنے آپ کی نمائندگی میں کسی فریق کا ہونا ضروری ہے اس لئے میں اور جماعت احمدیہ اس ذمہ داری کو پورے شرح صدر، انبساط اور کامل یقین کے ساتھ قبول کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ (مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج ص ۵، ۶)

چیلنج نمبر:۲

اس کتابچہ کے ص ۷ سے ۱۵ تک۔ (مفہوم)

الف..... مرزائی جماعت کے عقائد۔

ب..... مرزا غلام احمد قادیانی پر الزامات۔

ج..... مرزا غلام احمد قادیانی پر گند اچھالنے۔

د..... مرزائی جماعت پر دیگر الزامات۔

ر..... مرزائی جماعت پر مکروہ الزامات۔

ز..... قومی اور ملی نقطۂ نگاہ سے مرزائی جماعت کے خلاف نفرت پھیلانے کے پروپیگنڈے۔

س..... مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ کے متعلق پروپیگنڈے۔

کے عنوانات کے تحت مختلف امور کا ذکر کر کے دعوت مباہلہ کا دوسرا چیلنج دیا گیا ہے۔

ہم آپ کے دونوں چیلنج قبول کرتے ہوئے چیلنج نمبر:۱ کے متعلق اعلان کرتے ہیں کہ:

''مرزا غلام احمد قادیانی مکذب، مکار اور مفتری تھا۔ جو الہام اس نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ اس کا اپنا افتراء ہے۔ ہم اپنی کامل بصیرت، کامل غور اور یقین کامل کے ساتھ اسے مفتری، کذاب اور دجال سمجھتے ہیں۔''

چیلنج نمبر:۲ کے متعلق ہم اعلان کرتے ہیں کہ:

الف..... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں اپنے آپ کو خدا کے مانند، خدا کا بیٹا اور خدا کا باپ تک لکھا ہے اور قادیان کی سرزمین کو حرم سے محترم قرار دیا ہے۔

ب..... مرزا غلام احمد قادیانی نے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا۔ قرآن مجید میں لفظی و معنوی تحریف کی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کی۔ اسلامی نظریہ جہاد کو منسوخ کیا اور دعویٰ نبوت کیا۔

ج..... مرزا غلام احمد قادیانی دھوکہ باز اور بے ایمان آدمی تھا۔ اس کی پیشین گوئیاں اور مبینہ

وحی الٰہی جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

د..... مرزائی جماعت مسلمانوں والا کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور اس میں محمد ﷺ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ غرضیکہ قادیانیوں کے عقائد قرآن وسنت سے جدا اور الگ ہیں۔

ز..... قادیانی عقیدہ کے مطابق پاکستان اللہ کی مرضی کے خلاف بنا ہے۔ نیز قادیانی اکھنڈ ہندوستان کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیش گوئی کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

س..... مرزائی جماعت کا موجودہ امام غیر ملکی حکومتوں کا آلۂ کار بنا ہوا ہے۔ (نیز سر ظفر اللہ جس کا نام قصداً نہیں لکھا گیا وہ بھی غیر ملکی حکومتوں کا ایجنٹ اور آلۂ کار تھا)

اگر ضلع اٹک کی مرزائی جماعت کے سرکردہ حضرات (جن کے نام آخر میں درج ہیں) اپنی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اپنی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد کو حق پر سمجھتے ہیں تو ضلع اٹک کی طرف سے اس کی نمائندگی کریں۔

ہم آپ کی دعوت مباہلہ کے دونوں چیلنج قبول کرتے ہیں اور مباہلہ کے لئے ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کے مبارک دن اٹک شہر کے ختم نبوت چوک (چوک فوارہ) کا مقام اور نماز عصر سے نماز مغرب تک کا وقت مقرر کرتے ہیں۔

اگر آپ اپنے دعاوی میں سچے ہیں تو ہمیں ۳ ستمبر ۱۹۸۸ء تک تحریری اطلاع دیں۔

یہ پمفلٹ آپ میں سے ہر ایک کو بذریعہ رجسٹری ڈاک بھیجا جارہا ہے۔

فریق اوّل:

۱..... شیخ عابد حسین صدیقی، ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک۔

۲..... مرزا عبدالعزیز، سالار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک۔

۳..... فخر الاسلام فیصل، کنوینر ختم نبوت یوتھ فورس ضلع اٹک۔

۴..... محمد شریف شاکر، رکن مجلس عاملہ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع اٹک۔

فریق دوم:

۱..... عبدالرؤف، دارالفضل میڈیکل ہال، اٹک شہر۔

۲..... مرزا مبارک احمد، بی. بلاک اٹک شہر۔

۳..... بشارت احمد بھٹی ایڈووکیٹ، اٹک شہر۔

۴..... سعید احمد قریشی، جمشید سکول، اٹک شہر۔

قادیانیوں کی دعوت مباہلہ

تجزیہ و ردعمل

جناب چوہدری محمد شریف خالد ایڈووکیٹ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے حال ہی میں علمائے اسلام کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے اور حسب سابق اپنے باطل مذہب کی تصدیق کی ناکام کوشش کی ہے۔ چیلنج کو قاضی منیر احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے شائع کیا ہے اور اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نام نہاد نبوت کا ذکر البیلے طریقے سے کیا گیا ہے۔ اس میں مرزا طاہر احمد نے دیگر قادیانی عقائد کو ذہنی جمناسٹک اور کج ادائی کے ساتھ تیکھے انداز میں پیش کر کے متعدد حقائق کو یوں پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہے کہ اصل بات مباہلے کی بنیاد نہ بن سکے۔

تیرے تیر نیم کش کو کوئی میرے دل سے پوچھے
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

اور پھر متعدد ایسے نقاط کو بھی مباہلے کی اساس قرار دینے کی کوشش کی ہے جو ایسے اہم مسئلے کی بنیاد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ مثلاً مرزا طاہر احمد اور قادیانیوں پر الزام ہے کہ:

۱..... جماعت احمدیہ امریکہ کی ایجنٹ ہے۔
۲..... چھ سو قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو گئے (ممکن ہے کم وبیش ہوں)
۳..... جرمنی میں چار ہزار قادیانی گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں۔
۴..... لندن میں روسی سفیر سے طویل ملاقات کی۔ وغیرہ!
(ممکن ہے آپ اسے مختصر ملاقات سمجھتے ہوں)

مندرجہ بالا بیانات درست بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے اعداد وشمار اور کیفیت وکمیت میں کمی بیشی کا امکان بھی ہے اور چونکہ ایسی چیزیں سیاسی اور عام دنیوی نوعیت کی ہیں اور مباہلے کا تعلق مابعد الطبیعی دینی عقائد اور روحانی مسائل وتفصیلات سے ہوتا ہے۔ اس لئے محولہ بالا سیاسی خبروں کو بھی مباہلہ کی بنیاد بنانا کروڑوں مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے تاکہ ایسی چیزوں کے باعث مسلمان اہل علم مباہلے کے چیلنج کو درخور اعتناء نہ سمجھیں اور اسے قبول کرنے سے گریز کریں اور ہم کہیں کہ دیکھا نا! اب کوئی میدان میں نہیں آتا ہے ۔

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

(ہاتھ میں تلوار کیونکر ہو۔ جہاد بالسیف تو ان کے ہاں منسوخ ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳)

لیکن یاد رہے، کہ اس صدی کے اوائل میں بھی ان کے نام نہاد نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے شیخ الاسلام ابوالوفا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح پکارا تھا اور لکھا تھا کہ: ''اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۱۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۸)

ہوا یوں کہ آخر کار مرزا غلام احمد متنبی ہند قریباً ایک سال ایک ماہ بعد مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ۱۹۰۸ء میں ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ انہیں بار بار قے آئی۔ کئی بار پاخانے آئے اور اسی حالت میں مر گئے۔ لیکن مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے چالیس سال بعد مملکت خداداد پاکستان میں تشریف لانے کے بعد راہی ملک عدم ہوئے اور مرزا غلام احمد پر حجت تمام ہوئی۔ ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔

اسی طرح ماضی قریب میں علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کا تعاقب کیا اور انہیں دنیا بھر میں بے نقاب کر دیا۔ علامہ موصوف نے اپنی مدلل تقاریر اور شہرۂ آفاق تصنیف ''القادیانیہ'' (عربی، انگریزی) اور معروف اداریوں بعنوان ''مرزائیت اور اسلام'' میں متنبی ہند اور اس کے پیروکاروں کو انہیں کی تحریروں کا آئینہ دکھایا تو یہ لوگ شکست و ریخت کا شکار ہو کے رہ گئے۔ چنانچہ ایسے اعمال صالحہ پر اللہ رب العزت نے علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کو شہادت کی موت سے سرفراز کیا اور انہیں مدینہ منورہ کے قبرستان ''جنت البقیع'' میں دفن ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ واقعہ کس بھی متلاشی حق کے لئے چراغ راہ اور دلیل منزل بنے۔ ''وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر'' ﴿اور آپ جسے چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ذلیل کرتے ہیں، آپ کے ہاتھ میں خیر ہے۔﴾ لیکن اس کے برعکس بڑے سے بڑے قادیانی کو بھی ربوہ کی خشک پہاڑیوں میں نام نہاد ''بابرکت'' قبرستان میں سپرد خاک کر دیا جاتا ہے۔ اس سے تو یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں کی مخالفت کرنے سے کچھ بگڑتا نہیں، بہت کچھ سنور جاتا ہے۔ اپنے چیلنج میں مرزا طاہر احمد نے پاکستان میں ہونے والے معمولی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں خدا کی ناراضگی کا آئینہ دار قرار دیا ہے۔ اوجڑی کیمپ کا واقعہ ہو، یا بموں کے دھماکے یہ سب جنگی چالیں تھیں۔ جنہیں ہمارا دشمن پاکستان میں عوامی بے چینی پیدا کرنے کے لئے آزما رہا تھا اور بالآخر وہ سلسلہ بحمد اللہ ختم ہوا اور افغانستان میں مجاہدین کی کامیابی پاکستان کی بھی عظیم سیاسی، جنگی

اور سفارتی فتح بن گئی جس پر عالم اسلام رب العزت کے احسانات کا شکر گزار ہے۔اس وقت افغان مجاہدین کی تاریخ ساز کامیابی کے بعد افغانستان میں اسلامی ریاست کے قیام کی راہیں ہموار ہوگئیں ہیں۔بنگلہ دیش اسمبلی نے پھر سے دین اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دے دیا ہے۔ایران اپنی جنگی حکمت عملی میں انتہاء پسندی کے باوصف اپنے مسلک کے اعتبار سے ایک اسلامی ریاست بن چکا ہے۔روسی مسلمانوں میں اسلامی شعور جاگ رہا ہے۔مقبوضہ کشمیر میں مسلمان اکثریت کی زبان پر پاکستان کا نام احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔چنانچہ اس اجمال کی روشنی میں سیاسی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب پاکستان،کشمیر،افغانستان،ایران اور بنگلہ دیش پر مشتمل ایک عظیم اسلامی کنفڈریشن معرض وجود میں آجائے گی۔حرمین شریفین کی مرکزیت برقرار رہے گی اور ایران وعرب کے درمیان غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی۔لیکن قادیانی حسب سابق خائب وخاسر رہیں گے۔ان کا شیرازہ بدستور بکھرا رہے گا اور وہ اپنے لئے سازگار ماحول کے انتظار میں لقمۂ اجل ہوتے جائیں گے۔سوائے ان لوگوں کے جو سلیم الفطرت ہیں اور ان کے ہم رنگ زمین حال میں نئے نئے گرفتار ہوئے ہیں تائب ہوکر واپس دین رسول ہاشمی ﷺ کی آغوش میں لوٹ آئیں گے۔کیونکہ حق بات تسلیم کرلینے میں کوئی شرم اور عار نہیں ہے۔ہم ایسے بھائیوں کا استقبال کرنے کے لئے دیدۂ دل فرش راہ کریں گے اور ستم کش انتظار رہیں گے۔

اس وقت امت محمدیہ ﷺ ایک نئے عزم واعتماد کے ساتھ بیدار ہورہی ہے۔ہمارے نوجوانوں کی تنظیمیں اپنے اختلافات کے باوجود اسلام ہی کی بنیاد پر سرگرم عمل ہیں۔مختلف مسلکوں کے وجود کے باوجود فرقہ پرستی دم توڑ رہی ہے اور ایک اجتماعی ملی شعور جنم لے رہا ہے۔اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا مستقبل روشن اور قادیانیت کا تاریک ہے۔پیپلز پارٹی میں بھی اب اسلام کا نام احترام کے ساتھ لیا جارہا ہے۔دوسری جانب تبلیغی جماعت،ادارہ منہاج القرآن،انجمن خدام القرآن،جماعت اسلامی،ورلڈ اسلامک مشن (جمعیۃ علمائے پاکستان) اور اہل حدیث سبھی نے بین الاقوامی سطح پر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تیز تر کردیا ہے۔افریقہ وامریکہ اور عرب وعجم میں اسلامی تحریکیں امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے مؤثر طور پر سرگرم عمل ہیں۔یہاں تک کہ چین میں سینکڑوں مساجد جذبۂ خیر سگالی کے زیر اثر واگزار کی جاچکی ہیں اور پاکستان احیائے اسلام کے اس تناظر میں بڑا اہم کردار ادا کررہا ہے۔لیکن قادیانیوں کو ہمیشہ یہی دکھائی دیتا ہے کہ پاکستان بقول ان کے زیر عتاب ہے۔کیونکہ اہل پاکستان نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔مباہلے کے چیلنج میں مرزا طاہر احمد قادیانی نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قادیانی کلمہ گو ہیں۔اس لئے وہ بھی مسلمان ہیں۔

جب کہ حقیقت حال یہ ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بھی مانتے ہیں اور انہوں نے ماضی میں ہمیشہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا اقرار کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر میں پہل کی اور مسلمانوں سے مقاطعہ کر لیا اور خود ہی مسلمانوں سے الگ ہو کر مسلم معاشرے سے خارج ہو گئے۔ قادیانیوں کی طرف سے تکفیر اہل اسلام کے کئی فتوے جاری ہوئے، جنہیں کسی تفصیلی مضمون میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ یہاں نمونے کے طور پر ایک فتویٰ حاضر خدمت ہے۔ ''ہر ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ریویو قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۱۰، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

گردش ایام کی کرشمہ سازی کا اندازہ کیجئے کہ قادیانی جو کل تک کلمہ گو مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اپنے کلمے کی نمائش کرتے پھرتے ہیں تاکہ انہیں غیر مسلم نہ کہا جائے۔ ''تلک الایام نداولھا بین الناس''

صحیحین کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایما امرء قال لا خیہ کافر باء احد ھما زاد مسلم ان کان کما قال والا رجعت الیہ'' جو کسی مسلمان کو کافر کہے، ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔ اگر جسے کہا فی الحقیقت کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔

حاصل کلام یہ کہ مرزائیوں نے ان گنت کلمہ گو مسلمانوں کی تکفیر کی تو نتیجہ کے طور پر کفر ان پر پلٹ دیا گیا اور اب وہ ایسی دلدل میں پھنس گئے ہیں کہ عالم اسلام کے احیاء کے ساتھ ساتھ اتھاہ گہرائیوں میں دھنسے چلے جائیں گے۔ الا یہ کہ صدق دل سے توبہ کریں اور پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو آخری نبی تسلیم کریں اور واپس اسلامی معاشرے میں لوٹ آئیں۔ مگر افسوس یہ کہ وہ مقام ناواپسی (Point Of No Return) تک جا چکے ہیں اور مباہلے کے چیلنج کو ترپ کے پتہ کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ سچائی یہ ہے کہ اللہ کا دین اس طرح مکمل ہے کہ کسی مزید نبی کی گنجائش نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

۱..... ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ: ۳)'' ﴿آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے میں نے دین اسلام پسند کیا۔﴾

۲..... میں عالی شان قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور اب اس عظیم الشان محل میں کسی

اضافے کی گنجائش نہیں۔ (تلخیص حدیث از بخاری ومسلم)

۳..... نیز فرمایا: ''لا نبی بعدی ولا امة بعدکم (مسند احمد)'' ﴿میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔﴾

واضح ہو کہ ''لا نبی بعدی'' میں ''لا نفی'' جنس کے لئے ہے کہ کوئی اور کسی قسم کا بھی نبی میرے بعد نہیں آئے گا۔ چنانچہ خدانخواستہ اگر متنبّی قادیان کو نبی مان لیا جائے تو پیغمبر اسلام ﷺ کے مذکورہ بالا کلام بلاغت نظام کو نعوذ باللہ جھوٹ قرار دینا پڑے گا اور اس سے بڑا کفر کیا ہو سکتا ہے؟ ایسے کفر کے متحمل تو صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو آنحضور ﷺ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ورنہ علماء وصلحائے امت محمدیہ کو کوئی شوق نہیں ہے کہ کسی گروہ کو بلاوجہ دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا جائے۔ چنانچہ ان مختصر حقائق کی روشنی میں میں محمد شریف خالد ولد محمد عبداللہ ایم.اے علوم اسلامیہ، ایم.اے ادبیات اردو، ایم.اے سیاسیات، بی.ایڈ، ایل.ایل.بی، ایل.ایل.ایم (قانون شریعت اسلامیہ) ساکن خالد روڈ شیخوپورہ (پنجاب پاکستان) مرزا طاہر احمد (سربراہ گروہ قادیانیہ) ولد مرزا بشیر الدین محمود احمد مقیم برطانیہ کے مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہوئے دعویٰ کرتا ہوں کہ پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نیا نبی نہ آئے گا اور یہ کہ آنحضور ﷺ کے بعد جو کوئی بھی دعوائے نبوت کرے گا، کذاب ہے وہ اور اس کے ماننے والے امت محمدیہ ﷺ کے باغی اور خارج از اسلام ہیں۔

ضروریات

۱..... مباہلے کی تاریخ اور وقت مرزا طاہر احمد کو طے کرنے کا اختیار ہے۔

۲..... البتہ یہ مباہلہ ۳۱/اکتوبر ۱۹۸۸ء تک منعقد ہو جانا چاہئے۔ تاکہ اہل اسلام کو قادیانیوں کا منظر دیکھنے کے لئے طویل انتظار نہ کرنا پڑے۔

۳..... اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کسی بھی معروف مقام پر مباہلہ کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔

۴..... اگر مرزا طاہر احمد کسی کبر وغرور کے باعث مباہلہ میں مجھے مدمقابل قبول کرنے سے انکار کر دیں یا گریز کریں تو ان پر حجت تمام سمجھی جائے گی اور اللہ تعالیٰ غرور وتکبر کا مزہ چکھانا جانتے ہیں۔ کوئی بھی ابراہیمی مچھر کسی بھی نمرود کا دماغ کسی وقت بھی صاف کر سکتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

محمد شریف خالد، ساکن خالد روڈ مسلم گنج شیخوپورہ (پنجاب پاکستان)

مباہلہ کا کھلا جوابی چیلنج

جناب سید عبدالحفیظ شاہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جاء الحق

دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کی طرف سے کفار مرتدین اور قادیانیوں کے مباہلہ کا جوابی چیلنج نمبر:۱

پہلے ذیل میں مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تحریر کیا جاتا ہے جس کا جواب خود ان کی اپنی موت کا حوالہ ہے۔ تمام لوگ بغور پڑھیں اور تصدیق کرلیں۔

غلام احمد قادیانی نے فریق ثانی کی طرف سے یہ دعا تحریراً لکھوائی: ''خدائے قادر! اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذاب ومفتری اور کافر بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کرو ورنہ اس کو عذاب میں مبتلا کرو۔ (آمین) ''ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کے لئے یہ دروازہ کھلا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۶۹، خزائن ج۲۲ ص۷۲)

بحوالہ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۷، مؤلف صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی) ۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء پیر کی شام تک اچھے خاصے تھے۔ پچھلی رات ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ نے انہیں ذلت کی موت مارا۔

جو زندگی میں ہمیشہ ہیضہ کی بیماری کو عذاب الٰہی سمجھتے ہوئے دوسروں کے لئے بددعا کرتے تھے اور ہیضہ کو غضب الٰہی کی ایک نشانی تصور کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: ''جو شخص کہے میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف نہ ہو وہ بہت بری موت مرتا ہے اور قابل عبرت ہوتا ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۲۸ نمبر۵۰ ص۱ کالم۲، مورخہ ۲ رمارچ ۱۹۴۰ء)

چیلنج نمبر:۲

''جو شخص سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو خاتم النبیین (آخری نبی) تسلیم نہیں کرتا، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا غلام احمد قادیانی پر ایمان رکھتا ہے وہ متفقہ طور پر کافر ہے کاذب ہے۔'' جناب مرزا طاہر بیگ اپنی جماعت کی طرف سے پہلے اعلان فرمائیں کہ:

۱..... ہم کسی مسلمان کو کافر نہیں سمجھتے۔ سب مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد پر ہمارا دیگر مسلمانوں کی طرح ایمان ہے اور ہم ارکان دین تمام مسلمانوں کی طرح ادا کرتے ہیں۔ اگر فی الواقع یہی ہے تو آپ پر تہمت لگانے والوں پر اپنے اس مباہلہ میں صفحہ نمبر ۱۲ سطر نمبر ۱۵ تا ۲۰ میں صوم وصلوٰۃ، زکوٰۃ، حج کے بعد جہاد کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ آپ کے یہاں جہاد تسلیم نہیں کیا گیا۔ جب کہ اسی صفحہ میں تحریر ہے کہ: ''وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقاد اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان وزمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔''

اب ملاحظہ فرمائیں: ''تمام امور میں جہاد کا فرض ہونا علمی طور پر اجماع اہل سنت کا جزو ایمان ہے جس کو آپ نہیں مانتے۔ ہمارے یہاں کسی ایک رکن کے انکار پر کفر لازم ہوتا ہے۔ بقول خود آپ کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ گورنمنٹ برطانیہ کے پکے خیر خواہ اور مسلمانوں کے دلوں سے جہاد کو دور کرنے والے تھے۔'' (بحوالہ درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

جہاد کی مخالفت میں دوسرا حوالہ بعینہٖ الفاظ غلام احمد قادیانی ''ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اس لئے مروایا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔ مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلا ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورشی والا سلوک روا رکھا ہے۔''

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ کالم ۲، مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء) اب آخر میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر میں سید عبدالحفیظ شاہ ولد مولوی عبدالعزیز شاہ ساکھ دیہہ گجو ضلع ٹھٹھہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ آپ کے مباہلہ کا چیلنج قبول کرتا

ہوں اور جو دعا آپ نے مقرر کی ہے اس کو میں مختصراً بغیر الفاظ کی الٹ پھیر کے شکوک وشبہات سے بالاتر فریق ثانی کے لئے جو الفاظ آپ نے لکھے ہیں وہ آپ کی طرف منتقل کرتے ہوئے اپنے رب سے دست بدعا ہوں کہ: ''اے مالک حقیقی تو دلوں کے حال سے واقف ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ اور ان کے تمام رفقاء، مقربین جو خدا اور رسول کے احکام کے منافی دین اسلام میں فتنہ بنے ہوئے ہیں، ان تمام کا انجام ویسا ہی کر دیکھا جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا عبرتناک انجام ہوا۔ اگرچہ یہ سچے ہیں اور میں جھوٹا ہوں تو میرا انجام لوگوں کے لئے عبرتناک بنادے تاکہ یہ جماعت اس صدی میں اپنے دعوے کا ایک ثبوت حاصل کرے۔'' یہ تو ہوا آپ کی تحریر کا جواب۔ اب میری طرف سے آپ اپنے سچے ہونے کا یہ ثبوت فراہم کریں۔

۱..... غلام احمد کی چالیس سالہ زندگی کسی پیغمبر کی زندگی سے ملتی ہوئی ہو تو تحریری طور پر ثابت کریں۔

۲..... ہمارا ایمان ہے تمام انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں امانت ہیں۔ آپ اپنے والد کی قبر پر جائیں اور قبر کھلوائیں اگر وہ ویسے ہی سالم موجود ہیں تو آپ کے لئے بہترین موقع ہوگا کہ نہ ماننے والے بھی یہ حال دیکھ کر ایمان لے آئیں گے اور آپ کا مشن پورا ہو جائے گا۔

جب کہ ایسی مثال موجود ہے۔ بغداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کی منتقلی کا واقعہ مشہور ومعروف ہے۔ ۱۹۳۲ء میں بغداد میں ہزارہا افراد نے دونوں صحابہ کرام حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسد پاک کی زیارت کی دونوں حضرات کے جسم بالکل تروتازہ تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا یہ حضرات بھی زندہ ہیں۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ جن سے نوری شعائیں نکل کر دیکھنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ کفن بھی بالکل تازہ تھے۔

اس لئے آپ کو مشورہ ہے۔ دوسری باتوں میں الجھنے کے بجائے والد صاحب کی قبر کھلوادیں تاکہ جو مکذبین ہیں ان کے لئے دیدۂ عبرت بن جائے۔

۳..... میں اور آپ کسی بھی مقام پر جہاں آپ چاہیں علیحدہ علیحدہ کمروں میں تین دن کے

لئے بند ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم دونوں میں جو سچا ہے۔ سچائی کی نشانی اس پر ظاہر کردے۔ تین دن کے بعد ہم باہر آئیں تاکہ ہمیں دیکھ کر خدا تعالیٰ کی نشانی سچے اور جھوٹے ہونے کی پالیں۔

۴..... جس ملک میں جہاں آپ پسند کریں میں آتا ہوں۔ وہاں آگ جلائی جائے اور اس آگ میں ہم دونوں اتر جائیں جو جل جائے گا وہ یقینی جھوٹا ہوگا اور جو بچ جائے گا وہ یقینی سچا ہوگا۔

اے اللہ! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلت کی موت مار دے۔ جس طرح خود غلام احمد قادیانی کی موت ہوئی اور جس طرح اس کے دو بڑے رفقاء مثلاً مولوی عبدالکریم اور حکیم نورالدین کو مارا جن کی اموات بھی خالی از عبرت نہیں یا اللہ تو دیگر موجودہ ایسے کذاب کو بھی اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس تاکہ دنیا خوب اچھی طرح ان ملعونین اور خبیثوں سے آگاہ ہوجائے۔

فریق اوّل	فریق ثانی
سید عبدالحفیظ شاہ ولد مولوی عبدالعزیز شاہ ساکن دیہہ گجو ضلع ٹھٹھہ تمام عالم کے مسلمانوں کی طرف سے جمعرات المبارک ۴؍اگست ۱۹۸۸ء	سلسلہ احمدیہ سے متعلق ختم نبوت کے وہ تمام منکرین مرتدین، مکذبین، مکفرین، مغضوبین، معتوبین، مقہورین، مفرورین، مصدودین اور ملعونین اپنے تمام معاونین خبیثون والخبیثت کے ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے انجام سے باخبر ہوکر اس مباہلہ کا فریق ثانی بننا منظور کرتی/کرتا ہوں۔ دستخط کیجئے بمع تاریخ

نوٹ: اس مباہلہ کا تحریری جواب ایک مہینہ کے اندر دینا آپ پر فرض ہے۔ ورنہ معیاد گزرنے کے بعد آپ کو مفرور قرار دیا جائے گا اور خود بخود تمام ذرائع ابلاغ میں آپ کی کذب بیانی اور فرار کا پردہ چاک ہوجائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی ذاتی زندگی

مسیح موعود کی بیماریاں

اگر ان کی جملہ بیماریوں کے احوال لکھے جائیں تو مسیح موعود ان کو کہنا ایک مذاق معلوم ہوتا ہے۔ اپنی سوانح عمری میں بقلم خود جتنی بیماریاں مسیح موعود کو لاحق تھیں، معلوم ہوتا ہے بیماریوں کا پوٹلہ تھے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں:

۱..... مرزا قادیانی کو اپنی نامردی کا یقین تھا۔

(۲۸/فروری ۱۸۸۷ء المکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۲۱ خط نمبر ۱۴، منقول نوشتہ غیب مؤلف خالد وزیر آبادی)

۲..... مرزا ذیابیطس شدید درد سر مع دوران سر قدیم سے مبتلا تھے۔ اس کے ساتھ تشنج قلب بھی تھا۔ (تریاق القلوب ص ۳۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳)

۳..... بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے جب کہ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۳)

۴..... ''مراق کا سلسلہ تفکرات، غم اور سوء ہضم جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔''

(رسالہ ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۰، بابت اگست ۱۹۲۶ء)

(شاید انہی کو الہام کہتے تھے)

۵..... ہسٹریا: ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراقی بھی فرمایا کرتے تھے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵)

دق اور سل: ''حضرت نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے۔ مرزا غلام مرتضیٰ آپ کا علاج کیا کرتے تھے۔'' (حیات احمد ج۲ ص۷۹)

تیس برس سے دو بیماریاں: ''نبض کم ہو جانا اور دوران سر پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔'' (نسیم دعوت ص۶۸، خزائن ج۱۹ ص۴۳۵)

دائم المرض: مرزا فرماتے ہیں۔ ''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں۔ ہمیشہ درد سر کی خواب تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ ذیابیطس ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ پیشاب آتا ہے۔'' (ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰)

خرابی حافظہ: ''میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔''
(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۳ ص۲۱)

دماغی بیہوشی: ''اچانک آپ کے دماغ پر ایک کمزوری کا حملہ ہوتا اور بیہوش ہو جاتے۔'' (مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر مورخہ ۲۱/مئی ۱۹۳۴ء)

افیون کا استعمال: مرزا قادیانی کی چشم نیم بار رہا کرتی تھی۔ افیم کے بارے میں فرمایا۔ نصف طب ہے۔ موصوف کو ڈر رہتا تھا کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں۔ پہلا مسیح تو شرابی اور دوسرا افیونی۔ (نسیم دعوت ص۶۸، خزائن ج۱۹ ص۴۳۵)

سنکھیا کا استعمال: ''زہر دے دیئے جانے کے ڈر سے اکثر سنکھیا استعمال کرتے تھے۔'' (مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۹۴ ص۴ کالم۳، مورخہ ۵/فروری ۱۹۳۵ء)

ٹانک وائن: ''ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی تو ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ ٹانک وائن استعمال کرتے تھے۔''
(مندرجہ اخبار پیغام صلح ج۳۳ نمبر۱۵، مورخہ ۴/مارچ ۱۹۳۵ء)

ہیضہ سے موت کا عبرتناک فیصلہ

اعلان منجانب ڈاکٹر سید محمد حسین قادیانی مندرجہ ضمیمہ اخبار الحکم قادیانی غیر معمولی مورخہ ۲۸ رمئی ۱۹۱۸ء

اگر متذکرہ بالا مرزا غلام احمد قادیانی پر تہمت ہے تو ''لعنة الله علیٰ الکاذبین '' اور اگر سچ ہے تو ایسے مردود اور ایسی بیماریوں کے ہوتے ہوئے دعوت نبوت اور اپنے آپ کو مسیح موعود کہلانے پر ''لعنة الله علیٰ الکاذبین''

نوٹ: تاریخی حوالہ جات اور مختلف سوانح حیات مرزا غلام احمد قادیانی کا جو کچھ لٹریچر موجود ہے اس کے مطالعہ کے بعد یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے یہ مسیح موعود تخلیق کیا تا کہ مسلمانوں سے جذبۂ جہاد ختم ہو جائے اور وہ تادیر اس پر حکومت کریں۔ ورنہ غلام احمد قادیانی اگر آج زندہ ہوتے اور دعویٰ رسالت کرتے تو پاکستان میں دعویٰ رسالت کرنے پر اسے فاتر العقل قرار دیا جاتا۔ کیونکہ برطانوی سامراج کی ایک سازش تھی۔ تاریخی حقائق ہیں ان کے آباء انگریز سرکار کے بڑے چاپلوس تھے۔ اس لئے سرکار برطانیہ نے اس سے وہ سلوک نہ کیا جس کا یہ مستحق تھا۔ ورنہ یہ فتنہ اتنا نہ پھیلتا۔

تمام عالم کے مسلمانوں کو میں دعوت فکر دیتا ہوں کہ سنجیدگی سے اس فتنہ کی فتنہ پروری پر غور کریں اور تحریک قادیانیت کا بھرپور مقابلہ کر کے اس فتنہ کی دلائل اور براہین سے بیخ کنی کر دیں تا کہ آئندہ سادہ لوح عوام کو پھنسانے کا یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے اور یہ کفار جو قرار دیئے جا چکے ہیں ذلت و رسوائی کے گڑھے میں خود بخود دفن ہو جائیں اور سادہ لوح عوام کو ان مکذبین اور مکفرین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹکارا مل جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدو لله رب العلمین

منجانب: تحریک الحفیظ ذاکرین تنظیم بیت المکرّم ٹرسٹ گجھ ضلع ٹھٹھہ

ایک مذہبی غدار کی

تلاش

مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۸۵۷ء

وہ پرآشوب دور تھا جب کہ ہندوستان پر مسلمان حکومت کی جگہ انگریزی حکومت لے رہی تھی۔ اہل اسلام نے انگریزی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اس مقدس جہاد میں بہادر شاہ ظفر سے لے کر ایک عامی مسلمان تک علماء اسلام کی قیادت میں ہر کہ ومہ نے حصہ لیا۔ اگر مسلمانوں سے ہی غداروں کی سرپرستی دکن کے صادق، بنگال کے جعفر، پنجاب کے مرزا غلام مرتضیٰ نہ کرتے تو آج دنیاء اسلام کا نقشہ اور ہی ہوتا۔ چونکہ اقوام ہند سے مسلمان ہی سب سے زیادہ انگریز سے برسرپیکار تھا۔ اس لئے بارہ برس بعد جب کہ ہندوستان پر نصرانی حکومت اپنے ظلم وستم اور بعض نام نہاد مسلمانوں کی امداد کے ذریعہ مکمل قبضہ حاصل کر چکی تھی۔

۱۸۶۹ء میں انگریزوں نے ایک کمیشن لندن سے ہندوستان بھیجا تا کہ وہ انگریز کے متعلق مسلمان کا مزاج معلوم کرے اور آئندہ کے لئے مسلمان کو رام کرنے کے لئے تجاویز مرتب کرے۔ اس کمیشن نے ایک سال ہندوستان میں رہ کر مسلمانوں کے حالات معلوم کئے۔

۱۸۷۰ء میں وائٹ ہال لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن مذکور کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادری بھی دعوت خاص پر شریک ہوئے۔ جس میں دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی جو کہ ''دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' (The Arrival of British Empire in India) کے نام سے شائع کی گئی جس کا اقتباس مندرجہ ذیل پیش کیا جاتا ہے:

رپورٹ، سربراہ کمیشن سر ولیم ہنٹر

''مسلمانوں کا مذہباً عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لئے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔ جہاد کے اس تصور سے مسلمانوں میں ایک جوش اور ولولہ ہے اور وہ جہاد کے لئے ہر لحہ تیار ہیں۔ ان کی کیفیت کسی وقت بھی انہیں حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے۔''

رپورٹ پادری صاحبان

’’یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقۂ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعویٰ کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں وہ مرحلہ اور تھا۔ اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی۔ لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن وامان بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبہ پر عمل کرنا چاہئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔‘‘

(اقتباس از: مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وائٹ ہال لندن منعقدہ ۱۸۷۰ء)

قارئین کرام! انگریز دشمن اسلام تھا۔ گلیڈسٹون وزیر اعظم انگلستان نے پارلیمنٹ میں تقریر کی۔ قرآن کریم ہاتھ میں لے کر کہا کہ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود ہے ہم اطمینان سے حکومت نہیں کر سکتے۔ یہ کہہ کر بدبخت کافر نے کلام الٰہی کو زمین پر دے مارا۔ قرآنی تعلیمات کی بناء پر مسلمان کے لئے جہاد ایک ایسا مقدس فریضہ اور محبوب مشغلہ تھا جس کے طفیل عرب کے بادیہ نشینوں نے قیصر وکسریٰ کے تخت الٹ دیئے۔ اس لئے سازش کی گئی کہ مسلمانوں میں کوئی غدار تلاش کر کے دعویٰ نبوت کرایا جائے اور وہ جہاد کو حرام اور انگریزی حکومت کی تابعداری کو فرض عین قرار دے۔

قارئین کرام کا فرض ہے کہ وہ تلاش کریں کہ وہ شخص کون ہے، جس نے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا اور جہاد کو حرام قرار دیا۔ انگریزی حکومت کی اطاعت کو فرض گردانے میں ساری عمر گزار دی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں

علامہ اقبال کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام

۲۱/جون ۱۹۳۶ء لاہور

میرے محترم پنڈت جواہر لال

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا بہت بہت شکریہ۔ جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدیوں کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے۔ دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا وہ یہ تھا کہ میں دکھاؤں علی الخصوص آپ کو، کہ مسلمانوں کی یہ وفاداری کیونکر پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکر اس نے اپنے لئے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی تصور نہیں ہے، جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں! پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ ان کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدری ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات نے احمدیوں میں مسرت وانبساط کی ایک لہر سی دوڑا دی۔ آپ کی نسبت اس غلط فہمی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود ''دینیات'' سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی ''دینیات'' سے کسی قدر جی بہلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

لاہور میں آپ سے ملنے کا جو موقعہ میں نے کھویا اس کا سخت افسوس ہے۔ میں ان دنوں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ مسلسل اور پیہم علالت کے سبب میں عملاً عزلت گزیں ہوں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور مطلع فرمائیں کہ آپ پھر پنجاب کب تشریف لا رہے ہیں۔ شہری آزادیوں کی انجمن کے بارے میں آپ کی جو تجویز ہے اس سے متعلق میرا خط آپ کو ملا یا نہیں؟ چونکہ آپ اپنے خط میں اس خط کی رسید نہیں لکھتے۔ اس لئے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ یہ خط آپ کو ملا ہی نہیں۔

آپ کا مخلص: محمد اقبال

مشاہیر کے خطبات ختم نبوت

مرتب

مناظر ختم نبوت

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com